قال الله تعالیٰ
إن الله هو الحق المبين

الحمد لله الملک المنان در زمان سعادت اقتران بغرض افادہ مومنین
وحفاظت عقاید مسلمین وصیانت مبین دین رسالہ زرین متین الموسوم

بالحق المتین فی جواب امہات مومنین

سنہ ۱۳۱۶ ہجریہ

بتصحیح تام وحسن سعی مالا کلام جناب مصنف والا مقام بحلیہ
اختتام مزین گردید والحمد للہ علی اتمامہ والصلوة علی رسولہ وآلہ

در مطبع اثنا عشری سید عابد علی طبع شد
بمقام لکھنو محلہ فراشخانہ وزیر گنج در ماہ محرم

فتعالی اللہ الملک الحق المبین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لائق حمد وثنا اور قابل ستایش بے انتہا وہ خالق ارض وسما خداوند یکتا ہی کہ جسکی ذات وحدہ لاشریک بینظیر وبے ہمتا ہی۔ شائبہ ترکیب وشبہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث ناروا ہی چشم ظاہری سے ذات پاک اوسکی پوشیدہ ونہان۔ اور قدرت کاملہ وحکمت بالغہ اُسکی ہر شی مین آشکار وعیان ہی۔ نہ وہ کسی سے ہویدا نہ اُس سے کوئی شی پیدا ہے لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا نہ وہ کسی مین نزول کرتا ھی۔ نہ کسی مین حلول کرتا ہی۔ وہ ایسا قادر مطلق برحق ہی کہ ایک لفظ کن سے تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہی تمامی قبائح وذمائم ونقائص سے منزہ ومبرا ہی۔ یہ اوسکی رحمت ارحم الراحمین ہی کہ ہماری ہدایت کیواسطے پیغمبران معصوم بھیجے تاکہ ہمکو راہ نجات دکھائین۔ حرام وحلال بتائین اور تمامی انبیاء مرسلین واصفیا طاہرین کو گناہان صغیرہ وکبیرہ سے پاک وپاکیزہ فرمایا خصوصًا ہمارے پیغمبر برحق خاتم النبیین سید المرسلین شفیع المذنبین مقصد ما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین مخاطب بخطاب طٰہٰ ویٰس محبوب رب العالمین۔ سید رسل مالک جزو کل شفیع ہر دو سرا مطلوب کبریا۔ فخر عالم وآدم۔ شاہنشاہ ہر دو عالم محکوم بحکم یا ایہا المدثر قم فانذر

شافع محشر مقصود انّا اعطیناک الکوثر۔ سید البشر حبیب قلوب مومنین
طبیب نفوس مسلمین۔ محبوب خدا۔ محمّد مصطفی روحی لہ الفدا تمامی انبیا سے بہتر
اور افضل ہین گناہان صغیرہ وکبیرہ سے عمدًا وسہوًا پاک ہین صلوات اللہ و
سلامہ علیہ والہ المعصومین الی یوم الدین۔ **امّا بعد** ارباب عدل وانصاف
ارکان جدل نا اعتساف پر واضح ہو کہ حضرت نے اپنی امت مرحومہ کو ایسی راہ ہدایت و ارشاد
و طریق صلاح وسداد بتائی جو تمامی مذاہب وملل سے بہتر اور ایسا جادہ قویم و
راہ مستقیم علم وعرفان و دین وایمان کی ہدایت فرمائی جو تمامی شرایع وادیان
سے افضل تر ہی۔ دشمنان حضرت احدیت وبارگاہ صمدیت کو شمشیر صاعقہ بار سے واصل
…نار کیا۔ اصنام کفار اور بدعت اشرار سے خانہ پروردگار کو پاک کیا۔ خداوند یگانہ
کی پرستش اور بندگی طریقہ ستایش وسر افگندگی کی تعلیم سے آفاق عالم کو معمور اور
معرفت حقانی اور معالم ربانی اور عقاید ایمانی اور تزکیہ جسمانی اور روحانی سے تمام
عالم پر نور اور قلوب اہل ایمان کو نورٌ علی نور کر دیا یہ انھین کے قدوم میمنت لزوم
… نامحصور ہی کہ ہدایات حضرت ائمہ طاہرین افاضات علمائے دین ارشادات
…ان شرع متین سے مشارق ومغارب روی زمین معمور ہی۔ معہذا تارکان
… وانصاف متعصبان بااعتساف نے چشم دل کو ایسا نکتہ چین و ناتوان ہین بلکہ
…کور نابینا وبے نور کر دیا ہی کہ اطفائی نور حق کی کوشش اور طعنہائے بیجا و
…ہائے ناروا مین کد وکاوش کرتے ہین لیکن بمثل مشہور کہین چاند پر خاک ڈالے سے
…بھی مستور ہو سکتا ہی یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ
…ولو کرہ الکافرون چنانچہ فی الحال ایک کتاب مسمی بہ امہات مومنین
…نصرانی ڈاکٹر احمد شاہ شایق نے لکھکر جناب سرور کائنات اور انکی ازواج
…محترمات کی نسبت جہانتک اس سے ہو سکا معائب ومذامم قبایح ونقایص

عائد کر کے اعتراضات بیجا و تشنیعات ناروا سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہی اور
یہ کہا ہی کہ مین نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحدی پر اسکو لکھا ہی یعنی
نے اپنے اشتہار مین لکھا ہی کہ جو شخص حضرت کا کوئی گناہ یا خطا ثابت کر دے تو
ایکہزار روپیہ انعام دون - مین نہین سمجھ سکتا کہ مقابل مخالفین دین متعصبان منکرین سے
یہ دعوی کیون کیا جاتا ہی اسواسطیکہ اس زمانہ مین اہل عدل و انصاف کمتر صاحبان
جدل و اعتساف بیشتر ہین - و قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہین دلگیر پر یہان
حسن شناسان سخن تھوڑے ہین ۔ ضلالت و جہالت سے بہت لوگ ایسے متعصب
ہو گئے ہین کہ انکو عیب اور وصف مین تمیز باقی نہین ہی البتہ بعض یوروپین علمائے
عیسوی کہ جو انصاف کو ہاتھ سے کبھی جانے نہین دیتے اور حق بات مین کسی کا لحاظ
نہین کرتے اسوجہ سے کہ وہ خود صاحب دولت ہین نہ انکو وعظ کے لئے کچھ تنخواہ دی
جاتی ہی - نہ ایمان فروشی سے کچھ روپیہ حاصل کرتے ہین - وہ لائق اور اہل اسکے ہین کہ
حضرت خاتم الانبیا کو بچشم انصاف ملاحظہ کر کے راے منصفانہ قائم کرین - چنانچہ
مسٹر جان ڈیون پورٹ و مسٹر گاڈفری ہنگس - و مسٹر راڈویل صاحبان وغیرہ نے جو کچھ
اسلام مین تحریر کیا ہی اُسکے ہم شکر گذار ہین -
شائق نے لکھا ہی اسوجہ سے ہمارا فرض ہوا کہ محض بغرض احقاق حق آپ کے
والے ہزاری انعام کے جادو کو توڑین - اور دکھلا دین کہ آنحضرت کی ایک یا دو خطا
کون کرے سراپا خطا تھے - اور آپ سیکڑون گناہون سے جو قولی بھی ہین فعلی بھی
خیالی بھی ہین اور قرآنی بھی ہین اخلاقی بھی ہین رسمی بھی ہین لدے ہوئے ہین
یہ جسقدر اقسام گناہ لکھے گئے ہین مین نہین جانتا ہون کہ انمین سے سب کو
نے گناہ قرار دیا ہی - یا صرف ڈاکٹر صاحب نے ایجاد کئے ہین - ہمکو مخاطب نے
کتاب مین اُن گناہون کی تعریف نہین بتلائی ہی -

اب میرا مقصود اس لکھنے سے یہ ہی کہ مخاطب نے جو کچھ اپنی کتاب مین لکھا ہی وہ فی الحقیقت بغرض احقاق حق نہین تحریر کیا - بلکہ صرف اُس سے جہال کو خوش کرنا اور اپنی ناموری ہونا مقصود ہی - پس جسطرح سے مخاطب مولوی محمد حسین صاحب کے اشتہارون کی وقعت مرزائی اشتہارون سے زیادہ نہین جانتا - اوسیطور پر ہم بھی کتاب مذکور کی کچھہ وقعت وحقیقت نہین سمجھتے اگر اسمین کوئی ایک بھی اعتراض نیک نیتی سے کیا گیا ہوتا تو ہم کچھ وقعت جانتے لیکن جب ہم اسکی بدزبانی بدتہذیبی اور بدتمیزی کیطرف نگاہ کرتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ صرف عداوت ہی والا اعتراض کو بدزبانی سے کیا مطلب - کیا بغیر ایسی بیہودگی کے اعتراض نہین ہو سکتا - ہان اعتراض تو ہو سکتا ہی مگر ہر کہ تنگ آمد بجنگ آمد - کا معاملہ ہی - جب کچھ بس نہ چلا تو سخت وسست کہنا شروع کیا اور جو کچھ دعوی محمد حسین صاحب نے کیا تھا حقیقتاً نہایت درست وصحیح ہی کسی بشر کی کیا مجال ہی جو ایک خطا بھی آنحضرت کی ثابت کر سکے - مگر کوئی اعتراض کر دینا اور اُسپر چند دلائل بھی قائم کرنا فی نفسہ اعتراض نہین ہی کیونکہ ہر لامذہب بفعل باریتعالی پر کوئی نکوئی اعتراض قائم کر کے کچھ دلائل اپنے دعوے کے مؤید لا سکتا ہی اعتراض وہ ہی کہ جسکا جواب مشکل ہو تو ایسا اعتراض نہایت دشوار ہی - بعض کرشانون کو ہمیشہ یہی دیکھا ہی کہ اپنے زعم ناقص مین کچھ بھی اعتراض خفیف کی گنجایش پاتے ہین - تو اچھی بات کو بھی بدنما کر کے کاہ کو کوہ بنا کر پیرایہ تمسخر واستہزا اور ہنسی دل لگی مین اڑاتے ہین اور یہی کیفیت اس کتاب کی بھی ہی

اب خود مخاطب غور کرے - جب وہ خود کہتا ہی کہ ہم پنجاب کے مسلمانون کی منھ سے محمد صاحب کو گناہگار کہوا چکے ہین - اور اسکا کچھ اثر نہوا تو آپ کی ڈہائی ورق کی کتاب کا کیا اثر ہوگا - اسلیے کہ یہ دو حال سے خالی نہین - یا تو آپ کا یہ دعوی جھوٹا ہی - یا اگر سچا ہی تو ایسے لوگون کو جو منھ سے اقبال کر کے نہ مانین کوئی بات کیا اثر پذیر ہو سکتی ہی

اور جب ایسا ہی تو اس قسم کے لوگون سے بحث کرنا کسی عاقل کا کام نہین پس مخاطب کا دعوی کہ ہم نے منھہ سے کھلوا دیا۔ بالکل غلط ہی اگر ایسا ہوتا تو یقیناً وہ لوگ عیسائی ہوجاتے اور خود مخاطب اُسی امر کو بڑے فخر سے تحریر کرتا۔ دوسری بات کے لکھنے کی احتیاج نہوتی اسی اعلان مین ایک اور جھوٹی بات مخاطب نے لکھی ہی کہ ہم حضرت کو عرب کا ایک بڑا مصلح مانتے ہین اور اسوجہ سے اُنکی واجبی عزت و توقیر بھی کرتے ہین۔ ناظرین بالانصاف ملاحظہ کرین کہ جو شخص ایک قوم کا مصلح ہو اُسکے شایان شان کیا وہی الفاظ رکیک و بیہودہ ہین جو مخاطب نے استعمال کئے ہین۔ چنانچہ اپنی کتاب کے اعلان مین کہا ہی کہ حضرت سراپا خطا تھے دیباچہ کے صفحہ اول ہی مین شہوت پرستی و خونریزی محمد مدنی کی سوانح عمری کے جزو اعظم ہین صفحہ ۱۵ مین ہی کہ حضرت کے چلن پر نفرین کرنے کے لئے ہمارے پاس کافی الفاظ نہین ہین صفحہ ۳۲ مین کہا ہی کہ حضرت خدا کی چوری کرتے تھے۔ زبانسے جھوٹ بولتے تھے لوگون سے ڈرتے تھے بدنام ہونے کا خوف تھا۔ صفحہ ۸ مین کہا ہی زینب سے حضرت نے اس قسم کی صحبت کی جو کہ شریعت اسلام مین زنا ہی اور محمد صاحب نے زنا کیا خدا پر بہتان باندھا۔ اور اسکو حکم خدا بتایا صفحہ ۸۷ مین ہی متبنی کی جورو پر عاشق ہوئے اور اُسے بے ستر دیکھا صفحہ ۹۰ مین لکھا ایسی ناپاک باتون کو خدا سے منسوب کرکے سخت کفر کیا۔

صفحہ ۹۸ مین ہی صفیہ سے زنا بالجبر کیا ۱۰۲ صفحہ مین بڈھا نفس پرست کہا ہی اور بت پرست بڑا پڑھنا چاہیے لکھا ہی صفحہ ۱۱۳ مین لکھا ہی عشق غالب آیا شرم دفع ہوئی قسم توڑی حضرت نے بہتان باندھا اور اُنپر وہ آیت صادق آئی۔ ہم نے اُسکو دین آیتین پھر اسکو چھوڑ نکلا تو وہ ہوا گمراہون مین صفحہ ۱۱۰ مین حضرت کی عیاشی کا اعمالنامہ کوتاہ نہین ہی۔ صفحہ ۱۲۱ مین کہا ہی حضرت شہوت پرست تھے عیش اُڑاتے تھے۔

اور کہانتک نقل کفر کرون اسی طرح سے کتاب بھر مین بد زبانی کی ہی۔ اگر صرف

خطائین دکھلائی جاتین تو البتہ ہم اس تقریر کو صحیح مانتے اور جانتے کہ ہمارا مخاطب منصف ہی مگر اس سے تو ہمکو بھی معلوم ہوتا ہی کہ بجز عداوت کے اور کچھ نہین ہی اور مخاطب کا مصلح ماننا مجبوری سے ہی لیکن اگر انصافاً غور کرینگے تو اسی طرح پر اونکو پیغمبر معصوم ماننے کے لئے مجبور ہونگے ۔

اب مخاطب کا یہ دعوی کہ عیسائیون نے اپنے مناظرہ کو مسلمانون کے مقابلہ مین وہ جلا دی ہی کہ مسلمان غریب جبقدر ہاتھ سے دیے بیٹھے ہین ۔ امیر علی صاحب کی کتاب کا مترجم درد سے کہتا ہی بعض متعصبین اہل کتاب نے حضرت سید الانبیا اور دین خدا اور ذریت رسول اللہ پر ایسا طعن و مضحکہ کیا ہی کہ اونکی تصانیف کو دیکھکر مسلمان کا دل کانپنے لگتا ہی ۔ اور اسکی آنکھون مین خون اُتر آتا ہی ۔

یہ جو کچھ ہوتا ہی اسوجہ سے نہین ہوتا ہی کہ عیسائی ایسا سچا اعتراض کرتے ہین بلکہ اُنکی بدزبانی تمسخر اور استہزا سے یہ کیفیت ہوتی ہی اور اگر اعتراض ایسے ہون کہ جنکا جواب نہو یا واقعی صحیح ہون تو خون اُتر آنے کی کیا وجہ ہی اگر جواب سے قاصر ہون تو دین کو ترک کرین ۔

اور جو کچھ مترجم موصوف نے لکھا ہی اُسکی حقیقی نظیر مخاطب نے پیش کر دی ہی کون ایسا مسلمان ہوگا جسکی آنکھون مین کتاب امہات دیکھکر خون نہ اوتر آئیگا اور اگر ہم بھی اسیطرح سے دین عیسوی پر مضحکہ کرین تو دیکھین کس عیسائی کو بُرا نہین معلوم ہوتا ۔ مذہب ایسی ہی چیز ہی کہ جان کا جانا آسان معلوم ہوتا ہی اور مذہب پر حرف آنا نہایت درجہ ناگوار و تلخ گزرتا ہی کتاب مذکور مجکو ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ملی کتاب جو دیکھی تو پہلے ہی صفحہ پر بہت بڑا ادعائی باطل نہایت لاف و گزاف طمطراق کیساتھ یہ کیا ہی کہ نہ کوئی مسلمان اور نہ کوئی عالم اسلام اس کتاب کا جواب لکھ سکتا ہی ۔ یہ دیکھکر مین سمجھا کہ مخاطب نے نہایت قوی دلائل سے اپنے ہر دعوی کو ثابت کیا ہوگا ۔ مگر جسقدر اوسکے مضامین

تعصب آگین پر نظر پڑتی گئی دعوی مذکور کی کم وقعتی ثابت ہوتی گئی - ہمارے علماے کرام مدظلہم العالی کا یہ کام نہین ہی کہ وہ ہر کس وناکس کے مقابلہ مین خامہ فرسائی کرین اور نہ ہمکو یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ انکو عوام کے مقابلہ مین لا دین لہذا اس قلیل البضاعت کثیر الجہالت نے جواب لکھنا شروع کیا اور بحول وقوت الٰہی وبفضل جناب رسالت پناہی ۵ ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو باوجود کثرت اشغال وناسازی وناد رستی مزاج کے جواب لکھنے سے فراغت حاصل کی - جہانتک مجھسے ہوسکا اس قسم کی بدزبانی سے جو مخاطب نے کی ہی پرہیز کیا - مخاطب بلکہ تمام نصرانیون سے میری یہ التماس ہی کہ اگر وہ اس کتاب کا جواب لکھین تو انکو لازم ہی کہ تمسخر اور بد زبانی نکرین ورنہ اصل مطلب فوت ہوگا اور ہم کہانتک صبر کرینگے آخر الامر یا تو بمصداق ع کلوخ انداز را پاداشش سنگ ست - گالی گلوج پر نوبت پھونچیگی یا بمصداق ع جواب جاہلان باشد خموشی جواب ہی نہ لکھینگے - پس اگر انہون کو جواب مطلوب ہو یا احقاق حق منظور ہو تو کوئی کلمہ خلاف شان حضرت رسولخدا یا آئمہ ہدا و علماے کرام بلکہ کسی مسلمان کو نکہین ہم اعتراض سے نہین ڈرتے جس قدر اعتراض چاہین تحریر کرین ہمارا دین حق ہی ہر شئے کا جواب موجود ہی اور اگر صرف بیہودگی اور بدزبانی ہی منظور ہی تو اسکے واسطے بہت سے بازاری لوگ موجود ہین اُنسے گفتگو کرین ہم سے امید نرکہین -

نحیف نے جن عبارات واقوال مخاطب کا جواب اپنے نزدیک مناسب وضروری خیال کیا لکھا ہی باقی بیفائدہ مضامین کو ترک کردیا کہین خلاصہ اور کہین بعینہ لکھدیا ہی اور غرض خاص رسالہ ہذا کی یہ ہی کہ مبادا عامہ مسلمین ناواقفان شرع مبین ودین متین حضرت ختم المرسلین ہی گمراہ ہوجائین اور اپنے عقاید دینیہ ومعارف یقینیہ سے بسبب شکوک وشبہات کے برگشتہ وتباہ ہوجائین لہذا ہر ایک مومن پر واجب ہی کہ جہانتک ممکن ہو گروہ مسلمین کو ضلالت وگمراہی سی بچادے

جواب اعلان و دیباچہ و فصل اول کتاب امہات مومنین

اصحاب ضمائر صافیہ و ارباب خواطر زاکیہ پر روشن ہو کہ قبل اسکے کہ ہم
کتاب امہات کا جواب تفصیلی ہدیہ ناظرین کرین۔ ہمکو مصنف مذکور کی نیت کی کیفیت
ناظرین کو دکھلانی ضرور ہے۔ یعنی یہ کہ کوئی اعتراض حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
پر نیک نیتی سے نہین کیا گیا ہی۔ بلکہ کتاب مذکور کے ہر فقرہ سے تعصب ٹپک رہا ہی
چنانچہ وہ اپنی کتاب کے اشتہار مین اہل اسلام کو مخاطب کر کے فرماتے ہین کہ مین آپ کو
نیک نیتی سے ایک امر حق کا یقین دلاتا ہون کہ دار الاسلام مین کوئی مولوی موجود
نہین ہی جو اس رسالہ کے دلائل کو باطل کر کے آنحضرت کو معصوم اور بیگناہ ثابت کر سکے
اور پھر ایک جگہ پر فرمایا ہی کہ پادریون کے مقابل لڑنا گویا جنگ احد مین شہید ہونا ہی
صرف اسی تحریر سے خوش نیتی ثابت ہی اسوجہ سے کہ آپ کی نیت نے آپ کو یقین
دلایا کہ اب کوئی شخص اسلام سے ایسا لایق باقی نہین ہی جو آپ کی اس کتاب کا جواب
پھسکوڑے دیکھکر ہنستے ہین لکھ سکے۔ یہ فقط ایک خیال خام ہی جو آپ کی بدنیتی نے
آپکے ذہن مبارک مین راسخ کر دیا ہی۔ حالانکہ جو کچھ آپ نے اپنی کتاب مین لکھا ہے
کوئی نئی بات نہین ہی ہمیشہ سے تمام عیسائی یہی کہتے رہے اور یہان سے برابر جواب
دندان شکن دئے گئے۔ چنانچہ بہت سی کتابین اردو عربی و فارسی میرے ان دعوے
کی شاہد ہین۔ غالباً آپ نے بھی وہ کتابین دیکھی ہونگی آپ نے جو یہ تحریر فرمایا کہ جنگ
احد مین شہادت ہی نہین یہ خیال خام ہی بلکہ جنگ احد ہو خواہ معرکہ کروسیڈ وغیرہ ہو اسلام
مین شہادت کو فوز عظیم سعادت جسیم سمجھتے ہین آپکا طعن بیجا ہی۔
تمام واقعات جو درج کتاب ہین وہ فی نفسہ ایسے مذموم نہین ہین کہ جو باعث توہین
اسلام ہون مگر آپ نے انکو ایسے لباس سے آراستہ کیا ہی کہ جس سے عوام فریب کھا کر اس
اسلام کی توہین کرنے لگین۔ یہ بھی خیال خام ہے

بعد اسکے وہ الفاظ خلاف تہذیب و بی ادبانہ جو آپ نے اپنے دل کے بخار نکالنے
کو لکھے ہین صرف آپکو بدنیت ہی نہین ثابت کرتے۔ بلکہ دین مسیحی سے خارج کئے
دیتے ہین۔ چنانچہ انجیل متی باب ۵ ورس ۳۹ مین ہی جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ
مارے دوسرا بھی اوسکی طرف پھیر دے۔ کسقدر فروتنی تواضع اور مروت ہی پس اسکا مقتضی
یہ تھا کہ اگر ہم حضرت عیسی علیہ السلام کو یا عیسائیون کو کلمات نامناسب کہتے تب بھی آپ
کو آپ کی کتاب آسمانی اسکی اجازت نہین دیتی کہ آپ ہمکو اسکے عوض مین کلمات نامناسب کہین
بلکہ اگر آپ کہین تو صرف یہہ کہین کہ اگر تمہارا دل چاہے تو اور بھی کہہ لو بلکہ اگر کوئی
تمپر لعنت کرے تو تم اسکے لئے برکت چاہو دیکھو متی باب ۵ ورس ۴۴ ہم چہ جائیکہ
ہم کچھ نہ کہین اور آپ ایسے ایسے کلمات نالائق جو ایک ذلیل آدمی کی نسبت بھی قانون
اخلاق پسند نہین کرتا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کی نسبت استعمال کرین۔
اگرچہ مقتضا اسکا یہ تھا کہ ہم بھی جواب ترکی بترکی دین مگر اس گالی گلوج اور تو تو
مین مین کو ہم پسند نہین کرتے۔ اور بالکل خلاف تہذیب بلکہ خلاف انسانیت
جانتے ہین۔

ہر نیک نیت آدمی کا یہ کام ہی کہ ہر شخص کے عیوب مشتبہہ و مشکوکہ کی تاویل کرے
اور اوّل مرتبہ یہی سمجھے کہ اسنے بہ نیک نیتی اس فعل کو کیا لیکن غلطی کی نہ یہ کہ اسکے
افعال نیک کو ایسے برے طریقے سے دکھلایا جائے کہ اوسپر غلط ارتکاب معاصی کا
الزام عائد ہو سکے۔

آپ نے کثرت ازدواج کو بدنیتی سے ایک جرم یا گناہ خیال کر لیا اور یہ خیال کیا کہ
چونکہ مذہب عیسوی مین ناجائز ہی لہذا ضرور ہی حرام ہے اور یہ بھی تصور کر لیا کہ جو کچھ
تہذیب و اخلاق ہی وہ صرف عیسائیون اور یورپ مین منحصر ہی دیگر اقوام بالکل بے
تہذیب اور جانور مین اور کثرت ازدواج کے منافع اور محاسن پر بالکل نظر نہ کی اور نہ دیکھا

ایک عورت کے سوا دوسری عورت نکرنے مین کون کون سی قباحتین لازم آتی ہین

سب سے پہلے ہم آپ کو یہ بتاتے ہین کہ اگر کوئی شخص عاقل سے عاقل کوئی فعل
نیک کرے تو اُسمین کوئی نہ کوئی قباحت دوسرا شخص بدنیت پیدا کرسکتا ہی اگر لوگ
بدبینی پر کمر باندھین۔ بلکہ جو لا مذہب ہی وہ خداوند عالم کی بہت باتون کو جو عین حکمت ہین
بدی پر محمول کرسکتا ہی۔ چنانچہ وہ کہہ سکتا ہی کہ انسان کو خدا نے پیدا کیا اور اسکو دنیا
مین بھیجا اور اُسپر ایک شیطان کو مسلط کیا کہ وہ ہر شخص کو ہر وقت بہکایا کرے
اور برے کامون کیطرف راغب کرتا رہی اور پھر اچھے اور بُرے کام تبلائے لیکن جو
کام نیک بتلائے گئے وہ بحسب طبیعت انسان مشکل اور سخت ہین اور جو بُرے کام
ہین اُنمین بہ نسبت حلال کے زیادہ لطف بھی ہی اور سہل بھی ہین بُرے کامون کے
ارتکاب مین جہنم اور بھلے کامون کے عوض مین بہشت کا وعدہ کیا ہی۔
پس خدا کا صرف یہی منشا ہی کہ وہ ہمکو جہنم مین ڈالے کیونکہ جب ہم اپنی تکالیف پر نظر
کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ ہمارا نفس مائل بہ بدی بنایا گیا ہی اور ہمپر شیطان بھی مسلط
کیا گیا ہی نیکیون کی طرف ہمکو نہ تو خود رغبت دلائی گئی ہی اور نہ شیطان ہمکو مائل ہونے
دیتا ہی۔ جو بُرے کام ہین انمین سہولت ذائقہ اور حظ نفس متصور ہی بخلاف نیک کامون
کے کہ وہ سخت اور کڑوے ہین تو ان سب باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ ہم ایک طرح پر
بدی کرنے سے مجبور ہین اُسپر بھی ہم سے نیک کام چاہے گئے ہین سراسر خلاف انصاف
ہی کیا ضرور تھی کہ ہم پیدا کئے جاتے اور ہمارا نفس ایسا بنایا جاتا اور شیطان ہمپر مسلط
کیا جاتا اقتضا نیکی کا تو یہ تھا کہ مثل ملائکہ کے ہم بھی ہوتے جو ہم سے کہدیا جاتا کیا کرتے
یا کوئی ملحد یہ کہے کہ حضرت آدم کو خدا نے بغیر مان باپ کے کیون پیدا کیا اور دنیا مین
کیون بھیجا۔ مگر جب سے وہ آئے یہ قانون کیون مقرر کردیا کہ بغیر زن و مرد کے ایکجا
ہوئے لڑکا نہین پیدا ہوسکتا۔ پھر حضرت مریمؑ کے شکم سے معاذ اللہ لوگون کے مغالطہ

دینے کو حضرت عیسی علیہ السلام کو بغیر مان باپ کے کیون پیدا کیا اور انکی ولادت کیسی گمراہی
دین میں پڑ گئی بعضے تو انکو خدا کا بیٹا کہنے لگے اور بعضون نے حضرت مریم کو نعوذ باللہ زناکار اور عیسی کو ولدالزنا اور بعضے
خود حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے قایل ہو گئے۔ اس سے صرف یہی مطلب نکل سکتا ہی کہ
خدا کو نعوذ باللہ لوگون کو مغالطہ دینا منظور تھا۔ اب اگر کہا جائے کہ اپنی قدرت دکھلانی
منظور تھی تو جسطرح مخاطب نے اپنی کتاب مین بار بار کہا ہی کہ پرورش یکسان کیا صرف
نکاح ہی کر دینے سے ہو سکتی تھی۔) وہ بھی کہہ سکتا ہی کہ دوسرے طریقے قدرت دکھانے
کے ممکن ہین اور جب کہ حضرت آدم کو بغیر مان باپ کے پیدا کر چکا تھا تو اسکی ضرورت
کیا تھی کیونکہ ہر شخص پر ظاہر ہو گیا تھا کہ جو بغیر مان باپ کے پیدا کر سکتا ہی وہ صرف مان سے
بھی پیدا کر سکتا ہی جیسا لوگون کا اس بات پر اعتقاد ہے کہ اگر وہ چاہے تو صرف مرد کے
پیٹ سے لڑکا پیدا کر سکتا ہی۔ سنا گیا ہی کہ بعضون کے شکم سے مختلف صورتون
کے جانور نکلے ہین تو صرف یہ ایک مغالطہ تھا۔

کوئی مخالف مذہب ملحدانہ طور پر یہ بھی کہہ سکتا ہی کہ انجیل لوقا باب ۸ ورس ۲ و ۳
سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ہمراہ مختلف سنون اور عمرون کی رنڈیان
رہتین اور اپنا مال کہلایا کرتی تہین تو محض عشق بازی و شہوت پرستی مقصود تھی معاذ اللہ
من ذلک اور یا یہ کہ نہین آنحضرت مین رجولیت اور قابلیت عورت کی نتھی۔ اور پھر اگر ملحد یہ کہے
کہ اگر خدا نے حضرت مریم سے ایک بیٹا جنوایا تو معلوم نہین کہ کتنی کواریون سے بغیر نکاح
کے کسقدر بیٹا بیٹی جنوائے ہونگے معاذ اللہ من سوء الاعتقاد اب یہ سمجھ لینا کہ حکم
خداوندی سے اسوقت کچھ خرابی ہی یا لوگ پسند نہین کرتے یا ملکی قواعد کے خلاف ہے
سراسر بیجا اور ناروا ہی اسوجہ سے کہ شریعت الہی موافق رائے انسانی جاری نہین
کی گئی ہی بلکہ اُسمین ایسے مصالح ہوتے ہین کہ انسان ضعیف البنیان کی سمجھ مین نہین
اب آپ دیکھیے کہ صاف توریت مین لکھا ہی کہ زن حائضہ بعد نہانے کے شام تک

نجس رہتی ہی اور جو کوئی اُسکو چھوئے وہ بھی نجس اُسکے برتن بھی نجس جسپر وہ بیٹھے وہ بھی
نجس کتاب احبار باب ۱۵ اور اسی باب مین جسکے جریان ہو اوسکے واسطے بھی ویسا
ہی حکم ہی پس کوئی نہین کہہ سکتا کہ اسمین کیا مصلحت ہی جب وہ غسل بھی کر چکی تو اب
شام تک کیون نجس رہی اسوجہ سے کہ جو علت نجاست تھی وہ بھی دفع ہو گئی اگر جسم
اسکا کثیف ہو گیا تہا تو وہ بھی دہو گیا اگر اسکو کسی نے چھوا تو قریب قیاس ہی کہ وہ عضو جو
اُس سے مس ہو نجس ہو جائے سارا جسم اوسکا کیون نجس ہوا۔ کتاب استثنی باب ۲۵
درس ۵ تا ۹ کہ ایک بھائی کی بیوہ دوسرے عزیز قریب سے سامنے مشائخ شہر کے استدعا
زوجیت کرے اگر وہ زوجہ بنانے سے انکار کرے تو وہ عورت اُسکے پاون سے جوتی
نکالکر موںھ پر تھوک دے اور بنی اسرائیل مین مشہور کیا جائے بھلا انصاف کیجے اگر کسی عیب
یا مرض جسمانی یا خباثت نفسانی اسکی دیکھکر یا دیگر وجوہ معقول سے انکار کیا تو اسن بیچارہ نے
کیا قصور کیا جو اسطرح سے تشہیر وذلیل کیا جائے یا جو قربانی سوختنی جلائی جاتی تھی اُسمین کسقدر
بدبو ہوتی ہو گی اور از روی قواعد ڈاکٹری (آپ تو ڈاکٹر بھی ہین خوب جانتے ہین) کیسی بیماری
پیدا کرنے والی ہے۔ یہ بھلا کونسا طریقہ ہی کہ گوشت جلا کر بو پیدا کی جائے پس مقام
چون وچرا احکام شریعت مین نہین۔ بلکہ جو کچھ حکم خدا ہوتا ہی اُسکو تسلیم کرنا واجب ہی
یہی ایمان کہلاتا ہی اور مخالفت کرنا الحاد وکفر ہی۔

انجیل مین کثرت ازدواج کی ممانعت ہو اور دوسرے مذاہب مین جائز ہو تو آپ اسوجہ سے
اعتراض نہین کر سکتے کیونکہ ہر مذہب کا شخص دوسرے مذہب پر بھی طعن کرتا ہی اور
وہ یہ سوال لکھ سکتا ہی کہ ہمارے یہان کے خلاف جو تمہارے مذہب مین ایک جورو ہی کا حکم
ہے وہ باطل ہی آپ اگر نیک نیت ہوتے تو دیکھتے کہ فی الواقع یہ شغل کس حد تک اچھا ہی اور صرف
ایک زوجہ کے کر لینے اور اُسکو بھی نہ طلاق دے سکنے مین کیا قباحت لازم آتی ہی
مین لکھ سکتا ہون کہ صرف ایکزوجہ مین بڑی بڑی قباحتین ہین اور انسان کیواسطے تکلیفین۔

ہین چنانچہ آپ خیال کیجیے کہ انجیل مین درصورت زنا طلاق دینا چاہیئے دوسری صورتون
مین طلاق نہین دے سکتے اگر وہ عورت بدمزاج بدسلیقہ بدزبان اور پھوہڑ ہو یا
بانجھ ہو یا مبروص مجذوم مدقوق مسلول بدکار ہو جاوے تو مرد کو اس کمبخت عورت
کیوجہ سے کیسی تکلیف کھانے پانی لیٹنے بیٹھنے کی ہو گی اور اُسکو نہ تو چھوڑ سکتا ہی نہ دوسری
زوجہ کر سکتا ہی اسکو بھی جانے دیجیے مرد کے ساتھ سفر کی تو بہت ضرورتین لگی ہوئی ہین
اگر کسیکو ایسا سفر دربیش ہوا کہ جس مین وہ تنہا ہی جا سکتا ہی اور اُس سفر مین اوسکو عرصہ
دراز تک بسر کرنا پڑا اور وہ قوت رکھتا ہی اور تحمل اوسکو نہین ہی تو اب بتلائی کہ یا تو وہ زنا
کرے یا دوسرا نکاح کرے اب نہ وہ زنا کر سکتا ہی نہ دوسرا نکاح کر سکتا ہی تو لا محالہ
صبر کرے اور اس صبر سے یہ ہوتا ہی کہ اُسکو امراض ایسے ہوتے ہین جو اوسکی ہلاکت کے باعث
ہین تو اب یہ اُسپر صریح ظلم ہی یا نہین اگر عیسائیون کے یہان کثرت ازواج جائز ہوتی
اور اسلام مین نہوتی تو نہایت قوت کے ساتھ ہمپر اعتراض کیا جاتا اور یہ بھی دکھلایا جاتا
کہ تم خدا کو ظالم ٹھراتے ہو اور اسکے سوا سیکڑون مرض ایسے لاحق ہو جاتے ہین کہ عورت
زندہ تو رہتے ہی مگر لائق صحبت مرد نہین باقی رہتی یا ایام حمل جسمین اکثر یہ خوف اسقاط
ہوتا ہی یا ایام نجاست ایسے ہوتے ہین کہ عورت مرد کے قابل نہین ہوتی پس اب آپ
انصاف سے فرمائے کہ ان صورتون مین بجز زنا کے جسکی سخت ممانعت کی گئی ہی
اور کیا کر سکتا ہی اب دوسری زوجہ نکرسنے سے جو کچہ عیسائیون کو تکلیف ہوتی ہی وہ وہی
خوب جانتے ہین اور علاوہ تکلیف جسمانی کے تکلیف روحانی بھی پہونچتی ہی اور وہ
تکلیف ایسی تکلیف ہی کہ ہمارے خیال مین کوئی بشر اُسکا متحمل نہین ہو سکتا چنانچہ
ایزک ٹیلر صاحب نے اپنی رائے جو اُنہون نے افریقہ کے قصبہ دولورہمپٹن مین
دی اور جسکو خلیفہ محمد حسن صاحب نے اعجاز التنزیل مین اخبار سینٹ جیمس
گزٹ لندن مطبوعہ ۸ - اکتوبر ۱۸۸۷ء سے نقل کی ہی یہ کہا ہی انگریز جنکو ایک عورت

کے لئے گئی خصم ہونے پسندیدہ معلوم ہوتے ہین مسلمانون پر جو کہ جورو نکی تعدد کو پسند کرتے ہین طعن کہ مجاز نہین ہین ہمکو قبل اسکیکہ کسیکے آنکھہ کے تنکے کا خیال کرین اپنی انکھہ کا شہتیر نکالنا چاہئے آپ غور کیجئے ایسے ذلیل امر کو یہان روا رکھتا اور کثرت ازواج پر طعن کرنا کیسی بے انصافی ہی اور جب کہ بحسب شریعت موسوی ازواج کی کوئی حد مقرر نتھی اور جسقدر چاہتے تھے جورؤین کرتے تھے۔ تو انکی ایک حد مقرر کردینے مین کونسی قباحت لازم آگئی کیا حد مقرر کرنا امر اول سے بہتر نہین تھا چنانچہ مسٹر باسورتھہ اسمتھہ صاحب بھی یہی کہتے ہین کہ اسلام کی نسبت جو بات نہایت بار بار کہی جاتی ہی کہ اوسکے اسقدر کامیاب ہونے کیوجہ یہ ہی کہ وہ ایک بڑی حد تک شہوات نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دیتا ہی مگر اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہین ہی جسکے معنی گویا یہ ہین کہ ایک مذہب اپنی بد اخلاقیون کیوجہ سے بھی دائمی کامیابی حاصل کرسکتا ہی۔ اور بعد تھوڑی تقریر کے لکھا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرقی سوسائٹی کی کل رسمون کو نہین بدل سکتے تھے البتہ جو کچہ اُنسے ہو سکا وہ اُنہون نے کیا کم سے کم اُنہون نے اتنا تو ضرور کیا کہ اس غیر محدود رسم کو محدود دینا دیا اور نیز طلاق کے باب مین جو سخت بے پروائی تھی اسکی بھی اصلاح کی۔ منقول از اعجاز التنزیل۔

مسٹر طامس کارلائل اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیروز شپ مین لکھتے ہین۔ اسلام کے میل الی الشہوت کی نسبت بہت کچہ تقریرین اور تحریرین ہوئین ہین اور یہ اعتراضات انصاف کی حد سے بڑہ کر ہین وہ اجازتین جو ہمکو قبیح معلوم ہوتی ہین اور جنکی پروانگی نبی عربی نے دی تھی وہ خاص اُنکی ایجاد نہ تہین اُنہون نے ان باتون کو عرب مین قدیم سے مروج اور غیر معیوب پایا۔ مگر انھون نے جو کچہ کیا وہ کیا کہ انکو روک دیا نہ صرف ایک ہی طرف سے بلکہ کئی پہلو سے اب مین کہتا ہون کہ اس عرب مین جسمین علاوہ نئے انتہا جورؤین کرنے کے یہان تک مباح تھا کہ ایک

عورت کے کئی شوہر ہوتے تھے ۔ اور جب کوئی عورت پاک ہوتی تھی تو اسکا شوہر اسکو
حکم دیتا تھا کہ فلان شخص کو بلا بھیج اور جب تک وہ حاملہ رہتی تھی اُسوقت تک وہ نہایت
احتیاط سے اس سے پرہیز کرتا تہا اور مطلب اس بیغیرتی کے فعل سے اولاد نجیب
منظور ہوتی تھی اور یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ جسطرح کوئی کم ظرف کسی عالی خاندان عورت
سے زنا کر کے فخر کرتا ہی اُسی طرح سے وہ عورتین کسی بڑے رئیس اور شریف قوم
سے زنا کر کے فخر و مباہات کرتی تہین اور علی ہذا القیاس بہت سی باتین تہین
لہذا حضرت نے بحکم خداوندی ایسے قواعد جاری کئے کہ جس سے انسان مجبور ہوگیا
اور اسکو اپنے کامون مین کوئی اختیار نہ رہ گیا بجز حکم خدا و رسول کے اور جب ایسا ہوگیا
تو اونکے واسطے ایک تعداد ازواج کی مقرر کردی اور اس تعداد کو شرط عدل کے ساتھ
مشروط کیا تاکہ ہر ایک شخص کو تعداد ازواج مین کمال احتیاط رہی پس اُن ضرورتون
مین سے جو ہمنے بغایت اختصار کے ساتھ بیان کین اور اُن آرا سے جو اکثر بڑے
محققین نصاری کی ہین نے لکھین معلوم ہوگیا کہ تعدد ازواج مذموم و ناروا نہین ہی
اب سنئے کہ صرف جناب خاتم الانبیا ہی نے جوروین نہین کین بلکہ حضرت داؤد نے
بہت سی ازواج اور چھوکریان اور حرمین کی تہین دوسری کتاب سموئیل باب ۵ آیت ۱۳
اور یہ داؤد وہ داؤد ہین جنکو مسٹر ہنگنس کہتے ہین کہ خدا کی دلی مرضی کے مطابق
چلتے تھے اور جن کو خدا نے خاص اپنی شریعت کے احکام کی تعمیل کے لئے بنایا تھا
تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خدا کی کثرت ازواج بھی دلی مرضی تھی تو اُسپر اعتراض کرنا
فی الواقع خدا پر اعتراض کرنا ہی ۔ اعجاز التنزیل دیکھو ۔
حضرت سلیمان کی تھوڑی نہ بہت ایک ہزار جوروین اور حرمین تہین باب ۱۱ کتاب
سلاطین ورس ۳ اور اسی طرح پر دیگر انبیا مثل حضرت موسیٰ و حضرت یعقوب
علیہما السلام کے متعدد ازواج تہین اور پہر ان سب پر طرہ یہ کہ انجیل مین کہتا ہی

ممانعت نہین اور نہ یہ لکھا ہوا ہی کہ ہم پہلی کتابون کو منسوخ کرتے ہین اور وہ خود
فرماچکے کہ مین توریت کو منسوخ کرنے نہین آیا ہون بلکہ پورا کرنے اور جب تک کہ زمین
آسمان نہ ٹل جاوے اسوقت تک ایک شوشہ یا ایک نقطہ توریت کا نہ ٹلیگا البتہ طلاق
کی ممانعت ہی تو اس سے یہ کہان پایا جاتا ہی کہ دوسرا نکاح نکرو ہم کہتے ہین کہ مطلب اسکا
یہ نہین ہی بلکہ تم جسقدر چاہو ازواج کرو لیکن انکو طلاق نہ دو اور جبکہ انجیل مین بھی ممانعت
نہین ہی تو اعتراض کرنا بجز تعصب کے اور کیا سمجھا جا سکتا ہی اور جو کچھ آپ نے صفحہ ۱ مین
فرمایا ہی جسکا مطلب یہ نکالا ہی کہ حضرت عیسیٰ نے طلاق کی ممانعت سے کثرت ازواج
کو روک دی کیونکہ طلاق اور کثرت ازواج ہمیشہ توام ہوتے ہین بالکل غلط ہی یہ ضرور نہین
کہ طلاق وہی شخص دے سکتا ہی جو زیادہ جورو ین کرے جسکی ایک زوجہ ہو وہ کیون نہین
دے سکتا ہی اور جبکہ صریحی ممانعت نہین ہی اور اس حکم سے بھی ممانعت نہین پائی
جاتی ہی تو پھر کیا وجہ ہی جو زیادہ ازواج نہ کی جائین اور میرے قول کی تائید مسٹر ہنگینس صاحب
کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ حضرت مسیح نے بھی ان بیس انجیلون مین جنکو اُن کے معتقدون
کے گروہ مین سے کسی نہ کسی نے اُنکے احکام قلمبند کرنے کے لئے لکھا تھا کسی ایک مین
بھی ممانعت نہین فرمائی۔ حمایۃ الاسلام صفحہ ۳۶
اب یہ خوش نیتی مخاطب کی دیکھنی چاہیے کہ جب اُنھون نے دیکھا کہ جواب مین اُسکے
یہ کہا جاتا ہی کہ دیگر انبیا نے بھی اس سے زیادہ جورو ین کین ہین اور کچھہ جواب بن نہ
پڑا تو کہا کہ اسپر اعتراض نہین ہی بلکہ اسپر اعتراض ہی کہ پیغمبر اسلام نے اپنی شریعت کے
خلاف کیا اور کہا کہ مجکو وحی کے ذریعہ سے حکم ہوا ہی اسوجہ سے اعتراض ہوتا ہی اسپر
مجکو ہنسی آتی ہی اسوجہ سے کہ خود مخاطب نے اپنی کتاب امہات مین جا بجا یہ لکھا ہی کہ
حضرت نے فلان ایت اتاری فلان آیت نازل کر لی جس سے یہ ظاہر کیا ہی کہ یہ قران
کلام خدا نہین ہی بلکہ انھین کا کلام ہی اور تمام احکام اُنھین کے بنائے ہوئے ہین

پس وہ کل شریعت اُنھین کی ہی او کل احکام داخل شریعت ہین لیکن بالکل زبانی ایک
دعوٰی ہی اسپر دلیل محال ہی - قران یقیناً کلام خدا ہی - مصنف نے خود یہ لکھا ہی کہ چار
جورون بشرط عدل حضرتؐ نے امت پر جایز کین اور لونڈیان نے لے انتہا اور متعہ بھی بیحد
عورتون سے مباح کیا اور یہ بھی لکھا ہی کہ اس سے تجاوز کر کے چار سے زاید عورتین
جمع کین اور خود کو عدل سے بری رکھا اب ہم یہ کہتے ہین کہ معاذ اللہ اگر حضرتؐ عیاش اور
نفس پرست ہوتے تو وہ چار جورون بشرط عدل امت پر اور اپنے اوپر اس سے زاید بلا شرط
عدل کیون کرتے اسوجہ سے کہ متعہ تھین اور لونڈیون مین کوئی شرط عدل مقرر نہین کی گئی
ہی بلکہ ہزارون عورتین ان دونون طریق مذکورہ سے خدمت مین لا سکتے تھے اور اُس
قید و بند سے جو نکاح مین ہین سبکدوش رہتے متعہ مین نہ کثیر مہر ہی نہ لونڈیون مین کوڑی کا
خرچ ہی اور لطف نکاح سے زائد سیکڑون لونڈیان روز آتی تھین جسکو چاہتے رکھتے
اور جسکو چاہتے نکال لیتے لیکن اُنھون نے ایسا نہین کیا بلکہ آپ نے کوئی متعہ حضرت کا
ثابت نہین کیا صرف چار لونڈیون کا جو منکوحات سے کم ہین ذکر کیا ہی اب آپ اگر انصاف سے
کام لین اور تھوڑی دیر تعصب کو برطرف کرین تو معلوم ہو گا کہ ان عورتون سے نکاح
کرنے مین کوئی غرض خاص تھی ورنہ عیاشی یہ چاہتی ہی کہ بلا کسی قید و شرط کے عورتین جب
ممکن ہون تو کوئی شرط نہ لگائی جائے - کیونکہ شرط مقید کرتی ہی اور قید عیش کو
بد ذائقہ کرتا ہی -

یہ نکاح صرف واسطے طلب لذت نہ کئے گئے تھے کیونکہ جیسا مین نے بیان کیا اور
طریقے بھی اس سے بہتر تھے پس بعض نکاح لوگون کو اپنا حامی و مددگار بنانے کی غرض سے
کئے تھے اور بعض دوسرے اغراض سے چنانچہ جب جویریہ کے ساتھ عقد کیا تو مسلمانون نے
کہا کہ اب بنی مصطلق پیغمبر خدا کے اعزہ ہین اور اُنسے اسیطرح سے پیش آنا چاہیے
یعنی اسیر رہا کرنے چاہییٔن اور یہ تو ایک ایسی بات ہی کہ جو محتاج ثبوت نہین ہر قوم اور

ہر ملت مین جب انسان کی شادی ہوتی ہی تو ایک نئی عزیزداری اور محبت پیدا ہو جاتی ہی
اور وہ لوگ خواہ مخواہ یا تو بخیال اپنے داماد کے یا اپنی لڑکی کے اس شخص کی
طرفداری کرنے لگتے ہین

جو لوگ مخالف تھے وہ اس نئی عزیزداری سے موافق ہو گئے اور جو لوگ موافق تھے انکو
اور بھی زیادہ خلوص ہو گیا تھا اس جہت سے کہ وہ لوگ حضرت کو پیغمبر برحق اور سردار
اور بادشاہ تو جانتے ہی تھی اپنی بیٹی کے جانے سے اپنی عزت افزائی اور ایک طور سے
اپنے گھر مین حکومت کے آنے سے نہایت خوش ہوتے اور جان نثاری پر تیار رہتے
تھے چنانچہ یہ عورتین جو حضرت کے حبالہ نکاح مین تھین مختلف اقوام وقبائل سے
تھین ہندوستان مین صرف ایک بادشاہ اکبر کا فعل جس نے مختلف اقوام کی لڑکیون سے
عقد کرکے انکے اعزہ کو اپنا مطیع بنایا تھا تاریخ مین مستحسن سمجھا جاتا ہی لیکن چونکہ حضرت
سے ایک عداوت قلبی ہی لہذا انکا نیک فعل بھی برا معلوم ہوتا ہی اور یہ کھٹکتا ہی کہ اسلام کیون
ترقی کرتا جاتا ہی بھرحال اس فضول حسد سے خود حاسد ہی کا دل جلتا ہی ہمارا کچھ ضرر نہین ہوتا۔

مخاطب نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ محمد حسین کی تحدی سے مینے جواب لکھا ہی ورنہ
عجز ثابت ہوتا مین پوچھتا ہون کہ اگر آپ عاجز بھی ہوتے (اور فی الواقع آپ عاجز ہین)
تو کیا ہوتا کیا ہم نیک نیتی سے یقین کرلین کہ آپ اسلام قبول کرتے نہین ہرگز نہین آپ
کا آپ کا تعصب ایسا ہرگز ہونے ندیتا اور مین باربار دعوے سے کہتا ہون کہ کبھی
آپ اسلام قبول نکرتے مین اسکو ہرگز باور نہین کرسکتا اگر اسلام نے کوئی عاجز کرنے والی
چیز پیش نکی ہوتی اور آپ کا عجز نہ ظاہر ہوا ہوتا تو البتہ مین یقین لاتا۔

اور وہ عاجز کرنے والی چیز ہماری کتاب پاک قران مجید ہی اور اسکی نسبت جو کچھ دعوی ہم نے
کئے ہین وہ پھر ہم آپ کو یاد دلاتے ہین اور جو تحدی مولوی محمد حسین صاحب نے کی تھی اس
سے تبرہ گرتے ہین اور اسی بیان مین یہ بھی دکھلاتے ہین کہ یہ کتاب مقدس جسکو

آپ کلام بشر سمجھے ہوئے ہین کلام خدا ہی

سورہ بقرہ وَاِنْ کُنْتُمْ فِی رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَاءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

یعنی خداوند عالم قران مجید مین فرماتا ہی اگر تمکو اُس چیز مین شک ہی جو ہمنے نازل کی ہی اپنے بندہ پر تو اسکے ٹکڑے ہی کی مثل لاؤ اور پھر یہ ہنین کہ چھوٹی سی تحدی ہو بلکہ فرماتا ہی کہ بجز خدا کے اپنے حمایتیون کو بھی بلالو اگر تم سچے ہو۔

جسکو اب ہم مخاطب سے یون کہتے ہین کہ اگر آپ مرد میدان اور اپنے بات کے دہنی ہین تو لائیے کوئی سورہ مثل اسکے لیکن آپ کو تو کیا لیاقت ہی اپنے بڑے بڑے پادریون کو جمع کر لیجے اور اُنسے لکھوا دیے۔

پھر سورہ یونس مین فرمایا اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

یعنی کیا لوگ قران کو کہتے ہین کہ یون ہی بنا لیا ہی تو کہہ اُنسے اسے نبی اگر تم سچے ہو تو مثل اوسکے ٹکڑے کے لاؤ اور سوا خدا کے جسکو چاہو مدد کے لئے بلا لو۔

حضرت سلامت بلائیے مددگارون کو پکاریے حمایتون کو اب ایسے وقت مین کوئی نہین

پھر سورہ ہود مین فرمایا اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ یعنے کیا لوگ قران کو کہتے ہین کہ یون ہی بنا لیا ہی علیہ انسے اے نبی اگر تم سچے ہو تو دس سورتون کی مانند لاؤ۔ اور سوائے خدا کے جسکو چاہو مدد کے لئے بلا لو۔

پھر سورہ بنی اسرائیل مین فرماتا ہی قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

یعنے کہدے اے پیغمبر اگر جن و انس اس بات پر متفق ہون کہ اس قران کا مثل بنا
لائین تو اسکی مانند نہ لاسکین گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی ہو - اب تو صرف
ایک تحدی پر ایسا جوش مین آگئے یہان تو بہت تحدیان ہین محمد حسین صاحب نے تو صرف
آدمیون کے ایک فرقے یعنی عیسائیون سے کہا تہا کہ کوئی حضرت کی خطا ثابت کرے
اور قران مجید تو تمام جن و انس سے کہتا ہی اور پھر مددگار کی بھی اجازت دیتا ہی اگر آپ بڑے
حامی دین عیسوی ہین اور اپکی عیسائی ہین تو یا تو مثل قران کے لائیے یا اپنے دین کو ترک
کیجئے صرف زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہی کچھ کر کے دکھائیے تو البتہ ہم آپ کی داد
دین ورنہ فضول بک بک سے کیا حاصل اور جب آپ مثل اسکا نہین لاسکتے اور پھر بہی
اسکو کلام خدا نہین سمجھتے تو بجز تعصب کے اور کیا ہی یا تو مثل اسکا پیدا کیجئے یا بیکار کی
باتون سے باز آئیے آپ نے اپنی کتاب مین لکھدیا کہ کوئی میری کتاب کا جواب نہین دے
سکتا یہ دعوی صرف ابلہ فریبی کی غرض سے کیا ورنہ اپکی کتاب کی اصل و حقیقت کیا ہی
ہان شاید آپ کو یہ گمان ہوا ہوگا کہ بیچارے مسلمان بدبخت دیا ہین سلطنت عیسائی
ہے ہم جو چاہین بک دین کون پرسان حال ہی بندہ پرور یہ خیال خام تصور نا تمام ہی ہر وقت
ہمکو اختیار دیا گیا ہی کہ آپ کو دندان شکن جواب دین اور آپ سے دعوی کرین کہ لاؤ مثل
قران کے مگر آپ کیا لاسکین گے بیکار میرا سخن بہی رائگان ہوا - خیر رائگان ہو مگر مین ہی
دعوی کرتا ہون اور پھر دوسرا دعوی کرتا ہون فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ - یعنی پس اگر نہ کرسکو اور
ہرگز نہ کرسکو گے تو ڈرو اوس آگ سے کہ ہیزم اوسکے آدمی اور پتھر ہین کہ جو کافرون کیلئے
مہیا کی گئی ہی - اب انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے ہم مذہب عیسائیون نے صحف
قران مجید مین کیا کچھ لکھا ہی جان ڈیون پورٹ لکھتے ہین لاریب یہ کتاب زبان عرب
کی نمک ہی اور مضامین عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہی اور اگرچہ بعض مقامات پر

اسکی عبارت مبہم ہی اور درجہ تعلی کو پہونچ گئی ہی تاہم اکثر عبارات و مضامین ایسے عالی اور
موثر ہین کہ مصدق قول گوتھہ ہین مورخ موصوف مشہور کہتا ہی کہ قران ایسی کتاب ہی
کہ پہلے تو پڑہنے والے کو اوسکی عبارت سست اور نرلے لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان
اسکی خوبیون پر فریفتہ ہوجاتا ہی اور آخر الامر اوسکی خوبصورتیون پر ایسا شیفتہ ہوجاتا ہی کہ
تاب ضبط باقی نہین رہتی۔ (مظاہر الحق)
دوسرے مقام پر لکھا ہی کہ ایک شخص ابو ربیعہ نامی باشندہ یمن کافر تھا اور یہ شخص ان
سات شاعرون مین سے تھا جن کے قصائد مسمی بہ معلقات تبرگا اور تیمنا کعبہ مین معلق
تھی اور انمین سے ایک قصیدہ کی ابتدا مین یہ شعر تھا کہ جو تعریفین خدا کی طرف منسوب نہین وہ
بیکار ہین اور جو نیکی اس سے نہین پیدا ہوئی ہی فقط سایہ ہی تھوڑے عرصہ تک تو ایسا کوئی
شاعر نہ نکلا کہ اس بیت کی مثل کوئی شعر کہتا لیکن آخر الامر وہ سورہ قران جیسی سورہ برات ہے
ہین کسی دروازہ پر کعبہ کے معلق کیا گیا جب ابو ربیعہ نے پہلے چند آیتین اس سورہ کی دیکھین
تو ایسا متحیر اور متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ ایسی آیتین نرلے وحی الٰہی کوئی نہین کہہ سکتا اور فوراً
اسلام قبول کیا (مظاہر الحق)
یہ شخص صاحب زبان اور ایسا فصیح تھا کہ اُسکے کلام کا جواب دینے والا کوئی نتھا اُسکا یہ
قول نقل کیا گیا۔
گبین صاحب کہتے ہین لہذا قران کو مجموعہ احکام قوانین شرع محمدی کہنا چاہیے۔ جسمین
مذہب اخلاق۔ سیاست مدن تجارت عدالت انصاف جزا و سزا ان سب امور کی
تصریح و تفصیل ہی اور اس کتاب مین ہر چیز کے احکام مندرج ہین از رسوم مذہبی تا امور
روزمرہ از نجات روحانی تا صحت جسمانی از حقوق جمیع ناس تا حقوق ہر فرد واحد از
شخصی تا منافع نوعی از مکارم اخلاق تا محارم و سئیات از سزای دنیوی تا عقاب اخروی ان
سب امور کے یہ بات قابل لحاظ ہی کہ قرآن اور توریت اور انجیل اور اور کتب سماوی

مین فرق بین ہی۔

کومب صاحب کہتے ہین کہ کتب سماویہ مین کوئی طریقہ علم کلام اور علم فقہ منضبط نہین
ہی بلکہ یہ کتب فقط قصص و حکایات اور وقائع اور حالات اور ادعیہ او مناجات عالی مضامین
سے مملو اور مشحون ہین اور طرفہ تر یہہ کہ یہہ مضامین سب غیر مدلل اور نامربوط ہین
اور باہم کوئی علاقہ منطقی اور عقلی نہین رکھتے نہ قران مثل اناجیل اربعہ کے تصور ہو سکتا
ہی اسواسطے کہ ان کتب مقدسہ مین صرف عقائد مذہبی اور طریقہ عبادات اور اعمال اور
اوضاع دین مسیحی مذکور ہین برخلاف قران کے کہ اسمین علاوہ ان سب امور کے سیاست
مدن بھی مفصل و مشرح ہی اور چونکہ اسی طریقہ مذکورہ قران پر حکومت و سیاست مبنی
ہی لہذا جملہ ضوابط و قوانین ملکی اس کتاب سے ماخوذ ہین اور اسی کی رو سے تمام
مقدمات جان و مال منفصل ہوتے ہین۔ (مظاہر الحق)

دوسرے مقام پر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہین منجملہ اور فضائل اور مناقب قران
کے جن پر اسے فخر و مباہات کرنی بجا ہی دو فضیلتین بہت بڑی ہین ایک فضیلت تو
یہہ کہ جس مقام پر حق تعالی کا ذکر ہی بڑی عزت و احترام اور عظمت و ہیبت کیساتھ ہی
اور کسی جگہ پر اسکی ذات پاک کی طرف عیوب اور شہوات انسانی نہین منسوب کئے ہین۔ دوسرا
فضیلت یہہ کہ جملہ خیالات باطل اور الفاظ رکیک اور حکایات لغو سے منزہ ہی لیکن افسوس ہے
کہ کتب یہود ان عیوب و مناقص سے مملو ہین واقع مین قرآن ان عیوب صریحہ سے
ایسا مبرا ہی کہ ابتدا سے انتہا تک پڑہ جائے کہین کسی امر رکیک اور خلاف حیا کا
شائبہ بھی نہ پائیگا پس جس مذہب کی بنا قران پر ہی اسکا مآل توحید محض و خالص ہی پھر
کسیجگہہ لکھا ہی اور قران وحدانیت باری تعالی کی دلیل کافی و وافی ہی (مظاہر الحق)

یہ الفاظ ان لوگون کی زبان پر جاری ہوئے ہین کہ جو مخالف دین اسلام ہین اور انھون نے
بیان کر دیا کہ قران بوستان خیال یا امیر حمزہ کی داستان نہین ہی بلکہ ایک کتاب قانون کی ہی

جسمین امور مذکورہ بھرے ہوئے ہین اور یہہ بھی اُنہین کے بیان سے ثابت ہوگیا کہ یہ
قرآن کل کتب آسمانی سے بہتر وافضل ہی بخلاف ہمارے مخاطب کے کہ نسبت بیبل
کے وہ یہہ بھی سند نہین لاسکتے۔ کہ جو کچہ کلام اسمین ہی وہ خدا کا کلام ہی یا یہ کہ حضرات
انبیا کا کلام ہی صرف دعوی بے دلیل ادعائے علیل ہی اگرچہ ضرورت اسپر زیادہ بحث
کی نہین ہی تاہم ہم چند مثالین با انصاف ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہین۔ خروج
باب ۷ ورس ۷۔ اور جسوقت ان دونون نے فرعون سے گفتگو کی موسیٰ اسی برس کا
اور ہارون تراسی برس کا تہا خروج باب ۳۴ ورس ۳۴ و ۳۵ پر جب موسی یہواہ کے
آگے جاتا تہا کہ اوس سے کلام کرے تو نقاب اُٹہا دیتا تہا یہانتک کہ وہان سے باہر
اور جب باہر آتا تو جو کچہ اوسنے حکم کیا ہوتا سو وہ بنی اسرائیل سے کہتا اور بنی اسرائیل نے موسی
کا چہرہ دیکہا کہ اوسکا چمڑہ چمک رہا تہا اور موسی نے منہہ پر نقاب ڈالا جب تک کہ خدا سے
باتین کرنے گیا اب اس حکایت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور شخص بیان کرتا ہی نہ خدا نے
پیغمبر نے اور تائید اُس کی اس سے بہی ہوتی ہی کہ کتاب استثنا باب ۳۴ ورس ۵ تا ۱۲ ملاحظہ ہو
سو یہواہ کا بندہ موسیٰ یہواہ کے حکم کے موافق مواب کی سرزمین مین مرگیا اور اسی مواب
کے مقابل ایک وادی مین بیت فعور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کسی نے اوسکی
قبر کو نہ پہچانا اور موسیٰ اپنے مرنے کیوقت ایکسو بیس برس کا تہا کہ نہ اُسکی آنکہین دہندلا گئین
اور نہ اوسکی تازگی جاتی رہی سو بنی اسرائیل موسیٰ کیلئے مواب کے جنگل کے میدانون مین
تیس دن تک رویا کئے اور اون کے رونے پیٹنے کے دن موسیٰ کے لئے آخر ہوئے
اور نون کا بیٹا یہوشوع روح حکمت سے معمور ہوا کیونکہ موسی نے اپنے ہاتھ اسپر رکھے تھے اور
بنی اسرائیل نے اوسکی فرمانبرداری کی اور جیسا یہوواہ نے موسی کو فرمایا تہا ویسا ہی کیا اور تبسے
بنی اسرائیل مین موسیٰ کی مانند کوئی نبی قائم نہین ہوا جس سے یہوواہ آمنے سامنے ملاقات کرتا
ان سب عجائب وغرائب مین جنکے کرنیکے لئے فرعون اور اُسکے سب خادمون اور ساری

زمین کے سامنے یہواہ نے مصر کی زمین مین اسے بہیجا تہا اور سارے [۱۲] قوی ہاتھ اور
بڑی خوف مین جو موسیٰ نے تمام بنی اسرائیل کے آگے کیئے اب فرمائی کہ بعد موسے کے یہ کسنے
کہا اور کس سے کہا اور کس زمانہ مین کہا اس سے صاف ثابت ہی کہ بطور تاریخ کے کسینے جمع
کیا ہی اب اور دیکھئے پیدایش باب ۶ ورس ۳ تب خدا نے کہا کہ میری روح ہمیشہ آدمیون
کے ساتھ مزاحمت نہ کریگی اسلیئے کہ وے البتہ بشر ہین اونکی بقا ایک سے بیس برس تک
پیدایش باب ۹ ورس ۲۹ - اور نوح کی تمام عمر جب وہ موا نو سے پچاس برس کی تھی
پیدایش باب ۱۱ ورس ۳۲ اور تارخ دو سو پانچ برس کا ہوکے حران مین مرگیا پیدایش
باب ۴۶ ورس ۲۷ - اور یوسف کے دو بیٹے تھے جو زمین مصر مین پیدا ہوئے سو وے
سب جو یعقوب کے گھرانے کے تھے اور مصر مین آئے ستر جنے تھے -
اعمال باب ۷ ورس ۱۴ تب یوسف نے اپنے باپ یعقوب اور اپنے سارے گھرانے
کو جو پچھتر شخص تھے بلوا بھیجا آپ غور کیجئے کہ پہلے تو کہا انسان کی عمر ایک سے بیس برس
ہووگی بعد اسکے اوس سے سیکڑون برس زیادہ انسان کو زندہ رکھا توریت مین ہی
ستر آدمی تھے انجیل مین ۷۵ لکھے ہین پھر دیکھئے کہ کتاب یسعیاہ باب ۲۳ ورس ۱۶
...ابین ہے او چھنال جو کہ فراموش ہو گئی ہے بربط اٹھا لے اور شہر مین پہر اکر تار
...چھیڑ اور بہت سی غزلین گا تا کہ تجھے یاد کرین کیونکہ ستر برس کے بعد ایسا ہوگا کہ
خداوند صور کی خبر لینے آوے گا اور پھر وہ خرچی کے لیئے جائیگی اور روی زمین کی ساری
سلطنتون سے زناکاری کریگی لیکن اوسکی تجارت اور اوسکی خرچی خداوند کے لئے مقدس
ہوگی اسکا مال ذخیرہ نہ کیا جائیگا اور نہ رکھ چھوڑا جائیگا بلکہ اسکی تجارت کا حاصل اونکے
لیئے ہوگا جو خداوند کے حضور رہتے ہین کہ کھا کے سیر ہون اور نفیس پوشاک پہنین -
سبحان اللہ کتاب مذکور دیکھکر کون شخص انصاف سے کہہ سکیگا کہ واقعی ایسی ہی
کتابین ایمان لانے اور کلام خدا ہونے کے قابل ہین

کتاب تواریخ باب ۲۱ یہورام بتیس ۳۲ برس کی عمر مین بادشاہ ہوا اور آٹھ برس تک یروشلم مین
بادشاہت کی اور ورس ۲۰ مین ہی وہ بتیس ۳۲ برس کی عمر مین بادشاہ ہوا اور اسنے آٹھ برس
یروشلم مین بادشاہت کی اور کتاب مذکور کے باب ۲۲ مین ہی اور یروشلم کے باشندون نے
اُسکے چھوٹے بیٹے اخزیاہ کو اسکے جگہ بادشاہ کیا کیونکہ اس انبوہ سے جو عربون کے ساتھ
چھاونی مین آیا تھا سب بڑے بیٹون کو قتل کیا تھا۔ سو اخزیاہ بن یہورام یہوداہ کا بادشاہ
ہوا اخزیاہ بیالیس برس کی عمر مین بادشاہ ہوا۔ اب ناظرین بالانصاف ملاحظہ کرین کہ بیٹے
کی عمر باپ سے دو سو برس بڑی ہی اور پھر یہ چھوٹے بیٹے ہین بڑے تو قتل ہو گئے تھے
بڑے معلوم نہین کہ کتنے بڑے ہونگے۔ انجیل متی باب ۲ ورس ۲۳ مین لکھا ہی
جو نبیون کی معرفت کہا گیا تھا کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ پورا ہووی بھلا فرمایئے تو کہ صحف انبیا
مین کہان لکھا ہوا ہی۔ انجیل لوقا باب ۱ ورس ۱۔ ازبسکہ بہتون نے اختیار کیا کہ
اُن چیزون کو جو ہمارے درمیان واقع ہوئین بیان کرین۔ (۲) جیسا کہ انھون نے جو شروع سے
دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے انہین ہمکو سونپا ہی مین نے بھی مناسب جانا کہ سب کو شروع سے
بہ کوشش دریافت کرکے تیرے لیئے ای فاضل تہیوفلس ترتیب سے لکھون۔ اسنے
قصہ شروع کیا۔ یوحنا کہتے ہین اور بھی کام عیسیٰ نے کئے اگر سب لکھے جائین تو کتابین دنیا
مین نہ سما سکین ایک صاحب نے تو جو کچھ سنا تھا وہ تحریر کیا۔ دوسرے صاحب نے جو کچھ لکھا
آدھے کا تھا یہ صرف وہ سنے سنائے قصص و حکایات ہین جو انبیائے سابقین کی نسبت
بعض اشخاص نے لکھے ہین اب یہ کہنا کہ قران شریف مین ذکر توریت و زبور و انجیل کا ہی
یہ ضرور کلام خدا ہین غلط ہے اسواسطے کہ قران شریف مین یہ نام تو ضرور آئے ہین مگر جو
مضامین عجیبہ و نامناسب ہین انکا ذکر نہین ہی اور جو کچھ اُسمین ان کتابون کے مضامین کی
نسبت لکھا ہی وہ ایک بھی نہین پائے جاتے بجا قران مین لکھا ہی کہ بشارت حضرت
سابقہ مین مرقوم ہے آپ لوگ کہتے ہین کہ کہین نہین تو اب اسیطور پر ہم بھی

۱؎ لوقا حواریین حضرت مسیح سے نہین تھا بلکہ طبقۂ ثانیہ مین تھا۔ تعلیقاً منہ

اور تم سے کہدین کہ انجیل مین توریت لکھی ہوئی ہی اُسپر ایمان لاؤ چاہے اُسمین جو کچھ ہو تمھارے
پاس کون سی سند ہی کہ وہی توریت ہی اور مصنوعی نہین ہی ہم اگر ایک حدیث پیش کرتے ہین
تو بکثرت شہادتین پیش کرتے ہین اور راویون کو جب تک نیک نہاد سچی ذی علم نہین
دیکھہ لیتے اُسپر اعتماد نہین کرتے اب جبکہ ہم صرف اس بنا پر کہ انجیل کے لکھنے والے کو کیون
جھوٹا سمجھ لین تو کوئی وجہ نہین کہ قصہ حاتم طائی یا بوستان خیال یا داستان امیر حمزہ
و الف لیلی کے مصنفین کو جھوٹا سمجھین اگر کوئی عاقل کتب مذکورہ کو صحیح مان لے تو ہم
بھی اناجیل موجودہ کو تمام و کمال یقینا کلام خدا مان لین - ہان اگر ہو تو بعض بعض کلام خدا
ہوگا - اب صرف آپنے اپنی زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ حضرت کے چلن اچھے نتھے -
لہذا وہ لائق نبوت نہین ہین یہ دعوی سراسر جھوٹا ہی تاریخ اُٹھا کر دیکھو - تو معلوم ہوگا
اُس مصلح نبی آدم نے کیا کیا مصیبتین اور تکلیفین اور ذلتین خدا کی وحدانیت اور بتون کے
نفرت کرنے مین اُٹھائین ہین لوگون نے اُنکے دستر خوان پر اشیاے نجس نہین ڈالین
اور روپیہ کا لالچ نہین دیا اونسے عتبہ رئیس قریش نے یہ نہین کہا کہ اگر خواہش عورت ہو
جس عالیخاندان حسین عورت سے کہو اُسکے ساتھ شادی کردین اگر خواہش دولت ہو
غنی کردین اگر بادشاہت منظور ہو تو بادشاہ بنادین (روضۃ الاحباب) -
تو قید نہین رہنا پڑا اونسے اور اُن کے قبیلہ سے لوگون نے خرید و فروخت نہین
چھوڑی اور طرح طرح کی ایذائین نہین پہونچائین کیا کچھ نہین کیا گیا لیکن وہ ترویج
دین سے باز نہ آئے حتی کہ لوگون کو خدا کی وحدانیت اور بتون کی کم حقیقتی سے آگاہ
کرکے کامیابی حاصل کی چنانچہ ریورنیڈ راڈویل صاحب لکھتے ہین محمدؐ کی زندگانی کا
مدعا توحید الہی کا اعلان کرنا تھا اور وہ اسمین بیشک کامیاب ہوگیا جسقدر کہ نہایت صحیح
تاریخی واقعات پر نظر کرنے سے ہمکو محمدؐ کی سیرت سے اصلی واقفیت حاصل ہوتی ہی اُسی قدر
مسٹر پریڈو اور دیگر مصنفین کی سخت کلامی اور بد زبانی ہمپر غلط ثابت ہوتی ہی

بعد چند فقرون کے لکھا ہی کہ قران نے جسطور پر خدا کی ذات کی تعریف بلحاظ اوسکی وحدت
اور تمام جہان کا پروردگار عالم الغیب اور قادر مطلق ہونے کی بیان کی ہی اسکے لئے
وہ اعلی درجہ کی تعریف کا مستحق ہی الفضل ما شہدت بہ الاعداء پہر قوت اسلام کی
کیفیت لکھکر بیان کرتی ہین قسطنطنیہ - بغداد - قرطبہ اور دہلی کو وہ قوت ہوئی کہ عیسائی یورپ
کو کپکپا دیا - لوگ حضرت سے کہتے تہے کہ تم اس دعوے سے باز آؤ اور غیرون پر کیا
منحصر ہی ابو طالب نے آپ سے لوگون کا پیام بیان کیا جسپر آپنے وہ جواب دیا جو آپ کی سچی
کا شاہد ہی چنانچہ فرمایا ای چچا اگر یہ لوگ اس مطلب سے کہ مین اس امر عظیم کی بجا آوری چھوڑ دون
آفتاب و ماہتاب کو میرے داہنے اور بائین ہاتہ پر رکہدین تو بہی مین اسکو ہرگز ترک نکرونگا
تا وقتیکہ خدا اپنے دین کو سب ادیان پر غالب کر دے یا مین ہی اس کوشش مین ہلاک
ہو جاون سبحان اللہ کیا یقین ہی کیا استقلال ہی روحی لک الفدا یا رسول اللہ مسٹر کارلائل
لکھتے ہین بلا شبہہ آپ خاموش نہین رہ سکتے تہے کیونکہ جس امر حق کا اعلان آپ فرماتے
تہے اسمین وہی فطری قوت تہی جو سورج اور چاند یا قدرت کے مصنوعات مین ہی اور جو
قادر مطلق کی مرضی کے بغیر سورج اور چاند اور تمام قریش بلکہ تمام انسان اور موجودات عالم
کو خاموش نہین کر سکتے تہے کیونکہ اسکے سوا آپ کچہ کر ہی نہین سکتے تہے کہتے ہین کہ
یہ سنکر بے اختیار رو پڑے - اسلئے نے اختیار رو پڑے کہ چچا کیسی دلسوزی سے
اور ہینے جو کام اختیار کیا ہی وہ کیسا سخت اور مشکل ہی - اس واقعہ مین مسٹر باسورتہ سمتہ
کتاب محمد اینڈ محمدن ازم لکچر دوم مین کہتے ہین یہ کلام اور یہ چلن ایک جہوٹے مدعی
کا نہین ہو سکتا - مسٹر کارلائل - اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ لکچر دوم مین کہتے
پس ہم محمد کو ہرگز یہ خیال نہین کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور جہوٹے باطن
اور نہ ہم اسکو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے
جو سخت و کرخت پیغام اوسنے دنیا کو دیا - بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تہا

وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اسکا مخرج وہی ہستی تھی جسکی تھاہ کسی نے بھی نہین پائی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھی حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینے مین سے دنیا کے منور کرنے کو نکلا تہا اور بلا شبہہ اُسکے لیئے امر ربانی یو نہین تہا۔

اقوال افاضل اہل یورپ

اور چند فاضل مؤلفین النسا کلو پیڈیا برٹانیکا کی لکھتی ہین جو یقین کہ اسنے اپنے قریب کے لوگونکو اس خدیجہ عمر۔ اور ابو بکر کے دل مین پیدا کیا اور جو ہر طرح کی ذلت اور تکلیف اُسنے بارہ برس تک جھیلی اور نہایت جوانمردی سے ہر قسم کی دولت اور سرداری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جسکا حاصل ہونا اس شرط پر موقوف تھا کہ وہ اپنی کوشش سے باز آئے اور نیز اُس سادگی مزاج اور طرز معیشت کا خیال کر کے جو اخیر وقت تک اسکی ذات مین ویسی ہی رہی ہم پریڈو والٹیر اور مراکشی کی رائین قبول نہین کر سکتے بلکہ اتنی۔ بات کہنے مین محلر۔ کاسن۔ کار لائیل۔ اورنگ اور دیگر مصنفین سے متفق ہین کہ عام طور پر محمدؐ کی صداقت کو مانین اور اسبات کو قبول کرین کہ اُسکو اپنے آپ پر بھروسہ تھا اور وہ اپنی رسالت کو سچا سمجہتا تھا۔ (اعجاز التنزیل)

قول علامہ فاضل عیسوی سر ولیم میور صاحب

جب جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم طائف کیطرف تشریف لیگئے تھے اور وہان لوگون کو دین حق کیطرف ہدایت کی ہی اُسکے باب مین سر ولیم میور لکھتے ہین۔ محمدؐ کے اس طائف کے سفر مین ایک نہایت اعلی جوانمردانہ حالت پای جاتی ہی ایک یکہ وتنہا شخص جسکو اُسکی قوم کے لوگون نے بالکل چہوڑ دیا تھا۔ اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے خدا کے نام پر دلیرانہ آگے بڑہا جسطرح یونس نینوا کو گئے تھے اور اُسنے ایک بت پرست شہر کو آگاہ کیا کہ توبہ کرین اور اُسکے رسالت کی تائید کرین اس سے ایک نہایت قوی روشنی اس امر پر پڑتی ہی کہ اسکو اپنے کام کے من اللہ ہونیکا کس شدت کے ساتہ یقین تھا۔ (اعجاز التنزیل)

اجی حضرت مخاطب صاحب ذرا حمایت دین عیسوی کیجئے سر ولیم میور کی زبان

روکٹے دیکھئے بنی عربی کی شان مین وہ کیا کیا کئے جاتے ہین اور آپ چپکے بیٹھے سن رہے ہین اور اُمکو کچہ نہین کہتے۔ دیکھئے اپنی کتاب لالف آف محمد جلد دوم صفحہ ۲۸ مین حضرت کو نہایت مستقل و بنبیظیر فرماتے ہین۔ چنانچہ لکھتے ہین

قول میور صاحب

پیغمبر اسلام اسطرحسے دشمنون کے نرغہ مین گھرے ہوئے تھے اور فتح مبین کے منتظر تھے اور ظاہرا نے یار و مددگار تھے اور اُنکے اصحاب کا چھوٹا سا گروہ گویا شیر کے مُنھ مین تھا تاہم اُنکو اس قادر مطلق پر بھروسا تھا جسکا رسول وہ اپنے تئین سمجھتے تھے اور اُنکے پائے ثبات مین ایک سرمو لغزش نہوئی تھی۔ غرض اس عالم مصیبت و تنہائی مین وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہین۔ کہ کتب مقدسہ سماویہ مین اُنکا عدیل و نظیر کوئی نہین دکہائی دیتا سوائے اُس بنی اسرائیل کے نبی کے جسنے خدا سے یہ شکایت کی تہی کہ مین اکیلا ہون۔

قول گبن صاحب

اڈورڈ گبن صاحب کہتے ہین ہر ایک مذہب مین بانی بند کی سیرت سے آپکے تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہی چنانچہ محمدؐ کی حدیثین بہت سے امر حق کی نصیحتین اور اُنکے افعال بہت سے امر حق کے نمونہ ہین اور اون کے ازواج و اصحاب نے ان کے بہت سے خلوت و جلوت کے ماثر جمیلہ محفوظ رکہی۔ تاریخ زوسنہ الکبری باب ۵ جلد ۶۔

قول رئیس صاحب

ابراھام رئیس کہتے ہین۔ مسلمان مورخون نے نبیؐ عربی کے صفات بدنی اور عقلی کی ستایش مین بہت کچہ لکھا ہی اور گو ہم ہر ایک صفات خارق عادت کو تسلیم نہین کرتے۔ مگر تاہم اس امر کا اعتراف پر ضرور ہی کہ انمین بہت سی قابلیتین تھین جنمین سے بعض کا تذکرہ ابھی ہوا ہی اور اکثر کمالات اور خواص ایسے جمع تھے جنسے وہ اپنے معاصرین سے رتبہ عالی پر پھونچ گئے تھے اور جس امر کا اونہون نے عزم کیا تھا اوسکے لائق ہو گئے۔

الیسایکلوپیڈیا ریس جلد ۲۲ سنہ ۱۸۱۹ء

قول میور صاحب

انربیل ولیم میور صاحب۔ کتاب لالیف آف محمد جلد ۴ باب ۳۷ سنہ ۱۸۶۱ عیسوی۔

کہتے ہین چونکہ محمد کو اپنی رسالت کا نہایت قوی اور مضبوط اعتقاد تھا اسلئے اونکی
زبان سے اس دین کے موعظہ مین بڑی قوت اور شدت ظاہر ہوتی تہی اور چونکہ فصاحت
مین بھی آپ کو کمال تھا لہذا انکا کلام عربی زبان مین نہایت خالص اور بغایت ناصحانہ تھا
بلکہ زبان آوری نے روحانی حقیقتون کو عالم تصویر بنا دیا اور انکے زندہ خیالات نے
قیامت اور روز جزا اور نعمتہائے بہشت۔ اور عذاب جہنم کو سامعین کے بغایت قریب تر
پیش نظر کر دکہایا۔ معمولی گفتگو مین تو آپکا کلام آہستہ اور قوی تہا مگر ہنگام وعظ انکی
آنکہین سرخ اور آواز بھاری اور بلند ہو جاتی ہتی اور تمام جسم آپ کا ایک ایسی حالت جوش و
خروش مین ہو جاتا تھا گویا کہ وہ لوگون کو کسی غنیم کے آنے کی خبر دیتے ہین کہ وہ غنیم دوسرے
روز یا اسی شب کو انپر آپڑیگا اور ہم اسکو بستعدی تسلیم کرتے ہین کہ پہلے محمد کو اعتقاد تھا
یا باور کرلیا تہا کہ انکے مکاشفات خدا کی جانب سے ہین انکے مکہ کے رہنے کے زمانہ مین تو
یقینا کوئی ذاتی اغراض یا نالائق اسباب اس نتیجہ کے بطلان مین پائے نہین جاتے ہین۔
وہانی تو وہ جیسا کہ خود بھی کہتے تہے محض بشیر نذیر تھے اس قوم خلاف کے وہ ایک حقیر
بیچارہ واعظ تھے اور بظاہر تو بجز اون لوگون کی اصلاح کے انکا اور کوئی مقصد نتھا
محمد نے گو اپنے اس ارادہ کو صحیح ذریعون سے اثر پذیر کرنے مین خطا کی ہو مگر اسمین شبہ
کرنے کی کوئی کافی وجہ نہین کہ وہ ان ذریعون کو نیک نیتی اور دیانت داری سے
عمل مین لاتے تہے۔ (از تعلیقات)
یہ تمام آرا جو ہمنے نقل کین کسی مسلمان کی نہین ہین بلکہ بڑے بڑے فاضل اور محقق علمائی
عیسوی کی ہین اور ان لوگون انے اپنی نیک نیتی سے حضرت کی کسقدر تعریف کی ہی علاوہ اسکے
آپ خود غور کیجیے کہ باوجود مصائب اور ذلتین اٹھانے کے نہایت دلیری سے ثابت قدم
رہے اور تلقین توحید خداوند عالم کی بخوبی اور اسقدر کوشش فرمائی کہ شرق سے غرب تک
دین اسلام کو قائم کر دیا اور بتوں سے خانہ خدا کو پاک کر دیا۔ تمام بُرے رواسم قتل و خون

وکثرت ازواج نے تعداد وحرامکاری وزناکاری وشراب خواری وچوری وقماربازی وافعال ناشایستہ واخلاق ناشایستہ مثل کبر وحسد وفریب وکذب وغیبت ودشمنی جتنے امور مذموم تھے سب کو ترک کراکے اُس وحشی اور نرے علف وگیاہ ملک کو ایک مہذب وخلیق ورحیم اور سرسبز وشاداب کرکے چھوڑا اسپر مخاطب کہتا ہی کہ اُنکا چلن اچھا نتھا اور قابل نبوت نتھے ہم افسوس کرتے ہین کہ اب اور زیادہ شہادتین کیا ہوسکتی ہین جب کہ مخالف تعریف کرین مگر مخاطب کیا کرے تعصب انسان کو اندھا بنا دیتا ہی۔

قول گاڈفری ہنگس صاحب

اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ آپ لوگو نمین تعصب اور عداوت اسلام سے ضرور ہی میرے اس فقرہ سے یہ لوگ نہ سمجہین کہ مین تعصب سے کہتا ہون بلکہ گاڈفری ہنگس صاحب کہتے ہین کہ مسلمانون کو نجتہ عیسائیون کے بہشت مین جگہہ ملنی سے انکار نہین مگر عیسائی کل مسلمانون کو بلا استثنا کے اور بیدریغ جہنمی لکھتے ہین اور تو یہ مسئلہ مرقس کا ہی اور نہ عیسیٰ کا بلکہ یہ وہ مسئلہ ہی جو ہمارے سپاہیون اور جہازرانون کو سکھلایا جاتا ہی جنکے ملکون مین ہمارے ناقص ترجمے دیئے جاتے ہین (حمایۃ الاسلام)

اب فرمائیے کہ ہم عداوت وتعصب نہ سمجہین تو کیا کرین

جواب جہاد

خونریزی کی نسبت مخاطب نے کچہ واقعات نہین لکہے اسلیئے ہم بھی اُسکا مختصر جواب دیکر اس بحث کو تمام کرتے ہین جواب یہ ہی کہ جو کچہ جہاد کیے گئے صرف واسطے نشر توحید خدا اور بت شکنی کے لیئے کیئے گئے۔ اور اس سے زائد جہاد حضرت موسیٰ علیہ السلام ودیگر انبیا نے کیئے ہین۔ دیکھو گنتی باب ۲۱ ورس ۳۵ اور حضرت یوشع نے علاوہ زن ومرد اور اطفال کے بہائم کو بھی قتل کیا۔ کتاب یوشع باب ۶ ورس ۲۱ پھر حضرت یوشع نے پانچ بادشاہون کو قتل کیا اور درختون مین لٹکا دیا شام کو حسب الحکم حضرت کے اوتارے گئے دیکھو بادشاہان لاخیش وحدر وعجلون وحبرون ودبیرا اور حشمون کے گرد ہون اور رقیم کے جنگل سے غزی تک اور جوشن کی ساری زمین کو جبعون تک کو قتل کیا۔

باب۱ کتاب یوشع پھر دیکھو صموئیل کی کتاب دوم باب۱ ورس ۱۲ اپنے خدا
کی بستیون کے لیے جہاد کرو کتاب خروج باب ۳۲ جب حضرت موسی کوہ طور
پر مناجات کو گئے تو بنی اسرائیل نے طلای گاے بناکر پرستش کی اس جرم پر حضرت موسیٰ
نے سب بنی لاوی کو جمع کرکے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے بھائی اور دوست و اقریب کو قتل
کرے چنانچہ تین ہزار قتل ہوئے۔ گنتی کی کتاب باب ۳۱ بحکم حضرت موسی سب اہل مدین قتل
ہوئے لیکن بنی اسرائیل نے عورات و اطفال کو اسیر کیا مال و اسباب مویشی لوٹ لیا گھر بار
اور دیار سب آگ سے پھونک دیا۔ حضرت موسیٰ نے غصہ کیا کہ زنان و اطفال کو قتل
کیون نکیا اور حکم دیا کہ اطفال کو قتل کرو اور جو عورتین مرد کے ساتھ سونا جانتی ہین قتل کرو
جو نہین جانتی ہین اُنکو اپنے لئے رہنے دو۔ خداوند برحق نے حضرت موسیٰ کو دربارہ بت
پرستان کتاب استثنا باب ۱۳ ورس ۵ امین یہ حکم دیا تو اس شہر کے باشندون کو
اور مویشی قتل کرکے نیست و نابود کیجیو اور شہر اور لاشون کو آگ سے جلادیجیو۔ اور
وہ بسایا نہ جاویگا اور اُن لعنت کی چیزون سے کچہ تیرے ہاتھ سے لگا لپٹا
نرہے۔

یہ خیال بالکل غلط اور پوچ ہی کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا اگر ایسا ہوتا تو اس زمانہ
مین اسلام کی حالت نہایت خراب ہورہی ہی اور بالکل نے درست وپا ہوگیا ہی کیون
کہ اسلام مین ترقی ہوتی ہی۔ اور اسکی تائید مین ہم ایک تقریر مسٹر ہربرٹ ٹیلر کی
جنہون نے افریقیہ مین بیان کی لکھتے ہین اُنھون نے اپنی آغاز کلام مین لکھا ہی
مجھکو یہ اقرار کرنا چاہیے کہ اسلام دنیا کے ایک بڑے حصہ پر بطور ایک واعظ مذہب کے
بہ نسبت مذہب عیسوی کے زیادہ تر کامیاب ہی اور نہ صرف بت پرستی سے اسلام
پر ایمان لانیوالے بہ نسبت عیسائی مذہب پر ایمان لانیوالون کے زیادہ تر ہین۔ بلکہ مذہب
عیسائی بعض ملکون مین درحقیقت اسلام کے سامنے سے ہٹتا جاتا ہی اور مسلمان

قومون کو معتقد بنانیکی کوشش مین ظاہرا بالکل ناکامیاب ہوتے ہین اور صرف یہی نہین
ہم دنیا وہان قدم نہین جما سکتے ہین۔ بلکہ ہم اپنے آپ کو بچانے مین بھی ناکامیاب ہوتے ہین
مذہب اسلام اسوقت مراکو سے جاوا تک زنگبار سے چین تک پھیلا ہوا ہی اور وسط افریقہ
مین بیحد تیزی سے پھیلتا جاتا ہی وہ سلسلہ وار بحر روم سے خط استوا تک پھیلا ہوا
اور بڑی تیزی سے جنوب کیطرف بڑہتا جاتا ہی ہندوستان مین یورپین شایستگی
ہندو مذہب کو دور کر رہی ہے وہ اسلام کے لئے ایک رستہ تیار کر رہی ہی۔ ساڑہی چھبیس
کرور مین سے پانچ کرور آدمی ہندوستان مین مسلمان ہین اور افریقہ مین آدہے سے زیادہ
مذہب عیسوی ابہی گرفت مین مضبوط نہین ہی۔ اور ہندوستان و افریقہ مین اسلام کے
سامنے سے ہٹتا جاتا ہی اور جمیکا مین حبشی جو صرف نام کے عیسائی ہین اوبی ازم کو قبول
کرتے جاتے ہین اور یہ کہا جاسکتا ہی کہ افریقہ کی ایک قوم جو کہ ایکدفعہ اسلام قبول کرلیتی
ہے پھر کبھی بت پرستی اختیار نہین کرتی اور نہ عیسائی مذہب کو قبول کرتی ہی یہ اقرار کیا
جانا چاہئے کہ اگرچہ اسلام اعلی درجہ کی مہذب قومون کے بالکل ناموافق ہی مگر وحشی قومون کو
مہذب بنانے اور ترقی دینے کی زیادہ قابلیت رکہتا ہی بعد چند فقرون کے کہتے ہین کہ
کل دنیا مین اسلام سب سے زیادہ قومی گروہ شراب نہ پینے والون کا ہی۔ اور بمقابلہ یورپ
کی ترقی سے گویا شراب خواری و گنہگاری کا پہیلاؤ اور اس جگہ کی قوم کا تنزل مراد ہی۔
حالانکہ اسلام کسی کم درجہ کی تہذیب نہین پھیلاتا جس مین پڑہنے لکہنے کا علم عمدہ لباس
پہننا ذاتی صفائی راست گوئی اور سلف رسپکٹ شامل ہین اسکی برائی سے روکنا اور
تہذیب پھیلانے کے اثر بیحد عجیب ہین ٹیلر صاحب نے اپنے اس مضمون کے مشتہر
ہونے کے بعد لندن ٹائمس کے اڈیٹر کو جو ایک چٹھی لکھی تھی اسمین یہ لکھا تھا۔
کہ میرا وہ پچھلا فقرہ جسپر بہت اعتراض ہوئے ہین یہ ہی کہ ایشیا اور افریقہ مین مذہب اسلام
ایک دوسرے مذہب کے بنسبت عیسائی مذہب کے زیادہ کامیاب ہی اور ہماری کوششین مسلمانون کی عیسائی بنانے

[illegible]ن نے موثابت ہوئے ہین مین اولاً اپنی بحث ہندوستان سے شروع کرون گا جہان
کے باشندون کی نسبت تقریباً صحیح اطلاع ہمارے سامنے موجود ہی ۱۸۷۱ء و ۱۸۸۱ء کے
درمیان مین یعنی دس برس مین ہندوستان کے مسلمانون کی آبادی مین جو زیادتی ہوئی
وہ قریب ۲۹ لاکھ ۴۰ ہزار کے ہی یعنے قریب ۲۵ فیصدی کے حساب سے اس قدر ترقی
[illegible]دی کو جو معمولاً پیدایش کی زیادتی اور موت کی کمی سے ہوئی ہی اگر ہم محسوب نہ کرین تو وہ
مسلم جو ہندو اور عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کرتے ہین اونکی تعداد قریب ۶ لاکھ
[illegible]لانہ کے ہی مسلمانون کے یہان تنخواہ دار واعظ نہین ہین اور نہ انہین کوئی بڑی جماعت
[illegible]قسم کی ہی جو اپنے مذہب کے پھیلانے مین کمربستہ ہو پس بڑی تعداد نومسلمون کی
[illegible]پرجوش مسلمانون کے بالانفراد کوششون اور کچھ مذہب اسلام کی حقیقی کششونکا
نتیجہ ہی برخلاف اسکے عیسائیون کو باوجود اس تمام رعب و داب کے جو انکو ایک ہم
مذہب گورنمنٹ کے ہونے سے حاصل ہی اور باوجود اُس رقم کثیر اخراجات کے جو مشنری
[illegible]عیسائیون پر صرف ہوتی ہی کل تعداد اُن نئے عیسائیونکی بڑی کھینچا تانی سے دسوان حصہ
نومسلمانون کی تعداد کا ہی۔ (از اعجاز التنزیل)

[illegible]گاڈفری ہِگنس صاحب کہتے ہین۔ یہ خیال کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہی کہ دین محمدی
صرف بزور شمشیر پھیلا۔ پھر کہا ہی حجازیون پر پہلا حملہ اٹھوین صدی کے آخیر پر ہوا وہ لوگ ملک شمال
کے جو مابین بحیرۂ خضرا اور بحیرہ اسود کے واقع ہی آئے اور یہ لوگ اسوقت دین محمدی
[illegible]ر کہتے تھے مگر انہون نے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان مغلوب حجازیون کا مذہب
اختیار کرلیا۔ پھر اکیسوین دسوین فقرہ مین لکھا ہی۔ مین بخوبی جانتا ہون کہ عیسائی لوگ
مسلمانون پر اور اونکے مذہب اور ہر ایک شئی پر شاہانہ حقارت سے نظر ڈالنے پر مائل ہین
مگر وہ تحقیق کرین تو معلوم ہو جائے کہ اہل اسلام اپنے مذہب کے تقرر کے تھوڑے ہی عرصہ
کے بعد کل روی زمین پر سب سے زیادہ فیاض اور با علم قوم ہو گئی (حمایت الاسلام)

اس سے تمام ظاہر ہوگیا کہ اسلام نے اپنے مذہب کو بجبر نہین پھیلایا بلکہ صرف وعظ و نصیحت سے اپنے غیر مذاہب کے لوگون کو اپنے دین کی طرف راغب کیا اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ دین اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا تو کیا قباحت ہی اسواسطے کہ تمام مہذب سلطنتین اور حکماء سابقین و لاحقین کا اتفاق ہی کہ جو گورنمنٹ کے احکام و تدبیر مین خلل اندازی کرے یا بغاوت کرے سرکشی و نافرمانی کرے۔ تو اہل شہر قتل کیئے جاوین اور شہر کو پھونک دیا جائے لوگ اسیر کئے جاوین محبس مین قید کئے جاوین قیدیون کے واسطے ایک آئین خدمتگذاری و لباس و خوراک مقرر کیا جاوے پس اگر انبیاء برحق نے مثل حضرت موسیٰ و حضرت یوشعؑ و حضرت داؤد و حضرت سلیمانؑ اور حضرت نبی عربی علیہم السلام نے واسطے ان لوگون کے کہ جنھون نے خدائی برحق سے بغاوت و مخالفت کی و دیگر معبودون کی پرستش کی اور احکام شریعت خداوندی اور سلطنت خداوندی کی مخالفت کی بدینوجہ حکم قتل و نہب و غارت صادر فرمایا اور نجاست کفر سے زمین کو پاک و صاف کیا اور اسیرون کے واسطے بجائے محبس فوجداری کے غلامی کا حکم فرمایا اور اسکے واسطے حدود و قواعد پرورش و خدمت گزاری مقرر کیئے تو کیا برائی ہوئی البتہ عیسائیون نے ایک محکمہ بنام انکوئیزیشن ملک اسپانیہ مین اسواسطے مقرر کیا تھا کہ لوگون سے مذہب عیسوی بجبر قبول کرایا جائے۔ (مظاہر الحق)

قول جان ڈیون پورٹ صاحب

رحم اور فروتنی شعار اسلام ہی البتہ جور و ظلم نصاری کے کتب تواریخ سے بہت کچھ پائے جاتے ہین چنانچہ مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب مین مسٹر جورو صاحب کا قول نقل کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ جیسا جور و ظلم تابعین پوپ نے اور عیسائیون پر کیا ویسا ظلم و تعدی تو مسلمانون نے بھی اُن لوگون پر نہین کیا۔ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ جب آخری صدی دہم عیسوی مین مجاہدین نصاری نے لیبرداری گاڈ ڈی لولین بیت المقدس پر حملہ کیا۔ تو مسلمان بجمعیت چالیس ہزار قلعہ بند ہوئے اور جب عیسائی قاعدہ

مین درآئے توسب مسلمانون کو بلاقید تہ تیغ کیا اور صغیر وکبیر مرد وعورت کسی پر رحم
نکیا اور انکفین تلوارون سے شیر خوارون کو بھی مارا جنسے اونکی ماؤن کو قتل کیا تھا۔
کو جہاے بیت المقدس مین لاشون کے انبار لگے تھے۔ لیکن جب دوسری لڑائی
مین سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس لے لیا۔ تو محصورین قلعہ کو قتل نکیا۔ اور
جو لوگ غریب تھے اُنکو بھی کچھ لئے بغیر رہا کر دیا۔ انصاف سے ملاحظہ کیجئے کہ کونسا
رحم ہے اور کونسا ظلم۔

اب آپ نے جو ارشاد فرمایا کہ حضرت نے خلاف اپنی شریعت کے کیا اور کہا کہ مجکو بذریعہ
وحی حکم خدا ہوا ہے۔ یہ بدگمانی آپ کی بالکل غلط ہی۔ اسوجہ سے کہ شریعت تو وہی تھی
جو کچھ حضرت فرماتے تھے اُسمین کوئی مقام گفتگو تو تہا ہی نہین جو کچھ آپ فرماتے تھے
وہی لوگ بجالاتے تھے اور وہ کونسا امر تھا کہ جو خلاف اپنی شریعت کے کیا آپ صرف
اسکو خلاف شریعت فرماتے ہین کہ حضرت نے چار سے زیادہ کیون نکاح کیے اور جو
چار سے زیادہ کین تو پھر بحکم خدا انمین عدل کیون نہ کیا۔

آپ کے پاس کوئی دلیل ہی کہ جس سے آپ یہ ثابت کر سکتے ہین کہ حکم اول تو شریعت ہے
اور دوسرا شریعت نہین جس نے چار کی اجازت دی اُسی نے زیادہ کی بھی پہلا تو حکم
صحیح ہو اور دوسرا غلط۔ یا تو دونون غلط یا دونون صحیح ایک کو ترجیح کا کیا سبب ہی
بجز شاید سبب ترجیح تعصب ہو تو وہ دوسرا امر ہے اور اگر ملحد لکھے کہ کیا اپنی شریعت
کے خلاف نوحؑ نے نہین کیا کیا لوطؑ نے نہین کیا کیا داؤدؑ نے نہین کیا کیا سلیمانؑ
نے نہین کیا جیسا کہ بیبل سے ظاہر ہوتا ہی اِنکے قصے ہم آئندہ ضروری مقامون پر
لکھین گے۔ اب رہ گیا عدل اسکے معنے یا تو آپ خود نہین سمجھتے ہین یا خود سمجھے ہین
اور دوسرون کو مغالطہ دیتے ہین اور یہ بھی ہم آپ کو دکھلائین گے۔

آپ نے جو لکھا ہی کہ حضرت کے چال چلن قابل نبوت نہین ہین ہم افسوس کرتے ہین

کہ آپ اپنی آنکھہ کا شہتیر نہین دیکہتے۔

آپ کے کتب سماویہ مین پیغمبرون کی عجیب حالات لکھے ہین معاذ اللہ حضرت نوح
کی نسبت لکھا ہی کہ انہون نے شراب پی اور اپنے خیمہ مین ننگے ہو گئے۔
معاذ اللہ حضرت لوط نے اپنی دونون دخترون سے حالت نشہ مین زنا کیا پناہ بخدا
حضرت داؤد نے حیطانے اوریا کی زوجہ سے زنائے محصنہ کیا اور جب وہ حاملہ ہو گئی
تو اسکے شوہر کو قتل کرا ڈالا۔ حضرت سلیمان نے نعوذ باللہ ان عورتون سے جن سے
خدا نے محبت ناجایز کی تھی محبت کی اور انکا دل خدا کی طرف سے پھر گیا۔ اور حضرت
یعقوب و دیگر انبیا کی نسبت بہی ایسے ہی الزام لگائے ہین۔

دیکھیے انصاف کی آنکھ پر پنجہ نہ رکھ دیجیے ان افعال سے تو وہ حالات جو آپ نے حضرت
خاتم الانبیا کے لکھے ہین باوجود نہایت زور دینے کے اور بدنما کر کے دکھانے پر بھی
نہایت درجہ کم ہین اگر آپ نیک نیت ہوتے تو اگرچہ حضرت کو اہل اسلام معصوم ہی کیون
نہ سمجھے آپ خاطی پیغمبر جانتے کیونکہ کوئی پیغمبر خطا سے باعتقاد نصاریٰ خالی نہین گذرا
تو انہون نے کون سی جدید بات کی۔

اب مین کہتا ہون کہ معاذ اللہ آپ کے عقیدہ مین انبیا نے خطائین اور گناہ کئے تو آپ کو
یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اعوذ باللہ انہون نے بھی گناہ کیا اگر سابق کے پیغمبرون نے معجزے
دکھلائے تو انھون نے بھی بہت معجزے دکھلائے ان ہی روشنی کے زمانہ مین بہی
اگرچہ معجزات کا ذکر کرنا اچھا نہین جانتے مگر ہم عیسائیون سے بغیر اسکے کہے رہ بہی نہین
سکتے اسوجہ سے کہ وہ بہی معجزات کے قائل ہین اگرچہ حکما اسکے خلاف ہون اور
معجزات لکھنے کے ہم یہ لکھتے ہین کہ انبیائے سابقین کے معجزات و کرامات صرف
ان کتابون مین لکھے ہوئے ہین جنکو ہم سابقا بے بنیاد ثابت کرائے اور ہمارے
معجزات کے وہ لوگ گواہ ہین کہ جنہون نے اپنی آنکھون سے دیکھے اور انکی سند

علمانے کتابون مین قلمبند کیے۔

اس مقام پر مخاطب کو یہ کہنا لازم نہین ہی کہ قران مین معجزات انبیائے سابقین کا ذکر ہی
بلکہ اپنا ذاتی ثبوت پیش کرنا چاہئے۔ اور یہ وہ معجزات حضرت کے نہتے جنکا کوئی جواب
دے سکتا۔ بخلاف معجزات انبیاء سابقین کے کہ انکا جواب لوگون نے فورا دیا۔
چنانچہ خروج باب ۷ ورس ۲۰ و ۲۲۔ مین لکھا ہی کہ موسیٰ نے اپنے عصا سے دریا
خون کر دیا جادوگرون نے بھی ویسا کیا باب ۸ ورس ۵ و ۷ حضرت ہارون نے
مینڈکیون سے زمین بھر دی جادوگرون نے بھی ویسا کیا۔
حضرت نے وہ معجزات دکھائے جنکا جواب نہ ہوسکا چنانچہ ایک معجزہ شق القمر ہی جو حضرت
نے دکھلایا اور اجتک کسی سے نہوسکا۔

مگر لوگون نے اکثر اسپر اعتراض کیے ہین اور یہ بیان کیا ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو تواریخ ہنود و
یہود و اہل چین مین اسکا تذکرہ ہوتا۔ کیونکہ یہ بہت بڑا واقعہ دنیا مین ہوا تھا اسکا جواب
یہ دیتے ہین کہ انجیل متی باب ۳ ورس ۱۶ مین لکھا ہی اور دیکھو اسکے لیے آسمان
کھل گیا اور اُسنے خدا کی روح کو کبوتر کے مانند اپنے اوپر آتے دیکھا۔ اور انجیل لوقا باب ۲۳
ورس ۴۴ اور چھٹوین گھڑی کے قریب تھا کہ ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور نوین
گھڑی تک رہا۔ (۴۵) اور سورج اندھیرا ہوگیا اور ہیکل کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا آپ
فرمائے کہ کتب یہود و ہنود و اہل چین مین یہ کہان لکھا ہوا ہی کہ ایک دن آسمان کھل گیا
تھا اور ایک دن تمام عالم مین اندھیرا ہوگیا تھا اگر یہ کہین لکھا ہوا ہی تب تو البتہ اس
معجزہ کا یقین نہ لائے۔ ورنہ کوئی وجہ انکار نہین ہی۔
مگر یہ سب معجزات خواہ صحیح ہون خواہ غلط گذر گئے اور اب انکا ذکر بھی جانے دیجیے ہم اس
معجزہ کو کہتے ہین جو اب تک زندہ ہی اور قیامت تک زندہ رہیگا جسکو ہر شخص دیکھ سکتا ہی
ان شخص جن و انس سے اس دنیا مین ایسا موجود ہی جو اسکا معارضہ کر سکے اگر کر سکے تو کرے

کوئی مانع نہین ہی اسکو تو آپ ضرور صحیح تسلیم کرینگے کہ حضرت موسی نے خون کا دریا بہادیا یا مینڈ کیون سے زمین بہر دی تو ایسا ہی اسوقت کے جادوگرون نے کیا کیونکہ آپ ہی کی کتاب مین لکھا ہوا ہی اور یہ بھی آپ خوب جانتے ہین کہ معجزہ عاجز کرنے والی چیز کو کہتے ہین تو اس فعل سے تو جادوگر عاجز نہوئے اگر آپ قران کو معجزہ نہین سمجھتے تو لاسے مثل اسکا۔

افسوس تعصب و عداوت کیا بُری چیز ہی اگر انبیاے سابقین نے معجزات دکھلائے تلقین دین خدا کی کی بت پرستی سے منع کیا۔ شراب خواری زناکاری اور دیگر امور شنیعہ کی ممانعت کی تو بنی عربی نے بھی کی۔ اگر عبادت خدا کی طرف پیغمبران سابقین نے رغبت دلائی تو حضرت نے بھی کیا۔ اگر انہون نے تبلیغ رسالت مین تکلیفین اٹھائین تو انہون نے بھی اٹھائین اگر انھون نے زیادہ جوروین کین تو حضرت نے بھی کین اگر انہون نے جہاد کئے تو انہون نے بھی اگر انھون نے معاذاللہ باعتقاد نصاری گناہ کئے تو بناہ بخدا حضرت نے بھی کئے۔ اگر انھون نے معجزات دکھائے تو انہون نے بھی دکھائے بلکہ اور انبیا کے معجزات انکی قبرون مین انکے ساتھ گئے ہمارے پیغمبر ایک معجزہ اپنے بعد چھوڑ گئے پھر اب کیا وجہ ہے کہ اور تو پیغمبر سمجھے جائین اور یہ پیغمبر نہ خیال کئے جائین حضرت سلامت بنی عربی نے کوئی نئی بات پیغمبران سابق سے نہین کی جو کچھ انہون نے کیا بنی عربی نے معرفت الہی مین عبادات مین مناجات مین اور محاسن اخلاق مین معاملات دین مین حدود مین تعزیرات مین عمدہ عمدہ آیات اور احکام اُن سے افضل ارشاد فرمائے ہین ؂ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ✤ من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ بہرحال اسپر بہی اگر آپ بدچلنی کو ہی کئے جائین تو کہیے یہ کونسا انصاف ہی کہ ایک ہی فعل سے ایک تو قابل نبوت سمجھا جائی اور دوسرا بیجا سمجھا جائی خیر یہ اپکی سمجہ ہی اور اسکے خدا کے سامنے آپ ہی جوابدہ ہین۔

فصل دوم سنت نبی۔ اس فصل مین مخاطب نے قول امیر علیصاحب لکھا ہی
وہ یہ ہے سب سے بری خطا اور سب سے زیادہ لایق الزام قصور مورخین عیسائی نے
یہ کیا ہی کہ یہ فرض کرلیا ہی کہ شارع اسلام نے تعدد ازدواجی کو اختیار کیا یا جایز کردیا ہی یہ قول کہ آنحضرت
نے اس رسم کو اختیار کیا اور اسکو مشروع کردیا اکثر عوام کالانعام مین بلکہ بعض اہل تصانیف کی نزدیک بھی
مسلم و معتبر ہے اس سے کاذب تر کوئی قول نہین مخاطب کہتا ہی کہ جب انھون نے اس رسم کو اختیار
نہین کیا ہی پھر اسوجہ سے بانی معذرت کیا معنی رکھتی ہی بعد اسکے مخاطب نے
آنحضرت کے ازواج کی تعداد بھی بتلائی ہے اور کتب تواریخ اسلام سے بھی تعدد ازدواج
ثابت کیا ہی۔

جواب

سید امیر علیصاحب نے جو کچھ فرمایا تھا نہایت صحیح ہی اور ہمارے مخاطب صاحب
عبارت مین بہت سرقہ فرماتے ہین اور جھوٹے الزام اسلام پر لگاتے ہین سید
امیر علیصاحب نے اپنی کتاب مین ثابت کیا ہی کہ قبل مین کثرت ازدواج کا بہت رواج تھا۔
بعد اسکے وہ عبارت جو مخاطب نے لکھی ہی لکھکر فرماتے ہین کہ شارع اسلام نے تعدد ازدواج کو
آنحضرت اپنی قوم مین رائج پایا بلکہ قرب و جوار کے ملکون مین بھی بعض قبیح ترین اقسام تعدد
ازدواج کو شائع دیکھا پھر اب جو سید امیر علیصاحب کہتے ہین کہ یہ فرض کرلیا ہی کہ شارع اسلام نے الخ
اسکا مطلب آپ یہ سمجھتے ہین کہ صرف آنحضرت ہی نے اختیار یا ایجاد کیا اس سے کاذب تر کوئی
قول نہین ہی۔ کیونکہ واقعی صرف حضرت نے خود اسکو ایجاد نہین کیا بلکہ یہ پرانی رسم تھی تو اب
یہ خیال کرنا کہ صرف انھون نے اسکو اختیار کیا یا جایز کردیا ضرور کذب و بہتان ہی ہمکو یا کسی مسلمان
کو آنحضرت کی ازواج سے انکار نہین اور ہم اگرچہ پہلے بیان کرچکے ہین مگر اسکی ضرورتون کا
پھر اعادہ کرتے ہین اور دکھلاتے ہین کہ انبیاء سابقین نے بھی ایسا کیا مصنف کتاب نے
تعدد ازدواج کو قبیح و مذموم اور معیوب و ملوم قرار دیا ہی اور جابجا تعدد ازدواج پر زناکاری و بدکاری

اطلاق کیا ہی لیکن کوئی دلیل عقلی یا نقلی اس بات کی پیش نہین کی کہ کسوجہ سے نفس الامر مین تعداد
ازدواج قبیح اور حرام اور لائق تشنیع وملام ہے اور ہم بحمد اللہ الملک العلام دلائل عقلی ونقلی سے
ثابت کرینگا کہ تعداد ازواج کا فی نفسہ جائز کرنا بہت ضرور اور ہمیشہ سے معمول و دستور رہے
لہذا چند امور پیش کش ارباب شعور کئے جاتے ہین (۱) - یہ کہ توریت و انجیل و دیگر صحف انبیاء
سابقین مین کہین تعداد ازواج کی ممانعت نہین پائی جاتی اور جبکہ کوئی حکم تحریمی کتب آسمانی
مین نہین پایا جاتا تو اسپر اطلاق گنہ کاری یا حرام کاری کرنا سراسر بیجا و ناروا ہی اور عقلاً ونقلاً
نازیبا و ناسزا ہی پس تا وقتیکہ مصنف کتاب یہ ثابت نہ کرے کہ کتب سماوی مین ممانعت
قطعی اور تحریم ابدی مذکور ہوئی ہی کوئی وجہ نہین کہ تعداد ازواج کو حرام یا منجملہ معاصی و آثام قرار
دیوے (۲) ملاحظہ سیرت انبیاء سابقین اور صحائف انبیاء و مرسلین سے ثابت ہی کہ اکثر
انبیاء و بنی اسرائیل نے ازواج متعددہ کین جنکا عنقریب بیان کرونگا بدینصورت چند
حال سے خالی نہین - یا تو مصنف کتاب کو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ توریت موسوی مین تحریف
ہوئی ہی اور انبیاء ماسبق نے متعدد ازواج نہین کین (۳) یا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ تعداد ازواج حرام ہی اور انبیاء
سابقین نے گناہگاری حرام کاری کی (۴) یا یہہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حرام کاری اور
گنہگاری قادح نبوت نہین ہی اور انبیا ہمیشہ بدکاری و حرام کاری کیا کرتے تھے
یا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ جنہے تعداد ازواج کین وہ انبیا نتھے اب ہم ان پیغمبرونکا ذکر کرتے
ہین کہ جنہوں نے متعدد ازواج کین اور وہ پابند شریعت موسوی تھے اور اسی بات سے
ثابت ہوگا کہ تعداد ازواج کسی حکم خداوندی و توریت موسوی کے خلاف نہین ہی اور ہمیشہ
سے معمول و جایز و ممدوح رہا کیا چنانچہ حضرت داؤد پیغمبر کے چار ازواج کے نام اصموئیل کی کتاب
باب ۳ ورس ۳ لغایت ۵ مین لکھا ہی - یہ علاوہ پہلی بی بی کے تہین جنکا نام
ورس ۴ مین میکائیل لکھا ہے اور باب ۵ ورس ۱۳ مین ہی سو داؤد نے یروشلم
سے اکر اور شلم مین اور جھوکریان اور جوروان کین اور داود کے اور بیٹے بیٹیان ہوئین

پیدا ہوئین باب ۲ ورس ۳۱ دس حرمین تھین کہ وہ نظر بند تھین اور مثل رانڈونکے
رہتی تہین یہان تک کہ مرگئین اور زن حیطانی اوریا ان سب پر اضافہ ہوئی۔ اور
حضرت سلیمان پیغمبر کی ہزار بیبیان تہین اور انمین سے ایسی بھی تہین کہ جنکے لئے
خدا نے ممانعت کی تھی اور انہین عورتون کی وجہ سے سلیمان کا دل خدا سے پھر گیا تہا
اور بت پرستی کی تھی کتاب سلاطین باب ۱۱ علاوہ اسکے یعقوب راحیل پر عاشق ہوئے
اور بغیر نکاح بیاہ کے اُسکو چوما اور صرف انکے عشق کیوجہ سے اونکے باپ کی سات برس
خدمت کی لیکن افسوس اوسکے باپ نے اپنی دوسری بیٹی لیا کو اونکو دیا اور حضرت یعقوب
اوسکے پاس گئے جب صبح ہوئی تو پہچانا کہ یہ وہ نہین ہی اور اپنے ماموں لابان سے
جسکو اب دہوکہ باز سسر اکہنا چاہئے شکایت کی اور اسنے یہ عذر کیا کہ پہلے بڑی کی شادی
ہوتی ہی معذرت کی اور راحیل کو بھی بیاہ دیا اور انہون نے اسکے عوض مین کہ دو بیٹیان انکو
دین سات برس اور خدمت کی لیکن اونکو چونکہ لیا کا عشق کم تہا اسلئے اونکو اسکی جانب
رغبت کم تھی پس یہواہ نے اسکا رحم کہولا اور وہ بیٹی جننے لگین جب راحیل کو رشک آیا تو
انہون نے اپنی کنیز بلہا کے پاس بھیجا تو انہون نے اسکو پیٹ رکہوایا اور اُسنے ایک بیٹا
جنا جسکا نام دان رکہا گیا اُسکے سوا اور بہی اولادین ہوئین اور لیا کے یہان اولاد ہونی موقوف
ہوئی اسوقت انہون نے رشک سے اپنی لونڈی زلفہ دی اور وہ بھی بیٹا جنی یہ قصہ
پیدایش باب ۲۹ و باب ۳۰ مین مرقوم ہی اگر یہ حالات جو حضرت یعقوب کی توریت مین
مسطور ہین خدانخواستہ قران شریف مین ہوتے تو معلوم نہین یہ گرانی کیا قیامت برپا
کرتے آپ یہان ملحدین مخالفین کہہ سکتے ہین کہ معاذ اللہ حضرت یعقوب راحیل پر اسطرح
عاشق ہوئے کہ اونکو تاب نکاح اور عقد کی نتھی قبل عقد اُسکو چومنا شروع کیا اور یہ
خیال نکیا کہ یہ فعل جو ہم کرتے ہین آیا یہ زن ہمپر ابھی حلال ہی یا نہین لیکن وہ مجبور تھے
عشق ایسی ہی بری بلا ہی کہ دل کی آنکھون کو اندہا کر دیتا ہی اور جسکے سر پر چڑہتا ہی تو

خوف خدا اور سوائے دنیا سے بالکل بیخبر کر دیتا ہی سات برس خدمت بھی کی اور دہوکا
بھی کہایا مگر اس دہوکہ سے اُنکو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ دو بھنین بعوض خدمت اور
کنیزین باگرہ مفت ملین اور جب دھوکہ کھایا اور شکایت کی اور سسر کے نے عذر کر
راحیل کیساتھہ بیاہ کرنیکو کہا اسوقت بسبب عشق و محبت کے یہ بھی نہ کہا کہ مخالف
ایک جورو سے زیادہ زناکاری ٹھراتے ہین مین نہ کرونگا اور یہ حضرت یعقوب
خدا کے پیلوٹھے بیٹے تھے - خروج باب ۴ ورس ۲۲ پس اس رشتہ سے حضرت
عیسیٰ کے معاذاللہ بڑے بھائی ہوئے - اور حضرت داؤد و سلیمان کو بھی خدا نے اپنا بیٹا
فرمایا ہی تو یہ بھی حضرت عیسیٰ کے بڑے بھائی ہین اُن حضرت کے نسبت معاذاللہ
لکھا ہوا ہی اور صحیح بھی سمجھا جاتا ہی اور پھر اعتراض تعدد ازواج بھی کیا جاتا ہی حضرت ابراہیم
نے سارہ کیساتھہ عقد کیا اور جب اُنسے کوئی اولاد نہوئی تو سارہ نے اُنسے کہا
میری لونڈی مصری ہاجرہ کے پاس جا شاید اس سے خدا گھر آباد کرے چنانچہ حضرت
ابراہیم اسکے پاس گئے اور حضرت اسمعیل پیدا ہوئے کتاب پیدایش باب ۱۶ اسکے بعد حضرت ابراہیم نے ایک
اور عورت مسماۃ قطورہ کو جورو کیا ۲۵ باب پیدایش حضرت موسیٰ نے کتاب استثنا
باب ۲۱ ورس ۱۱ مین یون خطاب کیا ہی اور اُن اسیرونمین خوبصورت عورت دیکھے
اور تیرا جی اُسپر چلے کہ تو اُسے اپنی جورو کرے تو تو اُسے اپنے گھر مین اسکا سر منڈا
اور ناخن کٹوا تو وہ اسیری کا لباس اُتارے اور تیرے گھر مین رہی اور کامل مہینہ بھر
اپنے مان اور باپ کے سوگ مین بیٹھے بعد اُسکے تو اُسکے ساتھہ خلوت کر اور اُسکے
خصم بن وہ تیری جورو بنے بعد اسکے اگر وہ تجھسے خوشوقت نہو تو جہان وہ چاہی اُسے
جانے دے آپ مخاطب صاحب انصاف سے فرمائے کہ کوئی قید تعدد ازواج اسمین
ہین یہی نہین اور اگر قید پائی جاتی تو حضرت داود و سلیمان ابن اللہ بلا تعداد بی بیان اور حرمین
نہ کرتے - آپ مصنف کتاب تنبیہ انبیاء مذکورین کہہ سکتے ہین کہ زناکاری اور گنہگاری

کی یا یہ کہہ سکتے ہین کہ گنہ گاری کی لیکن منصب نبوت مین کوئی فرق نہین آیا یا لکھین گے
کہ سب انبیا گنہگار و خطاوار ہوا کرتے ہین پس اگر سابق مین جائز تہا تو ہمارے پیغمبر
نے بھی تعدد ازواج جائز رکھا کوئی محل اعتراض نہین ہو سکتا ہی اور اگر جائز نہتہا اور انبیاء
سابقین نے خطا کی تو بنا بر اپنے مذاق کے کاش نبیٔ عربی کو بھی پیغمبر گنہگار سمجھتے
حالانکہ آپ لوگ حضرت موسیٰ اور داؤد اور سلیمانؑ کو پیغمبر سمجھتے ہین۔ لیکن ہمارے
پیغمبر کی پیغمبری کو تسلیم نہین کرتے پس یہ تعصب اور ناانصافی اور جہالت ہی۔
(۳) مصنف کتاب کو خوب معلوم ہی کہ ہر مذہب والے کو اُسی اصول سے الزام ہو سکتا
جسکا وہ پابند ہوتا ہے نہ یہ کہ خلاف اُسکے اور ہمارا اصول مذہب یہ ہی کہ ہماری شریعت
نے احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کر دیا پس اگر کوئی شریعت حکم سابقہ حرمت تعدد
ازواج کا کتب سماوی مین ہوتا تب بھی ہمپر اعتراض و الزام نہین ہو سکتا تھا لیکن بحمد اللہ
کہ کتب آسمانی مین بھی کوئی حکم خداوندی حرمت تعدد ازواج کا نہین پایا جاتا اور انبیاء
سابقین کا تعدد ازواج کرنا اسی بات کی دلیل ہی کہ ہمیشہ سے جائز تھا ورنہ انبیاء سابقین
بھی ازواج متعددہ نکرتے اگر اتفاقاً دو یا تین زوجہ کرتے تو توبہ و استغفار کرتے۔ نہ یہ
کہ سو پچاس ہزار بیبیون تک نوبت پھونچا دیتے۔ پس آپکے نزدیک شاید اسی گنہگاری
کا نام پیغمبری ہی کہ گناہ پر گناہ کرین اور کسیطرح نبوت مین خلل نہ آوے مگر اسکا یہ نتیجہ
نکلنا صحیح نہین ہو سکتا۔ بلکہ صحیح نتیجہ بھی ہو سکتا ہی کہ ہمیشہ سے جائز تھا اور اب
بھی تعدد ازواج جائز اور ممدوح ہی۔ بلکہ شریعت سابقہ مین نامحدود تھا اور اس شریعت
مین مقید و محدود کر دیا گیا ہی۔
(۴) اب مین عقلاً اس بات کو ثابت کرتا ہون کہ تعدد ازواج نہایت پر ضرور باعث
... ہی اسواسطیکہ از روئے کتب طبی کے ثابت ہی کہ جو قوائے شہوانی نوع انسانی
... گئے ہین اور جو مادہ جسمانی بذریعہ ازدواج کے قابل اخراج ہوتا ہی اگر روک دیا

جاوے اور تجرد وانقطاع از دواج اختیار کیا جاوے تو امراض دماغی وامراض سوداوی ودیگر عوارض جسمانی پیدا ہو جاتے ہین پس اسصورت مین آپ انصاف کیجیے کہ اگر کسی کی بیوی ہو اور وہ بانجہ ہو جس سے انقطاع نسل ہوتی ہی یا مدقوق ہو یا مبروص ومجذوم یا امراض رحمی مین مبتلاؤ وگرفتار ہو یا ایسی نافرمان وبدکار ہو تو ان سب صورتون مین اسکا شوہر کیا کرے کیونکہ اگر تعدد از دواج اُسکے مذہب مین جائز نہین تو بجز اسکے اور کوئی چارہ کار نہین کہ بلا عقد جائز کسی عورت سے حرام کاری کرکے رفع خواہش نفسانی و دفع حرارت جسمانی کرے - اب اگر انصاف سے دیکھیے تو بہت لوگ سفر دور ودراز کرتے ہین یا نوکری چاکری یا زمرہ فوج مین نوکر ہو کر سالہا سال بلاد بعیدہ مین تنہا رہتے ہین اور اپنی بی بی کو ساتھ نہین رکھہ سکتے تو بجز حرام کاری کے اُنکو کوئی چارہ کار نہین پس ان صورت از روے شریعت کے بھی گنہگار ہونگے اور اُسکا سرمایہ روحانی وبضاعت مالی بھی ضائع ہوگا اور اگر وہ معشوقہ قید عشاق مین ہی یا زیر نگرانی وارثان ہی تو قصہ وفساد باہمی اور گیر ودار قومی مین مبتلا ہونگے اور اولاد کا بھی پتا نہ لگے گا - لہذا اس گنہگاری سے مخلصی اور حفظ بقاء نسل اور صحت روحانی اور حفظ سرمایہ جسمانی ومالی اور رفع قصہ وفساد باہمی کیواسطے بجز اسکے کوئی چارہ کار نہین ہی کہ تعدد از دواج جائز کیا جاوے اور علاوہ رفع مفاسد مذکورہ کے توقع کثرت نسل بھی کیجاوے بدینوجوہ عقلا بھی ثابت ہو گیا کہ ہماری شریعت مطہرہ نے انھین وجوہ سے تعداد ازواج کو جائز رکھا تاکہ لوگ مرتکب حرام کاری وزناکاری کے نہ ہون اور نہ انقطاع نسل انسانی بھی ہو اور بسبب تعداد ازواج کے کثرت نسل بھی ہو اور حفظ صحت جسمانی بھی ہو اور حفظ مال ومتاع بھی اور رفع فساد قومی بھی ہو پس تعداد ازواج مین کسقدر فوائد بیشمار ہین اور ترک تعدد ازواج مین کسقدر مضار وآزار ہین پس اسی امر کو جو ہمیشہ سے شرعاً جائز ومعمول انبیاء سلف رہا ہو اور کسی شریعت مین اوسکی ممانعت صریح بھی نہو اور عقلاً بھی منافع

بنیمار ہون اُسکو گنہگاری یا حرام کاری یا بدکاری کہدینا عقلاً اور نقلاً بیجا و ناروا ہی

فصل سوم قران اور تعداد ازواج

دفعہ اول - اس فصل مین مخاطب نے لکھا ہی کہ قران مین ہی - نکاح کرو جو تمکو خوش آوین دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی یا جو تمہارے ہاتھ کا مال ہی -

اور پھر رکوع ۱۶ مین ہی - تم ہرگز نہ رکھہ سکو گے عورتون کو برابر اگرچہ اُسکا شوق کرو سو نرے پر بھی نجاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادہر مین لٹکتے

پس قران چار عورتون کو بشرط عدل جایز بتاتا ہی اور یہہ بہی کہتا ہی کہ تم ہرگز عدل نہ کر سکو گے عورتون مین اگرچہ اسکا شوق کرو تو پایا تعداد ازواج حرام ہوا یا ہر مسلمان محمد صاحب سے لیکر امام حسن اور مابعد کے ایماندارون تک جسنے کبھی تعداد ازواج کو جایز رکھا موافق شریعت اسلام حرام کاری اور نواہی کا مرتکب ہوا یا یہ قول کہ تم ہرگز عدل نہ کر سکو گے عورتون مین باطل ہی اور اگر یہ دونون قول درست ہین تو معلوم ہوا کہ عدل سے کچہ اور مراد ہی جسکا کرنا دشوار نہین اور عورتون مین مساوات کلی رکھنا ہرگز فرض نہین ہم یہ دکھلائین گے کہ محمد صاحب نے ان شرطون کو نہ کبھی خود پورا کیا اور نہ اپنے اوپر اسکا پورا کرنا واجب جانا اور نہ کسی ایماندار مسلمان نے ایسا سمجھا بلکہ بجائے عدل کے ہلکا سا حکم دیدیا کہ سو نرے پر بھی نجاؤ تو نہ ڈال رکھو ایک کو ادہر مین لٹکتے یہ ضرور نہین کہ چارون سے برابر برتاؤ کرو اور محض اس ایک طرح سے اگلے اور پچھلے مسلمانونکی کثرت ازواجی شریعت اسلام کے مطابق ہوسکتی ہی ورنہ سب حرام کرتے رہے -

جواب

صاحبان عدل و انصاف پر واضح ہو کہ محاورات کلام عرب کا سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہین ہی اگر ہر بازاری و ہر جاہل اور غیر ماہر اپنے رائے سے قرآن مجید

کے معنے نکالے اور اپنی رای ناقص سے اسکا مطلب بگاڑے تو کچہ ضرر نہین ہو سکتا مصنف
نے دو آیات قرانی سے استدلال کیا ہی - پہلی آیت سے یہ استدلال کیا ہی کہ تعدد ازواج
بشرط عدل جایز کیا گیا ہی اور دوسری آیت سے یہ استدلال کیا ہی کہ تعدد ازواج حرام ہو گیا
اور جناب ختم المرسلین سے تا حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے تعدد ازواج کیا تو معاذ اللہ
ارتکاب حرام کیا ظاہرا مصنف نے یہ تصور کیا کہ عدل محال ہی تو تعدد ازواج بھی حرام ہی حالانکہ عدل
ممکن ہی چنانچہ پہلی آیت مین صاف فرمایا ہی کہ ان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ یعنی اگر
اسکا خوف کرو کہ عدل نہ کر سکوگے تو ایک زوجہ پر قناعت کرو اب اس شرط سے خود امکان
عدل پیدا ہو گیا یعنی اگر خوف عدم عدل نہو تو متعدد ازواج کرو اور جملہ شرطیہ ان کے ساتھ خود
بموجب قواعد عرب کے دلالت کرتا ہی کہ عدل ممکن ہی اور وقوع و عدم وقوع دونون
محتمل ہین پس اگر عدل محال ہوتا تو آیہ شریفہ مین یہ ارشاد نہوتا کہ ان خفتم ان لا تعدلوا
جس سے ظاہر ہی کہ ایک زوجہ پر قناعت کرنیکا حکم مشروط ہی ساتھ خوف عدم عدل کے
اور جس صورت مین کہ شرط خوف نہ پائی جاوے تو مشروط اسکا یعنی ایک زوجہ کا حکم بھی
نہ پایا جاویگا پس اس آیہ مبارکہ مین جو حکم تعدد ازواج کا صادر ہوا تھا بحالت عدم خوف
برقرار رہا اور ہرگاہ یہ امر ذہن نشین ارباب عقل متین ہو چکا تو اب یہ امر واضح رائے رزین ہو
کہ مصنف کتاب امہات نے دوسری ایہ مبارکہ سے عدل کو غیر ممکن قرار دیا ہی حالانکہ
یہ بالکل غلط ہی پہلے مین اس امر کو دکہاتا ہون کہ جس آیت سے مصنف نے استدلال کیا
کیا ہی ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل
المیل فتذروها کالمعلقۃ وان تصلحوا وتتقوا فان اللہ کان غفورا رحیما
مصنف امہات کو اس آیہ شریفہ سے یہ شبہہ نادرست پیدا ہوا کہ خداوند عالم نے یہ خبر دی ہی کہ
کبہی ممکن ہی نہین ہی کہ عدل کر سکو اور ہرگاہ عدل محال و ناممکن ہو گیا تو تعدد ازواج بہی
حرام ہو گیا جواب اسکا بچند وجوہ دیا جاتا ہی -

(۱) اول یہ کہ آیہ اولی مین بمعنی بیان کیا ہی کہ جملہ شرطیہ ان خفتم سے امکان عدل ثابت ہی اور محال و ناممکن نہین ہی۔

(۲) اس آیہ مین لن تاکیدی ہی نہ تابیدی جیسا کہ آیہ لن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی مین لن تاکیدی ہی یعنی ہرگز نہ چھوڑونگا اس زمین کو جبتک میرے باپ اجازت ندین اگر لن تابیدی سمجھا جاے تو وقت اجازت پدری کے ساتھ استعمال نہ کیا جاتا اور جبکہ تابیدی نہین ہی تو اب یہ معنی نہین ہو سکتے کہ کبھی تم عدل نہ کرسکوگے بلکہ لن تاکیدی کے سبب سے یہ معنے ہوئے کہ جمیع امور مین من جمیع الوجوہ عدل نہ کرسکوگے اور ہر وقت ہر حال مین اکثر عدل نہ کرسکوگے جسکی تصریح وجوہ آئندہ سے ثابت ہوگی۔

(۳) حق تعالی نے قبل اسکے جو حال طبیعت انسانی بیان فرمایا ہی اور وہ ایت مبارکہ یہ ہے واحضرت الانفس الشح وان تحسنوا وتتقوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا ۵ جسکے خلاصہ معنی بموجب تفسیر مجمع البیان و تفسیر کبیر و دیگر تفاسیر کے یہ ہین کہ نفس انسانی مجبول ہی اس بات پر کہ اپنے حظ نفسانی یا حقوق و ضروریات نفسانی پر بخل کرے چنانچہ بخل عورات یہ ہے کہ اپنے شوہرون سے اسی امر کے طالب ہون کہ حظ نفسانی اور مال اور تمامی حقوق زوجیت و معاشرت اُسی عورت کو حاصل ہون اور بجز اوسکے کسی دوسری عورت کو حاصل نہون بدینوجہ ہر امر مین بخل کرتی ہی اور مرد کا بخل یہ ہی کہ خلاف مراد و خلاف مطلوب اُسکے اکثر امور مین عمل کرتا ہے اور چاہتا ہی کہ پورا حظ نفسی بہی ندون پوری محبت بھی نکرون پوری دولت بہی ندون۔ پوری اوقات بہی ندون تو عورت بخیل ہی اپنی مرادات کی اور مرد بخیل ہی اپنی مرادات کا اسی واسطے حقتعالی نے فرمایا کہ انسان کی عادت طبعی بخل ہی پھر فرماتا ہی کہ اگر تم لوگ نیکی اور احسان کرو ازواج پر اور پرہیز کرو اُنکے ظلم و جور سے یعنی اُنکے نان و نفقہ و [illegible] وغیرہ مین ظلم و جور نکرو تو حقتعالی تمہارے اعمال نیک سی خبردار ہی اوسکی جزا دیگا۔

(۵) بعد اسکے حقتعالی فرماتا ہی ولن تستطیعوا ان تعدلوا و ان حرصتم یعنی
جب کہ تمھارے نفوس مین بخل ہی اور اپنے حظ انظ نفسی و لذائذ طبیعی کو عزیز سمجھکر
دوسرے سے بخل کرتے ہو تو تم ہرگز من جمیع الوجوہ پورا پورا عدل نکرسکوگے ہر چند حرص کرو کہ
عدل کرین لیکن اکثر اوقات اکثر حالات اکثر وجوہات سے عدل کامل نکرسکوگے اور
فی الواقع کہ اکثر حالات مین مساوات ازواج سخت دشوار ہی چنانچہ محبت بھی ایک کیفیت
قلبی ہی کہ جو بہ نسبت ایک کے دوسرے سے برابر نہین ہوسکتی تا اینکہ باپ اپنی اولاد
مین ایک کو دوسرے سے زیادہ چاہتا ہی ایک دوست سے دوسرے کی محبت زیادہ
رکھتا ہی۔ ایک شوہر اپنی ایک بی بی سے دوسری کو زیادہ چاہتا ہی پس محبت دلی مین عدل
مساوات تمامی ازواج سے کیونکر کرسکتا ہی یا یہ فرض کرو کہ ایک زوجہ پیر کہن سال ہی
یا بیماری سخت مین مبتلا ہی یا بد مزاج بداخلاق و بدافعال ہی یا دیگر وجوہ نقائص مین ہی
مقابل اوس زوجہ کے جسمین یہ نقائص نہین ہین اُس سے حُسن معاشرت و حسن مواانست
کا برتاو کیونکر برابر کرسکتا ہی۔ اس صورت مین عدل بمعنی مساوات نہوا لہذا حقتعالی نے
فرمایا۔ فلا تمیلوا کل المیل یعنی جب کہ تمھاری عادت طبیعی بخل ہی اور تم پورا پورا عدل
نکرسکوگے تو پورا پورا ظلم بھی نکرو اور جس ظلم کی ممانعت اُسی آیت مین فرمائی مابعد اسکے
ظاہر بھی فرمادیا کہ فتذروھا کالمعلقۃ یعنی وہ کیا ظلم ہی وہ یہ ظلم ہی کہ اُسکو چھوڑ
کر بیچ ادہر مین لٹکتی رہی نہ شوہر دار سمجھی جاوے نہ رانڈ سمجھی جاوی نہ مسی نہ کاجل نہ زیور
نہ کپڑا نہ کبھی معاشرت نہ ملاطفت نہ خبر گیری جیسا کہ اکثر عوام کالانعام بدنفس بداخلاق
اپنی بی بی سے بدسلوکی کرتے ہین کہ یہ پورا پورا ظلم ہی لہذا ایسی ظلم کی ممانعت فرمائی
پس حاصل کلام حضرت ملک العلام یہ ہوا کہ بشرط عدل اجازت تعدد ازدواج ہوئی ہی
اور جب کہ پورا پورا عدل کرنے پر قادر نہین ہو تو اُسیقدر عدل کرنا جایز ہوا جو حد ظلم کو نہ پہنچے
یعنی نان و نفقہ و لباس و ملاطفت و معاشرت بقدر واجب مین تغافل نکرو اور پھر اپنی

...یت مبارک مین فرمایا وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی اگر صلاحیت کرو اور
اسکے نان ونفقہ وغیرہ کی خبرگیری کرو اور اس ظلم سے
پرہیز کرو تو حقتعالے غفور الرحیم ہی یعنی پورا پورا عدل نکرنے سے ماخوذ
نہوگے بلکہ اسی قدر تکفل تمہارا مقبول ہوگا تمہاری بخشش کیجاویگی پس اب ناظرین
...کین ملاحظہ فرماوین کہ حرمت تعداد ازواج اس ایت سے کیونکر پیدا ہوئی اور آیت اولی اور
...نیہ مین کیونکر تناقض ہوا اور مصنف کتاب نے بدزبانی اور بدنیتی کی راہ سے کیونکر
...یا کہ حضرت پیغمبر اخر الزمان وحضرات ائمہ علیہم السلام اور جن مسلمانون نے متعدد ازواج کین
...ہون نے معاذ اللہ حرامکاری کی۔ مگر کیا تعجب ہے کہ بقول مثل مشہور انچہ در دیگ ست بچمچہ می
...انچہ در دل ست بزبان می آید۔ ہر شخص کے خیالات ومقالات اسی طرح کے ہوتے ہین کہ
...جیسی اسکی طبیعت ہوتی ہی پس جو لوگ کہ ابرار واخیار کی نسبت کلمات ناسزاوار کہتے ہین اگرچہ
...بدزبانی کا نتیجہ دنیا مین نہو لیکن اخرت مین ضرور لگامہاے آتشین اور عقابہائے
...سے سزایاب ہونگے اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

...خلاصہ۔ دفعہ دوم۔ شرط عدل وسنت نبوی صلعم۔ اس دفعہ مین مخاطب نے
...کہا ہی کہ مین دکھلائے دیتا ہون کہ اس فرضی عدل والے قانون کو خود حضرت نے
...نہ برتا۔ سورہ احزاب رکوع ۶ مین ہی کہ پیچھے رکھدے تو جسکو چاہی ان مین اور جگہہ
...دے اپنے پاس جسکو چاہے اور جسکو چاہے تو ان مین سے جو کنارے کر دے تھین
...تو گناہ نہین پھر اسکی صحیح تفسیر مین حسینی لکھتا ہی۔ در وسیط آوردہ کہ وجوب قسم بدین
...آیت از حضرت صلعم ساقط شدہ۔ تو حضرت کے اوپر کسی قسم کا عدل وانصاف اس آیت نے
...واجب نرہا یعنی وہ ازاد کر دئیے گئے چاہے چھوڑ دین چاہے چھوڑے ہوئے کو پھر بغل
...مین بلا لین اور چاہین تو ڈال رکھین کسی ایک کو ادھڑ مین لٹکتے چنانچہ حضرت کے ازواج

اس نا انصافی سے نالان ہوتی تھین در روایت دیگر زینب گفت تو عدل نمیکنی میان
با آنکه پیغمبر خدائی- حیات القلوب صفحہ ۵۷۳

جواب

واضح ہو کہ آیہ مبارکہ یہ ہی ترجی من تشاء منھن وتؤی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن
عزلت فلا جناح علیک - اس آیہ شریفہ کے صرف ایک ہی معنی نہین ہین بلکہ مفسرین
مین اختلاف ہی آپکو پہلے شان نزول دیکھنا چاہیے تھا پھر اقوال مفسرین اور جب کہ اختلاف
ہی تو آپ صرف ایک ہی قول سے استدلال نہین کر سکتے چنانچہ منجملہ اوسکے -
(۱) قول قتادہ یہ ہی کہ اے پیغمبر تم مقدم کرو یا موخر کرو ہمخوابی مین جسکو چاہو اور جسکو چاہو
قسمت مین داخل کرو اور جسکو چاہو نہ داخل کرو-
(۲) طلاق دو انمین سے جسکو چاہو اور روک رکھو جسکو چاہو یعنی طلاق نہ دو اختیار
(۳) تم اپنی امت کی عورتون سے جسکے ساتھ چاہو نکاح کرو چاہو نہ کرو یہ قول حسن
مہربانی فرماکر حرام عورتین اسمین نہ داخل سمجھ لیجیے گا- محللات کی نسبت حکم ہی-
(۴) جنھون نے تمکو نفس ہبہ کیا ہی اونکو چاہو قبول کرو چاہو نہ کرو- یہ قول اسلم
کا ہی- اسکے بعد ہم شان نزول بھی بیان کر دین جب بعض ازواج نے حضرت سے
کی اور زیادہ نفقہ طلب کیا اوسوقت آیہ تخییر نازل ہوئی پس جنھون نے دنیا کو اختیار
کیا اور خدا اور رسول کو اختیار کیا اونسے یہ معاہدہ کیا گیا کہ رسول کو اختیار رہیگا کہ وہ جسکو چاہیں
ہمخوابی کو بلائین اور جسکو چاہین نہ بلائین اس امر پر وہ عورتین راضی ہوگئین- مجمع البیان
پس اول تو حضرت کو اختیار دیا گیا اور انکے واسطے مباح کیا گیا کہ وہ تسویہ کرین یا نہ کرین
دوسرے اون عورتون سے معاہدہ بھی کر لیا گیا پھر کسی کو کوئی محل شکایت نہین رہا
منقول ہی کہ باوصف اسکے بھی حضرت تسویہ فرماتے تھے چنانچہ شدت مرض مین بھی
یہان کی باری ہوتی تھی اوسکے یہان صحابہ کے کاندھون کے سہارے سے تشریف لیجاتے

اور درگاہ الٰہی مین عرض کرتے تھے کہ خداوندا یہ میری تقسیم ہی جسمین مین اختیار رکھتا ہون پھر تو مجکو اس امر مین ملامت نکر جو تیرے اختیار مین ہی اور میرے اختیار مین نہین ہی مجمع البیان علاوہ بران حضرت نے جو کچھ تقسیم فرمائی تھی یعنی کوئی دن یا شب کسیکی کوئی گھنٹہ یا وقت کسیکا یہ تقسیم خود حضرت ہی نے کی تھی۔ پھر اگر اسکو تبدیل فرماتے یا جسکے یہان شب کا وقت تھا اوسکے یہان صبح کو اور جسکے یہان صبح کا وقت تھا اُسکے یہان شب کو تشریف لیجاتے تو کیا قباحت تھی اُنکو ہر وقت اپنے قواعد مقررہ کی تبدیل و تغییر و تقدیم و تاخیر کا اختیار تھا۔ آپ بتلائیے کہ کیا ہر شخص کو اپنی اوقات و انتظامات خانہ داری کا اختیار نہین ہی۔ یا جبکہ گورنمنٹ کوئی قانون ملکی ترمیم کرتی ہی یا اُسکے خلاف قواعد جاری فرماتی ہی تو کیا وہ ناانصافی و ظلم ہوتا ہی آپنے یہ کہین نہین ثابت کیا ہی کہ حضرت کو تقسیم مین اختیار نہین تھا جس سے گناہ یا خطا متصور ہوسکے اور جبکہ اُنکو بحکم خداوندی بحسب شریعت اُنکے اختیار کلی اُنکو دیا گیا تو آپ کو اعتراض کا کیا منصب ہی۔

اب رہ گیا زینب کی شکایت تو یہ کیا ضرور ہے کہ وہ عدل ممکن کی خواستگار ہوئی ہون بلکہ شاید وہ خواہش مند محبت قلبی کی ہون جو ناممکن ہو یا دیگر شکایت بیجا ہون جو نسوان بسبب طبیعت ہوسناکی یا نفسانیت یا ناقص العقلی کے ہمیشہ کیا کرتی ہین اور امر حق یا انصاف و شریعت پر قانع و شاکر و راضی نہین رہتی ہین چنانچہ ایسی ہی شکایات کی وجہ سے تو یہ آیت تخییر نازل ہوئی اب آپکا یہ اعتراض کہ حضرت کیون مستثنی یا مخیر کئے گئے ہم کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ اور یوشعؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ و حضرت عیسیٰ کو جو جو امتیاز بہ نسبت اُمت کے عطا ہوئے اُنکی اُمت کو یا تمکو کیون نہ عطا ہوئے۔ مخاطب صاحب یہ تفضلات باریتعالیٰ ہین اسمین آپ کو کیا دخل ہی۔ گورنمنٹ روس و روم و جرمن وغیرہ کو جو اقتدار و امتیاز حاصل ہین آپ کو کیون نہین ہین آخر وہ بھی آدمی ہین آپ انکو کیون ترجیح ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خصائص سے یہ تھا کہ اُنہون نے

کوئی جورو نہین کی انکی امت کو کیون یہ تکلیف نہ دی گئی علی ہذا القیاس اکثر اختیارات و
خصائص وامتیاز اسوجہ سے انکو حاصل ہین کہ وہ تمام امت سے ممتاز اور فضایل خزانہ
ربانی سے سرفراز ہین ہمیشہ وہ حضرت موافق مرضی خدا کے تعمیل حکم خدا کی کر کے نہایت
تکالیف جسمانی اور روحانی اٹھاتے ہین اور بسبب برگزیدہ ہونیکے انکے واسطے بہ نسبت
رعیت یا امت کے عظمت وجلالت وامتیاز دیا جاتا ہی چنانچہ انبیا و رسل کو جو نائبان خاص
خدا ہین منجانب خدا اور وزیر اعظم و نائب سلطنت کو منجانب بادشاہ جو جو اختیار عظیم
اور جو جو مرتبہ ہائے جلیل دیے گئے وہ تم کرانی کو نہین دیے گئے - پھر تم رشک و
حسد کو دو جل مرو خاک ہو جاؤ -

خلاصہ دفعہ سوم حد تعدد نیشی نمایشی حقیقی

سید صاحب کا قول کہ شارع اسلام نے ایک حد ازواج مقرر کر دی غلط ہی اتنا تو
صحیح ہی کہ کوئی مسلمان ایک ساتھ چار سے زائد کوئی منکوحہ عورت نہین رکھہ سکتا ہی مگر آگے
سے اسی آیہ ہی مین جو اپنے ہاتھ کا مال ہی - اور سورہ احزاب رکوع ۶ مین ہی ہمکو
معلوم ہی جو ٹھہرا دیا ہمنے اونپر انکی عورتون مین اور انکے ہاتھ کے مال مین اور سورہ مومنون
رکوع ۱ جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہین مگر اپنی عورت پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو انپر نہین
الاہنا یہ ہاتھ کا مال لونڈیان ہین جن پر شہوت رانی مباح ہی اور انکی کوئی حد نہین ہی اگر
کسی مسلمان کے ہاتھ ہزار لونڈیان لگجائین تو چار منکوحہ پر اضافہ کر کے شریعت اسلام
سے خارج نہین ہوتا پس اسلام کی رو سے مرد کو اختیار ہی چاہے جسقدر عورتین رکھے
عدل کی ضرورت نہین اور اسوجہ سے علاوہ ایک درجن سے زائد عورتون حضرت کے پاس
چار لونڈیان بھی تھین جسمین ماریہ اور ریحانہ بہت مشہور ہین

جواب

یہ ایجاد جناب سرور کائنات علیہ التحیات نہین ہی آپ ناحق جھوٹا الزام لگا کر جہنم مول

لیتے ہین ہم قبل مین بھی بیان کر چکے ہین اور پھر یاد دلاتے ہین کتاب استثنے باب ۲۱ ورس ۱۱ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نے تعداد لونڈیون کے تصرف کا حکم دیا ہی اور اسیوجہ سے حضرت داؤد و حضرت سلیمان نے بکثرت حرمین کین اب فرمائے کہ اگر بموجب توریت کے ہر موسائی کو اجازت کنیزان نے تعداد ہی تو اسلام مین اسکا جاری ہونا کیا قباحت ہی بلکہ توریت کی روسے موسائیون اور عیسائیون کو بھی سیکڑون ہزارون لونڈیان رکھنے کا اختیار ہی اسلیئے کہ شریعت موسوی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منسوخ نہین فرمائی اور ارشاد کیا کہ مین توریت کو منسوخ کرنے نہین آیا ہون اور یہ بھی فرمایا کہ اسکا ایک شوشہ یا ایک نقطہ کبھی نہ ٹلیگا پھر اب جبکہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منسوخ فرمایا نہ کبھی اجازت تنسیخ دی تو اب آپ اس حکم خدا کی منسوخ کرنے والے کون - یہ اعتراض آپکا صرف حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ پر نہین ہی بلکہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام و دیگر انبیائے سابقین پر ہوتا ہی آپ ذرا بات تو سمجھ لیا کیجئے ان بیہودہ اعتراضات سے تعصب آپ کو حد انصاف سے خارج کرتا ہی - اب رہا یہ شبہہ کہ تعدد کنیزان مین شرط عدل نہین ہی تو دلیل عقلی یہ ہی کہ گویا کنیزی و غلامی ایک سزائی جرم کفر سابق ہی جس سے وہ اسکا سزاوار تھا اور سزا اسے مجرم مین شرط عدل واسطے تقسیم صحبت کے نہین کی گئی -

اب ایک جملہ اور عرض کردون وہ یہ ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ لونڈیون مین شرط عدل نہین اور ہزارون لونڈیان ہر مسلمان رکھ سکتا ہی بخلاف زنان منکوحہ کے کہ امین شرط عدل بھی ہی اور ایک تعداد بھی مقرر ہی آپ خود غور فرمائیے کہ بہ نسبت ازواج منکوحات کے حضرت کی خدمت مین کم لونڈیان تھین یعنی صرف دو یا چار تھین اس سے ظاہر ہی کہ تعداد منکوحات بڑھانے مین مصلحت تھی ورنہ کیا ضرور تھا کہ قید شرط عدل کی لگا کر اُسی کو اختیار کرتے جسمین وقت و زحمت تھی لونڈیان لاکھون تصرف مین کیون نہ لاتے جس مین یہ قیود و شروط کی ضرورت نہتھی - لیکن نکاح کی کثرت مین اور مصالح ہین جنکو آپ سے لوگ

نہین سمجھ سکتے- **تنبیہ** اب آپ اسطرحسے سمجھیے کہ اگر کوئی شخص نوکری یا مزدوری
کرے تو وہ شخص اپنی رضامندیت سے اپنے نفس آزاد کو بعوض اُجرت یا تنخواہ کے
بذریعہ معاہدہ کے حوالہ کرتا ہی خواہ واسطے دوام کے خواہ چندروزہ تاکہ اس خدمت
خاص کامعہ لوازم اسکے سرانجام ہو اور اسمین عدل کی ضرورت ہی-کیونکہ اگرچند شخص آزاد
ملازم یا مزدور ہون تو اُنمین تقسیم کام یا تقسیم خدمت مین عدل والضاف کرنا ضروری ہی
بخلاف قیدیان جیلخانہ کے کہ جبریہ وہ مقید ومحبوس ہین اور جبراً آپ اونسے کام لیتے ہین
اور جسطرح کا آپ چاہتے ہین کام لیتے ہین- جسطرح چاہتے ہین اُنکا خور ونوش مقرر
کرتے ہین- یہان جو عدل کہ واسطے نوکرون وستاجرون ومزدورون کے ضروری
ہی وہ عدل یہان ضرور نہین کیونکہ یہ لوگ خدمتہاے خاص کیواسطے نوکر یا مزدور مین جنہون
برضامندی اپنے نفس آزاد کو بذریعہ معاہدہ خاص حوالہ کیا ہی تو یہان عدل کرنا
فرض ہوگیا- اور جنکو ہم مجرم اور لائق سزا سمجھکر مقید ومحبوس رکھتے ہین اور بلا معاہدہ وبلا رضامندی
ہمارے اختیار مین ہین تو یہان ہمکو ضرورت اس عدل کی نہین ہی لیکن اگر براہ تفضل
وکرم اونسے بھی احسان اور عدل کرین یا آزاد کرین یا کسی مرتبہ جلیل سے سرفراز کرین
ممنوع نہین ہی اسیطرحسے ازواج منکوحات اپنے نفس ازاد کو بحل اور مباح کرتی ہین
تصرفات خاص کے بعوض دین مہر بذریعہ معاہدہ خاص کے پس اگرچند زوجہ ہون تو
عدل کرنا ضروری ہی اور غلام وکنیز بسبب جرم کفر سابق کے مقید ومحبوس ہین جو
وبلا رضامندی ہمارے قبضہ مین ہین جنسے ہم ہرطرحکا ارام پاتے ہین اور ہر
کام لے سکتے ہین خواہ ہم انسے خدمت خانہ داری لین خواہ اُنسے ہم صحبت
ہرطرحکا تصرف جایز ہی پس ہم بستری کنیزان مین ضرورت اس عدل کی نہین ہی
ازواج کے جنکو ہم نے بذریعہ معاہدہ ازادانہ سکھ یا بند خانہ نشینی کیا ہی اور شاید عدل
یعنی ہرمقام پر اکثر لوگ الگ ہی سمجھتے ہونگے- لہذا ہم ہدایت کرتے ہین کہ عدل

کے معنے اور مصداق ہر جگہ مختلف ہین چنانچہ نسبت نوکرون مزدورون کی جو قانون و قواعد بحسب مصلحت عامہ گورنمنٹ سے مقرر ہین اُنکے واسطے وہی عدل سمجھنا چاہیئے اور جو قواعد واسطے قیدیون اور محبوسون کے مقرر ہین وہی اُنکے واسطے عدل سمجھنا چاہیئے علی ہذا القیاس جو قواعد واسطے ازواج کے شریعت نے اور جو قواعد واسطے مملوکات کے جدا جدا مقرر ہین اُسکیواسطے وہی عدل ہے باریکیان شریعت کی یا پولیٹکل کی آپ کیا سمجھین۔

خلاصہ دفعہ چہارم لونڈی حلال ہے

سید صاحب نے انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہین کہ صرف اُس حالت مین لونڈی کرنا جایز ہے جب استطاعت نکاح حرہ سے نہو یعنی وہ کہتے ہین کہ اس باب مین حکم شرع یہ ہے جو شخص ایسا ہو کہ اپنا مقدور نرکہتا ہو کہ ایک ازاد مسلمہ سے عقد کر سکے تو اسکو چاہیئے کہ اُن لونڈیون سے نکاح کرے جنکو جہاد مین گرفتار کیا ہو اسکی اجازت اس شخص کو دیجاتی ہے جو ارتکاب معصیت کا اندیشہ رکھتا ہو ہمارے دوست یہ نہ سمجھے کہ یہان اسکی اجازت ہے کہ اگر لونڈی نہو اور آزاد مسلمہ سے استطاعت نہو تو لونڈی سے اسان شرائط پر نکاح کرے اور ہم آپسے اُس شخص کے بارہ مین بحث کرتے ہین جسکو علاوہ چار جورؤن کے لونڈیان رکھنے کا مقدور ہے آپ نہ سمجھے کہ دار الاسلام مین اتنی لونڈیان نئے مقدور والون کیواسطے ہو سکتی ہین آپ کیون مومنین کے حق تلفی کرتے ہین آپ کو کوئی حق نہین کہ آپ اسلام کے علما کو خیالات کہنہ کے بارے الزام دین کہ وہ رسول اللہ کے احکام کو کما حقہ نہین سمجھتے ہین اور احکام کے سراسر خلاف کرتے ہین اگر اصل منشا یہی تھا تو انھون نے لونڈیان کیونکر حلال کین اور امام نسائی کیون بھتیری لونڈیان رکھتا تھا۔ حضرت محمد صاحب نئی روشنی کے اسلام سے واقف نہ تھے

جواب

جواب تحریر سید صاحب سے ہویدا ہی کہ وہ اس صورت کو بیان کرتے ہین کہ لونڈیون سے نکاح
ہو سکتا ہی اور آپ حلت کنیزان و نکاح کنیزان کو ایک مسئلہ مین شامل کرتے ہین اگر آپ کا سوال حر
حلت کنیزان بی تعداد ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ جواز غلامی و کنیزی بطریقہ اسیری و جواز خرید غلام و کنیز از روے شریعت
موسوی و سیرت انبیاء سلف سے ثابت ہی جسکی کچھ تعداد نہین ہر شخص کو ہزارہا غلام
اور لونڈیان رکھنا جایز ہین اور ہرگاہ لونڈی اور غلام کی رقیت جائز ہی تو مالکان کنیز کو ان
کی خدمت لینے کا اختیار ہی چنانچہ اختیار ہی کہ کنیزون سے کھانا پکوائین یا پاؤن دابوائین یا
ساتھ سلاوین اونکے جان و مال کے مالک ہین جسطرح سے اور خدمات لے سکتے ہین
اسی طرح سے ہمخوابی بھی ایک خدمت ہی جسکا انکو اختیار ہی اور اسیوجہ سے حضرت داود
حضرت سلیمان نے بلا تعداد کنیزون کو حرم بنایا افسوس آپ یہ نہ سمجھے کہ ہرگاہ لونڈی
غلام بنانا بلا تعداد جایز ہی تو مالک کو ہر واحد پر تصرف مالکانہ بھی ہر طرح سے جایز ہی پس
کوئی اعتراض جائز نہ انبیائے سلف پر کر سکتے ہین نہ شرع اسلام پر کر سکتے ہین اور
اگر یہ شبہہ ہو کہ یہ حکم غلامی صرف اسیران جہاد کیواسطے ہی نہ غیر اسیران کیواسطے تو
اس شبہہ کو آپ کے اسطرح سے رفع کرتے ہین کہ حکم اسیری و غلامی صرف بسبب
جرم کفر و بت پرستی وغیرہ کے دیا گیا اور جان و مال انکا خدا پرستون پر حلال کیا گیا خواہ
بزور شمشیر اونکو اسیر کرین خواہ بذریعہ مال یعنی قیمت دیکر اپنی لونڈی غلام بناوین وہ کفار
بسبب کفر سابق کے ہر طرح سے تحت ملکیت خدا پرستون مین آگئے چنانچہ از روی اصول
پولیٹکل کے ہرگاہ گورنمنٹ کسی ملک کو فتح کرے یا بمصالحت قبضہ کرلیتی ہی تو تمام
رعیت مقصور ہو کر اختیارات گورنمنٹ مین آجاتی ہین اور جو لوگ سرتابی و سرکشی کرتے
وہ لوگ بجرم بغاوت لائق قتل و غارت و قید ہوتے ہین پس باغیان معبود برحق کو
یہی سزا بطریق اولی سزاوار ہی پس آپ مسئلہ غلامی مین نہ انبیاے سلف پر اعتراض کر سکتے
ہین نہ پیغمبر اسلام پر نہ گورنمنٹ پر معلوم نہین کہ آپ کی نئی روشنی کسطرح کی ہی کہ

وہدایت مین کچہ امتیاز نہین کرتے - ع گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم * چشمہ آفتاب را
چہ گناہ

دفعہ ہفتم متعۃ النساء

ہم دکہلا چکے ہین کہ علاوہ چار ازواج کے اسلام مین لاتعد لونڈیان بہی جائز ہین جنکی
نہ صرف عیاشی کی قدرتی انتہا ہی بلکہ اسّے بڑہ کر عام رنڈی بازی جسکو شرعی اصطلاح
مین متعہ کہتے ہین جائز ہی گو سنیون نے نہایت ضعیف اور وسواسی شہادت کی بنا پر
انکار کیا ہی مگر شیعہ قائل ہین ہم اس ناپاک مسئلہ کا شریعت اسلام کے ساتھہ تعلق
ثابت کرینگے -

جواب

جہان آپ ثابت کرینگے وہان ہم بھی خبر لینگے -

فصل چہارم تنزیہ المطاعن

حق تو یون ہی کہ عورتون کے بارہ مین حضرت نے نہ حکم خدا کا لحاظ کیا نہ قانون
قدرت کا نہ قران کا نہ اسلام کا نہ رسم و رواج کا ہر اصول حیا و شرم و اخلاق و تہذیب
کا خون کیا ہی مصنف صاحب نے (یعنی سید امیر علی صاحب نے) ان مطاعن کے
تذکرہ مین کوتاہی کی ہی ہم پہلے اونکی تفصیل بیان کرتے ہین تا کہ بعد مین دیکہین انمین
سے کس کس کا جواب ہمکو ماننا ہے -

جواب

یہ حق نہین ہی بلکہ حق سے بالکل بعید ہی اور حق یہ ہے کہ حضرت نے صرف تعداد ازواج
مین بلکہ تمام اپنی شریعت مین اصول حیا و شرم و اخلاق و تہذیب کا بہت بڑا لحاظ فرمایا
ہی اور ایسی شریعت جاری فرمائی ہی کہ تمام شرائع سابقہ سی بہتر و افضل ہی اور کوئی رسم مذموم
جاری نہین رکہی اور شرائع سابقہ مین جو جو نقائص و شکوک و شبہات یا خلاف مصلحت
دینی یا دنیوی تھی اُسکی اصلاح فرما کر وہ شریعت پاک و صاف جو بالکل حیا و شرم و اخلاق
و تہذیب مین ڈوبی ہوئی ہی جاری فرمائی مگر بد تہذیب لوگ نہین سمجھتے اور انکی نافہمی کا

ہمارے پاس کوئی علاج نہین ہے - آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا اسکا جواب جہان آپ
فرمائینگے وہان ہم بھی حاضر کرینگے خاطر جمع رکھئے -

طعن اول جو تعداد قران مین تعداد ازواج کی ہی اُس سے حضرت نے زاید کین اور کوئی
مسلمان ایک ساتھ چار عورتون سے زائد نہین رکھہ سکتا حضرت نے چار چند پر بھی اکتفا
نکی -

جواب

یہ بالکل غلط اور اتہام ہی - ہرگز اس تعداد سے جو خدا نے مقرر فرما دی تھی ایک بھی زائد
نہین کی اسواسطے کہ قران مین صرف امت کیواسطے چار ازواج بشرط عدل جایز ہین اور اسی
قران مین حضرت کو اس تعداد سے زائد کے مجاز ہین تو اب حکم قران سے تجاوز ہوا
اگر تم یہ ثابت کرتے کہ اُنکے واسطے کوئی دوسری ہدایت تھی یا انکو چار سے زیادہ ازواج
کرنے کی ممانعت کی گیئی تھی تو البتہ یہ اعتراض عاید ہو سکتا تھا ورنہ اعتراض آپ کا نامعقول
ہی ہان اگر آپ کو یہ ناگوار ہی کہ اُنکو زاید کی اجازت ہی کیون دی گیئی تو خدا سے پوچھئے
یہ آپ سمجھ لیجئے کہ انبیا کیواسطے اکثر فضائل خاص و شرف خاص ہوا کرتے ہین جو اورون
کیواسطے نہین ہوتے چنانچہ حضرت کیواسطے بہت سے خصائص تھے از انجملہ یہ ہی کہ حضرت پر
نماز شب واجب تھی نماز وتر واجب تھی قربانی کرنا واجب تھا ادای دین اسکا جسکے پاس کچھ
نہو واجب تھا لڑائی مین اپنی سپاہ کی کمی اور سپاہ دشمن کی زیادتی پر صبر واجب تھا
اپنی عورتون کا دنیا و آخرت پر مخیر کرنا واجب تہا و علی ہذا القیاس یہ امور مذکورہ اور کسی پر
واجب نہ تھے - اب قطع نظر خصائص و فضائل تو یہ فرمائیے کہ جن پیغمبرون نے صراحۃً خلاف
شریعت خداوندی کیا اُنپر کچھ اعتراض نہین فرماتے اور ہمارے پیغمبر آخر الزمان پر بدگمانی
و بدزبانیان کرتے ہین - دیکھئے توریت موسوی مین تصریح سے لکھا ہی کہ حضرت
لوطؑ نے اپنی بیٹیون سے نشہ شراب مین دو شب بدفعلی کی اور اُنسے دو اولاد بھی
ہوئین اور کتاب ۲ سموئیل باب ۱۱ ملاخطہ کیجئے کہ حضرت داود نے شوہردار عورت پر عاشق ہو

ہی شب خلوت کی اور وہ حاملہ ہوگئی تو اُسکے شوہر کو قتل کروا دیا اب فرمائیے
کہ اسکا جواز کس شریعت مین ہی اور اگر جائز نہین تو پھر آپ اُنکو پیغمبر کیون مانتے ہین -
دیکھیے یہ فضیلت خاص واسطے حضرت عیسیٰ کے ہی کہ بنے باپ کے پیدا ہوئے اور خدا کے
بیٹے کہلائے اگر کوئی اور کنواری بغیر شوہر کے لڑکا جنتی تو بموجب شریعت موسوی سنگسار
کی جاتی اہا جو فضیلت خاص بنی اسرائیل کو دی گئی تھی کسی اور قوم کو اُسوقت نہین دی گئی فرمائیے
یہ سب باتین کیون ہوئین پھر حضرت موسیٰ اور خدا مین بالمشافہہ بات چیت ہوئی کسی دوسرے
پیغمبر کو یہ شرف خاص نہین ہوا دیکھو کتاب استثنا باب ۳۴ -
طعن دوم - کوئی مسلمان شریعت اسلام کے موافق بلے مہر نکاح نہین کر سکتا حضرت
نے اس حقیقی ذمہ داری سے اپنے تئین سبکدوش کر دیا اسکو ہبہ نفس کہدیا قرآن
مین وارد ہی اور جو کوئی عورت مسلمان بخشے اپنی جان نبی کو اگر چاہے نبی کہ اُسکو نکاح مین لے
خالص ہے تجھی کو سوائے سب مسلمانون کے تا نہ رہے تجھپر تنگی - مولوی ڈسکوی بڑے سرد
مہری سے فرماتے ہین کہ اگر عورت مہر کی طالب نہو تو صحت نکاح مین کب مانع ہی اور
نہین سمجھتے کہ مہر کا دعوی اور چیز ہی اور بلے مہر عورت کو جورو بنانا اور چیز ہی چنانچہ فرما
رہین ہی ان تبتغوا باموالکم عورتون کو طلب کرو اپنے مال کے بدلے مین پس جو
مسلمان بلے مہر عورت کو جورو بنانا ہی زانی ہی اسی سبب سے حضرت نے اپنے لئے مخصوص
کر لیا - یہان مہر شروع ہی سے گدہے کے سر پر سینگ ہو رہا ہی عورت مہر کا دعوے
کیسے کرے اگر عورت شروع سے اپنا مہر چھوڑ سکتی ہی تو اور مومنین محروم کیسے رہ گئے
حضرت عورتون کے حقوق کو اپنے اوپر کوتاہ کر رہی ہین یہان تنگی و فراخی کا ذکر ہی - حضرت کی
ان لبیلی باتون نے حامیان اسلام کو کیسا صنیق مین ڈالا ہی -

جواب

بابا اگر ذرا بھی عقل کو کام مین لاتے تو معلوم ہو جاتا کہ جسطرح سے نکاح لیک ایجاب و قبول عوض دین مہر ہی اوسیطرح سے
ہبہ نفس بھی ایجاب و قبول بلا مہر ہی اور شرط مہر توریت و انجیل سی ثابت نہین اسیوجہ سے عیسائیون کا

نکاح بہی بلا مہر ہوتا ہی پس اگر بموجب شریعت عیسوی کو عقد بلا مہر واسطے رسول عربی کی بہی جایز رکہا گیا تو
کیون ناجائز ہی لیکن عام طور پر واسطے تمام امت کے مناسب مصلحت نہ سمجہا گیا کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ شریعت سابقہ مین
پہلے ہی سی گدہی کے سر کا سینگ ہو گیا باقی رہا یہ امر کہ حضرت کیواسطے کسوجہ سے جایز رہا یہ مصلحت خدا وندی ہی اور دیگر مصالح
بہی ہونگی چنانچہ بنظر باریک غور کیجئے کہ متعہ بہی جائز تہا بلا تعداد لونڈیان بہی مباح تہین ہزارون بندیان لڑائی ہی
تہین کیا ضرورت تہی کہ اُن عورتونسے جو سب پر جائز تہین نہ لیتے اور ایک نئی بات بیان فرماتے اور یہ بہی ظاہر ہی کہ اسلام
مین کوئی تعداد مہر کی مقرر نہین ہی جسپر مال کا اطلاق ہو سکے ایک پیسے سے لاکہہ لشرفی تک دین
مہر ہو سکتا ہی کیا آپ قیاس کر سکینگے کہ حضرت ایک پیسہ بہی نہ دے سکتے تہی لیکن بارگاہ یزدانی سے ایک فضیلت رسالتماب کا اظہار
منظور تہا جسے حقتعالے نے اپنی نبی برحق کو ایک شرف خاص بلکہ امتیاز و اختصاص بخشا تہا آپنے اپنی کتاب مین
کہین نہین ثابت کیا ہی کہ قران مجید منزل من اللہ نہین ہی اور خود حضرت نے بنایا ہی اور جبکہ آپنے یہ نہین ثابت کیا تو یہ
کیا کہہ سکتے ہین کہ اسواسطے یہ حکم مخصوص کر لیا یہ دعوی بعد ثبوت کے ہو سکتا تہا لیکن آپ ہرگز نہین ثابت کر سکتے اور نہ
ثابت کر سکین کہ کلام مجید کلام بشری ہی حالانکہ ہم کہتے ہین حکم خدا تہا اور جو کچہ کیا گیا وہ خدا نے
فرمایا تہا اور یہ خصائص انمین بوجہ نبوت عطا ہوئے تہے۔ اب فرماتے کہ حضرت موسیٰ سے
خدا آمنے سامنے کیون کلام کرتا تہا۔ پہر دیگر انبیا سے ایسا کیون نہوا بلکہ جب مریم نے مجادلہ
کیا تو قہر خدا سے مبروص ہو گئے یہ امر خاص حضرت موسیٰ کیواسطے تہا دیکہو گنتی باب ۱۲
حضرت عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کیواسطے کیون بہیجے گئے اور ون نے کیا خطا کی تہی جو وہ
یہ فرماتے تہے کہ مین اسرائیل کے گہر کی کہوئی ہوئی بہیڑون کے سوا کسی کے پاس نہین
بہیجا گیا متی باب ۱۵ ورس ۲۴۔ بتلائی یہ تخصیص کیسی آپ خدا کے احکام
مین بہی عقل آرائی فرماتے ہین۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک زن زانیہ کو سزا نہ دی
حالانکہ بموجب شریعت موسوی وہ لائق سنگسار ہونیکے تہی اور یہ حضرت واسطے منسوخ
کرنے توریت کے بہی نہین آئے تہے پہر کیون نہ سزا دی۔ انجیل یوحنا باب ۸ ملاحظہ
ہو۔ طعن سوم مسلمانون کو بہر حال اپنی متعدد عورتون کے ساتہ کسی قسم کی مساوات

در رعایت فرض ہی مگر محمد صاحب ہر طرح کی رعایت سے سبکدوش ہین بالکل انکی مرضی پر منحصر ہی جسیا چاہین اپنی عورات سے سلوک کرین۔ چنانچہ نص قران ہم پیش کر چکے۔

جواب

کو حضرت پر مساوات فرض نہین ہی اور بوقت نزول آیہ تخییر معاہدہ بہی کر لیا تہا مگر پھر بہی عدل فرماتے تھے اور موافق حالات ہر ایک کے لطف وکرم اور حلم ومروت کیساتہ برتاو فرماتے تہے اور سب بی بیان شکر گذار وخوشنود رہتی تہین ورنہ وہ خود یا قوم وقبیلہ کے لوگ دنگہ وفساد داد بیداد شکایت وفریاد کرتے اور اگر حیات جناب سرور کائنات مین نکر سکتے تو بعد وفات انکے کسی کی زبان بیان مین قفل نتھا۔ باب فتنہ وفساد مفتوح تہا مگر جملہ اہل اسلام مرد وعورت کو یقین کلی تہا کہ جو کچہ انحضرت نے کیا اچھا کیا بحکم خدا کیا۔ پہر اپ کو اعتراض بیجا ووکالت فضولی اور تعصب ناروا کرنا بیکار ہے

جواب

طعن چہارم ہر مطلقہ عورت کو اختیار ہے کہ وہ اپنے دوسرے شوہر سے ملے۔ مگر حضرت نے یہ استحقاق اپنی عورات سے چہین لیا اور باوجود اپنے اوپر معمولی مساوات بھی شرعاً فرض نہ رکہنے کے اپنی عورتون کو مومنین کی مائین بنا دیا اور کہدیا کہ نبی کی ازواج سے بعد اسکے نکاح نہ کرو اللہ کے یہان بڑا گناہ ہے۔

طعن چہارم

پس وہ ظالمانہ غیرت جسکو خدا کی شریعت روا نہین رکھ سکتی محمد صاحب نے اپنے لئے روا رکھی چنانچہ طلحہ وغیرہ نے کہا کہ اگر حضرت انتقال کرینگے توہم بھی انکی ازواج سے وہی کرینگے جو وہ ہماری عورتون سے کرتے ہین۔

پس اپنے اوپر وہ روا رکھا جسکا مستحق کوئی مسلمان نہین ہوسکتا اور اپنی عورتون پر وہ ظلم کیا جس ظلم کی متحمل کوئی عورت مسلمان شرعاً نہین ہوسکتی

ہم نے یہ چار مطاعن چار جورون کے رعایت سے گنائے ہین جنکی جواب مین سیدامیر علیصاحب

واقعات تاریخی کو بلا تعصب و نفسانیت دکھلا کر یہ ثابت کرنے کا وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے
مطاعن صاف باطن اور ایمانداری اور عیسائی نیک نہادی سے بالکل معرا ہین۔
آیا ہمارے مطاعن یا سید صاحب کے جوابات اس صفت سے زیادہ متصف ہونیکے
سزاوار ہین ناظرین تم ہی انصاف کر دینا۔

جواب

بیشک ہر مطلقہ عورت کو اختیار ہی مگر ازواج نبی کو یہ حکم نہین ہی۔ یہ آپ جانتے ہین کہ
کیون ہی اول تو یہ کہ بہ نسبت ازواج امت کے ازواج انبیا کی حرمت و عظمت زیادہ ہونا
چاہیئے چنانچہ ازواج سلاطین و حکام کا بہ نسبت ازواج رعیت کے کسقدر اعزاز و احترام
کیا جاتا ہی چنانچہ قانون شاہی ملاحظہ کیجیے کہ اُسکے قواعد دوسرے اور اُسکے حقوق حقوق
رعایا سے الگ ہین پس اگر یہ اعزاز و احترام ازواج انبیا کیواسطے دیا گیا تو آپ کو اسقدر
کیون شاق ہوا کیا حضرت مریم اور ازواج دیگر انبیا کی نسبت بلکہ ازواج سلاطین و حکام
کی نسبت آپ یہ روا رکھہ سکتے ہین کہ بحالت بیوہ گی جسکو جہان چاہین ہر کس و ناکس سے
عقد کرتی پہرین کیا ازواج بشپ و ہای بشپ و پوپ وغیرہ کی حرمت مثل ازواج کرسٹان
کے سمجھی جا سکتی ہی پھر اگر ازواج پیغمبر اسلام کیواسطے یہ اعزاز و احترام دیا گیا تو کیا قباحت
عقلی و عرفی ہی۔ اور اگر بحسب شریعت بحث کیجیے تو شریعت اسلام مین جو حکم ہی وہی حکم خدا ہی
وہی تمام اہل اسلام پر واجب العمل ہی اور آپ جو کوئی دوسری شریعت مراد لیتے ہون تو براہ
مہربانی فرمائیے کہ کون سی شریعت مین ہی کہ ازواج انبیا یا ازواج سلاطین و حکام
مطلق العنان کوچہ بکوچہ در بدر شوہر کرتی پہرین اور امت اس پیغمبر کی یا رعیت اس بادشاہ کی
جس بی بی کو چاہی یا بی بی جس کو چاہے ہم آغوش و ہمکنار کرے ایسی اجازت تو توریت
و انجیل مین بھی کہین نہین ہی۔
دوم۔ یہ کہ بوقت نزول آیت تخییر انسے معاہدہ کر لیا گیا تھا یہ اختیار خود انہون نے

خود اپنے ہاتھ سے دیگر یہ شرف اختیار کیا اور امور دنیا کو اختیار نکیا اونکو تو یہ شرط
شان د ناگوار نہ معلوم ہوئی آپ کو کیون ناگوار ہوئی - قاضی کیون دبلے کہا کہ شہر کے
اندیشہ سے تو آپ قاضی شہر بھی نہین ہین چہ جا کہ قاضی تمام اسلام طرفہ تر یہ کہ معاہدین
فریقین تو اپنے معاہدہ مین رضامند ہین آپ عبث عبث شور و غوغا کرتے ہین -
جناب اگر اسی کو آپ ہمدردی سمجھتے ہین تو دیگر انبیا کی ازواج و امہات کی نسبت غیر ہمدردی
کیجیے اہل اسلام تو اسکو ناروا سمجھتے ہین - انکو اس داد رسی سے معاف کیجیے شریعت
اسلام مین آپ کی وکالت بیجا ہی اب رہی شکایت کسی مسلمان کی طلحہ ہو یا کوئی اور
بجب کہ وہ مسلم ہی اور یہ جانتا ہی کہ یہ رسول برحق ہین تو اعتراض اُسکا باطل ہی - اور اگر
منافق یا ملحد ہی تو ہر اعتبار سے عاطل ہی آپ نے اس مقام پر نہایت طمطراق سے یہ
لکہا کہ وہ ظالمانہ غیرت جسکو شریعت خدا اور رسول روا نہین رکہہ سکتی تھی صاحب نے اپنے
واسطے روا رکھے مجکو نہایت تعجب ہی کہ ظالمانہ غیرت و خلاف شرع اس امر کو آپ سمجھے
ہین کہ پیغمبر اسلام نے اپنی مطلقہ بیوہ کو اجازت نکاح کرنیکی نہین دی - جس طرح سے سب
مسلمانون کو دی تو معلوم ہوا کہ سب مسلمانون کیواسطے جو حکم ہوا وہ عادلانہ غیرت بھی ہی
اور شریعت خداوندی بھی ہے کیونکہ آپ اگر اپنی شریعت سے مراد لیتے تو آپ کے قیاس
مین دونون حکم غیرت ظالمانہ اور خلاف شریعت خداوندی قرار پاتی اور جبکہ آپ نے صرف
حکم خاص کو مقابل دوسرے حکم عام کے ظالمانہ و خلاف شرع قرار دیا تو دوسرے حکم کا
عادلانہ موافق شرع خداوندی ہونا تسلیم کر لیا اور حق برزبان جاری ہو گیا اب مجکو صرف
یہ جواب دینا باقی رہا کہ پیغمبر اسلام نے اپنی مطلقہ بیوہ کیواسطے ممانعت ازدواج فرمائی
تو ہمارے شریعت اسلام کے خلاف نہین ہی اور اگر آپ نے اپنی شریعت سے مراد
لی ہی تو آپ توریت و انجیل سے ثابت کیجیے کہ یہ کہان حکم ہی کہ انبیا کی چھوڑی ہوئی زنے بیان
بیوائین واسطے امت کے جایز و مباح کر دی گئی ہین اور اگر فرمائے کہ عرفاً مذموم ہی

تو یہ بھی غلط ہی اسواسطے کہ جب ازواج رسول عربی نے اور کل اہل اسلام نے تسلیم کر لیا تو عرفاً بھی مذموم نہین ہی اور اگر یہ کہیئے کہ اُسوقت رعب و داب پیغمبر اسلام سے تسلیم کر لیا۔ تو اب بھی کرورہا مسلمان عالم فاضل عاقل جاہل موجود ہین جو جان و دل سے اس حکم کو تسلیم کیئے ہوئے ہین پس آپ کا اس فعل پیغمبری کو ظالمانہ غیرت و خلاف شریعت خداوندی کہنا سراسر بیجا ہی۔ علاوہ اسکے معلوم ہوتا ہی کہ آپنے ظالمانہ غیرت ایک اصطلاح جدید نکالی ورنہ مقام شرم و حیا و رشک پر استعمال لفظ غیرت کیا جاتا ہی اور جو اسکے خلاف ہو تو نے شرمی بیحیائی بیغیرتی کہی جاتی ہی مگر ظالمانہ غیرت جسکے مقابل عادلانہ غیرت کہنا پڑے استعمال نہین کیجاتی ہے۔

پھر حال تعجب یہ ہی کہ جو امور فی الواقع نہ بے غیرتی و نہ بے شرمی کے شرعاً و عرفاً ہین اونکو آپ ظالمانہ غیرت کہتے ہین نہ خلاف شریعت خداوندی) کہتے ہین۔ دیکھئے حضرت یعقوب نے قبل نکاح کے راحیل سے بوس و کنار کیا دختران حضرت لوط نے اپنے باپ سے صحبت ناجائز کر کے قوم بنی عمی اور قوم بنی مواب کی نسل قائم کی حضرت داؤد نے زن اوریا سے فعل ناجایز کر کے پھر اسکے شوہر کو قتل کرا کر اپنی جورو بنا یا جس سے سلیمان پیغمبر پیدا ہوئے۔ اور حضرت مریم کنوارپنے مین بے شوہر کے حاملہ ہوئین اور حضرت علیسی جو پیغمبر اور ابن اللہ کہلاتے ہین دیکھئے ابتک یہود اون حضرات کو کیا کیا بیہودہ کلمات کہتے ہین اور پھر یہ دیکھئے کہ پہلے تو روح القدس سے حاملہ ہوئین اور بعد اسکے پھر یوسف نجار شوہر کے پاس گئین اور چند بھائی بہن حضرت علیسی کے پیدا ہوئے اب غور کیجئے کہ یہود جحود کیا کیا اقوال نازیبا و مطرود کہہ سکتے ہین اور دوسرے مذہب کی نسبت ظالمانہ غیرت و خلاف شریعت سمجھ سکتی ہین پس آپ بیجا طور پر پیغمبر اسلام کے احکام یا افعال کو بھی گھنونے باتین کبھی ظالمانہ غیرت بتاتے ہین اگر غور سے دیکھیے تو عقیدہ اسلام پاک و مقدس ہی کہ ان سب اقوال کو تہمت و افترا اور حضرت مریم و جملہ انبیا کو ہر گناہ سے

مبرا و معرا سمجھتے ہین-

چونکہ آپ نے حد تثلیث سے تجاوز کر کے تربیع اختیار فرمائی اور چار مطاعن لکھے راقم نے ہر طعن کا جداگانہ جواب تحریر کیا اور خدمت ارباب عدل و انصاف مین پیش کش کر کے دادرسی اور حق رسانی کا خواستگار ہون - واللہ یحق الحق ویھدی الی سواء السبیل -

خلاصہ فصل پنجم امہات مومنین

حالات حضرت خدیجہ

اول - حالات بی بی خدیجہ (قول سید امیر علی) جب آنحضرت کا سن پچیس برس کا ہوا یعنی عنفوان شباب مین جب کہ قوای عقلی و بدنی بالکل صحیح تھے اُسوقت آپ نے حضرت خدیجہ سے عقد کیا - جو آپ سے سن مین بڑی تھین - ۲۵ برس تک آپ نے نہایت وفاداری سے اُنکے ساتھ بسر کی - انگریزی کتاب مین ہی - کہ انحضرت نے افلاس اور تنگدستی کی حالت مین ایک بُڈھی عورت کی پرورش کی بار کا ذمہ اُٹھایا

(مخاطب) مین بی بی خدیجہ کے کچھ صحیح حالات سناتا ہون -

دفعہ اول - حسن و تمول خدیجہ - آپ خود تسلیم کرتے ہین کہ خدیجہ ایک متمول بی بی قوم قریش سے تھین - حضرت خدیجہ خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصیٰ بن کلاب کی بیٹی ہی یہ سوداگر بچی عزت والی اور بڑی مالدار قوم قریش مین تھی -

قصی محمد صاحب کا دادا عبد المطلب کا پردادا تھا نسب کیطرف سے یہ عورت اشرف قریش تھی (پھر انکے اعلی درجہ کی ریاست لکھی ہے -) لہذا اسوقت کے لحاظ سے حضرت اتنے بڑے امیر و متمول ہوگئے تھے کہ قریش مین دوسرا مثل و نظیر نہ تھا - ورقہ خدیجہ کا بھائی عیسائی ہوگیا تھا - اور کتب مقدسہ کا پڑھنے والا تھا - پس یہ تو ظاہر ہے کہ یہ عورت نسب مین شریف مال مین بے عدیل حسن و جمال مین آپ اپنی عدیل تھی پھر امیدواران شوہری

کیون اُنکے گرد پروانہ وار جمع ہون - چنانچہ بخاری مین ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ نکاح کیا
جاتا ہے چار سبب سے اُسکے مائل کے سبب سے اُسکے حسب
ونسب کے سبب سے اور اُسکے جمال کے سبب سے اور اُسکے
دین کے سبب سے یہ کل صفات خدیجہ مین تھے خدیجہ کو ایام جاہلیت
مین لوگ طاہرہ کہتے تھے حضرت بڑے خوش نصیب تھے دنیا مین اگر چہ
لیکر ڈہونڈہتے تو ایسی جورو نہ ملتی مالدار ایسی کہ حضرت کو اُسکے غلامون مین شمار ہونا باعث
فخر تھا - صنادید عرب نے چاہا تھا کہ اوس سے تزویج کرین مگر اُسنے قبول نکیا اِس سن مین
ہونا جسکا خیال رئیسان و اشراف قریش نہی کرتے تھے اگر محمد صاحب سے
نہ کیا تو کیا ہوا - خدیجہ کو سب طرح کی نعمتین مہیا تھین وہ بڑہاپے مین جوان معلوم
قواے جسمانی کی کیفیت اس ایک بات سی عیان ہی کہ محمد صاحب سے اس عورت کے
ہوئے اور نیز اس بات سے کہ محمد حسین بسند بخاری بیان کرتے ہین کہ آپ کی قوت کا
عالم تہا کہ اس پیرانہ سالی مین ایک ہی ساعت مین رات یا دن کے سبھی ازواج سے
ہوئے آنکی صحبتی جواب کی عادت سے واقف تھے یہ کہا کرتے تھے کہ آپ مین تیس
قوت ہی بعض کا خیال یہ تہا کہ چالیس کی ہی بس جو عورت ایسے جوان کی متحمل ہو
اُٹھہ بچے جن چکے اُسپر ترس کھانا آپ ہی کا کام ہی محمد حسین کہتے ہین کہ سب
نے اُنسے عقد کی خواستگاری کی تھی مگر اُنہون نے حضرت ہی کو ترجیح دی - پہر یہ کیا
ہین جو ہم سنتے ہین کہ محمد صاحب نے ایک بڈہی عورت کی پرورش کا ذمہ اُٹھایا -

دفعہ دوم افلاس و تنگدستی محمد صاحب

حضرت کے پاس بجز حسب ونسب کے جو خدیجہؓ سے افضل تھا اور کچہ نہا مگر نقد
دہنے تھی خدیجہؓ سی عورت انکو مل گئی اور بیڑا پار ہوگیا تنگدستی کی یہ کیفیت تھی کہ
دختر ابو طالبؓ بھی نہ مل سکی - دوسری شادی کیونکر کرتے سے زینت عشق مین

دفعہ دوم
افلاس و تنگدستی حضرت محمد صاحب

اسی کو کہتے ہین - چنانچہ جس زمانہ مین خدیجہ سے شادی ہوئی اوس زمانہ مین بھی آپکی بھی کیفیت تھی نفیسہ گوید نزد آنحضرت رفتم و گفتم یا محمدؐ چہ چیز مانع میشود ترا از کدخدای در جواب فرمود اہبت ندارم اور جب اُسنے خدیجہ کا نام لیا حضرت کی باچہین کہل گیئین فرمایا چون کنم تا او را آگہی درین امر گفتم بعہدہ من کہ او را درین مہم راغب گردانم روضۃ الاحباب صد ۱۰۵ -

پھر لکہا ہے کہ ابوطالب نے حضرت سے کہا کہ خدیجہ بہت مال رکہتی ہی اور اہل مکہ اس سے منتفع ہوتے ہین اگر کہو تو تمہارے لئے بھی اس سے مال لون اور تم تجارت کرو شاید نفع ہو حضرت نے کہا بہت خوب یون حضرت نے اس مالدار عورت کی ملازمت مین کچہ وجہ کفاف حاصل کیا اور رفتہ رفتہ بقول شخصے ؎ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را طرفۃ العین مین بکری چرانے والے کمل اوڑھنے والے فاقہ مست خادم کو اپنی برابر امیر بنا دیا کہ قریش مین دوسرا جسکا مقابل نتھا پس خدیجہؓ کا محمدؐ صاحب کے سات شادی کرلینا کچہ اس قسم کا تھا - جیسا رضیہ بیگم کا ایک غلام کی طرف توجہ کرنا - لیکن خویلد اسمین ضرور تامل کرتا تھا کہ نفع صرف محمد صاحب کی طرف تہا - لیکن محمد صاحب کے حامیون نے قسم کہائی ہی کہ کبہی سچ نہ بولین گے - ہم کو تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت خدیجہؓ پر ایمان لائے -

دفعہ سوم

کیون حضرت نے ایام حیات خدیجہ مین دوسری شادی کی

جبکہ ہر مسلمان ایک شادی پر بسر کر سکتا ہی - تو حضرت نے کوئی رستم کا کام نہین کیا خدیجہؓ حضرت کی محسنہ تہین اُنکے سبب سے اُنکو خاندانی فاقہ کشی مٹی تھی کوئی خراب سا خراب آدمی بہی یہ نہ کرتا کہ اوسکے مال سے موٹا ہو کر اوسی پر سوت لاتا - اگر وہ ایسا کرتے تب بہی ناکامیاب رہتے ہندوستان مین جب شادی ہوتی ہی تو عورت کے اعزا کچہ شرائط کر لیتے ہین مـ

کیا وہ ایسی معمولی دوراندیشی بھی نہ کرسکتی تہین اور اگر ایسا کوئی عہد نہ بھی ہوتا تو کسکی
مجال تہی کہ خدیجہؓ کا مقابلہ کرتا - اُدسکے ایک سخن نے محمدؐ صاحب کی مالی اور قومی حالت
درست کی بھی اسکو ایک سخن تہ وبالا کردیتا پس عصمت بی بی ست ازنے چادری ہان ہم بھی
ہم بیان کئے دیتے ہین کہ ورقہ عیسائی تہا اور خدیجہ و ورقہ ایک زوجہ کے قواعد کے ماننے
والے تھے خدیجہ کا اثر انکے شہوانی خیالات کے عمل مین آنے کا پوری طرح مانع تھا خدیجہ
کوئی معمولی عورت نتھی کہ حضرت ابتداسے اسکے چاکر اور اب اسکے احسانات کے حلقہ بگوش تھے

دفعہ چہارم حضرت بالطبع عیاش مزاج تھے

ہم دکھلا دینگے کہ ابھی خدیجہ کو مرے دو ماہ نہین ہوئے کہ حضرت عورت پر عورت اور
لونڈی پر لونڈی کرینگے گوکل مین گھیا بن جائینگے اُسوقت کی صحیح تاریخ سنانیوالا کوئی موجود
نہی چنانچہ پندرہ برس کے حالات معلوم نہین ہوئے مگر جہان سے معلوم ہوئے ہین
اونکو سنکر شرمائے کہ عروج نبوت مین حفصہ سے آتش مزاج عورت کے بستر پر جو ماریہ
لونڈی کو بلاکر صحبت کرنے لگتا اور اپنے بیٹے کی عورت کو دیکھکر عنان صبر و قرار ہاتھ سے
دے بیٹھتا وہ خدیجہ سی نیک مزاج عورت کو دہوکے دیکر عورتون سے شہوت رانی
کرنے سے باز رہ سکتا تہا لیکن ہم اسکو مانے لیتے ہین کہ اُنھون نے حیات خدیجہ مین کچھ
نہین کیا - مگر اُس فاقہ مستی مین بھی عشقبازی سے باز نہین آتے تھے - ام ہانی کیسا تھ
پیغام عقد دیا تھا - مگر چچا نے قبول نکیا جب فتح مکہ ہوئی تو یہ عورت مسلمان ہوئی
اُسنے کہا کہ مین تمکو ایام جاہلیت مین دوست رکھتی تھی - اب اسلام مین کیون دوست
نرکھون اس سے معلوم ہوا کہ ابوطالب نے مصلحتا جدای ڈالی تھی - مگر دونون جوانی مین
عشق کا تجربہ کرچکے تھے - کیا خبر تہی کہ چودھوین صدی مین کوئی سید صاحب انکی حرم محترم
بیوہ یا یتیم خانہ ثابت کرینگے - آپ گویا یہ کہنا چاہتے ہین کہ حضرت نے سودہ سے اسلئے
نکاح کیا تہا کہ وہ بیوالی تہین وہ بیکس نہ تھین اُسکا بھای عبد بن زمعہ موجود تھا یہ کیسے

دفعہ چہارم حضرت بالطبع عیاش مزاج تھے

کہ حضرت نے بتکلّف ہمراہ غرض سے مستفید ہونے کو کیا تھا اسپر کچھ اعتراض نہین ہے
ہو سکتا ہی تو یہ کہ ابھی خدیجہ کا کفن نہ میلا ہونے پایا تھا کہ جامہ زیب تن کرکے حضرت
دولہ بن کے چلے۔

مختصر حال عقد حضرت خاتم انبیاءؐ

قبل از تحریر جواب ہمکو یہ دکھلانا ہے کہ مخاطب نے شاہنشاہ دوسرا شفیع روز جزا محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع کو نہایت خفیف کرکے دکھلایا ہی حالانکہ جناب
ختمی مآب خاندان انبیا کے دودمان پیغمبران خدا علیہم السلام سے ہین اور جدامجد اُنکے حضرت
اسمعیل ذبیح اللہ ہین۔ حضرت عبدالمطلب متولی خانہ کعبہ تھے اور بعد اُنکے باپ کے
اہل مکہ نے انکو رئیس مکہ تسلیم کرلیا تہا اور حضرت ہاشم وہ شخص تھے کہ جنہون نے ایام قحط
مین اپنی قوم کو سیر کیا اور اسیوجہ سے انکا نام ہاشم یعنی ریزہ کنندہ نان رکہا گیا حضرت
عبدالمطلب نے بعوض ذبح حضرت عبداللہ سو شتر قربانی کئے تھے۔ اور یہ صرف تولیت
خانہ کعبہ کی ایک چھوٹی چیز نتھی۔ بلکہ تمامی عرب کی سرداری تھی چنانچہ صفحہ ۳ کتاب حمایت الاسلام
ترجمہ کتاب **گاڈفری ہنگس صاحب** مین صاحب موصوف فرماتے ہین (اگر
محمد صاحب کا مقصد صرف بادشاہت حاصل کرنی تھی تو بذریعہ سازش کے کوشش کرکے اپنے
آپ کو محافظ کعبہ مشہور معبد مکہ کا کیون نہ کرالیا اُس عہدہ پر پچھلے سے آپ کے آباء و
اجداد معمور تھے اور جس شخص کے نام یہ عہدہ ہوتا تہا وہ کل ریاست کا بلکہ واقع مین وہ
تمام عرب کے اندر اول درجہ کا رئیس گنا جاتا تھا اب آپ روضۃ الصفا و حبیب السیر
و دیگر تواریخ ملاخطہ کیجئے۔ کہ خود حضرت کی یہ کیفیت تھی کہ قبل بعثت اسقدر امانت و دیانت
فرماتے تھے کہ بلقب امین مشہور تھے اور بعد دعوی نبوّت کے کسقدر مال غنیمت اطراف
و جوانب سے آتا تھا اور کیسے کیسے مقامات کو فتح فرمایا اگر چاہتے تو اچھی طرح بادشاہت
کرتے مگر اسقدر زہد و قناعت و صبر و توکل بخدا تھا کہ ہمیشہ بسبب گرسنگی ہے کے شکم مبارک پر

مختصر حال عقد حضرت خاتم الانبیاءؐ

قول گاڈفری ہنگس صاحب

پتھر باندھا کرتے تھے اور کبھی تین دن سیر ہو کر نان گندم تناول نفرمائی ہے اور اکثر اوقات ایسا ہوتا
کہ مہینوں خاندان رسالت مین آگ نہین روشن ہوتی تھی صرف خرما اور پانی غذا تھی ایک
عبا تھی جسمین جابجا لیف خرما کے پیوند تھے - دن کو اوڑھتے تھے اور شب کو بچھا کر آرام فرماتے
تھے ایکروز بعض اصحاب نے عبای مبارک دوہری کر کے بچھا دی تھی حضرت نے فرمایا
کہ شب کو بہت آرام ملا اب ایسا نکرنا ایکدن آنحضرت بوریا پر سوتے تھے اور جابجا نقش بوریا
بدن مبارک پر ہو گئے تھے بعض اصحاب نے عرض کیا کہ اگر فرش نرم ہوتا تو بہتر تہا حضرت نے
فرمایا مالی وللدنیا انما مثلی ومثل الدنیا الا الراکب سار فی یوم صائف فاستظل
تحت شجرۃ ساعۃ من نهار ثم راح وترکہا یعنی مجھے دنیا سے کیا کام ہی میری اور
دنیا کی مثل اُس سوار کی ہی کہ دنکو گرمی آفتاب مے کسی سایہ دار درخت کے نیچے ٹھہر جاوے
اور تہوڑی دیر سستا کر وہ درخت چہوڑ کر کوچ کر جاوے - یہ بھی منقول ہی کہ جب حضرت
جبرئیل نے پوچہا کہ آپ کی خواہش ہے کہ کوہ ابوقبیس طلا و نقرہ کر دیا جاوے تو حضرت نے
فرمایا الدنیا دار من لادار لہ ومال من لا مال لہ قد جمعہا من لاعقل لہ الخ
اب قطع نظر اسکے ہمارا مخاطب یہ نہین ثابت کر سکتا ہی کہ ریاست و امارت لازمہ نبوت
ہی یا دیگر انبیا علیہم السلام قاقم و سنجاب پہنا کرتے تھے تا جہاے مرصع کار زیور ہای جو
نگار خلعت ہای زرین کار سے آراستہ رہتے تھے اور اسیوجہ سے اونکی نبوت کو فروغ
یا وہی متمول باعث نبوت ہوا - لیکن مین اکثر انبیا کا حال دیکھکر کہہ سکتا ہون کہ ہمیشہ
تنگدستی و عالم غربت مین بسر کرتے تھے اور یہ امر موجب بے توقیری و بے وقعتی نہین
ہو سکتا چنانچہ جان ڈیون پورٹ فرماتے ہین کہ حضرت عیسی کے پندرہ برس کے حال
اچھی طرح معلوم نہوے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ وہ یوسف نجار کے دوکان مین بڑہی کا کام کیا
کرتے تھے مظاہر الحق صفحہ ۲۱ یہ یوسف نجار وہ ہین کہ جنکے ساتھ حضرت مریم علیہا السلام
کی منگنی ہوئی تھی ایک بڑہی کے ساتھ عقد ہونے مین نہ تو مرتبہ حضرت مریم مین فرق آیا

اور نہ مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کم ہوا مس سپلار صاحبہ اپنی کتاب بیانات مستورات مطبوعہ
۱۸۹۱ء کے صفحہ ۱۹ مین لکہتے ہین کہ مریم کے والدین کی خبر بہت کم ملتی ہی ہم فقط یہ جانتے
ہین کہ اگرچہ وہ محتاج تہی تاہم وے ایک شاہی خاندان کی نسل مین سے تہی پہر صفحہ ۲۶
مین کہا ہی وہ لڑکا جو وہان نظر آتا ہی سو خدا تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا ہی جسنی ہماری خاطر انسانیت کو اختیار
کیا ہماری خاطر اپنی لڑکپن مین تکلیف اور محتاجی سہی بعد اُسکے صفحہ ۲۷ مین لکھا ہی داود بادشاہ
کی نسل مین یوسف اور مریم تہے اپنی جوانی مین یسوع گڈریہ تہا - اور اُنہین پہاڑون پر
جو بیت لحم کے اردگرد واقع تہے اپنے گلون کی پاسبانی کیا کرتا تہا -
مسٹر ریورنڈ ایچ - اے - پرنکس ترجمہ سیرت عیسیٰ علیہ السلام صفحہ ۱۹ مین حضرت
عیسیٰ کو لکہتے ہین کہ خود غریب آدمی کے گہر پیدا ہوا - حضرت موسیٰ علیہ السلام بہیڑیان
چراتے تہے - خروج باب ۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے بہیڑیان چرائین -
پیدایش باب ۳۷ - اور اُنکے سب بہائی اپنے باپ کے گلے چراتے تہے -
پیدایش باب ۳۷ ورس ۱۳ حضرت یعقوب بھی اسی طرح گلے رکہتے تہے
اور چرایا کرتے تہے - پیدایش باب ۳۲ حضرت داود جنکے وارث تخت و تاج
حضرت عیسیٰ فخریہ ملقب با ابن داود ہین بہیڑیان چراتے تہے - پہر شاول بادشاہ نے
نوکر رکہا پہر اپنی بیٹی کا عقد کر دیا جب غلامان بادشاہ نے پیام شادی دیا تو حضرت داود
نے فرمایا تمکو چہوٹا کام معلوم ہوتا ہی کہ مین بادشاہ کا داماد ہون اور مین کنگال اور ذلیل
سا آدمی ہون - غلامون نے کہا کہ بادشاہ کسی طرح کا مہر نہین مانگتا مگر فلسطائیون کی
سو کہلریان یہ بات داود کی نظر مین اچہی معلوم ہوئی کہ بادشاہ کا داماد بنے اور سو کہلریان
دے شاول نے میخال شہزادی کو بیاہ دیا اصموئیل باب ۱۸ - اب مخاطب ذی فہم
مین یہ پوری عبارت کہ رفتہ رفتہ بقول شخصے ؎ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ طرفۃ العین مین
بکری چرانے والے کمل اوڑہنے والے فاقہ مست خادم کو اتنے بڑے امیر و نامین کر دیا

اس مقام پر کیسے چسپان ہوگی - مگر معاذاللہ ہمارا یہ عقیدہ ورہ ہی تہہ نسبت جملہ انبیا کے یہین
ہر چند اکثر انبیا کمل پوش یا محتاج چرواہے تھے - مگر شرف نبوت سے سرفراز تھے اور
امور باعث سخریہ و استہزا نہین ہین - چنانچہ حضرت عموس پیغمبر بنی اسرائیل صاحب کتاب
صحف انبیامین شامل ہیل ہی تقوع کے چرواہون مین سے تھے - پطرس اور انکے
بہائی اندریاس مچہوے تھے - متی باب ۴ ورس ۱۸ - زبدی کا بیٹا یعقوب بہی
تہا تفسیر اسکاٹ صفحہ ۱۴۷ یہ لوگ رسول اور حواری حضرت عیسیٰ تھے جو مچہوے
اور ماہی گیر تھے - پس اب صاحبان انصاف سے دیکھین کہ کیا ناداری یا مفلسی
یا نجاری یا چرواہی یا ماہی گیری قادح نبوت ہی پہر آپ ناداری رسول عربی پر کیا طعن
کرتے ہین حالانکہ ہمنے ثابت کر دیا کہ انحضرت شریف قوم رئیس قوم تھے زہد و ترک دنیا
قبل بعثت و بعد بعثت انکا شعار تھا ورنہ بعد فتحیابی بلاد عظیمہ کے آپ تاجہائے مرصع
بجواہر آبدار و لباس ہائے رنگارنگ سے مزین فرماتے - لیکن حضرت سنے تادم مرگ زہد
و قناعت کے ساتھ بسر کی - آمدم بر سر مطلب کہ آنحضرت کا عقد جناب خدیجۃ الکبریٰ سے
کس سلسلہ سے ہوا - مختصر یہ ہے کہ حیاۃ القلوب مین لکہا ہی کہ حضرت ابوطالب نے
جناب رسالتمآب سے کہا کہ خدیجہ کے پاس دولت ہی اور وہ ہر سال لوگون کو تجارت کیواسطے
روانہ کرتی ہین اگر تم کہو تو تمہارے واسطے بھی اُنسے مال طلب کرون کہ فائدہ ہو حضرت
نے منظور فرمایا اور روضۃ الاحباب اور روضۃ الصفا و حبیب السیر سے معلوم ہوتا ہے
کہ خدیجہ کو اس امر کی خبر پہونچی اور اُنہون نے خود پیغام بہیجا - چنان استماع افتاد کہ نزد
میل تجارت شدہ بواسطہ صدق گفتار و حسن کردار و وفور امانت و کمال دیانت تو
مضاعف انچہ بدیگرے از قریش مید ہم تابہ آن نصاب عنایت شرائط تجارت بتقدیم رسانی - روضۃ الصفا
پس جب کہ حضرت عازم ہوئے تو خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ و برادرانِ اپنے
غریز خزیمہ کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیا اور حضرت بجانب شام روانہ ہوئے

اور جب قریب شام پہونچے تو حضرت نے ایکدرخت خشک کے نیچے نزول اجلال فرمایا اور بسبب برکت قدوم میمنت لزوم کے وہ درخت سرسبز و شاداب ہوگیا اس کیفیت کو دیکھکر ایک راہب اپنے صومعہ سے نیچے اوترا اور حضرت کے چہرۂ مبارک کو دیکھکر کہا بخدا کہ اس کتاب مین لکھا ہی کہ یہ شخص جو زیر درخت بیٹھا ہی رسول خدا ہے اور مبعوث ہوگا با شمشیر برہنہ اور کفار کو خاک و خون مین غلطان کریگا اسوقت خزیمہ نے جو جو معجزات راہ مین مشاہدہ کئے تھے راہب سے بیان کئے المختصر جب حضرت نے سفر سے رجعت فرمائی اُسوقت خدیجہ اپنے مکان کے غرفہ مین بیٹھی ہوئین تہین اُنہون نے دیکھا کہ ایک سوار دور سے آتا ہی اور اسکے سر پر ایک ابر سایہ افگن ہی اور بروایت روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا دو مرغ سایہ افگن تہے القصہ جب حضرت قریب آئے تو انھون نے بہیجا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین پس دوڑ کر پاہاے مبارک کو بوسہ دیا اور شاید دو وقت ایسا اتفاق ہوا ہو بہر حال میسرہ نے خدیجہ سے جو جو امور غریبہ کا مشاہدہ کیا تہا معہ قصہ راہب بیان کیا خدیجہ نے میسرہ کو آزاد کیا اور دس ہزار درہم عطا کئے اور خدیجہ نے اپنے چچا سے کہلا بھیجا کہ مجکو حضرت رسالتماب سے تزویج کرین اور بعض کا قول ہے کہ خویلد سے کہا اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ ایک عورت نفیسہ کو حضرت رسالتماب کے پاس بطور خفیہ بہیجا تا کہ وہ رضا یا عدم رضای حضرت کو دریافت کرے چنانچہ اسیوجہ سے نفیسہ آئی اور حضرت نے قبول فرمایا الغرض بنا بر پہلی روایت کے حضرت ابوطالب نے خویلد سے کہا اُسنے کہا کہ خدیجہ کو اختیار ہی جا ہے وہ کرین چاہے نکرین ابوطالب کو یہ بات ناگوار ہوئی اور وہان سے تشریف لے آئے ورقہ نے خویلد سے کہا کہ تمنے بنی ہاشم کو ناراض کردیا خویلد نے کہا کہ مینے دیگر رؤسا و صنادید عرب سے انکار کردیا تہا اب خوف ہی کہ وہ لوگ اس تزویج سے ناراض نہون۔

اسقدر حال بالاختصار لکھکر تحریر جواب مخاطب کرتا ہون۔

جواب قول اول

جواب

مین نہین سمجھتا کہ اس عقد مین کس بات پر اعتراض کیا جاتا ہی حالانکہ کسی جگہ گنجایش اعتراض نہین اگر مخاطب کا مقصود اس قصہ کی تحریر سے یہ ہی کہ حضرت کا افلاس و تنگدستی ظاہر کرکے نگاہ اہل دنیا مین معاذ اللہ نے توقیر بناوے تو یہ ناممکن ہی اسواسطیکہ ریاست قریش اور تولیت کعبہ و شرافت حسب و نسب مین تمامی عرب سے ممتاز تھے اور اگر یہ بھی فرض کیا جاوے کہ اسوقت خاص پر تنگدست تھے تو اس سے کچھ بی توقیری نہین ہو سکتی مخصوصًا جبکہ اکثر شعار انبیاء کرام یہی رہا ہی کہ حالت فقر و پریشانی مین تمام عمر بسر کی ہی۔ پس اپنے جو کچھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال و حسن و جمال یا فضل و کمال کے باب مین تحریر کیا ہی صحیح ہی اس سے ہمکو انکار نہین ہی البتہ آپ جو یہ لکھتے مین کہ ایسی حالت مین امیدواران شوہری گرد پروانہ وار کیون نہ پہرتے اس سے شاید آپکا یہ منشا ہی کہ حضرت بھی پروانہ وار پھرتے تھے تو یہ بات صرف قیاسی ہی کسی تاریخ معتبر سے آپ ثابت نہین کر سکتے اور بالفرض اگر حضرت خود ہی کوشش کرکے عقد کرتے تب بھی کوئی مضائقہ نتھا اسواسطیکہ جب ایسی عورت کیسا تھ جسکا مثل نظیر حسن و جمال اور عز و احلال و دولت و مال مین اسوقت نتھا اور حسب و نسب مین بھی آپ کے ہم پلہ تھی تو کیا قباحت تھی اور اگر بالفرض بقول تمہارے حضرت امیر کبیر ہو گئے تو کیا قباحت ہوئی۔ چنانچہ اگر حضرت داؤد پیغمبر جنکے پسر حضرت عیسی بلقب ابن داود فخریہ کہلاتے ہین وہ اپنے باپ کی بھیریان چراتے تھے۔ شموئیل باب ۱۶ ورس ۱۵۔ تو اس ناداری سے کیا ہرج تھا اور جب انکی شہزادی یعنی میکال دختر شاول بادشاہ جلیل الشان سے شادی ہوئی تو کیا قباحت ہوئی اور اگر بسبب دیتا س آپ کے ہزارون امیدوار خواہان و خواستگار رہتے ہون گے تو کیا قباحت ہی۔ پھر اگر حضرت داؤد نے شاول کی چاکری کی اور بعد عقد شہزادی کے بھی بادشاہ مذکور کو خداوند کہتے تھے اور سجدہ بھی کرتے تھے جیسا کہ

تمھوئیل باب ۲ ورس ۹ - و ۱۰ اسے ثابت ہی یا حضرت یعقوب نے راحیل پر عاشق ہوکر سات برس خدمتگذاری کی نواب فرمانے مثل پروانہ کس پر صادق آئی اگر وہ حضرت نبی عقد خدیجہ سے امیر کبیر ہو گئے تو کیا نقصان ہوا معلوم ہوتا ہی کہ آپ یہ امور منافی نبوت سمجھکر اُن حضرات کو انبیا نہ سمجھتے ہون گے اور اگر انکو نبی برحق سمجھتے تو ایسے تعراضات نبی عربی کی نسبت بھی نہ لکہتے بھرحال اگر عقد حضرت خدیجہ سے وقعت ظاہری بھی زیادہ ہو گئی تھی تو کیا برائی ہوئی اول تو وہ خود رئیس زادہ قوم عرب تھے اور بسبب امانت و دیانت وراست گوئی و صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے ننے مثل بھی کہ لوگ امین کہتے تھے اُنکی ہر بات کی تصدیق کرتے تھے اور جب اُنکی شادی حضرت خدیجہ سے ہو گئی تو اور زیادہ وقعت ظاہری اہل مکہ کی نظر مین ہو گئی مگر یہ بھی غور کیجئے کہ خدیجہ ایسی ہوشیار و عاقلہ و حسینہ و جمیلہ و دولتمند عورت نے کچھ ایسا ہی فضل و کمال و عز و جلال و محامد خصال سے آراستہ دیکھا ہوگا تب اُنکا ازدواج منظور کیا ہوگا - ورنہ دیگر روسا و صنادید قریش جو خواستگاری کرتے تھے اُنکے ساتھ کیون نہ کرتین - اس سے ظاہر ہے کہ اُنہون نے دیکھہ لیا کہ یہ شخص مثل و نظیر اپنا دنیا مین نہین رکھتا ہی اسوقت وہ مائل ہوئین یا اگر انکو اپنا کفو بھی سمجھکر عقد کیا تو کیا منقصت معلوم ہوتی ہی - ایکروز حضرت خدیجہ گھر کی مین بیٹھی تھین اور اُنکے پاس ایک عالم یہودی بھی حاضر تھا - اتفاق سے اسوقت حضرت کا گذر اُسطرف سے ہوا حسب التماس اس عالم کے خدیجہ نے جناب رسالتماب کو طلب کیا جب حضرت تشریف لائے آن عالم گفت تواند بود کہ تو کتف خود را بکشائی کہ من دران نظر کنم حضرت اجابت او نمودند و چون نظرش بر مہر نبوت افتاد گفت واللہ کہ این مہر پیغمبر ست خدیجہ گفت اگر عمش حاضر بود کے میگذاشت کہ تو بر بدن وے نظر کنی بدرستی کہ عمو ہاے او بسیار حذر میفرماید اور از علماے یہودان عالم گفت کرا یارای ست کہ آسیبے باوی برساند بحق کلیم سوگند میخورم

کہ او ست پیغمبر آخر الزمان و چون حضرت از غرفہ فرود آمد محبت آنحضرت بر سویدای قلب خدیجہ قرار گرفت پس خدیجہ گفت ای عالم چہ دانستی کہ پیغمبرست گفت صفات او را در توریت خواندہ ام بعد چند فقرون کے لکھاہی چون آن عالم از پیش خدیجہ برخاست گفت سعی کن کہ محمد از دست تو بدر نرود کہ مزاوجت او مورث سعادت دنیا و آخرتست (حیات القلوب)

بعد اسکے حضرت جب تجارت سے واپس آتے ہین اور خدیجہ نے میسرہ سے حالات سفر پوچھے اور میسرہ نے کیفیت سفر اور مدح و ثنا حضرت سلطان الانبیا کی بیان کی خدیجہ گفت ای میسرہ بس ست زیادہ کردی شوق مرا بسوی محمد برو کہ از برای خدا ترا و زوجہ ترا و فرزندان ترا آزاد کردم اور پھر اسی کتاب مین ہی ورقہ گفت کہ شنیدہ ام کہ محمد بن عبداللہ ترا خواستہ ست خدیجہ گفت ای عم چہ عیب در وی یافتی ورقہ ساعتی سر بزیر افگند و گفت عیب او اینست کہ اصل نجابت و کرامت ست و شاخ عزت و مکرمت ست و در حسن و جلقت و خلق نظیر خود ندارد و در فضل و کرم و علم و جود مشہور آفاق ست گفت ای عم چنان کہ کمالش را گفتی عیبش را ہم بگو ورقہ گفت عیبش آنست کہ بدر جہان ست و آفتاب زمین و آسمان است گفتار او شیرین تر از عسل ست و در حسن اطوار در جہان بے مثل است جب زیادہ فضائل بیان کیے اسوقت خدیجہ نے کہا ہر چند عیب او را میپرسم تو فضلش را بیان میکنی ورقہ گفت من کیستم کہ احصاے مدائح او توانم نمود یا صد ہزار یک فضائل او را توانم شمرد خدیجہ گفت من او را خواستہ ام و جلالت او را دانستہ ام و اطوار او را پسندیدہ ام و بغیر او بدیگرے رغبت نخواہم کرد ورقہ گفت ہرگاہ چنین ست بشارت باد ترا کہ بزودی او بدرجہ رسالت حقتعالی خواہد رسید و پادشاہی مشرق و مغرب عالم خواہد گرفت۔ (حیات القلوب)

اور روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا سے بھی ثابت ہی کہ حضرت خدیجہ خود مشتاق عقد اور خواہان ازدواج ہوئین اور نفیسہ کو واسطے قرار داد عقد کے حضرت کے پاس بھیجا نہ یہ کہ حضرت نے بھیجا چنانچہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہی بعد از انکہ حضرت صلعم از سفر شام بازگشت و میسرہ شمہ

حال السرور را باوی بکیفت میل عظیم در دل خدیجہ پیدا شد و رغبت کرد کہ بنکاح وے در آید مراد نفیسہ) را بطریق خفیہ نزد وے فرستاد تا ازان آنحضرت استعلام و استخبار نمایم کہ میل بہ کتخدائی دارد یا نہ نفیسہ گوید کہ نزد آنحضرت رفتم الی آخرہ ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ اس سے اُنکا شوق زیادہ پایا گیا آیا خدیجہ کی باچھین کھل گئین یا حضرت کی اور تاریخ حبیب آلہ مین لکھا ہی بنابرین مقدمات محبت خلاصہ موجودات علیہ اکمل التحیات در دل خدیجہ جاے گرفتہ ہمارے لائق مخاطب نے اس قصہ کی تمام کیفیت درج نہ کی اور صرف یہ تحریر فرمایا کہ جب نفیسہ نے خدیجہ کا نام لیا تو حضرت کی باچھین کھل گئین۔

سبحان اللہ مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اگر اس شادی کی خوشخبری سے حضرت کو خوشی و شادمانی ہوئی ہو یا تبسم فرمایا ہو تو کیا قباحت ہی کیا کوئی شخص دنیا مین ایسا ہے یا کسی مذہب و ملت مین ہی کہ خبر شادی سنکر روے پیٹے یا گریبان چاک کرے اُسکا نام شادی ہی ہے آپ شاید روتے ہونگے یہ صرف بد تہذیبی ہی ورنہ فی الحقیقت اپنی شادی پر خوشی کرنا کوئی معیوب بات نہین ہی جسکو آپ نے اس بدتمیزی کے الفاظ سے ادا کیا ہی غیر فکر ہر کس بقدر ہمت اوست پھر حضرت داؤد حضرت یعقوب کو بھی فرمائیے کہ فرزند ازاد شادی سے کسقدر باچھین کھل گئی ہونگی۔

دفعہ دوم

دفعہ دوم مین ہمارے مخاطب خوش فہم نے افلاس و تنگدستی حضرت شاہنشاہ ہر دوسرا تحریر کی ہی اگرچہ اسکا جواب تحریر ہوا لیکن مین یہ پوچھتا ہون کہ اگر حضرت کو ہم رئیس و امیر دکھلاوین جب بھی آپ اعتراضات کیجیگا مگر اتماماً للحجہ ہم اب کو آپ کے علما کے اقوال سے دکھلائے دیتے ہین کہ آنحضرت کیسے رئیس و جلیل القدر تھے۔ چنانچہ پادری عماد الدین تاریخ محمدی مین لکھتا ہی کہ حلیمہ دائی حضرت کو پرورش کیلئے عبد المطلب رئیس سے انعام پانیکی امید پر جنگل مین لیگئی تھی اور پھر لکھا ہی کہ حلیمہ کا دل پھر للچایا کہ محمد بچہ اور مدت میرے پاس رہی کیونکہ کثرت سے انعام پائے تھے آگے بڑھ کر لکھتا ہی کہ محمد

صاحب نے والدین کی موت سے چندان تکلیف نہین پائی کیونکہ امیرزادہ تھا ہمیشہ آسائش و امارت موجود تھی اور عبدالمطلب کی شان و شوکت اور سجادہ نشینی محمد صاحب کے لئے طلب امارت کی بنیاد ہوگئی ہمارے مخاطب صاحب یہ کیا فضول فرما رہے ہین کہ انکو عورت کہان ملتی ہم نہین سمجھتے کہ ان سب باتون سے کہ حضرت کی زیادہ عزت کا ظہور ہوتا ہے یا خدیجہ کی اب ملاحظہ کیجئے کہ ورقہ خویلد پدر خدیجہ سے کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے ہیچ کس نیست کہ فضیلت محمد صلعم را نداند و آرزو نداشتہ باشد کہ دختر باو بدہد (از حیات القلوب) اب کیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انکو لڑکی نہین دیتا تھا دیکھئے عتبہ رئیس قوم نے حضرت سے کہا کہ تم دعوی نبوت سے باز آؤ اگر تمکو خواہش عورت ہی تو جس عورت عالیخاندان سے کہو بیاہ دین یا دشاہی کی خواہش ہو تو ہم تمکو اپنا پادشاہ بنا دین۔ آپ فرماتے ہین کہ کوئی اپنی بیٹی نہ دیتا بالفرض اگر کوئی امیر نہ دیتا تو کیا کوئی غریب بھی نہ تھا جو اپنی بیٹی بیاہ دیتا یہ بالکل خیال مہمل ہی اور ابوطالب کی آرزو کہ کہین شادی ہو توین خوش ہون یہ سب بزرگون کی آرزو ہوا کرتی ہی اسمین جای اعتراض کیا ہی لیکن آپ نے جو یہ لکھا کہ اپنی لڑکی اُنکے چچا نے بھی نہ دی اور حضرت نے فرمایا کہ اے چچا تو نے اپنی بیٹی جبیرہ کو دی اور مجکو نہ دی حضرت کا فرمانا تو آپ نے لکھا مگر جو کچھ ابوطالب نے کہا وہ نہ لکھا اور آپ کیونکر لکھتے اگر لکھتے تو اصل مدعا آپ کا جاتا رہتا ابوطالب نے جو کہا اب ہم اسکو لکھکر لوگو نپر آپ کی نیت کا اظہار کئے دیتے ہین ابوطالب گفت ای پسر ادر من مرا با ایشان مصاہرت واقع شدہ و دختر از ایشان خواستہ بودم و سزاوار بحال کریم آنست کہ مکافات کریم بکند (روضۃ الاحباب)

اسمین ابوطالب کی یہ مصلحت تھی نہ سبب افلاس آپ نے صرف اس حال مین بہت کچھ بو سیدہ کیا اور کسی نہ کسی طرح اپنے مطالب کے نکالنے کی کوشش کی مگر کہین خاک ڈالنے سے جاند چھپ سکتا ہی پھر آپ نے لکھا ہی کہ خدیجہ کا باپ اسمین ضرور تامل کرتا تھا کیونکہ نفع صرف محمد صاحب کی طرف تھا (حیات القلوب صفحہ ۹۷)

بالکل غلط ہی صفحہ ۷۹ کتاب مذکور مین تو یہ ہرگز نہین لکہا ہی پہر آپ فرماتے ہین کہ محمدؐ کے
ہون نے قسم کہائی ہی کہ کبہی سچ نہ بولین گے سبحان اللہ راستی اسی کا نام ہی جواب
تے ہین۔ ناظرین ملاحظہ کرین صفحہ ۹۷ حیات القلوب مین صرف یہ تحریر ہی اول جبکہ ابوطالب
ل خانہ خویلد ہوئے اور خدیجہ کے خواستگار ہوئی تو خویلد نے کہا۔ خدیجہ مالک امر خود
ت وعقل او از عقل من بیشتر ست و بسے ملوک اطراف و صنادید عرب اورا طلب کردند
ی لہذا اختیار با دست اور اسی صفحہ کے آخر مین تحریر ہے جب ورقہ نے (یہ ورقہ وہ
نہی جسکو مخاطب فرماتے ہین کہ عیسائی تہا) خویلد سے کہا کہ تمنے خطبہ بنی ہاشم سے
رکیا او شمشیر حمزہ سے نڈر سے اسوقت خویلد نے کہا من چہ میتوانم گفت نسبت
رکہ ہمہ عالم نیکی اور اشہادت میدہند ولیکن دو چیز مارا مانع ست یکی آنکہ اکابر عرب را
گفتم اگر باو ندہم ہمہ از من میرنجند دوم آنکہ خدیجہ راضی نمیشود ورقہ گفت ہیچ کس
ت کہ فضیلت محمد را نداند او آرزو نداشتہ باشد کہ دختر باو بدہد واما خدیجہ چون کرامت
سیار ازو دیدہ و مشاہدہ نمودہ او راضی ست خویلد کو یہ خوف تھا کہ اگر مین اسنے رضامندے
ہر کرونگا تو وہ اکابر جنسے انکار کرچکا ہون مجہسے ناراض ہونگے اور دوسرے یہ گمان تہا کہ شاید
راضی نہو یہ کہان لکہا ہی کہ چونکہ محمد کی طرف فائدہ تہا اسوجہ سے تامل کرتا تہا واقعی
رے سچے ہین یہ سب واقعات مخاطب نے الٹ پلٹ کر خراب کئے اور یہ
بلایا کہ حضرت نے خود ہی خواہش کی آنکو زوجہ کہان ملتی ہا لانکہ ورقہ جسکو مخاطب
ب عیسائی کہتے ہین وہ کہتا ہی کہ ہیچ کس نیست کہ فضیلت محمد را نداند و آرزو
اشتہ باشد کہ دختر باو بدہد جو شخص اسوقت موجود تہا وہ تو یہ کہہ رہا ہی اور آپ کچہ اور ہی
رہی ہین واہ کیا انصاف و نیک نیتی ہی مین مخاطب سے کہتا ہون کہ آپ ہرگز ثابت
نہین کر سکتے ہین کہ حضرت رسول عربی گوسفند چرایا کرتے تھے اور بالفرض اگر کبہی چرائی
ہون یا اگر ہمیشہ چرائی بہی ہوتین تو کیا قباحت ہتی انبیاء سابقین کمل نہین اوڑ ہتے تہے

تو کیا اطلس و کمخواب اوڑھا کرتے تھے اور وہ لوگ زراعت نہین کرتے تھے یا گوسفند نہین چراتے
تھے یہ تو شعار انبیا ہی اگر خاصان خدا اسیطرح زندگی بسر نہین کرتے ہین تو کیا لباس پر تکلف
پہنکر مرغ زرین بنکر بیٹھتے ہین لیکن کیا کیجئے تعصب وہ بری بلا ہے کہ آپ وصف
کو بہی عیب سمجھتے ہین ۔ تمام فضایل و مناقب جو سبب شادی ہوسے وہ
آپ نے بکمال دم اڑالے جو کچھ دل مین آیا عوام کو فریب دینے کے لئے لکھدیا یہ بہلا مرتبہ
کہ حضرت خدیجہ کی طرف سے تجارت کیواسطے گئے تھے اور وہ بھی فرمایش تھی
ابوطالب کی ورنہ حضرت نے خود استدعا نہین فرمائی تھی چنانچہ جب حضرت سفر سے
مراجعت فرمائی اسوقت حضرت نے ابوطالب سے کہا کہ اے عم آنچہ درین سفر بہمرسید
ست تعلق بتو دارد (حیات القلوب) پس کیا تجارت کرنا معیوب ہی یا اس سے
یا چاکری ہو جاتی ہی مگر جب انسان انصاف سے درگذر کرتا ہی تو اسکو ایسی ہی
سوجہتے ہی آپ خود لکھہ چکے ہین کہ حضرت کو لوگ امین کہتے تھے ۔ ظاہر ہی
کہ وقعت شخص کی سپرد کون امانت کرتا ہوگا بجز اسکے کہ وہ شخص مالدار دیانت
نیکو کردار اور ہوشیار ہو ورنہ کوئی عاقل کسی شخص کم وقعت اور غیر معتبر کے پاس اپنا مال
نہین کرتا اور آپ یہ بہی یقین جانئے کہ جو شخص ایسی مفلسی او تنگدستی مین امانت داری
ایسی کرے کہ قوم اسکو امین کا خطاب دیدی تو یہ کام کسی معمولی آدمی کا نہین ہی
تنسک ہی نہ صرورت ملازمان نہ خیمہ و خرگاہ ہی اگر فاقہ کرے تب بھی وہ راضی برضای
اگر پیٹ بھرا ہی تب بھی شکر گذار خداوند عالم ہی اگر شکایت تنگدستی کی تو ابوطالب
اور وہ پیغمبر یا نبی نہ تھے ۔ یہ آپ کا کہنا کہ خدیجہ کے اوپر حضرت ایمان لائے کوئی
عقل کا آدمی صحیح مان سکتا ہی ورنہ صحیح العقل تو تاریخ دیکھکر آپ کے قول کے خلاف
سمجھے گا ۔ یہ بات تو تمامی تواریخ و سیر سے بالاتفاق ثابت ہی کہ پہلے سب سے حضرت علی اور
خدیجہ نبوت حضرت پر ایمان لائین آپ اپکا یہ فرمانا کہ آنحضرت حضرت خدیجہ پر ایمان

سقدر جہوٹا ہے۔

دفعہ سوم۔ آپ فرماتے ہین کہ وہ دوسری شادی کرہی نہ سکتے تھے خدیجہ کے [illegible] تھے یا وہ لوگ ایک بی بی کے ماننے والون مین تھے اسلئے انکا اثر اونکے قوائے [illegible] ہوانی پر پڑا تھا۔

[illegible] خیال مثل اور خیالون کے غلط ہی حضرت کو کوئی خوف و خطر خدیجہ کا نتہا اور نہ وہ [illegible] ہے بلکہ خدیجہ خود تابعدار و فرمانبردار تھین چنانچہ آنحضرت جب خدیجہؑ کے گھر تشریف لیگئے [illegible] اسوقت خدیجہ نے کہا مین آپکے واسطے کوئی عورت پیدا کرون فرمایا ہان خدیجہ نے کہا کہ ایک عورت مینے تجویز کی ہے [illegible] وہ آپ کے قوم سے ہے حسین ہے صاحب مال ہے اور عفت وغیرہ مین سب سے بہتر ہے [illegible] پادشاہون نے خواستگاری کی مگر اسنے منظور نکیا لیکن آپ سے سن مین برابر ہی [illegible] حضرت نے فرمایا کہ اُسکا نام کیون نہین لیتے ہو گفت کنیزک تو خدیجہ ست جب حضرت نے [illegible] سماعت کیا تو بسبب حیا کے جبین مبارک پر عرق آگیا جب پھر اُنہون نے اسی کا اعادہ کیا [illegible] اسوقت حضرت نے الفاظ ذیل فرمائے ای دختر عم تو مال بسیار داری و من پریشانم و من [illegible] نمیخواہم کہ در مال و حال من شبیہ باشد خدیجہ گفت واللہ ای محمدؐ کہ من خود را کنیز تو میدانم [illegible] اموال و غلامان و کنیزان ہمہ از ان تواند (حیات القلوب ۹۶)

[illegible] یون حضرت فرماتے کہ غلام کون ہے کنیز کون ہے اور مالک کون ہے اور پھر فرماتے کہ حضرت [illegible] اور تو شاہ ول پادشاہ کے چاکر اور پھر مینخال شہزادی سے شادی کرکے امیر کبیر ہو گئے [illegible] پھر اُنہون نے حیات شہزادی ہی مین کیون بہت سی عورتین کرلین۔ مگر آپ کو تو بجز [illegible] تعصب کے کچھ نہین آتا آپ مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جاوینگے یہ عقد صرف بوجہ [illegible] حضرت کے ذاتی فضائل و ہمدردی ہوا یہ جو آپ کا خیال ہے یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو شاید [illegible] اسوجہ سے ناگوار ہوا ہو کہ اس شادی سے اسلام سے اور فرقہ عیسائی سے ایک [illegible] سسرالی رشتہ داری ہوگئی یعنی ورقہ خواہ وہ بھائی تھا یا چچا تھا لیکن عیسائی تھا۔

اور پھر حضرت نرجس خاتون جو دختر یسوعا النسل حضرت شمعون حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سے تھین عقد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مین آئین یہ امور شاید ناگوار ہون تو اس
بدزبانی سے آپ کو کیا فائدہ ان سب باتون کے علاوہ یہ ہی کہ جسوقت حضرت نے دعوی
نبوت کیا تو فوراً خدیجہ رض نے اسلام قبول کیا اور کوئی دلیل اپنے مذہب کی حقیت پر بیان
نہ کی اسوجہ سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ انکو جیسا کہ انہون نے کرامات مشاہدہ کیے اور فضائل
سنے یقین تھا کہ یہ شخص ضرور نبی ہی ورنہ خدیجہ سی عاقلہ عالمہ عورت کوئی دلیل بھی نکرتی

قول مسٹر ڈاکٹر فری ہنگس صاحب۔

عالم جلیل القدر مسٹر کا دفری ہنگس صاحب کہتے ہین کہ یہ تعجب کی بات نہین ہی
کہ جب آپ اپنے اعتقاد مین مخلص تھے تو آپ کی بی بی خدیجہ سب سے پہلے آپ کی
مرید ہوئین لیکن اگر آپ عیار ہوتے تو اسکے خلاف ظہور مین آتا کیونکہ آپ کو اپنی بی بی
کو پندرہ سال تک دہوکے دہڑی مین رکھنے کے لئے بڑی دانائی کام مین لانی پڑتی
اسلئے کہ یہ مان لیا گیا ہی کہ وہ بی بی معتقد تھی اور سازش مین شریک و منافق تھی
(حمایتہ الاسلام صفحہ ۱۲) اور جب کہ وہ مثل ایک چاکر کے تھے تو انکو خوف کیا تھا فوراً ہی
انکار کر دیتین مگر اُنہون نے انکار نہین کیا اب اسکو جانے دیجئے یہ تو ضروری بات ہی
کہ نبی افسر و سردار امت ہوتا ہی خدیجہ نہ کہتین کہ ابھی کل تو تم میری غلامی اور چاکری کرتے تھے
آج ہم پر اور میرے خاندان پر حکومت اختیار کرنا چاہتے ہو اور انہون نے تو یہ نہین کہا
شاید ورقہ آپ سے کہہ گیا ہوگا اور اگر ایسا ہو تو مہربانی فرما کر ہمکو بھی اس سے مطلع
کیجئے - اپ کا یہ کہنا کہ خدیجہ کے اثر سے حضرت نے دوسری شادی نہ کی بالکل غلط
ہی ورقہ عیسائی تہا خدیجہ عیسائی نہتین اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ عیسائی تہین تو بھی
کیا اثر کامل فیض رسالت کا پڑا کہ سب سے پہلے دنیا مین حضرت خدیجہ ایمان لائین اور
مردون مین حضرت علی علیہ السلام ایمان لائے اور یہی دونون جناب حضرت کے پیچھے نماز پڑہا
کرتے تھے جبکہ کوئی بھی نماز نہ پڑہتا تہا پس اثر کامل اسکو کہتے ہین کہ وہ خاتون معظمہ عیسائی

ے مسلم ہوئین اور فال نیک فتحیابی کی بھلے ہی ہولی اور مذہب عیسائی کا کچھ بھی اثر اسلام پر نہ پڑا اور
ب کہ آپ حضرت کو قرار واقعی عیاش ٹھہرا چکے تو دیکھیے کہ ایک خدیجہ کے بار احسان کی کیا حقیقت ہی اگر
کرور وان احسان ہوتے تب بھی حضرت نمانتے عیاش کو بجز اپنی خواہشات نفسانی کے پورا کرنیکے اور کسی کو خیال نہین رہتا
ب تو یہ ماکہ کسی امر مصلحت سے عقد نہین کیا یا عیاش نہین تھے مگر آپ نہ مانینگے تعصب آپکو نہ ماننے دیگا ہم
کہتے ہین کہ اسوقت چونکہ حضرت کو خداوند تعالے کی اجازت تعدد ازواج نہین عطا فرمائی تھی اسوجہ سے
نے تعدد ازواج کا ارادہ نہین کیا اور جب مصلحت خدا و رسول تعدد ازواج کی ہوئی اسوقت حضرت
نے ضروری ازواج کین اور یہ بھی قیاس ہو سکتا ہی کہ خدیجہ نے محبت و اطاعت ایسی کی ہو کہ حضرت نے
اور کسی کو ترجیح ندی ہو بہر حال اسمین سے کسی بات پر اعتراض نہین ہو سکتا لیکن آپنے جو یہ فرمایا جبکہ
مسلمان ایک عورت پر بسر کر سکتے ہین تو حضرت نے رستم کا کام نہین کیا۔ اور قبل اسکے آپ نے محمد حسین
کا قول بحوالہ بخاری نقل فرمایا ہی کہ حضرت مین تیس یا چالیس آدمیونکی قوت تھی ۔ پھر آپ ہی خیال کیجیے
کہ حضرت نے اس قوت خداداد پر ایک زوجہ پر قناعت فرمائی تو کیا قوت قدسیہ ملکوتیہ تھی کہ اس مدت تک صبر فرمایا
اور بدون صدور حکم ربانی قدم نہ بڑھایا بھلا بیچارہ رستم یہ کیا کر سکتا تھا اس سب کے بعد آپ لکھتے ہین کہ سید
امیر علی کا قول کہ اس افلاس و تنگدستی کی حالت مین ایک بڈھی عورت کی پرورش کے بار کا ذمہ اٹھایا۔ یہ شاید
انہون نے اس سبب سے کہا کہ حضرت خدیجہ نے ورقہ سے کہا تھا کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جبکا کوئی مونس و یاور
اگرچہ مال و اسباب بہت کچھ تھا مگر کوئی مونس نہتھا اسلیئے شاید یہ مطلب ہو کہ انکی تجارت کے انتظام کا بار اٹھایا۔
بہرحال جو کچھ مطلب ہو یہ کہنا انکا کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین ہے صرف منجملہ دیگر احتمالات کے ایک یہ بھی احتمال لکھا ہے
تو اسکی بحث و رد و قدح بیفائدہ ہی کیونکہ وہ علمائے اسلام مین سے نہین ہین اسلیئے ہم انکی راے کے پابند نہین
ہو سکتے اور امور شریعت مین ہر جگہ قیاس و وہم و ظن و گمان لائق قبول نہین ہے بلکہ عقد مین تعمیل حکم شریعت
مد نظر ہے جو باعث ثواب اور ذریعہ توالد و تناسل ہی جس سے بقاے نوع انسانی اور کسر شہوت نفسانی ہی جو قواے طبیعے
کا طور و فطرت انسانی اور تشبیہ سے ہی اور انتظام خانہ داری و آسایش خواب و خور و آرام جسم و روحانی و بیمار داری و
تیمارداری اور تعلقات رشتہ داری و تالیف قبائل و دیگر مصالح عظیمہ مین کچھ پرورش پر منحصر نہین ہے اب یہ کہنا

کہ خدیجہ کی بعد جلد دوسرا عقد کیون کیا یہ دل مین کہٹکتا ہی آپکے دلمین تو کوئی فعل حضرت کا نہین ہی جو
نہ کہٹکتا ہو صرف اسی پر کیا منحصر ہے مگر کوئی قاعدہ اسلام مین عورت کیواسطے مرد کو سوگ رکہنے کا نہین ہی اور
خفگی کی کون بات ہی آجو رد کا تمام عمر سوگ رکہنا کسی شرع سے ثابت کیجیے گا بس ان اسباب وجوہ سے تمامتر ظاہر ہو گیا
کہ حضرت کا عقد بوجہ تعشق یا طمع دنیاوی کی نہین ہوا بلکہ خدیجہ نے اپنا شوق ظاہر کیا اور باوجود ملکہ امیر
کبیر ہونیکی ایک شخص بقول مخاطب تنگدست نے سر و سامان کی کنیزی قبول کی نہ حضرت کو کوئی ج
تہا اور نہ خدیجہ کا کچہ اثر پڑا خواہ اطاعت و مونست حضرت خدیجہ ہو یا دوسری مصلحت وقتی ہو یا انتظار
حکم خداوندی ہو یا جو کچہ ہو دوسرا عقد نفرمایا اور نہ ہر قول و فعل حضرت موسیٰ ع و حضرت عیسیٰ پر اعتراض
ہو سکتا ہے کہ انحضرت نے یہ کیون کیا وہ کیون نکیا پس صرف وہم و قیاس شیطانی ہی۔
دفعہ چہارم مین مخاطب نے حضرت کو بالطبع عیاش ثابت کیا ہی ہم بیشتر لکہہ آئے ہین کہ مرد کو عورت کیلیے سوگ
رکہنے کی تعداد مقرر نہین کی گئی نہ سوگ رکہنے کا حکم دیا گیا ہی پس آپ کا یہ اعتراض کہ جلد نکاح
کر لیا باطل ہی لیکن اگر [illegible] حضرت کی ۱۵ برس کے حالات معلوم نہین ہوئی تو یہ آپ کی کوتاہ نظری ہے کتب تواریخ
دیکہیے تو حضرت آدم سے لیکر آنحضرت تک کا حال معلوم ہو سکتا ہی و خاص حضرت کی حالات اخلاق نبوت سے تا وفات نہایت شرح و بسط کیساتھ
تاریخ نے درج کتب تواریخ کئے ہین ملاحظہ فرمائیے اور اگر ہم تسلیم بھی کر لین کہ حقیقت
مین بقول آپ کے ایام مذکورہ کے حالات نہین معلوم ہوئی تو کیا نقصان ہے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے حالات معلوم نہین بجز اسکے کہ وہ پندرہ برس یوسف نجار کی دوکان
پر کام کرتے تھے (مظاہر الحق)۔ اب جسطرح سے تمنے فرض کر لیا کہ معاذ اللہ حضرت
رسول اسوقت افعال شنیعہ ہی کا ارتکاب کیا کرتے تھے تو کوئی کافر خیال کر سکتا ہی کہ حضرت
عیسیٰ بہی کچہ کرتے ہونگے آپ نے جو فرمایا کہ جو حفصہ سی آتش مزاج عورت کے بستر پر
ماریہ لونڈی سے صحبت کرے اور اپنے بیٹے کی عورت کو دیکہکر عنان صبر و قرار ہاتہ سے دے
بیٹہے وہ خدیجہ سی نیک مزاج عورت کو دم ہوکا دیکر شہوت رانی کرنیمین باز رہ سکتا ہی۔
لفظ مذکور کا استعمال نہایت بیموقع ہی اسواسطے کہ اگر عورت سے ہم صحبت نہین

مراد ہے تو تمامی بنی آدم اپنی ازواج سے ہم صحبت ہوتے ہین مگر کوئی مہذب شخص اُسکو
لفظ مذکور نہین کہتا اور اگر اس سے مراد حرامکاری ہی تو یہ امر متنازعہ فیہ ہی آپ تعدد ازواج
کو حرام کہتے ہین اور ہم حلال کہتے ہین اور قصہ ماریہ اور زینب کا جواب اُسی موقع پر دیا
جاویگا لیکن آپ بالکل غلط کہتے ہین کہ حضرت خدیجہ کو دہوکا دیا ہوگا اور جو بات آپ کسی
کتاب معتبر سے ثابت نہ کرسکین اُسکا لکھنا سوائے بے تہذیبی کے اور کیا ہی علاوہ اسکے
قیاس فاسد کی گنجائیش ہر مقام پر ہوسکتی ہی چنانچہ ہر کافر قیاس کرسکتا ہی کہ ہرگاہ خدا نے
(بعقیدہ نصاریٰ) مریم سے بچہ جنوایا اُسیطرح اور کنواریون سے بھی جنوایا ہوگا معاذ اللہ
من ذلک کیونکہ جب ایسے خداوند پاک کا ایک مرتبہ فعل ظاہر ہوگیا تو پوشیدہ طور سے
معلوم نہین کن کن عورتون سے بچے جنوائے ہونگے اور کسقدر پسران خدا ہونگے دیکھئے
کتاب پیدائش باب ۶ - خدا کے بیٹون نے دیکہا کہ آدمیون کی بیٹیان خوبصورت
ہین تو جسنے جسکو پسند کیا اُس سے بیاہ کیا اب فرمائے کہ کسقدر خدا کے فرزند ہونگے
کسقدر اُنکی امہات ہونگی اب کہان کہان مسئلہ تثلیث جاری کیجیے گا الصیاحب یہ قیاسات
فاسد ہین - صرف آپ ہی اُسے قیاس نہین کرسکتے ہین بلکہ نیک قیاس تو بہت کم لوگ
کرتے ہین لیکن یہ خیالات بیشمار ہین ام ہانی کے یہ کہنے سے کہ مین تمکو ایام جاہلیت مین
دوست رکہتی تھی اپنی خوش فہمی سے یہ نتیجہ نکالا - کہ ایام جوانی مین حضرت کو عشق تہا یہ محض ایک
امر قیاسی اور وہمی ہی جسکو عقل پسند نہین کرسکتی کیونکہ لفظ دوست کی عام ہی کچھ محبت ناجائز
کیواسطے مخصوص نہین ہی جو آپ نے خواہ نخواہ اپنی بدنیتی سے نتیجہ عشق قرار دیا چنانچہ فی الفعل
بھی رواج ہی کہ یورپین اور ہندوستانی اپنے احباب کو مکاتبات وغیرہ مین پیارے دوست لکھتے
ہین پس آپ کیا ہی قیاس فاسد کیجیے گا کہ یہ محبت ناجائز ہی اب مین آپکو یہ دکہاتا ہون کہ انکی کتاب پیدائش باب ۹ ورس ۱۸
یعقوب راحیل پر عاشق ہوئے اور اسکیلیے سات برس خدمت کی اور سموئیل ۲ باب ۱۳ سے ظاہر ہے کہ امنون پسر حضرت داؤد اپنی
بہن تامار پر عاشق ہوئے اور زنا بالجبر کیا پس اگر آپ عشقبازی کا اطلاق مثل توریت کے ہر جگہ چاہتے ہین تو آنحضرت کے

نسبت کسی تاریخ مین نہین ہے پس انکا عشقباز کہنا نسبت آنحضرت کے بالکل بیجا ہی اشارت
بشارت واضح ہوگراس وصل مین مخاطب کے فہم کا مخوای کلام یہ ہے کہ لوید شاد خدیجہ سی حضرت کی باجین کھل
گئین یعنے مسرور ہوئے اگرچہ یہ کہین نہین لکھا ہی لیکن اب دعو کیستا مخاطب سے خطاب کرتی مین کہ کچھ تعجب نہین کہ جناب رسالتمآب
اس عقد مبارک وہمایون اور ازدواج مسعود ومیمون سے نہایت شاد وشادمان فرحان
وشادان ہوئے ہون اور صرف وہ حضرت ہی نہین بلکہ تمامی اہل اسلام وایمان اسوقت سے
الی الآن خوشحال وشادمان ہین اور سبب مسرت وشادمانی اور باعث ابتہاج اور اہتزاز
روحانی صرف ہی نہین کہ ایکزن باحسن وجمال دولت ومال سے عقد ہوگیا بلکہ مسرت فراوان
مباہجت بے پایان خاص اسوجہ سے ہی کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام نے جو بشارت
حضرت پیغمبر آخر الزمان کے مبعوث ہونیکی دی ہی وہ پوری ہوگی یہ حضرت داؤد وہ پیغمبر برحق ہین
کہ جنکے حق مین مسٹر ہنگس صاحب کہتے ہین کہ خدا کی دلی مرضی کیموافق چلتے تھے اور
احکام خدا کی پوری پوری تعمیل کرتے تھے اور یہ وہ حضرت داؤد ہین کہ جن کے وارث
تخت وتاج حضرت عیسی علیہ السلام کو سمجھتے ہین اور فخریہ انکو ابن داؤد بھی کہتے ہین اور انکی
پیشین گوئیون سے حضرت عیسیٰ کی مراد لیتے ہین چنانچہ زبور ۴۵ مین حضرت داؤد نے
ایک بادشاہ کی نسبت جو بشارت دی ہی وہ حضرت سید المرسلین پر صاف صاف صادق آتی ہین
نہ حضرت عیسیٰ پر جیسا کہ لوگ سمجھتے ہین یہان بعض بعض فقرات کا مناسب مقام پر حوالہ
دیا جاتا ہی (اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت وبزرگی ہے
گلیمین ڈال کے اپنی ران مین لٹکا راست بازی اور حلم وعدالت
پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کہ تیرا داہنا ہاتھ
تجھے ہیبت والا کام دکھاویگا تیرے تیر تیز ہین تیرے آگے
قومین گری پڑتی ہین ۔) دیکھئے حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وآلہ جیسے جہادی
تھے اور شجاع صاحب شمشیر وذوالدل تھے جنکی شمشیر تائید ربانی اور سیف معجز بیانی اور

[بر]بائے مواعظ ربانی سے کیسے کیسے اقوام واہل ادیان سرنگون ہوکر جبہہ سائے
[آست]انہ برکت مشحون ہوگئے انکی راست بازی وبردباری وعدالت گستری وبزرگواری
[وار]جمندی وکامگاری نے دین اسلام کو تمامی آفاق عالم مین پھیلا دیا اور داہنے ہاتھ
[سے] ہیبت والا کام کیا یا وہ داہنا ہاتھ علی بن ابیطالب یداللہ شیر خدا قوت بازوئے رسولخدا
[تھ]ے جن کو آنحضرت نے اپنا بازو اور اپنا وصی فرمایا ہے جنہون نے جنگ خیبر و جنگ خندق و جنگ
[ب]در وجنگ حنین وغیرہ مین کیسے کیسے ہیبت والے کام دکہلائے ہین کتاب یسعیاہ
[با]ب ۴۲ - خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا - وہ جنگی مرد کی مانند اپنی
[غی]رت کو اسکائے گا وہ چلائیگا - ہان وہ جنگ کیلئے بلائیگا وہ
[ا]پنے دشمنون پر بہادری کریگا - یہ بشارت حضرت شیر خدا وصی رسولخدا پر
[کیس]ے صادق آئی تیرا تخت اے خدا ہمیشہ اور آخر تک ہی تیری سلطنت
[ک]ا عصا راستی کا عصا ہے تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے
[ا]ب یہان فرماتے ہین کہ اے پادشاہ جسکا ذکر کرتا ہون پہلوان ہے اور ظاہر ہے کہ بجز
[آن]حضرت کے حضرت مسیح کو پادشاہی نہین ہوئی ہمارے حضرت پادشاہ دین و دنیا
[تھ]ے حکومت دینی و دنیوے کے ساتھ دین اسلام کو پھیلایا اور دین محمدی دین خدا
[او]ر پادشاہی خدا ہے جو ہمیشہ رہے گی اب کوئی دوسرا پیغمبر دوسری شریعت نہوگی - اور
[آن]حضرت باعتراف یاد ہی صدق وراستی کے دوست شرارت کے دشمن تھے -
[م]ر اور عود و تج کی خوشبو آتی ہی تیرے لباس سے ہاتھی دانت کے
[م]حلون سے انھون نے تجھے خوش کیا - پادشاہون کی بیٹیان
[ت]یری عزت والیون مین ہین - ملکہ تیرے داہنے ہاتھ کھڑی تھی
[او]فیر کے سونے کے ساتھ - اب آپ دیکھئے کہ آنحضرت خوشبو بہت پسند
[ف]رماتے تھے اور جملہ ارباب تواریخ وسیر لکھتے ہین کہ حضرت کے جسم مقدس سے مشک

بشارت دوم

بشارت سوم

بشارت چہارم

بشارت پنجم

وعنبر سے زیادہ خوشبو ہوتی اور جس کوچہ سے تشریف لیجاتے تھے وہ کوچہ معطر
ہوجاتا تہا اور مولوی عبدالعزیز نے کتاب بشارات محمدی مین احمد بن عبداللہ بکری سے نقل
کیا ہی کہ حضرت خدیجہ ملکہ عظیم الشان صاحب دولت و مال تہین اور جب عقد ہوا ہی تو فرش
زنگارنگ ابریشمی بچہائے اور پردہاے زنگارنگ لٹکائے تہے اور ایک تخت ہاتھی دانت
اور آبنوس کا نصب کیا تہا جسمین سونے کے جابجا پتر لگے تہے۔ (شاہزادی
جلال سے بھری ہوئی ہی اسکا لباس تمام تاش کا ہی اسی سوزنی
کا لباس پہنا کر بادشاہ کے حضور پہچاوینگے۔ کنواری عورتین
جو اسکے خواصین ہین اُسکے پیچھے پیچھے پاس حاضر کیجائینگی
خوشی اور شادمانی سے وہ پہونچائی جائینگی)۔ لکہا ہے کہ جب آنحضرت
خدیجہ کے گھر مین داخل ہوئے تو ایک خیمہ علٰحدہ نصب تہا اسمین سب سامان
تہا دس کنیزین خوش جمال داہنی طرف کہڑی تہین جن کے ہاتھونمین سونے کی
انگیٹہیان تہین اسمین مشک و عود و عنبر جلتا تہا اور بعد اسکے غلامون کی صف تھی
جو ظروف طلای مین زعفران و مشک و عنبر لیے ہوئے تھے اور بعد عقد کے سر مبارک
پر حضرت کے اور تمامی محفل فردوس مشاکل کے سر پر چہڑکا گیا اور لباس حضرت
خدیجہ سندس کا تھا اور تاج طلا کار مرصع بجواہر ابدار سر پر تھا اور خلعت زرین نگار زر
مرصع کار گوہر شاہوار و یاقوت ابدار و جواہر بیشمار سے آراستہ تہین اور یہ جو بشارت
ہی کہ بادشاہ کی بیٹیان تو ظاہر ہے کہ حبیبہ دختر ابوسفیان رئیس مکہ اور صفیہ دختر
سردار خیبر وغیرہ دیگر رئیس زادیان بہی آپ کی محل سرا مین داخل ہتین اور حضرت شہربانو
دختر یزدجرد بادشاہ عجم اور حضرت زحبس خاتون شہزادی قیصر روم آپ کے فرزندون
کے عقد مین آئین (تیرے فرزند تیرے باپ دادون کے قائم مقام
ہونگے جنہین تو ساری زمین کے سردار مقرر کریگا) مین ساری

نسلونکو تیرا نام یاد دلاونگا اسلئے ساری قومین ہمیشہ اور آخر تک تیری تعریف کرینگی - دیکھئے آنحضرت کے گیارہ فرزند امام حسن سے لیکر تا امام آخر الزمان علیہم السلام امام و پیشوائے تمام عالم ہوئے اور حدیث سیدی شباب اھل الجنۃ مین لقب سیادت حضرت حسنین کو دیا گیا اور سید بمعنی سردار ہے جسکا تذکرہ بشارت مذکور مین ہے اور بعد حسنین علیہم الصلوۃ والسلام کے نو فرزندون کے بعد ایک دوسرے کے سردار اور امام اور اپنے باپ دادون کے قائم مقام ہوتے رہے پس یہ بشارت سراپا بشاشت کیسی ہمارے حضرت پر صادق آئی کہ حضرت نے حکومت و پادشاہی بہی کی شمشیر سے جہاد بہی کیا - اور عصاے صدق و راستی سے رہنمائی بہی فرمائی - اور بتصریح فرمایا کہ میری شریعت ہمیشہ قیامت تک رہیگی اور کوئی پیغمبر میرے بعد ہوگا - اور آپ کی مجلس مین شاہزادیان اور رئیس زادیان داخل ہوئین - اور آپ کی اولاد بہی سردار و پیشوائے تمام عالم ہوئی - لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ پادشاہی کی نہ شمشیر سے جہاد کیا - نہ کوئی زوجہ کی نہ اولاد ہوئی ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دوم حالات بی بی سعیدہ یعنے سودہ

قول سید صاحب) حضرت خدیجہ کے چند مہینہ انتقال کے بعد جب طایف سے بیکس و ناچار پہرے تو آپ نے سعیدہ سے عقد کیا جو ایک شخص مقران نامی کی بیوہ تھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا - اور مشرکین کے ظلم سے حبش مین چلا گیا تہا مقران غریب الوطن ہوا تہا اور اسکی زوجہ نے والی وارث ہوگئی تہی گو اوسکے دو تین عزیز زندہ تھے - پر ہر ایک اصول فیاضی و مروت کا مقتضی تھی کہ آپ اس نیک بخت سے عقد کر لین - کوئی اخلاقی قاعدہ یا قانون اس سے مانع نہ تہا اور اس بیوہ کا کوئی گہر بار نہ تھا جہان بھیجدی جاتی خود آنحضرت کا یہ حال تہا کہ نان شبینہ کو محتاج تھی اس عالم مین آپ نے سعیدہ سے عقد کیا صفحہ ۲۷

حالات سعیدہ - قول امیر علی صاحب

جواب مخاطب

ہمین یاد نہین کہ کبھی کسی عیسائی یا غیر عیسائی مورخ نے حضرت کو اس بارہ
مین کہ آپ نان شبینہ کو محتاج تہے اس عجلت مین عورت آئی کہان سے۔ قریش
مین عہد و پیمان ہوگیا تہا کہ مسلمان کو کوئی اپنی بیٹی ندے۔ مسلمانون مین صرف
وہی عورتین تہین جو اپنے شوہرون کیساتہہ مسلمان ہوگئین تہین انمین کوئی
فالتو عورت نتہی ایسی ہی عورت کا ملجانا ممکن تہا جو کسی مسلمان کی بیوہ ہو اور
حضرت کی چیلی بہی۔
پہر آپ نے روضتہ الاحباب سے لکہا ہی کہ خولہ نے حضرت سے کہا کہ آپ
عورت کیون نہین کرتے فرمایا کہ کسکو کرون کہا اگر باکرہ منظور ہوے۔ اگر
ثیب چاہیئے وہ بہی ہی۔ باکرہ عایشہ دختر دوست آپ کی اور سعیدہ ثیبہ
حضرت نے کہا دونون کو میرے واسطے طلب کر۔ اس بے صبری و عجلت کی
حالت مین سردست ایسی ہی عورت سودہ ھی ہو سکتی تھی فوراً نکاح کرلیا
بقول شخصے تجہے اور نہین مجہے ٹہور نہین۔ حضرت ۱۵ برس کے رنڈوے تہے
یہ رانڈ آپ سے سن مین چہوٹی اچہا خاصہ جوڑا تہا مولوی صاحبان ناحق کو غم کرتے ہین
مگر کوئی کلام نہین کہ حضرت نے اپنی ضرورت نفسی مین نکاح کیا تہا کچہ سودہ کو
بیاہ دینے کا آپ کو سودا نتہا۔ یہ عورت سنہ ہجری تک آپ کے ہمراہ رہی اب
حضرت کے پاس ایک حرم سرا تہا اور جورون اور لونڈیون کی کمی نتہی۔ حضرت کو
عورتین اور خوشبو از حد مرغوب تھی جب وہ بڈہی ہوئی تو اسکو طلاق دینا چاہا
اگر بوقت نکاح لاوارث تہی تو اب گیارہ برس بعد اسپر اور تاکید ہونی چاہیئے۔ مگر
حضرت کو اسکے ٹہکانا پانے ٹہکانا ہونے سے کیا کام وہ اپنا ٹہکانا ڈہونڈہتی ہین
گریہ وزاری کرتی ہی۔ حضرت سے امان چاہتی ہی اخر ایکرات سرراہ بیٹہی جسوقت حضرت

عائشہ کے گھر تشریف لئے جاتے تھے یہ تو دربدروتی پھرے آپ نئی دولھن
کے یہان آرام فرمائین ع بامن خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم ٭ بامنِ خاک بسر آہ
چہ کردی ظالم ٭ عرض کی یا رسول اللہ مجکو آرزو شہوت کیلئے نہین چاہتی ہون
بلکہ میرا حشر آپ کی ازواج مین ہو - پس حضرت اُسکی طلاق سے درگذرے یارعیت
کی (منہاج) ابھی کیا یہ تو حشر مین دامنگیر ہوگی - کیون صاحب کیا ہر ایک اصول
فیاضی کا مقتضی یہی تھا - ہمکو اُسکے خواب کی تعبیر ملتی ہی جو اسنے اپنے شوہر سے
بیان کیا تھا - شوہر نے کہا اگر سچ ہے تو مین عنقریب مرونگا - اور پیغمبر تری
خواہش کرینگے - دیکھو سودہ کی گردن پر بمقتضائی فیاضی یون پیر رکھتے
ہین فاعتبروا یا اولی الابصار
محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ آنحضرت جوان عورتون کے مقابل بڈہی عورتون
کو ترجیح دیتے ہین اسلئے عیاش فراج نہین ہین اور یہ نادر مثال حوالہ قلم
کرتے ہین یہ عقلی اور طبعی قاعدہ ہی کہ جس عورت کا جمال و شباب کسی مرد کو
مرغوب و معشوق ہوتا ہی وہ اُسکے ہوتے دوسری عورت کا جو جمال و شباب
مین اُس سے کمتر ہو ہرگز طالب نہین ہوتا - پلاؤ کا طالب جو کی روٹی نہین کہاتا -
آپ حضرت کے پاس دو عورتین ہین بڈہی سودہ اور صاحب جمال عائشہ - بڈہی
کو بالکل ترک کردیا - جوان سے عیش اوڑانے لگے - جو کی روٹی کی ٭ خوب کہی
حضرت نے عائشہ کو کبھی پلاؤ بھی کہا تھا - چنانچہ فضل عائشہ مین ہی - یعنی
عورتون مین عائشہ کو وہ فضیلت ہی جو کہانے مین ترید کو ہی ہمیشہ ترید نوش
جان فرماتے تھے - اور بعد عائشہ کے ایک جوان عورت ماریہ تھی جسپر حضرت
فدا تھے فی الحقیقت جوانون کے مقابل حضرت بڈہی عورتون کو بقول سعدی
ای سیر ترا نان جوین خوش ننماید ٭ طلب گار کبھی نہین رہے - زبان کا ذائقہ

بدلنے کی نوبت ضرور آتی تھی۔

جواب

سید امیر علیصاحب نے یہ لکھا ہی چونکہ اسوقت یہ نئے وارث تھین لہذا حضرت نے عقد کرلیا تھا۔

اُو مسٹر مخاطب نے کئی صفحے سیاہ کئے ہین۔

اس زمانہ مین باتہذیب عیسائیونکو جو مطلوب ہی وہ یہ ہے کہ حضرت نے جو جو عقد فرمائے یا امت کو اجازت دی اُسپر کچھہ نکچھہ قیاسی اعتراض جماوین خواہ محل اعتراض ہو یا نہو چنانچہ اس عقد مین کوئی محل اعتراض نہین تھا مگر مین جانتا ہون کہ مخاطب نے جو کچھہ لکہا ہی اس سے صرف استہزا اور توہین اسلام ٹپکتا ہی۔ اب کہئے کہ جو کچھہ سید امیر علیصاحب نے لکھا ہی اُسکا جواب ہی تو پہر کل اسلام سے کیون جواب طلب کیا گیا ہے اپنے کلام کے وہ آپ ذمہ دار ہین۔ سید صاحب کوئی رکن نہین ہین۔ نہ انکا قول اسلام پر حجت ہی۔ مگر خیر جو کچھہ آپ نے اعتراض کئے ہین بحیثیت ایک برادر اسلامی ہونے کے ہم اسکا جواب دیتے ہین۔

حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ السلام والصّلوہ نے تعدد ازواج کو بحکم خدا جاری کیا اور احکام خداوندی پر اعتراض بشری بیجا ہی۔ ہم یہ کہتے ہین کہ تعدد ازواج شریعت موسوی مین جائز تھا لیکن کوئی تعداد مقرر نہتی۔ اور حضرت نے تعدد ازواج جائز رکہا۔ لیکن اسکی ایک تعداد مقرر کرکے اسوجہ سے محدود کردیا کہ مصالح عقلی اُسکے مقتضی تھے۔ چنانچہ تمامی انبیا نے تعدد ازواج کو روا رکھا۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے بہی کہین ممانعت نہین فرمائی۔ پس تم تعدد ازواج کو بلکہ ازدواج کو کسیطرح عقلا نئے تہذیبی یا گناہگاری یا حرامکاری مطلق نہین کہہ سکتے کیونکہ انبیاء سابقین اور امت ہای سابقہ مین جو مدتہای دراز تک حکم خداوندی

ت ازدواج جاری رہی توکیا تمہارے نزدیک یہ سب عقل ودانش سے معرا
ور نے تہذیبی اور حرامکاری مین مبتلا رہے اور سب کو خداوند پاک نے خود
جازت دیکر مورد عذاب کیا - اور پھر کوئی حکم صریح حضرت عیسی علیہ السلام کا پیش
نہین کر سکتے جس سے تعدد ازدواج منسوخ ہوگیا ہو اور اگر بالفرض کوئی حکم
عیسوی ممانعت ازدواج متعددہ کا ہوتا بھی تو آپ صرف اسیقدر کہہ سکتے تھے کہ حکم
شریعت سابق منسوخ ہوگیا اور اب تعدد ازدواج جائز نہین - نہ یہ کہ فرہ داری عیاشی
ابکاری رنڈی بازی نے تہذیبی کے الفاظ ناشایستہ آپ جا بجا لکھتے ہین -
ب خود حضرت نے جو ازدواج کین اسمین بہت سی مصلحتین تہین - صرف ایک ہی
مصلحت نہتی - بعض مصالح ہماری سمجھ مین آتے ہین اور بعض نہین اور یہ ضرور نہین ہے
ہر ایک مصلحت کو اگر مخاطب صاحب نہ سمجہین تو وہ پوچ ہو ایک ساتھ چار ازواج
ر تو آپ اعتراض ہی نہین کر سکتے اسلئے کہ آپ نے اسکو تسلیم کیا ہی کہ یہ اونکی شریعت
کے موافق تہا - پانچوین عورت سے اعتراضات شروع کیجئے - مگر آپ نے پہلی ہی
ج کو شادی یعنی حضرت خدیجہؓ سے اعتراضات کرنے شروع کئے - اور بعد حضرت خدیجہ
کے یہ تو ضرور ہی کہ کوئی عقد کرتے پس انہون نے سودہ کیساتھ عقد کیا اسمین اعتراض
یا ہو سکتا ہی - اب وہ عقد خواہ بغرض دفع خواہش نفسانی جو طبیعت انسانی مین بحکم الٰہی
مخلوق ہوئی ہے یا بعض افراد بشری کو بسبب تجرد کے اندیشہ امراض گوناگون ہی خواہ کسی دوسرے
مصلحت سے ہو کوئی مقام اعتراض نہین ہو سکتا - پس اگر سودہ کیساتھ عقد کیا تو
ر اباحت ہوئی اور یہ بہی احتمال ہو سکتا ہی کہ جو مصلحت امیر علی صاحب نے
بیان کی ہی اور جسکو تم غلط کہتے ہو ہم کہتے ہین کہ شاید علاوہ دیگر مصالح ایک یہ بہی
مصلحت ہو کہ حضرت نے ایسے زمانہ مین جو اسلام پر نہایت سخت تہا یہ عقد کیا
ور جبکہ خود رسول محتاج تہے تو اسے بر حال دیگران انکی کون پرورش کرتا اسوا مصطفے

حضرت نے عقد کر لیا ایک تو یہ مصلحت تھی اور دوسری ضرورت عقد جو لازمۂ شریعت
ہی پس جب کہ وہ پیر ہوئین تو وہ زمانہ آیا کہ اسلام نے ترقی کی اور پرورش انکی ممکن
ہوگئی اور غنایم اور بیت المال سے ہزاروں پرورش ہونے لگے اور جب ایسا ہوا تو
دونون اغراض فوت ہوئے یعنی پرورش کرنیوالے بھی بہت ہوگئے اور وہ بسبب
پیرانہ سالی اور سن یاس کے قابل معاشرت نہین رہین لہذا انکو قابل طلاق تجویز فرمایا
کیونکہ اگر التفات ظاہری یا معاشرت دنیوی یا تعلقات خانہ داری مین کمی اور نقصان ہوا
اور وہ ناپسندیدہ و ناگوار ہو تو وہ مطلق العنان کردیجاوی - لیکن جب انہون نے یہ
کہا کہ مین آپ کی ازواج کیساتھ محشور ہونیکی امید رکھتی ہون - تو آپ نے ترحماً و تفضلاً اس ناکارے
محض کو بھی شامل ازواج رکھکر شرف زوجیت سے سرفراز رکھا بہرحال خواہ حضرت نے
بحسب ضرورت نفس کیا خواہ مصلحتاً دونون صورتون مین کوئی اعتراض نہین ہو سکتا
اگر ضرورت رفع خواہش نفسانی ہوتی تو ہر فرد بشر کو ایک زوجہ کرنیکی بھی اجازت نہوتی
اور وہی رفع خواہش نفسانی دوسری اور تیسری زوجہ سے بھی ہی عیاشی اور زندی بازی
وہی ہی جو خلاف حکم خداوندی ہو اور ہرگاہ اجازت خداوندی ہی تو تم اپنے حال پر افسوس
کرو کہ شریعت موسوی و محمدی سے محروم ہو - کسی مولوی یا کسی مسلمان کو حضرت کے عقد سے
کبھی غم نہین ہوتا البتہ بسبب رشک و حسد کے جنکے سینو مین آتش کینہ مشتعل ہوجاتی ہی
وہ ہر بات پر جلتے ہین - ہر زمانہ مین بنسبت حضرات انبیا علیہم السلام کے توہین و ایذا رسانی
و قتل و ہتک کے درپے رہا کئے ہین انشاء اللہ بروز جزا حال کھلیگا -

جب کہ حضرت موافق شریعت خداوندی اختیار نکاح و طلاق رکھتے تھے تو پھر اینہ الزام کیا کسی طرح
ہو سکتا ہی تم اپنے تعصب و نفسانیت کا اظہار کرتے ہو ورنہ کچھ بھی نہین ہی یعنی اگر
عقد مین پرورش منظور تھی تو اب دوسرے طریقہ سے بھی پرورش فرما سکتے تھے - اور
اگر صرف خواہش نفسانی منظور تھی تو اب وہ اس قابل نہین رہین تھین - آپ ناحق غم کھاتے ہین

حضرت نے دو سال قبل ہجرت سودہ سے عقد کیا۔ (ناسخ التواریخ)۔ اور عایشہ سے سال اول ہجرت مین زفاف فرمایا۔ پس اگر حضرت کو بسبب عایشہ کی جوانی کے ترک کرنا ہوتا تو اسیوقت ترک فرماتے۔ سال ہشتم ہجرت مین کیون ارادہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ سبب نتھا بلکہ دوسری مصالح تھے۔

یہ امر انصاف طلب ہی کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ واله وسلم نے اگر بعد وفات زوجہ اولی کے دوسری زوجہ کر لی تو کوی قباحت شرعی یا عرفی نہتی خواہ محتاج نادارتہی خواہ سن دار تہے مگر آپنے اس امر مین بہی کلمات توہین خلاف تہذیب و خلاف اداب استعمال کئے۔

آپ لکہتے ہین کہ (انمین کوئی فالتو عورت نہتی ایسی عورت کا ملجانا ممکن تہا جو کسی مسلمان کے بیوہ ہو اور حضرت کی چیلی بہی۔ پھر آپ نے لکہا ہی کہ اس بی صبری و عجلت کی حالت مین (بقول شخصی تجہے اور نہین مجہی ہٹو رہنہین) حضرت ۵۱ برس کے رنڈوے تھے یہ رانڈ آپ سی سن مین بڑہوتی اچہا خاصہ جوڑا تہا)

اب کچہہ آپ ذرا غور سے دیکہین کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کی عمر تو سو برس کی تہی جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے اور چالیس برس کی عمر مین حضرت اسحاق کی شادی ہوئی اور حضرت سارا مادر اسحاق علیہما السلام مر چکین تہین تب حضرت ابراہیم نے قطورہ سے بیاہ کیا تو کیا آپ اسپر اعتراض کرینگے کہ بعد مرنے سارا کے اس بی صبری و عجلت کی حالت مین زوجہ کی یا ایکسو چالیس برس کے رنڈوے تہے سن مین چہوٹے بڑے تہے اور اچہا خاصہ جوڑا تہا یا حضرت کے چیلے تھے یا یہ کہیئے گا کہ تجہے اور نہین مجہی ہٹو رہنہین یا یہ کہ ایسے سن مین وہی فالتو عورت تہی۔

پہر مین یہ بہی یاد دلاتا ہون کہ حضرت داؤد علیہ السلام جنکی یہ عظمت ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام ابن داود کہلاتے ہین۔ جنکے باپ یوسف کا نسب نامہ داؤد سے ملا کر وارث تخت و تاج ٹہراتے ہین انہین حضرت داود نے زن اوریا کو دیکہہ لیا اور اسی شب کو بلا کر ہم بستری کی پس بیصبری و عجلت کی حالت اسکو کہتی ہین کہ زن شوہر دار کی حرمت اور معصیت کا بہی خیال نکیا اور ایکدن کا بہی صبر

نکیا نہ یہ خیال کیا کہ وہ عورت بہی چیلی ہی اسکا شوہر بہی چیلا ہی یہان یہ سبب تہا۔ کہ تجہی اور نہین مجہے ٹہور نہین اور رنڈوی بہی تہے پہر بے صبری و عجلت کیا تہی کیا کوئی قالتو عورت تہی اور پہر دیہی حضرت داؤد جب بہت سن رسیدہ ہوگئے تا اینکہ کپڑے اوڑہانے سے بہی گرم نہوتے تہے تب ایک کم سن عورت شنکیلہ جمیلہ تلاش ہو کر پہلو مین سلائی گئی اسپر بہی گرم نہوتے تہے دیکہیے حضرت داؤد تو اسقدر بڈہے تہی لیکن رنڈوے نتہے شاید وہ عورت فالتو تہی جو اس سن مین دے گئے۔ اسکو بہی فرمایگا تجہی اور نہین مجہی ٹہور نہین

پہر آپ لکہتے ہین (حضرت نے اپنے ضرورت نفسی مین نکاح کیا کچہ سودہ کے بیاہنے کا سودا نتہا (ایک حرم سرا تہا اور جورون اور لونڈیون کی کمی نہتی -) کیون صاحب یہ تو فرمایے کہ حضرت داؤد نے جو سو بیبیان کین اور حضرت سلیمان ابن ایدہ نے جو سات سو بی بیان اور تین سو حرمین کین تو انکے حرم سرا کو آپ نے کیون فراموش کیا اور یہ ضرورت نفسی تہی یا معاذ اللہ سودا تہا یا کوئی دوسری غرض تہی وہی غرض آپ یہان پر بہی سمجہئے اور نئے تہذیبی موقوف کیجیے آپکو تو صرف سودہ کے عقد پر اعتراض تہا پہر اسوقت حرم سرا کہان تہی جسمین جورو ین لونڈیون سکے آپ نے تعریض اور تشنیع فرمائی اگر تعدد ازواج پر یہان بہی اعتراض ہی تو ہمنے مکرر آپ کو فہمایش کی آپ نے جو بڑے سوز وگذار سے لکہا ہے ؎ با من خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم ؏ بامن خاک بسر آہ چہ کردی ظالم ؏ (پہر آپ لکہتے ہین کہ ابہی کیا یہ تو حشر مین دامنگیر ہوگی - آخر حضرت نے انپر ظلم کون سا کیا یہ تو انکی مرضی پر محول تہا کہ مطلق العنان ہونا پسند کرین تو جاوین جب طلاق ناپسند کیا نہ دیا اور حشر ہونا ازواج کیساتہہ تو خود پسند کیا اب حشر مین کیون دامنگیر ہونگی وہ تو خود رضامند ہین آپ کیون اسقدر افروختہ ہین ہان اگر طلاق بہی نہ ہوگی اور تعلق زوجیت بہی نکیا جاوی تو البتہ عورت شکایت کرسکتی ہی جیسا کہ حضرت داؤد نے دس حرمون کو بیچ ادہر مین ڈال رکہا نہ طلاق دیا نہ تعلق رکہا جس مین تمام عمر رہ کر مر گئین (کتاب سموئیل باب ۲۰ ورس ۳) اب فرمائے کہ بیچاریان

حشر مین دامنگیر ہو کر کس سے کہینگی کہ بامن جستہ جگر راہ چہ کردی ظالم ؛ اور پھر فرمائے
گا اور رباجسکی وجہ سے حرمت ہو گئی اور جنگ مین ڈرا کر قتل کر ڈالا گیا وہ حشر مین کسکا دامن گیر
ہو کر کہیگا کہ بامن جستہ جگر راہ چہ کردی ظالم ؛ آپ چاہتے ہین کہ جسطرح سے الزام اور
اتہام انبیاے سابقین علیہم السلام پر لوگون نے لگائے ہین اسیطرح سے آپ سیدالانبیا
علیہ السلام پر لگاوین لیکن دامان عصمت اُنکے سب الزامات سے پاک ہین

خلاصہ قول مخاطب

سوم عائشہ کا حال ۔ (قول سید امیر علی صاحب) ابوبکر ایک صحابی اور جان نثار آنحضرت
کے تھے انکی ایک چھوٹی سی بیٹی تہین جنکا نام عائشہ تہا اور اُنکے والد ماجد کو ہمیشہ سے
یہ آرزو تہی کہ اپنی دختر کو آپ کے حبالہ عقد مین دے کر اس رشتہ محبت کو مضبوط کرین اُس
لڑکی کا سن کوئی سات برس کا تہا مگر اس ملک کے دستور کیموافق اس عمر کی لڑکی سے
شادی کرنا جائز تہا ازواج نبی مین ایک یہی صغیر سن تہین ہمکو ہمیشہ آرزو رہی کہ ہمارا مخاطب
کبھی تو بھولے سے واقعات تاریخی کو صحیح طور سے بیان کرتا ابوبکر کو کبھی آرزو نہتی
الہٰی ننھی سی جائی کو دہیڑ حضرت کی جورو بناتا جو ہین اُنہون نے دیکھا کہ حضرت تاڑتے
ہین انہون نے پہلا عذر جسمانی وطبی کیا کہ وہ صغیرہ ہی جب یہ عذر قبول نکیا تو دوسرا
عذر پیش کیا کہ شرفا اپنی زبان کا پاس کرتے ہین وہ آپ کی بھتیجی ہی حضرت نے فرمایا
تمہاری ہماری دینی برادری ہی اس سے حرمت ثابت نہین ہوتی حرمت کا سبب نسبی
برادری ہی دیکھو ؎ پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت ست ۔ حضرت عائشہ کے
پھانسنے کے لیے کیسی کیسی باتین بنائی ہین ۔ ابوبکر حیران ہی تیسرا عذر اخلاقی یعنی وعدہ
وفا کا کہ مطعم ابن عدی سے وعدہ نکاح عائشہ کا کرلیا تھا ۔ چنانچہ در خاطر صدیق
اندیشہ پیدا شد چہ مطعم بن عدی عائشہ را برائے پسر خود خطبہ نمودہ بود و ابوبکر قبول
فرمودہ بود وعدہ درمیان داشت و ہرگز خلف وعدہ نکردہ بود (روضۃ الاحباب)

ابوبکر کو آرزو تھی کہ کسی طرح وہ اپنی چھوکری کو اس بڈھے کے پنجہ سے رہا کرا دے۔ نکاح کیوقت عائشہ کی عمر سات سال کی تھی۔ ابھی تو فتنہ ہے کوئی دن مین قیامت ہوگی دو برس بعد نو برس کے سن مین حضرت نے اُس سے صحبت کی یہ امر قابل غور ضرور ہی کہ حضرت نے دو برس کیونکر صبر کیا واقعات پر نظر کرنے سے صحیح قیاس یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر اس بات پر مصر ہوا کہ دو برس معاف کیجاوے۔ وجہ عجلت کی شاید یہ تھی کہ حضرت کو خوف یہ تھا کہ مبادا ابوبکر کی رای پلٹ جاوی یا کوئی امر مانع ہو۔ ابوبکر ہزار بچتا تھا حضرت ایک نہ مانتے تھے۔ قہر درویش برجان درویش۔ ابوبکر کو مجبور ہونا پڑا حضرت کی عمر ترپن ۵۳ برس کی تھی۔ جب نو برس کی لڑکی سے صحبت کرنا چاہتے تھے۔ ترپن برس کے بڈھے کو نو برس کی لونڈیا کو بیاہنا عام مسلمان بھی جائز نہ کہین گے قانون حال کیموافق بارہ برس کی کم عمر کیساتھ مقاربت کرنا جرم قرار دیا ہی۔ عرب ہندوستان سے کچھ بہت مختلف نہین ہے مگر یہان اصل اعتراض شادی کرنے پر نہین ہی بلکہ صحبت کرنے پر ہی قران مین سن بلوغ کا بھی ذکر ہی جسمین عقد کرنا چاہیے سورہ نسا جلالین مین اسکی تفسیر بن بلوغ موافق امام شافعی کی پندرہ برس کی ہی بیضاوی نے بھی پندرہ برس کو ایک حدیث کیموافق سن بلوغ تجویز کیا ہی۔ مگر امام ابوحنیفہ اٹھارہ برس تجویز کرتے ہین اس لحاظ سے حضرت نے اپنی صاحبزادی کا عقد اٹھارہ برس کے سن مین کیا۔ ہم اس تعلق کو بجز عیاشی کے اور کچھ نہین کہہ سکتے۔ اے فارس عرب ہند کی مسلمانون کون تم مین سے نو برس کی لڑکی کو ترپن برس کے بڈھے کو سپرد کریگی اور حضرت کے فعل کی حمایت کریگا ہمکو ابوبکر پر افسوس آتا ہی اور حضرت کے چلن پر نفرین کرنے کیلئے ہمارے پاس کافی الفاظ نہین ہین ہم اور کچھ نکہین گے بجز اسکے کہ حقیقت مین خدیجہ کی وفات کے بعد حضرت کا چلن عورتون کے بارہ مین گندہ ہوگیا اور بہت کچھ مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد کے مصداق ہو گئے تھے کچھ عجب نہین کہ ایسے ایسے حالات دیکھکر یہود محمد صاحب کی طرف سے متغیر و بیزار ہو کر صاف کہنے لگے کہ ہمت اینمرد ہمان با خر نکاح مصروف ست الخ اور اُسکے جواب مین ہر کہ تنگ آمد

جنگ آمد حضرت کے ہاتھ مین سوای تلوار کے کچھ نتھا۔

جواب

مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ ہمکو آرزو رہی کہ سید امیر علی کبھی تو بھولے سے تاریخی واقعات
صحیح طور سے بیان کرتے مین نہین خیال کرتا کہ مخاطب کا بیان کہانتک صحیح ہی
بواسطیکہ روایات معتبرہ سے ثابت ہوتا ہی کہ ابوبکر نے خود درخواست کی تہی کہ حضرت
قبول فرمائین۔ چنانچہ ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ دہلوی نے نقل کیا ہی کہ روایت کیا ہی
حبیب آزادکردہ عروہ سے کہ کہا اُسنے کہ جب رحلت کی خدیجہ نے اور جناب رسولخدا
محزون ہوئے تو ابوبکر عائشہ کو لیکر آئے اور کہا یا رسول اللہ یہ آپ کے رنج و ملال کو کسی قدر
دفع کریگی اور یہ کچھ تسکین دہ ہوگی بعد خدیجہ کے۔ بیان کیا اسکو حاکم نے۔
بھلا فرمائے تو سہی کہ آپ جو فرماتے ہین کہ ابوبکر کو ہرگز آرزو نہتی کہ اونہیر حضرت کے
ساتہ اپنی ننہی سی جائی کو بیاہین صحیح ہی یا یہ صحیح ہی کہ خود اونکو آرزو تہی اور انہون نے پیام
عقد دیا اور کوئی وجہ انکو مجبوری کی نہ تہی مخاطب فی فہم کو یہ ملحوظ رہے کہ عقد عائشہ کا دوسال
قبل ہجرت کے ہوا تہا۔ جس زمانہ مین نہ شوکت اسلام تہی نہ اعوان و انصار نہ یار و مددگار
نہ مال و دولت بیشمار تہی صرف ستر یا اسی آدمی مسلمان ہوئے تہے اور حضرت پر طرح
طرح کی مصیبت تہی پس ابوبکر کا عقد عائشہ حضرت سے قبول کرنا برضا و رغبت تہا نہ جبر و
دباب ناجایز سے مگر کیا کیا جائے کہ مخاطب نہ تو صحت و سقم روایات پر نظر کرتا ہے
نہ اچہی طرحپر روایتین لکہتا ہی۔ بلکہ اپنے مفید مطلب حدیث کا لکہنا اور باقی کو اوڑا جانا
اسکا کام ہے۔ مقصود مخاطب کا یہ ہی کہ رضا و رغبت ابوبکر نہ ثابت ہو مین کہتا ہون
آپ نے جو تین عذر ابوبکر کے لکہے ہین صرف اس غرض سے کہ وہ راضی نتہے اور ٹالتے
دینے مین بہلانے کرتے تہے بلکہ وسواس و قیاس فاسد الاساس ہی اسواسطے کہ عذرات
مذکورہ بروایات معتبرہ ثابت نہین اور اگر بالفرض انکا عذر کرنا صحیح سمجہا جاوے تو بہلا

عذر کہ وہ صغیرہ ہی بہانہ تہا بلکہ فی الاصل اسوقت عایشہ کی عمر چھہ سات برس کی تہی۔ لیکن نکاح کر دینا اولیاے دختران کو ہر مذہب و ملت مین جائز ہی بلکہ عرفاً بھی مروج ہی ابو بکر کو سب امور واقعی کا بیان کر دینا لازم تہا تاکہ شرعاً و عرفاً درمیان فریقین کوئی امر باعث ناراضی ہو۔ پس عذر کم سنی کوئی بہانہ یا حیلہ تہا باقی رہا عذر طبی تو یہ اپکے فہم کا قصور ہی از روی قواعد ڈاکٹری یا قواعد طب یونانی نکاح کرنا باعث ضرر جسمانی یا روحانی نہین ہی نہ از روی ہر مذہب و ملت کے باعث ضرر ایمانی ہی لیکن ایسی صغیرہ سے زفاف البتہ شرعاً وطباً ممنوع ہی تو اسوقت زفاف واقع نہین ہوا نہ ابو بکر کو یہ گمان یا خوف تہا کہ حضرت اسی عمر مین زفاف فرمائین گے اور نہ حضرت کے کسی قول یا فعل سے اپ نے ظاہر کیا ہی تو جب نہ انکو ایسا گمان تہا اور نہ حضرت کا یہ قصد تہا تو پھر یہا اپ نے کیونکر تسلیم کر لیا چنانچہ اُسی صغر سنی مین عقد واقع ہوا۔ اور زفاف نو برس کی عمر مین واقع ہوا اب آپنے جو فرمایا کہ ابو بکر نے اس امر پر اصرار کیا کہ حضرت کم سے کم دو برس عایشہ کو معاف کرین یہ خیال اپ کا بالکل غلط اور مہمل ہے نہ اسپر کوئی دلیل ہی نہ کوئی ثبوت ہی اور اگر واقعی یہ امر ہوتا تو ابو بکر صرف یہی عذر کرتے کہ نکاح کرنے مین کوئی عذر نہین لیکن دو برس تک رخصت نکرونگا اور پہر اپ کا یہ فرمانا کہ اس خیال ہی کہ کہین ابو بکر کی رائے نہ پلٹ جائے یا کوئی دوسرا امر واقع ہو حضرت نے نکاح مین تعجیل کی مثل قیاس اول کے باطل ہی اسوجہ سے کہ روایت ازالۃ الخفا سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنہون نے خود ہی چاہا تہا پہر خیال کیون ہوتا۔

آگے چلکر جو آپ نے کہا کہ یہ غلط ہی کہ اس ملک کی رسم کے موافق اُتنی عمر مین شادی ہوتی ہے مین کہتا ہون جو تم کہتے ہو وہی غلط ہی اگر ایسا ہوتا تو اکبر کیون کرتے اور شریعت سابق و حال مین کہین شادی کی ممانعت نہین ہی اور رسم و رواج ملکی بہی شادی صغر سنی سے مانع نہین ہی رہا رخصت یا زفاف تو یہ امر یہان بحث طلب نہین۔

جو عمر اسوقت عائشہ کی تہی اُسوقت شادی خواہ بحسب رسم جائز ہو یا نہو مگر اسوقت نذر حضرت

قول مسٹر جان ڈیون پورٹ و مسٹر اوسلی صاحبان

…دسی ہوی نہ زفاف نہ انکو اسکا خوف تہا تو کیا اپ کا طعن کرنا بیجا نہین ہی دیکھیے
مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب مین کہتے ہین کہ گرم ملک مین عورتین
…ٹھ نو یا دس برس کی عمر مین نکاح کرنیکے لایق ہو جاتی ہین۔ پس اُن ملکو نمین بچپن
اور نکاح کی جوانی گویا ساتھہ ہی ساتہہ ہوتی ہی مسٹر ڈبلیو اوسلی صاحب اپنے مجموعہ متضمن
حالات ایشیا صفحہ ۱۰۸ مین یہ بیان کرتے ہین ایشیا کے گرم ملکون کی تاثیر سے دونون گروہ
یعنی مرد و عورت مین ایک ایسا اختلاف ہوتا ہی جو یورپ کی آب و ہوا مین نہین ہی جہان دونون
…ر اور بتدریج عالم ضعیفی کو پہونچتے ہین مگر ایشیا مین صرف مرد ہی کو یہ بات حاصل ہی کہ ضعیفی
مین بہی قوی و طاقت ور رہتا ہی۔ دیکھیے یہ آئین اس نئی روشنی کے زمانہ کے ہین جن سے
…برس کی عمر مین تصرف کرنا از روے طب کے بہی ناجایز نہین ہو سکتا مگر ان سب کی رائین
شاید غلط ہین جو کچھہ آپ فرماتے ہین وہی صحیح ہی کیونکہ آپ ڈاکٹر ہین اور وہ بیچارے ڈاکٹری
سے شاید محروم ہین یا اسلیے کہ جسکا قول موید اسلام ہو غلط ہی بہرحال کوئی قباحت نہ از روے
اخلاق نہ از روے طب لازم آسکتی ہی اب مین اس امر کی دلیل پیش کرتا ہون کہ عرب کی نو برس کی
لڑکی قابل ہمبستری ہو جاتی ہی اور بحسب رسم و رواج ملکی بہی اس امر کو بخوشی منظور کرتے
ہین چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہی۔ عائشہ سے روایت ہی وہ کہتے ہین مدینہ مین آئے ہم پس
…س نقصہ کو یاد کیا کہا ابوبکر نے یا رسول اللہ کون چیز مانع ہی اپکو کہ آپ اپنے اہل کو رخصت نہین
کراتے بعد اسکے زفاف واقع ہوا۔ اور کتاب ناسخ التواریخ ملاحظہ کیجیے جسمین صاف لکہا ہی
جب عائشہ کا سن نو برس کا ہوا تو مادر عائشہ نے زیب و زینت عروسانہ سے اراستہ
کرکے خدمت بابرکت حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین حاضر کیا۔ اور اسی شب زفاف
ہو گیا اب اس امر سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ابوبکر نے اور مادر عائشہ نے کوئی خوف ضرر جسمانی
نہین کیا اور اس سن وصال کو عرفاً بہی ممنوع تصور نہین کیا اور برضا و رغبت خود سامان
…کیا کوئی داب ناجائز نہین تہا۔

اب دوسرا عذر کہ حضرت نے مجھ سے برادری کی ہی حقیقتاً کوئی عذر نہین ہی - بلکہ انکو شاید یہ خیال ہوا ہو کہ شریعت اسلام مین جائز نہو لہٰذا حضرت نے ہدایت فرمائی کہ دینی برادری مانع مصاہرت نہین ہی اور یہ ارشاد حضرت بجا ہی کیونکہ اگر حرمت نسبی مراد نہ لیجاوی تو سب قوم بنی اسرائیل فرزندان خدا کہے جاتے تھے اور حضرت یعقوب و حضرت سلیمان بھی خدا کے فرزند تھے پس توالد و تناسل باہمی کیونکر جائز ہوسکتا تھا - یا کل عیسائی ازروی ملت ایک دوسرے کے بھائی ہین تو اب اسمین شادی نہونی چاہیے - اگر آپ ایسی صلاح کل عیسائیونکو دین جو بہت مناسب ہو ہمارے یہان تو وہی عورتین جنکو خدا نے حرام کردیا ہی حرام ہین اور زیادہ ہنسنے کا آپکو اپنے عقل کا اختیار ہی -

تیسرے عذر کی نسبت جسکو آپ نے بہت بڑا عذر لکھا یہ جواب ہے کہ آپ کچھ عبارت اور گچھ خلف وعدہ نکردہ بود کے بعد یہ عبارت ہی بدان سبب خولہ را گفت تو ہمین جا باش و خود بخانہ مطعم رفت زن مطعم چون ابوبکر را از دور دید گفت ای ابوبکر امیدان داری کہ پسر ما را از دین ما برگردانی و مسلمان سازی و دختر تو بوے بدہی این بہم نخواہد رسید ابوبکر از مطعم پرسید تو ہمچنین میگوئی گفت اری صدیق غنیمت دانستہ ازانجا بخانہ خویش بازگشت - (روضۃ الاحباب)

مطعم کی جورو نے بھی انکار کیا اور مطعم نے بھی ایسا ہی ظاہر کیا اور یہ تیسرا عذر تو ابوبکر نے بروایت روضۃ الاحباب صرف خولہ سے کیا تھا اسکی اطلاع بھی حضرت کو نہتی اگر ابوبکر نے خود درخواست نہ کی ہوتی یا واقعی آپ عذرونکو بہانہ ثابت کرتے تو البتہ آپ کا یہ فقرہ کہ ابوبکر کو آرزو تھی کہ انکی بیخہ سے رہا کرادے درست سمجھا جاتا اور جب یہ کچھ بھی نہین تو نقطہ زبان سے فضول گوئی کرکے اپنے تئین متعصب ثابت کرنا آپ ہی کا کام ہی - اسی بیان سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جب زن مطعم نے وہ جواب دیا جو مرقوم ہوا تو ابوبکر کو غنیمت معلوم ہوا اسکے سوا اور سنئے سید امیر علی صاحب نے اس قصہ کے شروع مین کہا ہی کہ ابوبکر ایک صحابی جان نثار تھے - آپ خود سمجھئے کہ جو شخص جان نثار ہو وہ ایک بیٹی کیسا نہ عقد کردینے

ورزمین شرع کے وہ ماننے والے تھے اُسکے خلاف بھی نہو اگر بسبب پیرانہ سالی خیال کیا جاتا
غور کیجیے کہ جو روایت محمد حسین کی بحوالہ بخاری آپ نے تحریر کی ہے اُسمین ہے کہ چالیس آدمیون
کی قوت تھی اگر وہ قوت جوانی مین سمجھی جائے تو اُس حساب سے اسوقت قریب اُنیس آدمی
کی قوت رکھتے تھے اس سے وہ عذر بھی دفع ہو گیا پھر یہ بھی وہ جانتے ہونگے کہ مرتبہ
ام المومنین کا ملیگا۔ ایک پیغمبر کی زوجہ بنین گی اگر یہ نہ سہی تو ایک سردار و رئیس کی
بیوی کہلائین گی کوئی عاقل روایات کے دیکھنے اور واقعات پر نظر ڈالنے سے نہین کہہ سکتا
کہ اُنکو انکار تھا البتہ آپ نہ تسلیم کرینگے اسوجہہ سے کہ آپ کے خیالات مخالفانہ ہین۔
آپ فرماتے ہین کہ قانون ہند مین بارہ برس سے کم عمر کی لڑکی سے مقاربت کرنا جرم
قرار پایا ہے مگر آپ تو بحث مذہبی فرماتے تھے اب بحث قانونی پیش فرماتے ہین۔ بھلا
فرمائیے کیا تعزیرات ہند ہمیشہ سے جاری ہے اور توریت و انجیل بھی اسی کے تابع ہے اور سب
یہود و نصاریٰ اسی کے پابند رہا کرتے تھے اور قطع نظر اسکے ہرگاہ شریعت اسلام مین
صغرسنی مین عقد جائز ہے اور قبل بلوغ و رشد کے اولیائے شرعی ولایتاً عقد کر سکتے ہین تو آپ کے
اعتراضات بیجا ہین

آپ نے لکھا ہے کہ ۵۳ برس کے بڈھے کا ۹ برس کی لونڈیہ بیاہنا کوئی عام مسلمان
جائز نہ کہے گا۔ یہ تو آپ نے غلط کہا اسواسطیکہ بسبب جواز شرعی کی کوئی مسلمان اُسکو
معیوب نہین سمجھتا۔ اور اکثر شادمان ہوتے ہین اور نہ کسی صحابی یا تابعین نے تا
ابتک کسی مسلمان نے نسبت حضرت کی اس امر مین حرف گیری کی خود ابو بکر نے عقد مین اپنی دختر کو
خوشی سے دیدیا اور ابتک کسی مسلم کو اعتراض نہین اب مین اس سے بڑھ کر نظیر
پیش کرتا ہون دیکھیے حضرت ابراہیم پیغمبر کی عمر سو برس کی تھی جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے
اور چالیس برس کی عمر مین اسحاق کی شادی ہوئی (دیکھو کتاب پیدایش باب ۲۴ و ۲۵)
بعد اسکے حضرت ابراہیم نے قطورا سے اپنی شادی کی۔ اس حساب سے سن شریف حضرت

کا ایکسو چالیس برس کا ہوا آپ نے حضرت رسول عربی کو ۶۳ برس کا بڈہا کہا - یہان ایکسو چالیس
برس کا بڈہا فرمائے وہان حضرت کی نسبت کہا کہ ع مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد
یہان بہی یہ مصرعہ فرمائے وہان آپ حضرت کو کہتے ہین ع پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت ست
یہان حضرت ابراہیم کی نسبت وہی مصرعہ حاشیہ توریت پر لکہدیجئے تب ہم جانین کہ آپ بڑے
انصاف پسند ہین - علاوہ اسکے کتاب سلاطین باب اول ملاحظہ ہو جب داؤد بہت بڈہا اور
کہن سال ہوا کہ بہت کپڑا اوڑہانیسے بہی گرم نہوتے تہے تو اُنکے واسطے ایکعورت کنواری نہایت
خوبصورت تلاش ہوکر آئے کہ ساتہ سووے اور خدمت کرے پس یہان یہ طعن کیجئے
کہ بڑہاپے مین حضرت داؤد نے ایک کنواری کمسن کو ساتہ سلانے اور خدمت کیواسطے کیون قبول کیا
پہر یہی فرمائے ع کہ مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد * پہر یہ بہی فرمائے ع پیری
کہ دم زعشق زند بس غنیمت ست اور زن اور پایر عاشق ہونا اور سو بیبیان و حرمین کرنا
طلنت ازبام افتادہ ہے - پس اگر آپ وہی سب الفاظ طعن امیز یہان بہی استعمال فرمائے
تو بہت چسپان ہوگا - اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت سے اسیوجہ سے یہودی متنفر رہا کرتے تہے اور
کہتے تہے کہ ہمت اینمرد ہمہ بامر نکاح الی آخرہ - آپ غور کیجئے کہ یہودیون کا نفرت کرنا کسقدر بیجا تہا
اسلئے کہ وہ تو شریعت موسی ؑ کے پابند تہے اور اوس شریعت مین بلاتعداد ازواج جائز ہین انجیلی
مانتے نتہے جو آپ کی طرح صرف طلاق نہ دینے کے حکم سے نکاح ناجایز قرار دیتے پہر کسوجہ سے
نفرت کرتے تہے لیکن بہت لوگون نے ایسا خیال کیا تو ایہ وافی ہدایہ ولقد ارسلنا رسلا
من قبلک وجعلنا لهم ازواجا نازل ہوئی اور اُن لوگون کو جواب دندان شکن ملگیا
اسکے سوا ہم آپ سے پوچہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو تو آپ بہی کہتے ہین کہ اُنہون نے
کوئی گناہ نہین کیا - پہر کیا وجہ ہے کہ لوگ نفرین کرتے تہے اور اُنکو سولی پرچڑہا دیا اور کفر
تک کا فتوی دیدیا - نسبت انبیاء مرسلین کے کافرین و ملحدین جو چاہتے ہین وہ کہتے ہین
جس سے وہ خود قابل نفرین و عذاب ہوتے ہین

حب نے لکھا ہی کہ اصل اعتراض شادی کرنے پر نہین ہی - بلکہ صحبت کرنے پر ہی (پھر یہ بھی
لکھا ہی کہ قران مین سن بلوغ کا بھی ذکر ہی جس مین عقد کرنا چاہئے تفسیر جلالین و بیضاوی سی
ا برس - ۱۸ برس نقل کیا ہی) اگر آپکو شادی کرنے پر اعتراض نہین تو پھر آپ کیا لکھتے مین -
جس سن بلوغ مین عقد کرنا چاہیئے ۱۵ برس یا ۱۸ برس ہی یہ خیال آپ کا غلط ہی - کیونکہ یہ مسئلہ
متفق علیہ بین الاسلام ہے کہ قبل بلوغ کے بولایت اولیای شرعی نکاح جایز ہی - اور بعد بلوغ
عقد کے اصالۃ ایجاب وقبول جایز ہی آپنے جو احکام بلوغ کا - جلالین سی حوالہ دیا ہی تو شاید آپ
نے ہدایہ وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منہم رشدا
فادفعوا الیہم اموالہم کی تفسیر مین اختلافات حد بلوغ دیکھکر آپ سمجھتے ہین کہ اسی سن بلوغ
مین عقد کرنا چاہئے حالانکہ آیہ مذکورہ مین اولیای یتامی کو حکم ہی کہ امتحان کرو یتیمون کا جس وقت
حد بلوغ کو پہونچین اور انکا رشد بھی دریافت ہو جائے تب اُنکا مال انکو واپس دو - یعنی قبل رشد
بلوغ کے اموال یتیم پاس اولیای یتیم کے امانت رہی گا اور یہ آیہ عقد نکاح سے متعلق نہین
ہی سن بلوغ کا تذکرہ آپ نے بیفائدہ کیا - علاوہ بران بعض مفسرین نے ۱۵ برس بعض نے
احتلام کا ہونا بعض نے صحبت پر قادر ہونا حد بلوغ قرار دیا ہی یہ سب مرد کے واسطے ہے
واسطے عورت کے بہر حال عقد عایشہ اگر دو تین برس کی عمر مین باجازت وولایت والدین ہوتا تب
بھی جایز تھا اب رہا زفاف تو خود والدین نے اس عروس کو آراستہ کر کے خدمت آنحضرت مین حاضر کیا
دسوین برس بھی قابلیت زفاف نہوتی تو آنحضرت خود زفاف نفرماتے اور والدین عروس
ہی گوارا نکرتے پھر کبھی والدین عروس نے یا مسلمین نے اس زمانہ مین
اعتراض نہین کیا نہ اس زمانہ مین عرب وعجم ہندوسند وروم وم کے مسلمان اس امر کو مذموم و
معیوب جانتے ہین مگر ہان جو حضرت لوط کا فعل دختران حقیقی کیساتھ اور حضرت داود کا فعل زن اوریا کے
ساتھ توریت مین لکھا ہی کہ اسکو ہر قوم وہر مذہب کے لوگ معیوب ومذموم سمجھکر حمایت نکرینگے
بہر حال جلین انکا نسبت عورتون کے گنده سمجھین گے اور بنسبت حضرت مریم وحضرت عیسے کے

کے جو الفاظ نازیبا قوم یہود و مجوس و ہنود و روم و عرب و عجم اور ہند و سند کہینگے
اوسکو آپ جانئے - معاذاللہ من ذلک ہم تو حضرت مریم و جملہ حضرات انبیا علیہم السلام کا
دامان مقدس ہر عیب و معصیت و تہمت و نجاست سی پاک و پاکیزہ سمجھتے ہین واللہ علی
ما نقول شہید ؏

عائشہ پر الزام زنا

ہم بی بی عائشہ کی صرف اسیقدر حالات پر اکتفا کر دیتے مگر بعض کوتاہ اندیش مسلمانون نے
بڑی بڑی مونہ زوریان کین ہین کبھی عائشہ مقدسہ کو مریم کے مقابلہ مین پیش کیا ہے
اور نہ دیکہا ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک بند کبھی عائشہ کے الزام زنا پر مقدسہ مریم کو متہم
ٹہرایا ہی اور اس اتہام سے عیسائیونکو الزام دیا ہے حکیم نورالدین صاحب خواہ مخواہ ہمکو چہیڑ کر
کچہ سنا چاہتے ہین وہ فرماتے ہین کہ عائشہ کا اتہام صرف اتہام ہی جسکا کوئی ثبوت نہین
اپنے گہر مین دیکہیے کہ ایک کنواری کے رحم مین سے لڑکا پیدا ہوا ایک متہم ہوئے اور اتہام
لگانیوالے وجوہ اتہام سے عاجز آئے اور دوسری متہم ہوئے اور کنواری پن مین بقول
عیسائیون کے لڑکا جن چکی پہر بدنامی سے بچ گئی - اور روح القدس سی حاملہ کہلائی افضل الخلفا
اسکے جواب مین مخاطب نے لکہا ہی کہ سورہ نور مین وارد ہی جو لوگ لائے ہین طوفان ہین
مین ایک جماعت ہے جس سی ظاہر ہی کہ مسلمان رشتہ منقطع والے ایماندار خلفاء راشدین سے
رشتہ دار امہات مومنین کے سگے حال کے ملانون کے بڑے حضرت کی صحابیون میں
طبقہ اولی والے حسینی والا پانچ نام بہی تبلاتا ہی پہر اس قصہ کو لکہہ کر مخاطب صاحب
فرماتے ہین رات بہر حضرت کی محبوبہ عائشہ کا گم رہنا اور ایک نوجوان کیساتہ صبح کیوقت ان
کے عقب مین پہونچنا اور قضاء حاجت اور گم شدگی عقد کیوجہ سے لشکر سے چہٹ جانا
کسی کو خبر نہونا اور پہر لوگون کا خالی اور پہودج مین تمیز نکرنا حضرت کی کبہر سنی اور جوڑ کی
بارہ برس کی عمر کا ہونا یہ سب ایسے قرینے ہین کہ لوگون کو جو عائشہ

حالات اُسکی طبیعت اور مزاج سے ابتدا سے واقف تھے باوجود حسن ظن یہ خیال کرنا پڑا
کہ عائشہ صفوان بن معطل کیساتھ مرتکب زنا ہوئی یہ سب قرینے ایسے تھے کہ حضرت خود
بدظن ہوئے اور ایک ماہ تک کلام نکیا چنانچہ خود عائشہ کہتی ہین کہ مین بیمار تہی اور حضرت کا
لطف وعنایات وہ نہ پاتی تھی نہ میرے پاس آتے تھے نہ بیٹھتے تھے پھر حضرت نے طلب فرمایا
علی بن ابیطالب اور اسامہ بن زید کو کہ مشورت کرین علی بن ابیطالب نے کہا تنگ نہین کیا ہے
حق تعالے نے واسطے تیرے عورتونکو اور سوای عائشہ کے بہت سی عورتین ہین (منہاج م)
اسکے بعد مخاطب نے اُن پانچون آدمیون کے نام بتلاکر کہا ہی کہ حضرت کو اسکا ایسا
یکا یقین ہوگیا تہا کہ اُنہون نے عائشہ کو مخاطب کر کے یون کہا کہ اگر تو اُتری ہی طرف گناہ
کی اور صادر ہوا ہی گناہ تجسے تو طلب آمرزش کر خدا سے اور توبہ کر اور رجوع کر طرف خدا کے
عائشہ نے جواب دیا اگر مین یون کہون کہ مین اس عیب سے پاک ہون تو حضرت یقین کا ہیکو کرینگے
اور اگر ناکردہ گناہ کا اقرار کرون تو حضرت اُسے سچ مانینگے حضرت بہی باوجود محبت
واقعات پر نظر ڈالکر اپنی جورو کی تصدیق نہین کر سکتے تھے اور نہ جورو کی پاس کوئی صفائی ہی۔
اور حضرت علی اس کل معاملہ کو ناگفتہ بہ سمجھکر طلاق کی صلاح دیتے رہے ہین اور الزام زنا کی
تصدیق فرماتے ہین جسکی وجہ سے عائشہ کو حضرت علی سے دشمنی ہوئی حتی کہ بعد وفات
حضرت کے اُنسے لڑنے چلین۔
عمر خطاب سمجھاتے ہین یا رسول اللہ مکھی اپ کے بدن پر نہین بیٹھتی اسواسطیکہ نجاست
پر گرتی ہی اور پاؤن اُسکے آلودہ اس سے ہوتے ہین۔ حق تعالی اپ کے مطہر بدن کو
اس سے بری رکھتا ہی۔ اور جو شخص کہ بدترین چیزونسے آلودہ ہو کسطرح اس نبی نگاہ رکھیگا
عثمان بن عفان کہتے ہین آپ کا سایہ زمین پر نہین پڑتا پس کسطرح ناشایستگی سے آپ کے حرم کو
نہ بچاویگا۔ یہ صفائی کی دلیلین خلفای راشدین ہی کا حصہ ہی اور اُسپر اطمینان کرنا حضرت
محمد صاحب کا کام تہا۔ بلکہ آپنے کہا (نقل کفر کفر نباشد) خدا کو بہی اسکے بعد اطمینان ہوا

بقول چندین مدت خدای کردی - جبٹ آسمان سے یہ آیت نازل کی عایشہ پاک ہی اور مسلمان جہوٹے خیر ہم اس منصیلہ مین کلام نہین کرتے کیونکہ یہ صحابہ کا اخلاق ہی مگر ہم حکیم صاحب کی داد دیتے ہین کہ اتہام کا کوئی ثبوت نہین اتہام لگانیوالے وجوہ الزام سے عاجز آئے اتہام کا ایسا ثبوت تہا اور وجوہ الزام کا بیان ایسا مسکت کہ ایک ماہ تک حضرت کے لب پر مہر سکوت لگی رہی اور علیؑ نے سکوت سخن شناس کیا اور محمد صاحب عائشہ سے توبہ کی مستدعی تہے - اس سے بڑہکر ثبوت ہم اپ کو کیا دین -

پہر مخاطب نے حضرت مریم علیہ السلام کی نسبت جو آیات قران مین نازل ہوئے ہین لکہے ہین اور کہا ہے کہ فرشتون سے تو شرماؤ وہ کیا لعنت کرتے ہین جب فرشتے بولی ای مریم اللہ نے تجکو پسند کیا اور ستہرا بنایا اور پسند کیا تجکو سب جہان کی عورتون سے اپ کی زبان بند نہین ہو گئی - جب اس مقدسہ کی نسبت وہ کہہ رہی ہی جو کہا وہ کچہ بقول عیسائیان نہین تہا بلکہ بقول قرانیان و اسلامیان -

کجا عائشہ کجا وہ جسکی شان مین پروردگار عالم کہے اصطفٰک علی نساء العالمین یہی الزامی جواب ہی برائے شگون کے لئے اپنی ناک کاٹتے ہین بلکہ اپنی عاقبت بگاڑتی ہین - اور مسلمانون کا ایمان برباد کرتے ہین بہر حال اس الزامی جواب سی تو شیطان رجیم ہی خوش ہوئے ہونگے ای کاش یہ مولوی بی بی عائشہ کی حمایت مین اپنا قلم روک رکہین اور اونکے فرزند دسنین سے اور کوئی طلب اپنا در زمانہ سی نہین مجہپر احسان جو نہ کرتے تو یہ احسان کر

جواب

آپ نے قصہ افک کو جو نقل فرمایا ہے تو ہر چند آپنے یہ ظاہر کیا ہی کہ لوگ مریم مقدسہ کا او عائشہ کا مقابلہ کرتے ہین اور اسپر آپ افروختہ ہو گئے لیکن اصل غرض آپ کی طعن و تشنیع جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی تا کہ لوگ دیکہین کہ پیغمبر اسلام کی ایک زوجہ پر ایک الزام بہی لگایا گیا تہا اور نہ کوئی مسلمان عائشہ کو معصومہ نہین کہتا اگر اونسے کوئی خطا سرزد بہی ہو جاتی

تو جناب رسول خدا کو کیا نقصان پہونچ سکتا تہا۔ مگر آپ دیکھئے حضرت داؤد کے پسر و دختر نے یعنی امنون و تامار نے باہم زناکاری کی (کتاب صموئیل باب ۱۳ ورس ۱۴ و ۱۵) پہر حضرت داؤد کی نبوت کو کیا ضرر پہونچا۔ ہان حد زنا جاری نفرمائی یہ البتہ اعتراض ہو سکتا ہے مگر آپ کو مقابلہ مریم یا عائشہ ناگوار ہوا یہ صرف آپکا تعصب ہی ورنہ کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہین کہ حضرت مریم پر جبکہ حضرت عیسی علیہ السلام متولد ہوئے تو یہود نے الزام حرامکاری ہنین لگایا اور اُنکے شوہر یوسف نے نہین ارادہ کیا کہ چپکے سے انکو چہوڑ دے۔ انجیل متی باب ۱ ورس ۱۹ تب اُسکے شوہر یوسف نے جو راست باز تہا اور نہ چاہا کہ اُسے تشہیر کرائے ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چہوڑ دے۔

اسکی تفسیر مین اسکاٹ صاحب لکہتے ہین۔ تشہیر کرئے۔ جیسا کہ استثنا ۲۲-۲۳ و ۲۴ مین بیان ہی دونون آدمی سنگسار کئے جاوین چپکی سے چہوڑ دے یعنی طلاق دے لیکن اگر ویسا ہی جہوٹ نکلا جیسا کہ عائشہ کا الزام دروغ تہا تو اب اس الزام کی رو سے تو مقابلہ ضرور ہے جیسا الزام اُنکو لگایا گیا ویسا ہی الزام اینپر ہوا۔ وہ جہوٹ نکلا تو یہ کب سچ تہا اب جو مفسرین نے لکہے ہین کہ اسنے لوگون کو خیال ہوا اور حضرت یوسف بدظن ہو کر فکر طلاق کی تو لوگون کی بدگمانی اور اتہام کرنیکا موقع بہ نسبت مقدمہ افک کے حضرت مریم پر زیادہ بدگمانی کا موقع تہا کیونکہ یوسف نجار سے حضرت مریم جدا تہین اور پہر کنوار پنے مین حاملہ ہو کر بچہ جنا تو آپ اس ثبوت عقلی و طبی و عادی سے زیادہ کیا ثبوت فعل حرام ہو سکتا تہا جسپر اب تک آپ کوئی ثبوت نہین دے سکتے۔ کہ عقلاً یا عادۃ یا طباً کوئی عورت بغیر مرد کے بچہ جن سکتی ہے پس وہان تو ایسا اتہام تہا کہ جسکی رد ناممکن تہی اور یہان تو صرف آپ قرینہ و قیاس ہی کہہ سکتے ہین

اور بدون ثبوت شرعی کوئی حد شرعی نہین جاری ہو سکتی ہی صرف قرینہ و قیاس کے اوپر کہین کوئی حکم ہو سکتا ہی اس زمانہ مین ملاحظہ کیجے کہ مقدمات مین کسقدر شہادتین

لی جاتی ہین اور اُسپر بھی بہروسہ نکرکے گواہون سے جرح کیجاتی ہی اور ایک ایک گواہ کا
اظہار عرصہ تک ہواکرتا ہی اور واقعات وشہادت پر کامل غور ہوتا ہی گواہون کے چال چلن کا
لحاظ کیا جاتا ہی جبکوئی حکم کیا جاتا ہی پس کیونکر پیغمبر اسلام طلاق دیتے یا حد جاری فرماتے
علاوہ اسکے نسبت حضرت مریم کے صرف حکم خداوندی سے پاکیزگی ثابت ہوئی اور ثبوت
عقلی وطبی وعادی کا لحاظ نکیا گیا حالانکہ ثبوت موجود تھا اور یہان کوئی ثبوت موجود نہین
اور حکم خداوندی بھی ہے پس ان کی پاکیزگی بدرجہ اولی ثابت ہی اسکے علاوہ یہ بھی کہ تمام
عیسائی عورتین غیر مردون کے ساتھ ہوخوری وغیرہ کو چلی جاتی ہین اور باوجود جوانی کے
کسی کو بھی کوئی خیال نہین ہوتا اور جب کہ کوئی عورت بغیر شوہر کے بچہ جنے تو کیا یقین بدفعلی
کا لوگون کو نہین ہوسکتا اگر وہان قرینے تھے تو یہان بھی موجود ہین ہر اہل مذہب کہہ سکتا ہی
کہ معاذ اللہ حضرت مریم نے فعل ناجائز کیا اور آپ کیونکر کہتے ہین کہ حضرت نے فکر طلاق
کی اگر ایسا قصد ہوتا تو مانع کون امر تھا فوراً طلاق ہو جاتی البتہ ایک ماہ بسبب انتظار
وحی کے سکوت فرمایا اور لوگون سے اس امر مین انکے خیالات دریافت کیے کہ آیا یہ لوگ
اس امر کو کس حد پر صحیح یا غلط سمجھتے ہین جن امور کو آپ فرماتے ہین کہ (آیا لوگ صفائی مین
یہ فرماتے ہین) یہ بعد اُسکے فرماتے ہین کہ جب حضرت نے انکے خیالات دریافت کیے
اگر حضرت علی علیہ السلام نے وہ کہا جو آپنے نقل فرمایا تو یہ بھی کہا از کنیزک وی یعنی بریرہ
بپرس کہ وی در شب و روز و برا خدمت میکند اگر چیزے باشد با تو راست خواہد گفت۔
(روضۃ الاحباب جلد ۱) پھر بعد اسکے بریرہ سے پوچھا کہ تونے کوئی امر عائشہ سے ایسا
دیکھا ہی کہ جس سے تجھکو شک ہو گفت نے بان خدائے کہ ترا بحق فرستادہ کہ ندیدم بر عائشہ
مگر آن عیب بودہ باشد اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضرت علی علیہ السلام طلاق کی رائے
دیتے تھے اور اگر دیتے تھے تو جب تک کہ کوئی امر مشتبہ تھا اسوقت تک اگر یہ رائے
دی گئی تو کیا مضائقہ ہی۔ کیونکر بلا ثبوت شرعی کے اپنی زوجہ کو سزای شرعی دیتے

یا نکال دیتے پھر بجز خاموشی کے جبتک عالم الغیب کچھ نفرمائے کیا کرتے اگر بغیر دریافت
حال سزا دیتے تب بھی تم یہ کہتے کہ گو آپ نے شرع مین فرمایا ہی کہ بغیر شہادت عدولہ کی
حکم نہ دیا جاوے مگر اسکے خلاف کیا۔
اس مقام پر پھر آپ نے فرمایا کہ جھٹ اسمان سے آیت اتاری کہ عائشہ پاک اور مسلمان جھوٹے
اب ہم یہ کہتے ہین کہ حضرت ہر مرتبہ آیت اوتار لیا کرتے تھے مگر اسکا کیا سبب ہی کہ
اسوقت کوئی ایسا فصیح موجود نتہا کہ ویسی آیت اوتار دیتا اور اب کیا کرون عیسائیون مین
کوئی بھی ایسا نہین ہی جو ویسی ایات بناکر مسلمانون کو دکھلائے افسوس تعصب کیا بری
بلا ہے۔ معاف فرمائے آپ اگر سچے ہون تو ویسا ہی ایک اور قران بنا دیجئے
نیز آپ کہتے ہین کہ جھٹ سے اسمان سے آیت اتاری پس اگر اختیاری بات ہتی تو اتنی
مدت کیا ضرور ہتی پھر آپ نے جو حضرت مریم کی نسبت ایات کا حوالہ دیا ہے وہ بہی اختیاری ہے
اسکا کیا اعتبار اور اگر ہے تو دونون کو پاک سمجھئے۔ یہان تو آپ آیت اتارنے پر یہ کہتے ہین
دیکھئے انجیل متی باب ۱ ورس ۲ مین کیا نسبت یوسف نجار کی لکھا ہی کہ وہ ان
باتون کے سوچ ہی مین تہا کہ دیکھو خداوند کے فرشتے نے اسپر خواب مین ظاہر ہو کے
کہا ای یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے یہان لی آنیسے مت ڈر کیونکہ جو اسکے رحم مین ہے
سو روح القدس سے ہی۔
ہر ہندو یا الامذہب کہہ سکتا ہی کہ خواب وخیال کی بہی آجتک کہین گواہی سنی ہی یوسف
کو فکر طلاق بہی تھی اور محبت بہی تھی مگر محبت جو زیادہ ہتی اسوجہ سے چھوڑنا گوارا نتھا
کیا کرتے جھٹ رات کو خواب دیکھا اور بیان کر کے پاکدامن ٹھہرا دیا اور بنی اسرائیل کو جھوٹا
قرار دیدیا۔ اور یہ ثبوت ایسا تہا کہ خود یوسف کو فکر طلاق ہوئی اور مجبورا خواب
دیکھنا پڑا
اگر کوئی ہندو وغیرہ ایسا کہے تو فرمائے کہ کیا جواب آپکے پاس ہی واقعی بہت سچ ہی کہ

کہ تعصب اندہا کر دیتا ہی آپ جو کچہ فضل و شرف حضرت مریم کے قران شریف کے حوالہ سے
بیان کئے وہ بیشک واجب التسلیم ہین۔ لیکن آپکا اسپر نازان ہونا بیکار ہی اسواسطیکہ یہ قران وہ
ہی جسکو جناب سانتمان بنا لیا کرتے تہے اگر آپنے اس خیال سے کہ قران مسلمانون پر حجت ہ
لکہا ہی تو صرف حضرت مریم کا قصہ حجت ہنین ہی بلکہ عائشہ کا بہی قصہ حجت ہی اور جو آیت انکی
پاکی کی نسبت نازل ہوئی ہی وہ بہی حجت ہی۔ ورنہ یہ حجت ہی نہ وہ حجت ہی لیکن آپ اپنا دعوی
ثبوت پیش تو کیجئے۔

معاذاللہ کوئی مسلمان تو آپ سے حضرت مریم کی عفت کا کوئی ثبوت طلب ہنین کرتا جو لوگ آپ
ثبوت مانگتے ہین انکے سامنے صاحب عفت ثابت کیجئے تو ہم البتہ آپ کی داد دین اور ہم تو
کچہ اوصاف قران مجید مین انکے لکہی ہین اُسکے خلاف ماننے والے کو کافر جانتے ہین۔
اس جگہ تو آپ رو مین (کہا عائشہ کہا وہ جسکی شان مین پروردگار عالم کہی اصطفٰک وطہرک
نساء العالمین) کہہ گئے۔ بہلا پروردگار نے کہان کہا آپ کے مذاق کے موافق تو حضرت
محمد مصطفٰی نے کہا جو آیت اتار لیا کرتے تہے جو کچہ مطاعن حضرت مریم علیہا السلام کے حال پر
لکہے معاذاللہ اعتقاداً نہین ہین بلکہ معارضہ کے طور پر ہین لیکن جواب اسکا مخاطب دشوار ہے

چہارم حفصہ کے حالات

(قول امیر علیصا حب) انکا شوہر غزوہ بدر مین مارا گیا تہا یہ اپنے باپ کی طرح بڑی آتش مزاج
تہین کہ کسیکو جرات نکاح نہتی۔ پہلے ابوبکر کے ساتھ کہا گیا اُنہون نے انکار کیا پہر عثمان کو
انہون نے بہی انکار کر دیا۔ اسوجہ سے عمر کو ایسا غصہ آیا کہ لوگون کو باہمی جنگ و جدل کا
اُسوقت حضرت نے انکے باپ کے غصہ فرو کرنیکے لئے انسے عقد کر لیا۔

حالات حفصہ

جواب مخاطب

محمد مدنے کے وکیل کو اسطرح سراسیمہ ہونا ضرور ہی اس تقریر پر بچے اور عورتین بہی بغیر ہ
نہین رہ سکتین ہمکو تعجب ہوتا ہی استغفراللہ مسلمان جو حضرت کی صحبت سے مستفیض ہو چکے

حلفاء راشدین ایسے ہی اخلاق والے تھے کہ اپنی بیٹیون کو لوگونکے گلے مرمتے پھرتے
ور اگر کوئی انکار کرے تو مارنے مرنے پر مستعد ہوتے۔ سید صاحبنے ایک عیب چھپانیکو
س عیب اور لگائے اور کئی ادمیونکے پردے فاش کئے صحیح حالات سنئے عثمان
حضرت کے داماد تھے اُن بی بی کا انتقال ہو چکا تھا ام کلثوم کے امیدوار تھے اور یہ
ممکن نتھا کہ دونون ایکساتھ رکھہ سکتے کیونکہ حضرت علی کو رسول اللہؐ نے اپنی بیٹی پر
سوت بٹھانے کو روکا تھا وہ خود کیا کم آتش مزاج تھے جنھون نے قرآن کو جلوا دیا ابوبکر
نے اسوجہ سے انکار کر دیا کہ حضرت پہلے سے حفصہ کو تاڑ چکے تھے ابوبکر نے عمر سے معذرت کی
تھی کہ مینے اسوجہ سے انکار کر دیا تھا کہ رسول اللہؐ نے اسکو یاد کیا تھا (معلوم ہوتا ہے کہ تخلیہ
مین یار غار کے درمیان جوان عورتون کے تذکرے رہا کرتے تھے) افشا نہ کیا مینے رسول اللہ
کے سر کو اور اگر قبول نکیا ہو رسول خدا نے اسکو تو قبول کر لون (منہاج)

جواب

اس روایت کو سید امیر علیصاحب نے تاریخ **کامن ذی پیرسول جلد** صفحہ ۹
ے لکھا ہے خود اونکی گڑھی ہوئی روایت نہین ہے جو وہ سراسیمہ ہوتے یہ روایت جم
دین علیسوی نے لکھی ہے انکو سراسیمہ ہونے کی کیا ضرورت تھی جو انکی تحقیق تھی و
آپ کو صحیح غلط مین تمیز کیا ہے اگر ہوتی تو روایت اول کو پہلے باطل کرتے پھر د
روایت کو صحیح قرار دیتے۔ بالفرض اگر وہ خود آتش مزاج ہون اور آپکے باپ بھی
مزاج ہون اور بدینوجہ لوگون نے عقد کرنے سے انکار بھی کیا ہو تو کیا قباحت ہوئی
حضرت نے بسبب اخلاق کریمانہ کے عقد کر لیا ہو تو کیا قباحت ہی - یا اگر یہ سہی بلکہ
ہ عقد کیا تو کیا ہوا کیونکہ ابھی تو آپ انکو چوتھے ہی زوجہ لکھہ رہے ہین اپنی شریعت سے تجاو
تھا اور جبکہ ایک پہلی بی بی فوت ہو چکی تھی تو اس حساب سے صرف تین بی بی موجود

آپ کیون اعتراض کرتے ہین کیونکہ آپکا اعتراض اس جہت سے تہا کہ چار سے زائد کیون کین لیکن خواہ تیسری ہون یا پہلی آپکو نیک نیتی سے اعتراض جا بیجا کرنیسے غرض ہی اورسکو سے کیا کام - یہ امر واضح ہو کہ عثمان بن عفان کیساتہہ ام کلثوم کا عقد ہوا تو اسمین بہت اختلاف ہی کہ آیا وہ صلب جناب سالتمآب سے تہین یا حضرت خدیجہ کے شوہر اول سے تہین بعض علمائے خاصہ وعامہ کا یہ اعتقاد ہے کہ رقیہ وام کلثوم خدیجہ کی لڑکیان شوہر اول سے تہین ضرتکی حقیقی لڑکیان نہ تہین اور اگر ہون بہی تب بہی یہ امر بحث طلب نہین ہے -
ین ہے کہ حضرت رسولخدا نے ابوبکر سے تذکرہ کیا ہو کہ حفصہ کیساتہہ عقد کیا چاہتا ہون نہین جانتا کہ اسمین کیا قباحت ہو گئی - یعنے اگر کوئی شخص کسی سے اظہار کرے کہ مین شخص کی بیٹی سے عقد کیا چاہتا ہون تو کوئی عاقل اسکو برا کہہ سکتا ہے اور ابوبکر یہ بہت اچہا کیا کہ حضرت کے اس تذکرہ کو راز جانکر کسی سے نہ بیان کیا ہر شخص کو ہا کہ کسی شخص کی بات مشورہ وصلاح کی بلا اجازت اوسکے افشا نکرے چہ جائیکہ رسول شاہ کا راز اگر کتب اخلاق ملاحظہ کیجئے تو معلوم ہو گا کہ کسقدر اپنا یا دوسرے کا راز چہپا نیکے م ہین اگر وہ راز سمجہے تو کیا عجب ہے لیکن اگر یہود اکیطرح کرتے جنسے راز افشا کرکے علیے کو سولی دلاوے تو آپ خوش ہوتے اب خلافکی نسبت جو کچہ آپنے لکہا اوسکو یش باب ۱۹ مین ملاحظہ فرمائیے حضرت لوط پیغمبر اپنی قوم سے کہتے ہین کہ میری دو ین مرد سے آشنا نہین مرضی ہو تو انہین تمہارے پاس لے آؤن اور وہ تے ہین کہ دور ہو اگر کوئی دہریہ کہے کہ معاذ اللہ پیغمبر ایسے ہی صاحب اخلاق تہے کہ اپنی بیٹیونکو ہتے تہے اور لوگون سے یہ کہتے رہتے کہ جو چاہو کرو اور انکی مرضی دریافت کرتے باجت اور لوگونکا روکرنا کس قدر بیحیائی کی حد پر پہونچا ہے تم اسکا کیا جواب دیسکتے ست مصاہرتکی ہو تو کیا مضائقہ ہو اگر آپ کی نظر مین تو ہر فعل حضرت کا

[illegible]ری کی امت کا بہی معلوم ہوتا ہی اسکا علاج کوئی ڈاکٹر بہی نہین کرسکتا۔
[illegible]حم بہند ملقب بہ ام سلمہ - ام حبیبہ اور زینب ملقب بہ ام المساکین انسنے اسوجہ سے نکاح
[illegible]نکا کوئی وارث نہتا اور اُنکے اعزا اونکا تکفل نکرسکتی تہے - یہ غلط ہی انمین ایک عورت
[illegible]حبیبہ تہی جو ابوسفیان سردار مکہ کی بیٹی تہی جو بیبیون کو پرورش کرسکتی تہی عین اُسوقت
[illegible]سکا باپ جنگ کر رہا تہتا نکاح کیا ایک غرض یہ تہی کہ اسکے باپ کو نیچا دکہلاوین
[illegible]کہنے کو ہو کہ تیری بیٹی کو ہمنے جورو بنا لیا یہ عورت ۳۰ برس کی تہی محمد حسین اُسکو
[illegible]کہتے ہین اور یہہ نہین خیال کرتے کہ ادہر عورتون کی تعداد بہی بڑہتی ہی - ادہر ایک دشمن
[illegible]ری دیکہتا تہا - پس ام حبیبہ کیا پائی گویا نعمت غیر مترقبہ پائی کیونکہ نجاشی نے اُسکے
[illegible] چار ہزار درہم بہی عنایت کئے تہے۔

جواب

[illegible]یفیت یہ ہے جو روضۃ الاحباب وغیرہ مین لکہی ہی - ام حبیبہ حبشہ مین تہین حضرت
[illegible]اللہ علیہ و الہ نے نجاشی کو نامہ لکہا تہا کہ اُمّ حبیبہ کی میری واسطے خواستگاری کر چنانچہ
[illegible]ی نے ابرہہ نام ایک کنیز کی معرفت ام حبیبہ سے کہلا بہیجا وہ نہایت مسرور ہوئین -
[illegible] ابرہہ معہ اُنکے وکیل خالد ابن سعید کے نجاشی کی پاس آئے اور نکاح واقعہ ہوا
[illegible]ری روایت مین ہی کہ ام حبیبہ کو مدینہ مین لائے اور وہان عقد ہوا -
[illegible]بہ نہ تسلیم کرین کہ حضرت نے عقد صرف بخیال پرورش کیا تو آپ نے خود لکہا ہی کہ اُسوقت
[illegible]ت سے بلوا کر عقد کیا کہ جب اُنکے باپ ابوسفیان سے اور حضرت سے لڑائی ہو رہی تہی
[illegible]مصلحت حضرت نے عقد فرمایا شاید اسکا باپ اسلام اختیار کرے - یا لڑائی سی پہر جائے
[illegible]روایت اول سی معلوم ہوتا ہی کہ حبشہ ہی مین عقد ہوا - اسی وجہہ سے تعجیل کی گئی -
[illegible] خبر کے سننے سے ابوسفیان خود اسلام اختیار کرے - یا لڑائی سے باز آئے
[illegible]مصلحت تہی تو عین مصلحت پولیٹیکل تہی - اور اگر محض اس مصلحت سے شیوع [illegible]ین

الہی اور شریعت خداوندی منظور تہی تب بہی عین حکمت الہیہ تہی آپ فرماتے ہین کہ محمد حسین نہین سمجہتے کہ ادہر عورتون کی تعداد بہی بڑہتی تہی اُدہر اُسکا باپ نیچا دیکہتا ہی پس ام حبیبہ کیا پائی گویا نعمت غیر مترقبہ پائی کیونکہ نجاشی نے چار ہزار درہم بہی ساتہ کیے تہے - آپ خود فرمائے کہ عورتون کی تعداد بڑہنی مین کیا مصلحت نہین ہوسکتی ہی جب حکم خداوندی اور سیرت انبیائی سلف مین جایز ہے اور اطفاء نائرہ جنگ وجدال بہی مصلحت ظاہر ہو تو مصلحت دینی و دنیوی سے بڑہ کے کونسی مصلحت ہوسکتی ہی - اگر خدا و رسول کے مصالح آپ ایسے لوگون کی سمجہ مین آنے لگین تو بہلا آجتک انتظام خدای مین بہی انجیلون کی طرح تحریف ہوگئی ہوتی - شاید چار ہزار درہم تو تم سے کوتاہ نظرون کی نگاہ مین نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوتے ہین - جسکی راہ مین نعمت نبوت ہو وہ اسکی کیا حقیقت جانتا ہی - لاکہون روپیہ غنیمت کا سب اہل اسلام کو تقسیم فرما دیا کرتے تہے اور خود ایک ہی عبا کو دن کو اوڑہ کر اور رات کو بچہا کر بسر کردی - اور دنیا کی طرف توجہ نفرماتے روحی لہ الفداء مگر ہان یہ نعمت غیر مترقبہ ہوسکتی ہی کہ جو حضرت داؤد نے بشارت دی ہتی کہ محلسرا مین شاہزادیان داخل ہونگین وہ پوری ہوئین کہ بڑی بڑی رئیس زادیان شرف زوجیت سے سرفراز ہوئین -

ششم دوسری عورت ام سلمہ رض

یہ ہرگز بی والی و وارث نہین اُسکے نکاح کرنیوالے بہت تہے اگرچہ ضرور نہتا کہ حضرت ہی اس سے نکاح کرکے داخل حسنات ہوتے - کیونکہ جب عدہ انکا منقضی ہوا تو ابوبکر و عمر نے خواہش کی مگر انہون نے نامنظور کیا محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ ام سلمہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب مجہے ایسا خاوند کہان ملیگا جو میرے خاوند سے بہتر ہوگا حیرت ہی کہ یہ اپنے خاوند کو شیخین سے افضل جانتی ہتی ہمکو اپنا خیال درست معلوم ہوتا ہی - حضرت یارون سے کم نہتے غالباً اسکو پہلے سے بیعانہ دیے چکے تہے -

مگر ام سلمہ کی نسبت حضرت کی ایک دعا ہی جسکا مذکور ہم ترک نہین کرسکتے وہ یہ کہ جب حضرت

نے اس سے عقد کیا تو اُسنے کہا کہ مین غیرت بہت رکہتی ہون اور تم عورتین جمع کرتے ہو
حضرت بہی ایسا جواب دیتے ہین کہ بس انہین کے حصہ کا ہی فرماتے ہین کہ حقتعالی بحجبہ سے
اسباب کو دور کرے ہمکو امید رکہنا چاہیے کہ اس شوقین بڈہی عورتین جمع کرنیوالے بنی کی
دعا منظور ہو گئی - اور ام سلمہ کی غیرت دور ہو گئی شرم ہے - مگر زیادہ شرم اسپر ہے کہ ایک تعلیم یافتہ
روشنی کا پرانہ ان افعال زشت و زبون کی حمایت مین کاغذ سیاہ کر رہا ہے کیا ان سے
لئے بہی دعا کیگئی کہ غیرت دور ہو جائے -

جواب

اصل امر یہ ہے کہ حضرت نے جس عورت کے ساتہ عقد کیا وہ صرف پرورش ہی کے خیال سے نہین کیا
مصالح کثیرہ تہے منجملہ انکے تعمیل حکم خداوندی تہی اور ترویج شریعت خدا اور تالیف اقوام
بسبب رشتہ داری اور دیگر مصالح وقتی تہی کہ جو ہم اُن مصالح کو اسوقت احصا نہین
کر سکتے تا اینکہ مصالح انبیاء سابقین کو آپ یا ہم کیا بیان کر سکتے ہین اسکے قطع نظر اس
زمانہ مین ہم اپ حکومت گورنمنٹ کو دیکہتے ہین لیکن اسکے مصالح وقتی کو دریافت نہین
کر سکتے پس آپ بسنبت پیغمبر اسلام کے ہر عقد مین کیا مصالح سمجہ سکتے ہین اور اُسوقت آپ
اعتراض کر سکتے ہین کہ جب اُسی مصلحت مین حصر ہو ورنہ کوئی اعتراض نہین کر سکتے چنانچہ
آپ سمجہتے ہین کہ آپ نے جو کتاب امہات لکہی ہے اُسمین مصلحت پادریون کا خوش کرنا
اور اپنی ناموری چاہنا ہے - آپ کہتے ہین نہین بلکہ صرف مصلحت ہدایت اور جوش دین ہے
بہرحال جو مصلحت ہوتی ہی اُسکا ہر ایک کی سمجہہ مین آنا ضرور نہین -
اگر ام سلمہ نے اپنے شوہر کو ابوبکر و عمر سے بہتر جانا تو اس سے نبوت حضرت رسالتمآب کو کیا
نقصان پہونچا علاوہ بران اگر ام سلمہ نے اپنے شوہر کو شیخین سے افضل تصور کیا
تو کیا خرابی ہوئی اسواسطے کہ عورات کو مقدمہ عقد مین کچہہ فضیلت علم و کمال تو زیادہ تر ملحوظ
نہین ہوتی ہی . بلکہ صرف موافقت مزاجی یا حسن سلوک یا محبت و موانست یا لوازم خانہ داری

وپرستاری ووفاداری وغیرہ زیادہ ملحوظ رہتی ہی پس اگر امور مذکورہ مین اپنے شوہر سابق کو
افضل وبہتر سمجھتی ہون تو کیا مضائقہ ہی۔ ممکن ہی کہ اُنکا شوہر اُنسے بحد محبت رکہتا ہو اور وہ
یہ جانتی ہون کہ دوسرا مثل اسکے محبت نکریگا۔ بہرحال فضیلت ہو یا نہو یہ امر بحث طلب نہین ہی
غیرت کی نسبت جو کچہ لکہا اسمین تو آپ بڑی دور کی لائے۔ ذرا لغت ہی دیکہہ لیا کیجئے غیرت
کے معنی رشک وحسد کے ہین۔
غیرت عورتون کو اسوجہ سے بہی ہوتی ہی کہ سوت پر جاوین یا کوئی سوت اُنپر آئے اُنکو یہ غیرت
آتی ہی کہ زوجہ سابق یہ کہیگی کہ ہمارے شوہر کو چہین لیا اور پہر اسکا بہی رشک ہوتا ہی کہ ہم ہی بہتر
ہین جب تو دوسری عورت کی اور یہ بہی خیال کرتے ہین کہ ہمارا عیش ہٹ گیا۔ اسیطرح کے
بہت سے خیالات ہوتے ہین جسکی اصل رشک وحسد ہے اور اسکو عورات غیرت کہتی ہین
پس اگر آپ لغات ومحاورات عرب جان سکتے تہے تو کاش تتمہ کلام ام سلمہ پر غور کرتے کہ یہان
غیرت سے کیا مراد ہی وہ خود کہتی ہین کہ مین غیرت بہت رکہتی ہون اور تم عورتین بہت جمع
کرتے ہو یہان بجز رشک کے اب غیرت کے معنے کچہ اور نہین کہہ سکتے پس اگر حضرت
نے دعاء رفع رشک وحسد فرمائی تو عین مصلحت اور اقتضاء منصب نبوت تہا کیونکہ احکام
شریعت مین رشک عموماً ممنوع ہی مگر معلوم ہو گیا کہ کسی کے واسطے رفع حسد ورشک کے
دعا کرنی آپکے نزدیک ممنوع ہے بہت خوب آپ اپنے کل عیسائیون کیواسطے ہر اتوار
کو یہی دعا کیجئے کہ ہماری قوم کے دلون مین رشک وحسد پیدا کر اور جسمین کم ہو زیادہ ہو جائے
آمین۔
صرف امیر علیصاحب ومحمد حسین صاحب پر کیا منحصر حضرت نے اپنی کل امت کیواسطے ہدایت فرمائی ہے
کہ رشک وحسد کبر وغرور کذب وافترا وبہتان سے پرہیز کرین۔ تمام برائیون سے بیزاری
کرین اگر آپ رشک وحسد کو اچہا سمجہتے ہین تو آپکو مبارک رہے آمین آمین

ہفتم ام المساکین

ن چار ماہ حضرت کے ساتھ رہ کر مر گئین انہون نے اپنا نفس ہبہ کیا تہا حضرت کو کوئی
نوع انسے سلوک کرنے کا نہ ملا۔ بجز اسکے کہ انکو اپنی جورو بنانے کا شرف حاصل کرا کے
ت مین پہونچا دیا۔

جواب

ب نے یہان صرف یہ تعریض کی ہی کہ جنت مین پہونچا دیا اُسپر تعریض کیا پیغمبرون کا
ی ہی کہ جنت مین پہونچا دین۔ اُنکو رشک وحسد کیون ہوا۔ کاش اس مرض
ج کا علاج خود ہی ڈاکٹر صاحب کرین

ہشتم زینب بنت جحش

عبد الحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی نے فرمایا ہی کہ شہوت ایک دیو ہی خدا کی پناہ
یہ خبیث کسی کے سر پر چڑہتا ہی تو پہر حیا و شرم و ننگ و ناموس کیسا اُسکی پاک زندگی
بڑے دہبے لگا دیتا ہی جسمین دنیا مین رسوای اور اخرت مین عذاب الیم کا مستحق
ر پہر تہوڑی سی نشاط کے بعد دنیا ہی مین جو کروے اور کسیلے پہل کہانے مین آتے ہین
وہی تا زیست نہین بہولتا" تقریر جلسہ سوم ندوۃ العلماء ف۸ اس فصل مین ہم جو
ت انحضرت کے لکہین گے وہ اس مقولہ کی ایک زندہ اور عبرت بخش نظیر ہین۔
صاحب فرماتے ہین کہ انحضرت نے اپنا مجانا زوجان نثار دوست اور عتیق زید کا
ک نہایت عالیخاندان عورت زینب کے ساتھ کر دیا تہا۔ ہم بتاتے ہین کہ زید کون تہا
نہ اول حمید بن حارثہ بن شراحیل بن کسب کلبی ابواسامہ اور نسب انکا عمرو بن سبا بن
ن بن معرب بن قحطان تک منتہی ہوتا ہی اور مان اُنکی سعدی بن ثعلبہ بن معن بن طی
ے تہین (مناج جلد ۲ صفحہ ۹۰۹ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ اشراف قبائل عرب
ی اور ایک روز انکی مان اپنی قوم کے دیکہنے کیلئے باہر نکلتی تہین۔ ایک گروہ نے ایک
ٹ لیا تہا۔ اس گروہ کا گذر بنی معن کے گہرون پر ہوا جو زید کی مان کی قوم تہی اور

حالات زینب بنت جحش

اور زید کو اُٹھا لیگئے پس جسطرح یہ شریف قوم والا بدقسمتی سے غلامی مین مبتلا ہوگیا یہ شخص پڑھا لکھا تھا۔ کیونکہ آنحضرت کیواسطے چیٹھہ لکھا کرتا تھا۔ ہوتے ہوتے یہ خدیجہ کے ہاتھ آیا اُسنے یہ غلام محمدؐ صاحب کو دیا جب انکی خبر انکی قوم کو پہونچی تو باپ اُنکے حارثہ اور چچا اُنکے کعب حاضر ہوئے اور اُنکا فدیہ لینے آئے تاکہ انکو خالص کرائین زید نے خدیجہ کے مکانسے جانا پسند نکیا اور رہ گئے۔ محمدؐ صاحب انکو پیار کرتے تھے اُنہون نے برسم عرب کعبہ مین جاکر حجر اسود کے پاس باضابطہ زید کو اپنا بیٹا بنالیا اور حقوق فرزندی اُنکے قائم کیئے ایسا میور صاحب نے جلد ۲ صفحہ ۴۹ مین ثابت کیا ہی۔

عرب لوگ مثل ہندون کے تبنیت کرتے تھے اور فرزند متبنی کے کل حقوق مثل حقیقی بیٹے کے ہوجاتی تھے دیکھو فصل الخطاب اول صفحہ ۱۷۔ اور منہاج صفحہ ۸۶۵

چنانچہ محمدؐ صاحب نے بھی اس رسم تبنیت کے لحاظ سی ایسا ہی کیا۔ آنحضرت زید کو باہر لوگون مین لائے اور فرمایا کہ اے لوگو گواہ ہو مینے زید کو اپنا بیٹا بنایا اور وہ میرا بیٹا ہی اور میرا وارث وہ ہوا اور مین اُسکا وارث ہوا اور زید اسلام کے دور آنیتک اور قول سبحانہ تعالی کے نزول تک زید ابن محمدؐ پکارے جاتے تھے۔ ۱۱ منہاج صفحہ ۹۱۔

جو لوگ ہندون کے رسم تبنیت سے واقف ہین وہ حضرت کی اس کارروائی تبنیت کے معنے خوب سمجھ لینگے پس زید قریب ۳۲ برس تک ابن محمدؐ کہلائے۔ کیونکہ نکاح خدیجہ رضی کے بعد ہی تبنیت زید عمل مین آئی جب محمدؐ صاحب کی عمر ۲۵ برس کی تھی۔ اور زینب زوجہ زید کا نکاح حضرت سے ۵ھ ہجری مین ہوا یہ اُنکے وارث تھے اور وہ اُنکے وارث اور تمام لوگ گواہ ہین حجر اسود پر تسما قسمی ہوئی۔ مگر مولویون کا دروغ بیفروغ بہی جسکا جواب ہم دیتے آئے ہین قابل داد ہے۔ فیروز ڈسکوئی دفعہ طعن نکاح زینب مین فرماتے ہین صفحہ ۵۰ و ۵۱۔

زید حضرت کا لیا لک نہین تھا یعنی حضرت خدیجہ نے انہین گود مین لیکر نہین پالا تھا گو یا

ین لیکر پالنا بھی شرط تبنیت تھی - جوان کی اور جورو کے مرجانے پر کیا تبنیت نہین ہوتی
وہ خدیجہ کے متبنی نتھے بلکہ محمد صاحب کے متبنی تھے آنحضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام تھا
سے صرف شفقت و اخلاق کی راہ سے ابن کہکر پکارتے تھے (یہ بات ہی اور ہے اگر یہ تھا تو پہر نعوذ
کر پکارنیکی ممانعت کیون ہوگئی) نہ کہ لیپالک ٹہراکر متبنی مثل ابن کے وارث سمجھا جاتا ہی -
ان جئت بالحق یہی تو بات ہی کہ عبدالحق کہہ رہی ہین کہ محمد صاحب نے خلق اللہ کو گواہ
کہا کہ زید میرا بیٹا ہی میرا وارث وہ ہوا اور مین اسکا وارث ہوا" کہو اب بہی تبنیت مین
ہی اور رسولخدا صلعم فرماتی ہین ہم گروہ انبیا ہین نہ ہم کسیکے وارث نہ ہمارا کوئی وارث ""
تبنیت قبل دعوی نبوت کے عمل مین آئی جب کہ حضرت کی ہوس نے گروہ انبیا مین آپکا
ہی نہ کیا تہا - اُسوقت یہ قول وجود مین نہتا -
یہ قول موضوع ہی شیعون سے منہہ منوائے تبت اسکو زبان پر لائے -
اگر نہ مانئے تو یاد رہے جب زید ابن محمد کہلایا حضرت یہ کلمہ زبان پر نہین لائے جب زید
کاح زینب تبنیت سے خارج کردیا اور زید بن محمد نرہے تب جو چاہین حضرت فرمائین
نے زید کو آنحضرت کا متبنی سمجھا نہ کہ حقیقت مین آنحضرت کا متبنے تہا (انکو لوگون نے
ن سے کہا تہا ای لوگو گواہ رہو مین نے زید کو اپنا بیٹا بنایا" زید خود ہی سمجھا - محمد صاحب بہی
حجر اسود ہی سمجھا اور اگر حجر اسود کا قیامت مین گواہی دینا سچ ہو تو زید کی تبنیت
کی گواہی دیگا - مگر افسوس مولوی تہہر نہین سمجھے انکی عقل پر پتھر پڑے ہین جہوٹ سے
رتے -) اسلام کے اندر متبنی کرنیکا کوئی دستور نہین ہی جیسے زید کی جورو چہینی ورنہ
اگر زید کی تبنیت ثابت ہی دنیاوی دستور کیموافق زید اگر آنحضرت کا متبنی ہوتا تو وارث
(حضرت نے وارث خود قرار دیا تہا) حالانکہ دنیا مین کوئی شخص زید کو آنحضرت کا وارث
نہ بنایا" صرف اس خوف سی کہ نہین زینب آنحضرت کی بہو کہی جاوے ورنہ خود آنحضرت نے
وارث قرار دیا تہا جب جورو اسکی لیلی تو تبنیت سے شرمائے اور وراثت سی محروم کیا

یہ کچھ فیروز دسکوی صاحب فرماتے ہین مگر اُنکے اُستاد مکرم حضرت مولانا و سیدنا
مولوی الفت حسین صاحب فرماتے ہین کہ زید کو انحضرت نے کبھی کسی قاعدہ سے یا رسم و ریت سے متبنی نہین
کیا تھا صفحہ ۵۵ رسم و ریت ہی ہم دکہلا چکے قاعدہ بھی بتلا چکے آپ فرماتے ہین کہ حکم عام (غلط)
تھا کہ غلامون کو عبد نہ کہو پسر یعنی ابن کہو۔ اسکو تبنیت نہین کہتے ہین نہ اسکے لئے کعبہ کو
جاتے ہین نہ حجر اسود پر ہاتھ رکہتے ہین نہ وارث ٹہراتے ہین نہ لوگون کو گواہ کرتے ہین۔
نہ وہ غلام مالک کا ابن مشہور ہوتا ہی اگر یہی بات ہوتی تو زید کو ابن محمدؐ نہ کہتے پر ما بعد مین
قران مین زور بسون دیا۔ آپ کی عقل کہان ہی تبنیت اور بات ہی اور حقیقتاً بیٹا کہنا اور بات
اور ہم زید کی تبنیت ثابت کر رہی ہین پس اپ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالی سورہ احزاب مین فرماتا کہ
محمدؐ صاحب تمہارے مردون مین کسی کا باپ نہین صفحہ ۱۶ اپ کی جہالت پر دال ہی
آیت اسوقت سنائی گئی جب زید کی جورو حضرت چھین چکے تھے تبنیت ۳۳ برس قبل
عمل مین آئی اور ایسا ہی آپ کا یہ قول بھی ہی کہ قران مین اللہ تعالی نے صاف فرماتا ہی وحلائل ابنائکم
الذین من اصلابکم۔ تمہارے بیٹون کی بی بیان تمپر حرام ہین جو تمہارے صلبی یعنی
نطفہ سے ہون صفحہ ۱۵ فقرہ الذین من اصلابکم جو تمہارے نطفہ سے ہون
زینب کے بعد ملحق کیا گیا ہی چنانچہ تفسیر حسینی مین ہی۔ چون حضرت رسالت پناہ زینب را بعقد
که زید بن حارث که پسر خوانده انحضرت بود طلاق داد و حضرت بعقد نکاح در آورد و مشرکان
عرب آغاز سرزنش کردند که زن پسر خود را خواسته این آیہ فرود آمد پس جسوقت تک یہ فقرہ
آیا تھا زن پسر خوانده حرام تہی اور متبنی پر لفظ ابن کا حقیقی معنی مین آیا تھا حضرت نے اس ابت
قبل تبنیت کی اور اسکے قبل زینب کو لیلیا پس رسم عرب سے وہ شریعت کیموافق بھی ملزم
ہین پس زید کو انحضرت کا بیٹا (نہ کہنا) اور نکاح کو بہو سے نکاح کر لینے پر محمول نہ کرنا
سراسر ضد و تعصب کی وجہ سے ہی طعن زینب صفحہ ۱۷ لاریب محمدؐ صاحب نے اپنی
کو نے نکاح مٹہلالیا گو شرم چھپانیکو بعد مین زید کے باپ بیٹے سے سنکر ہو

جواب

اس واقعہ کی تحریر مین مخاطب صاحب نے خوب دل کا بخار نکالا ہی اور جہانتک ہوسکا ہو کوئی دقیقہ الفاظ خلاف تہذیب کہنے سے اٹھا نہین رکہا۔

اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہین کہ کیا ہم مخاطب کو یا دیگر عیسائیون کو یا انکے دین کو کچھ کہہ نہین سکتے ہم سب کچھ کہہ سکتے ہین بلکہ جو کچھ مخاطب نے کہا ہی اس سے زائد کہہ سکتے ہین لیکن ہم پوچھتے ہین کہ کیا یہی عیسائی تہذیب ہے اور اسی اخلاق کا حکم حضرت عیسی ع دے گئے ہین جس سے آپ ایسی بدزبانی و بدتہذیبی پر مجبور ہین اور آپ تو لندن ہو آئے ہین جسکی تہذیب تو مشہور آفاق ہی لیکن شاید اسکا کچھ اثر مخاطب پر نہین ہوا اور کیونکر ہوتا ع خر عیسی اگر بمکہ رود۔ چون بیاید ہنوز خر باشد۔ مخاطب صاحب نے درباب شہوت ایک قول عبد الحق صاحب دہلوی کا نقل فرمایا ہی اور کہا ہی کہ اسکی زندہ نظیر حضرت ہین یہ قول گویا کہ مجنونانہ و دور از عقل فرزانہ کہہ سکتا ہون اسواسطے کہ انکا اعتقاد تو یہ ہونا چاہیئے کہ اس سے زائد عبرت بخش امر زندہ نظیر حضرت داؤد ہین انہون نے تو زن اوریا سے عاشق ہو کر باعتقاد نصاری زنای محصنہ کیا ہی اسکا قصہ آگے آویگا۔ اور حضرت سلیمان نے باعتقاد نصاری جورؤون کی عشقبازی مین بت پرستی تک کی جو صراحۃ کفر ہے۔ دفعہ اول مین آپنے یہ ثابت کیا ہی کہ زید ایک شریف خاندان سے تہی اور وہ حضرت کے متبنی تہے اور اس رشتہ سے زینب حضرت کی بہو تہین لہذا جو کچھ ہوا یہ ہونا چاہیئے تہا مین کہتا ہون کہ زید خواہ شریف ہون یا شاہزادے ہون آنحضرت کے ایک غلام خریدکردہ تہے نہ پسر صلبی اور جب مشرف باسلام ہوئے تو حضرت نے انکو آزاد کردیا اور جب انکے باپ مکہ مین آئے اور انہون نے حضرت ابوطالب سے کہا کہ آپ حضرت رسالتماب سے التماس کیجئے کہ آپ خواہ قیمت لیکر خواہ فدیہ لیکر زید کو رہا کرین حضرت نے فرمایا کہ اسکا اختیار زید کو ہی جسکو

بیٹے آزاد کر دیا ہی - جب زید سے کہا گیا تو انہون نے باپ کیساتھ جانے سے انکار کیا
اور کہا جبتک زندہ ہون حضرت سے جدا نہون گا باپ نے لوگون کو گواہ کر کے کہا کہ
مین نے اسکو عاق کیا حضرت نے بسبب مروت و اخلاق کریمانہ فرمایا کہ مینے زید کو اپنا بیٹا کیا
پس لوگ انکو زید بن محمد کہنے لگے - اور انکا نام زید الحب رکہا تہا حضرت نے زینب اپنی پہوپہی
کی دختر کو پیغام عقد زید دیا انہون نے انکار کیا اور یہ آیت نازل ہوئی ماکان لمومن و
لا مومنة اذا قضی اللہ امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص اللہ ورسوله
فقد ضل ضلالا بعیدا حاصل مطلب یہ ہے نہیں ہے مرد مومن اور زن مومنہ کے لئے یہ امر جایز نہین
کہ جب خدا اور رسول اسکو کسی امر کا حکم دین تو اسکو اپنے کام مین کچہہ اختیار حاصل ہو بلکہ جو شخص
خدا و رسول کی نافرمانی کریگا وہ ظاہر بظاہر گمراہ ہو گا (حیات القلوب)
جب یہ آیت نازل ہوئی تو زینب نے کہا یارسول اللہ میرا اختیار آپ کے ہاتہ ہی پس حضرت نے
زید کے ساتہ تزویج فرما دیا اور وہ چند عرصہ تک انکے ساتہ رہین بنابر روایت علی بن ابراہیم
ایکروز زید اپنے مکان سے نہ آئے حضرت انکے مکانپر تشریف لیگئے دیکہا کہ زینب اپنے
حجرہ مین خوشبو پیس رہی ہین اسوقت حضرت نے فرمایا مین اس خدا کو بہ پاکی یاد کرتا ہون
جو خالق نور ہے اور مبارک ہی وہ خدا جو سب خالقون سے بہتر ہے اور بروایت ابن بابویہ
علیہ الرحمہ حضرت نے دیکہکر فرمایا سبحان اللہ الذی خلقك یعنی پاک ہی وہ خدا جسنے
تجہے خلق کیا اور کلمہ اس غرض سے تہا کہ بعض کافرین کا یہ قول تہا کہ خدا کے بندگان
برگزیدہ ہین اور ملائکہ دختران پسندیدہ - دیکہو تفسیر آیہ افاصفٰکم ربکم بالبنین الخ
بدینجہت حضرت نے فرمایا کہ خدا تو ہے نہ باپ کسی کا بعد اسکے زینب اور زید مین ناچاقی ہوئی
اور انہون نے حضرت سے عرض کیا کہ مین زینب کو طلاق دینا چاہتا ہون حضرت نے فرمایا کہ اسکو
رہنے دے اور خدا سے خوف کر -
یہ امر ملحوظ رہی کہ زینب بنت جحش قبل اسکے کہ شرف زوجیت حضرت رسالتماب سے

فیضیاب ہواس امر کی اطلاع بوحی والہام کے حضرت خیر الانام کو ہو چکی ہتی کہ یہ بہی منجملہ زوجات مطہرات ہین اور یہ امر حضرت نے اپنے دلمین پوشیدہ رکہا۔ اسپر اکثر علماء کلام کا اتفاق ہی پس جب حضرت نے زید سے یہ فرمایا اور زید نے باصرار تمام اُسکو طلاق دیا تب بعد انقضائے میعاد عدہ کے حضرت نے اس سے عقد کیا اس مقام پر یہ آیہ وافی ہدایہ ملحوظ خاطر رہے اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ الخ اسکا ترجمہ یہ ہی کہ اسوقت کو یاد کرو جب کہ تمنے اس شخص سے کہا جسکو خدا نے اور تمنے نعمتین دین و دنیا کی عطا کین کہ اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکہہ یعنی طلاق نہ دی اور خدا سے خوف کر اور تو اُس چیز کو اپنے نفس مین پوشیدہ کرتا ہی جسکا ظاہر کرنیوالا ہی اور لوگون سے ڈرتا ہی حالانکہ خدا اس امر کا زیادہ سزاوار ہی کہ اُس سے ڈرو پس جبکہ زید زینب سے اپنا مطلب حاصل کرچکا یعنی نکاح و طلاق و عدہ وغیرہ ہی ہو چکا تو ہمنے اسکو تمہارے ساتہ بیاہ دیا۔ تاکہ نرہے مومنون کیواسطے حرج اس امر مین کہ مونہ بولے پسران کی ازواج پر تصرف کرسکین جب کہ وہ لوگ اپنی حاجت برلائین اور انکو طلاق دین اور امر خدا جو کہ مقدر ہو چکا ہی البتہ ہونے والا ہی۔

الغرض جب عقد آنحضرتؐ واقع ہوا تو مشرکین و منکرین نے طعن و تشنیع شروع کی کہ اپنے بیٹے کی جورو سے عقد کر لیا اسوقت یہ آیات نازل ہوئین ماکان علی النبیؐ من حرج فیما فرض اللہ لہ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل وکان امر اللہ قدرًا مقدورًا۔ ترجمہ یعنی پیغمبر کیواسطے کوئی مضائقہ اور حرج نہین جس امر مین کہ خدا نے اسپر فرض کردیا ہی اور سنت خداوندی پیغمبران گذشتہ مین بہی جاری تہی اور یہ امر الہی پہلے ہی سے مقرر و مقدر تہا (آیہ وافی ہدایہ) وما جعل ادعیاءکم ابناءکم ذلکم قولکم بافواھکم واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ادعوھم لاباءھم ھو اقسط عند اللہ فان لم تعلموا اباءھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم الخ یعنی خدا نے

اُن لوگون کو تمہارا فرزند نہین قرار دیا ہی جنکو تم اپنا موٹھ بولا فرزند کہتے ہو یہ قول تمہارے موٹھ کا افواہی و زبانی ہی اور خدا حق کہتا ہی اور راہ حق کی طرف ہدایت کرتا ہی انکو پکارو اور اُنکے باپ کے انکو منسوب کرو خدا کے نزدیک یہی امر قرین عدل و راست گوئی ہی بس اگر اُنکے باپ کو نجانتے ہو تو اسحالت مین وہ لوگ دین مین تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہین تم اسیطرح انکو پکارو بعد اسکے حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ما کان محمّد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما۔ ترجمہ حضرت محمد تمہاری مردون مین ہی کسیکے باپ نہین ہین ولیکن رسولخدا و خاتم الانبیا ہین اور خدا تمام چیزونکا جاننے والا ہی ــ یہ مختصر کیفیت ہم نے کتب معتبرہ سے تحریر کی آپ فرماتے ہین کہ حضرت رسم تبنیت ادا کی اور اسکو میور صاحب نے ثابت کیا ہی ہم کہتے ہین کہ اگر میور صاحب نے ثابت کیا ہی تو اسکا ثابت کرنا ہم پر حجت نہین وہ نو نبین خدا ہی ثابت کرتے ہین مگر ثابت نہین ہو سکتا پہر بہلا ہم کیون ماننے لگے تہے۔ اس کتاب مین آپ کو ثابت کرنا چاہیئے تہا صرف اُنکے ثبوت کا حوالہ کافی نہین بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ اچہی طرحپر ثابت نہین کر سکے اور نہ کوئی حوالہ کتب اسلام کا دے سکے ورنہ آپ اسکو لکہتے اور اگر ہم اسکو بہی تسلیم کرلین کہ حضرت نے زید کو حسب ضابطہ بلکہ رجسٹری شدہ متبنی کیا تو اس سے مخاطب کا کیا فائدہ ہو سکتا ہی۔

یہ رسم تبنیت زمانہ جاہلیت مین اہل عرب بلکہ یہود مین جاری تہی ہو لیکن کتب آسمانی سے یہ ثابت نہین کہ موٹھ بولا بیٹا مثل پسران حقیقی کے حرمت نسب و توریث شرعی مین یکسان ہے اور اس رسم سے حق تلفی اولاد صلبی کی ہوتی تہی اور ضرور تہا کہ یہ رسم مردود کیجائے کوئی حق بمقابلہ پسر صلبی کے پسر خواندہ کو عقلا حاصل نہین ہو سکتا تہا پس اگر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایسا کیا تو موافق اسی رسم کے جو عرب مین رائج تہی تبنا کیا ہو جبکہ کوی حکم خداوندی اس بارہ مین نہ آیا تہا کیونکہ احکام شریعت بتدریج نازل ہوا ہین

...رگاہ حکم خداوندی صادر ہوکر شایع ہوگیا کہ موئنہ بولا بیٹا مثل فرزند حقیقی کے نہین ہی نہ
...نسبی نہ میراث مین اور حق تعالی نے اس آیت مین ارشاد فرمادیا کہ یہی سنت الٰہی و شریعت
...ندی انبیاء سابقین مین بہی جاری رہی تو حضرت نے اس رسم و جہالت و جاہلیت کو توڑ دیا
...رف یہی ایک رسم نہین منسوخ ہوئی بلکہ عورتون کا مردونکے سامنے آنا عرب مین غیر معیوب تہا
...یت حجاب نازل ہوئی اسوقت سے پردہ شروع ہوا وعلی ہذا القیاس
...گر حضرت نے متبنیٰ کیا ہوتا اور اسکی ممانعت مین حکم خدا نہ آتا تو موافق اس رسم کے پسر متبنیٰ
...پسر صلبی کے وارث ہوسکتا اور جبکہ حکم خداوندی قران مین موجود ہی اور توریت و انجیل اسکے
...نہین تو آپ کو منصب اعتراض کیا ہی - پس امر واقعی اسقدر ہی کہ حضرت نے انکو شفقتاً بیٹا
...اسواسطے کہ جب حارثہ کیساتھ جانیسے انہون نے انکار کیا اور حارثہ نے انکو عاق کردیا تو مقتضا
...و خلق یہ نہ تہا کہ انکی تسکین نہ کیجاتی اسلئے حضرت نے فرمایا کہ تم میرے بیٹے ہو
...اور انصافاً یہی قابل تسلیم نہین ہی کہ جملہ امور مین پسر صلبی و پسر خوانده کے حقوق شرعیہ
...مساوات ہوسکتی ہی اور وہ رشتہ داری کہ جو نسبت پسر صلبی کے قائم ہوسکتی ہی وہ پسر
...دہ مین بہی قائم ہوسکے مگر آپ کیا کیجیے گا کہ آپ تو جہان چاہتے ہین وہان بیٹا بناکر وارث
...تے ہین اگرچہ موئنہ بولا بیٹا بہی نہو دیکھیے حضرت مریم کو لکھا ہی کہ روح القدس سے حاملہ
...ہین تو اپنے روح القدس کا بیٹا کہا ہوتا ابن اللہ کیون کہا پہر یوسف نجار نے تو اپنا بیٹا
...ین کہا پہر آپ نسب نامہ مین یوسف کا بیٹا کیون سمجہتے ہین - پہر لطف یہ ہی کہ انجیل لوقا و
...ی مین دو نسب نامے یوسف کے مختلف ہین - آپ ٹہراتے ہین کہ ایک مریم کا ہی -
...ر انجیل مین نہین لکہا اب اسکاٹ صاحب مفسر انجیل صفحہ ۲۱ مین تحریر کرتے ہین کہ غالب تر
...یہ ہی کہ دونون نسب نامہ یوسف کے ہین متی نے بغرض وارث ٹہرانے تخت
...اسکا نسب نامہ شاہی لکہا اور لوقا نے نسب نامہ خاندانی اسغرض سے بتایا کہ تخم
...ٹہرے جسکی نسبت لکہا ہی کہ سانپ کا سر کچلیگا اسواسطے ابن آدم ثابت کیا - واہ سبحان اللہ

کیا خوب ابن اللہ و ابن داود اور ابن آدم ابن یوسف کس کس غرض ہی ثابت کیا حضرت عیسیٰ کو
مونہ بولے فرزند ہی نہتی - پہر دیکہئے کس خوبصورتی سے ابن یوسف ٹہراکر وارث تاج و تخت
حضرت داؤد ٹہرایا اسی طرح سے وراثت فرضی اب زید کیواسطے بہی ٹہراتے ہین تو ناممکن ہی شریعت
خداوندی مین اجازت نہین ہی کہ زبانی کہدینے سے حکم پسر صلبی ہو جاوے علاوہ اسکے اگر زبانی
کہنے مین احکام صلبی قائم ہو سکین تو کاروبار عالم درہم و برہم ہو جاوے اسلئے کہ از روی مذہب کے
ہم مذہب بہائی بہن ہین اور یہ بہی دستور عالم ہی کہ لوگ کلام مین خواہ کچہ نصیحت مین جب لوگون کو
مخاطب کرتے ہین تو بہائی یا مان یا باپ بہن کہتے ہین ایسی صورت مین اگر حکم خدا کا پاس نکیا جاوے
اور صرف زبان ہی کا خیال رہی تو پہر بالکل رسم ازدواج دنیا سے اٹھ جاوے - اور جسکو بہائی
بہن باپ یا بیٹا بحسب محاورہ عوام کے زبان سے کہدین اسکی قرابت حقیقی سمجہی جاوے - پہر اون
خیال کیجیے کہ خداوند عالم پیدا کرنیکے سبب سے ہر ایک کا باپ ہی اور جسقدر مخلوق ہی سب
اولاد ہی اور وہ پدر حقیقی ہی اب تبلائیے کہ کیونکر ایک دوسرے کا نکاح ہو سکتا ہی -
انجیل متی باب ۵ ورس ۴۵ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہی فرزند ہو یوحنا باب ۲۰
ورس ۱۷ - انہین کہہ کہ مین اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے
خدا پاس جاتا ہون -
پس علاوہ صفت خالقیت کے انجیل مین لکہا ہی کہ خدا حضرت عیسیٰ اور دیگر عباد کا باپ ہی -
اور جبکہ کل عباد کا باپ ہی تو حضرت مریم کا بہی باپ ہی اب مجکو حیرت ہی کہ خداوند عالم کا اسطرح کا تعلق
سمجہا جاوے اور وہ کیونکر جائز ہو سکتا ہی اور تم حضرت عیسیٰ کو حقیقی بیٹا خدا کا سمجہے درانحالیکہ وہ ایک
بندہ کی زوجہ بہی تہین اسوجہ سے بہی جواز ناممکن ہی اور اگر پہلے ہی سے وہ منظور نظر خدا تہین تو
یوسف نجار کو تعلق کیونکر جائز ہوا - اور پہر اُنسے بہائی بہن حضرت عیسیٰ کی جناب حضرت عیسیٰ
علیہ السلام خدا کو سب کا باپ فرما رہے ہین اور تم حضرت مریم کو کچہ اور کہتے ہو اور وہ شوہر دار بہی
تہین تو خدا کا تعلق اور یہ پہر یوسف کا تعلق معاذ اللہ کیونکر متصور ہو سکتا ہی - ارے صاحب

مر خوب سمجھ لیجئے کہ جبتک خداوند عالم کسی امر کی نسبت حکم جواز و عدم جواز نہ صادر فرمائے اسوقت
ب وہم و قیاس سے حکم حلت و حرمت نہیں ہوگیا۔ اور تفسیر حسینی کی وہ عبارت جو آپ نے تحریر
ائی ہے اُس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا ہے کہ قبل میں یہ حکم ہوا کہ ہر قسم کے پسران کی ازواج خواہ وہ منہ
ے ہوں خواہ صلبی ہوں سب حرام ہیں تو یہ امر نہیں ہے کیونکہ اطلاق لفظ ابنا کا مناکحات و وراثت
رف پسران صلبی پر ہوتا ہے نہ منہ بولے بیٹوں پر ورنہ ایک دوسرے کی مناکحت و موارثت
واقع ہوا اور سب بنی آدم بھائی بہن قرار پائیں۔ کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام نے سب کو
سران خدا فرمایا ہے اور حقتعالی نے حضرت سلیمان و دیگر انبیا کو اپنا بیٹا فرمایا ہے پس اطلاق ابنا کا
پسر خواندہ یعنی منہ بولے بیٹا پر ہوتا ہے اور پسران صلبی و حقیقی پر حقیقتاً ہوتا ہے فلہذا حق تعالی
احکام مناکحات و وراثت صرف پسران صلبی پر صادر فرمائے اور پسران مجازی کو شامل نفرمایا
ر قصہ زینب میں تصریح فرمادی کہ زوجہ پسر خواندہ کے ازدواج میں مومنین پر حرج نہو اور اس
ال سے کہ شاید قوم عرب اپنی رسم جہالت کو اچھا سمجھیں تو دوسری آیت میں حلائل ابنائکم الذین
ن اصلابکم سے تصریح فرمادی کہ پسران صلبی مراد ہیں نہ مجازی کوئی نیا حکم نہیں ہوا یہ تم اسیوقت
تے کہ پہلی آیت منزل من اللہ تھی پھر من اصلابکم اضافہ کیا لیکن تم تو ہر آیت کو جانتے ہو کہ بحسب
واہش اپنے اتار لی لیکن اگر ہنود کہیں کہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ بحسب خواہش اپنے حکم
وندی اتار لیتے تھے تو آپ کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ مجکو نہایت تعجب ہے کہ اگر کوئی شخص کسی
ص کو اپنا بیٹا کہے تو ضرور ہے کہ وہ باپ ہو جاوے۔ جیسا کہ دستور انام ہے۔ لاریب نہ حضرت
کے باپ تھے اور نہ زید حضرت کے بیٹے تھے اور نہ زینب حضرت کی بہو تھی نہ موافق اپنی شریعت کے
گر شرایع سابقہ کے۔ اور جبکہ باعتقاد تمہارے حضرت مریم معاذ اللہ خدا سے حاملہ ہوئیں اور
رت مسیح نے فرمایا کہ خدا باپ ہے تمام مخلوقات کا تو پھر اگر حضرت پیغمبر خدا نے اپنے منہ بولے بیٹے
زوجہ سے بعد طلاق ہونیکے عقد کیا تو کیا نقصان ہوا۔ ارے صاحب انصاف تو کرو کہ یہاں تو
لاق ہی ہوا اور وہاں تو شوہر بھی موجود تھا اور روح القدس نے حاملہ کر دیا نعوذ باللہ

ہمارا یہ اعتقاد نہین ہین) اب آپنے جو مکرر سہ کرر لکہا ہی کہ حضرت نے اپنی بہو سے نکاح کیا تو حقیقتاً
اور شرعاً وہ بہو نہین تہی مگر ہم آپ کو بہو اور سسر کی داستان سناوین آپ کے بخارات دل و دماغ
شاید فرو ہون **توریت کتاب پیدایش باب ۳۸** - یہودا پسر یعقوب کی بہو بیوہ تہی بہو
نے دوسرے پسر اونان کو کہا کہ اسکے ساتہ صحبت کرتا کہ تیرے بہائی منوخا کی نسل قائم رہے وہ صحبت
کرتا تہا مگر اس خیال سے کہ بہائی کی نسل ہوگی نہ میری تو نطفہ کو زمین پر گرا دیتا تہا یہ خدا کو نا پسند ہوا
اور وہ مر گیا یہودا نے کہا کہ اپنے والدین کے پاس جا کر رانڈ بیٹہی رہ تا کہ تیسرا لڑکا میرا سلاح جوان ہو
ہو وہ بہو (جسکا نام تامار تہا) اپنی میکے چلی گئی بعد مدت دراز کے یہودا بمقام تمناس گیا اور تامار
خبر سنکر لباس رنڈسالہ پہنکر برقع اوڑہ کر ایک راہ مین جا بیٹہی یہودا پیغمبر زادے جو بر داتے …
بہی پیغمبر تہے) اودہر سے گذرے تو جانا کہ کسبی ہے اُسکے ساتہ خلوت کی تامار حجاب و ناز و نیاز
وعصا نشانی لیکر رولنہ با شد ہوئی - بعد تین مہینے کے غل ہوا کہ تامار یہودا کی بہو زنا سے حاملہ ہے
یہودا نے حکم دیا کہ آگ سے جلا دو - جب نشانیان دیکہین تو شرمندہ و منفعل ہوئے (اب کسکو سزائے
احراق دیتے اپنے تئین آپ ہی آگ مین جلانا پڑتا تہا ناچار اجرائے حد سے گذر گیا) القصہ اُن
بہو صاحبہ کے پیٹ مین دو بچے تہے وقت وضع حمل ایک بچہ نے ہات نکالا دائی جنائی نے فوراً لال دہاگا
باندہا اُس بچہ نے ہاتہ کہینچ لیا دوسرا بچہ فوراً نکل پڑا دائی نے کہا تو کیا ہی شکست دی …
تجہی پر آویگی (واہ رے پہرتی اور چالاکی کیون نہو چالاک بہو کے زائیدہ ہوں) الغرض اسکا نام فارص
اور جسکے ہاتہ مین تار تہا اسکا نام زارح رکہا - انتہی ملخصہ
کیون مخاطب صاحب حقیقی واقعہ بہو اور سسر کا آپنے سُنا کیسے کیسے لطائف و ظرائف سے
مشحون ہے اور حرامکاری و گناہگاری سے مملو ہے اب پوچہتا ہون تو مین ایک نکتہ اور گذارش کرون …
یہ ہے وہ دونون بچے تو اب بہی ازروی شریعت موسوی و عیسوی حلال زادہ نہ سمجہے ہونگے مگر …
کو اب لوگ نسب نامہ عیسی مسیح مین داخل کر کے جد امجد حضرت عیسی علیہ السلام ٹہراتے ہین دیکہو نسب …
انجیل متی باب ۱ (ابراہیم سے اسحاق پیدا ہوئی اسحاق سے یعقوب - یعقوب سے یہودا …

یہودا سے فارس اور زارح تامار بیٹے کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اور فارس سے حروم اور حروم سے ارام پیدا ہوا یہانتک کہ یوسف نجار تک سلسلہ پہونچا کر اسپر ختم کیا یوسف سے مسیح پیدا ہوئے) ہم تو ان قصص و حکایات کو بنسبت انبیاء کرام دروغ بے فروغ سمجھتے ہیں لیکن آپ جو توریت و انجیل کو اعتقاداً انزل من اللہ سمجھتے ہیں تو آپ ہی فرمائیے کہ فی الحقیقت تامار یہودا کی بہو تھی جس سے نسل حرام چلی یا زینب بنت جحش زوجہ زید جسکو منہ بولا بیٹا کہا جاتا وہ جناب رسالتمآب کی پھوپھی کی بیٹی جسکو ہمنے اچھی طرح سے ثابت کیا ہے کہ صرف زبان کے کہدینے سے پسر صلبی نہیں ہو جاتا۔ غالباً یہ نظیر بہو کی ہو بہو دیکہکر شرماوینگے۔ بطمطراق چنین ابدا کہی لاقی: ندیدہ مگر ان طرہ پر ناز شاباب اور سنیے خدا حضرت داؤد کو اپنا بیٹا بناتا زبور ب ۸۹/۲۶ وہ مجھے پکار کر کہیگا کہ تو میرا باپ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے۔ میں اُسے اپنا پلوٹہا بیٹا ٹھہراؤنگا۔ انتہی۔ پھر جس شخص کو ذرا بھی عقل ہوگی وہ ازواج داؤد کو ضرور بہوئیں کہیگا لیکن آپ وہاں تو بہو سے عقد کرنیپر جو فی الحقیقت بہو نہیں اعتراض کرتے ہیں یہاں داؤد سے خدا مخاطب ہوکے کیا کہتا ہے کتاب صموئیل باب ۱۲ ملاحظہ: اور یہاں یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ایک بدی کو تیرے ہی گھر سے تجھپر اٹھاؤنگا۔ اور میں تیری جوروؤنکو لیکے تیرے انکھوں کے سامنے تیرے ہمسایہ کو دونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابیسالوم پسر داؤد نے اپنے باپ کی حرموں سے سارے بنی اسرائیل کے سامنے فعل قبیح کیا صموئیل ۲ باب ۱۶۔ وہاں تو صرف اپنے ساتھ نکاح کیا گیا تھا یہاں بہوئیں دوسرونکو دیکر فعل ناجائز کروایا گیا بہلا یہ جہنی تو سہی کہ اپنے پلوٹہے بیٹے کی جوروؤں سے ایسا برتاؤ کرنا کیا کہا جا سکتا ہے بندہ پرور پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نکالیے پھر دوسرے کی آنکھ کا تنکا معاذ اللہ مومنین بنسبت انبیاء معصومین کے ایسا نہیں ہے۔

دفعہ دوم زید و زینب کی ناچاقی

پھر آپ فرماتی ہیں کہ یہ بی بی نجیب الطرفین تہیں اور اپنی عالیخاندانی و حسن و جمال کا خیال کر کے انکو اسبات کا بڑا رنج تہا کہ میری شادی ایک آزاد کردہ غلام کیساتھ کردی۔ الغرض وہ دونوں باہم ملال اتنا بڑہا کہ ایک کو دوسرے سے نفرت ہو گئی یہ غلط ہے کیونکہ جو کچھ اہل زینب کو تہا تجویز نکاح کیوقت تہا۔ جب کل پہلو اسکے دکہلا گئے اور اسکو یہی معلوم ہوا کہ زید بن محمد محمد کا وارث ہے میں اب محمد کی بہو ہونگی تو اسیسب غرت و توقیر کا لحاظ کر کے یقیناً اس جاہلانہ نفرت کا خیال اسکے دل سے محو ہو گیا اور کس حسن عقیدت و خوشی کیساتھ بعد زینب نے زید کو

قبول کیا چھوڑ دیجیے مولا بخش اپنی مراسلات میں کہتے ہیں جب حکم خدا تعالیٰ زینب نے سنا تو حضرت سے آکر کہا ابھی انکار سو فقط تھا
جب تک آپ سے مشورہ تھا یہ بات فرماتی تھیں اور جبکہ خدا تعالیٰ کی ایسی مرضی ہے تو مجھے انکار نہیں - غرض زید کا نکاح زینب
کیساتھ ہوگیا فیروز ڈسکوی بھی فرماتے ہیں صفحہ ۵ پس کیسی بے انصافی ہے کہ زینب کو باوجود اس فرمانبرداری حکم کے یہ
مسلمان باغی بتاتے ہیں حضرت نے کہا زید کو شوہر بناؤ وہ راضی ہے حضرت اسی کہتی ہیں کہ ہمارے بھی وہ راضی ہے ایسا ہی
زینب کا بھائی بھی راضی تھا چنانچہ شاہ عبد الحق لکھتے ہیں کہ زینب نے اور اسکے بھائی نے کہا کہ راضی ہوئے ہم منہاج
صفحہ ۱۶ ایک سال سے زیادہ زینب زید کے ساتھ رہی نہ کوئی ملال درمیان واقع ہوا نہ کوئی نفرت کی بات نہ کشیدگی اور نہ
کہ آنحضرت کے آگے کبھی نسبت سے لڑی اور اب میاں کی کشیدگی لازم تھی حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ بعد نکاح زید و زینب کے
کچھ مدت تو جوں توں بسر کی آخر زید نے اسکی تعلی طنز و تعریض سے تنگ آکر اسکے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا فصل الخطاب
صفحہ ۹۶ ناحق زینب کو مطعون کرتی ہو زینب نے زید کو ہرگز دق نہیں کیا تم زید سے پوچھ لو اور سید امیر علی صاحب
لکھتے ہیں کہ زید نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں زینب کو اب طلاق دینا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیوں اس
سے کیا قصور ہوا زید نے عرض کیا کہ اس سے تو کوئی قصور نہیں ہوا مگر آپ میرا نباہ اس سے نہ ہو گا صفحہ ۲۰۹ زید خود
کہہ رہا ہے کہ زینب سے کوئی قصور نہ ہوا اور دراصل اس سے کوئی قصور ہوا تھا جو قصور تھا وہ حضرت کا تھا اس سے عشق لگا
تھا اسکو خیال ہوتے تھے زید زینب کو حضرت کے قبول نظر سمجھکر اسکو اپنی ماں کی برابر جاننے لگا اور چاہا کہ اسی اسکے نذر
کر دے زید گمان کرد کہ حضرت این سخن را برائے این گفت کہ حسن زینب حضرت را خوش آمدہ اب ناحق زینب کو الزام لگاتے
ہیں آمد مسلمان نہیں زینب آپکی ماں ہیں ماں کا خیال چاہیے اس سے کوئی قصور نہیں ہوا زید صرف یہی کہتا ہے کہ اب
میرا نباہ اس سے نہ ہو گا اور یہ سچ ہے کہ اب نباہ ہوتا کیسے وجہ آپ کی تو آپکے باپ (ابھی تک لقب بحال ہے)
دل میں لیسی ہوئی تھی سید صاحب فرماتے ہیں شاید زید کی نفرت کا باعث زیادہ تر یہ ہوا تھا کہ زینب نے چند کلمات
کو جو آنحضرت کی زبان مبارک پر اس وقت جاری ہوئے تھے جب آپکی نظر اتفاقاً اس پر پڑ گئی تھی ایسی طرز سے مکرر دہرایا تھا
کہا کہ اس طرز کو عورتیں ہی خوب جانتی ہیں تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت کسی ضرورت سے زید کے مکان پر تشریف لے گئے
اور زینب کے چہرہ پر کوئی نقاب نہ تھا کہ وہ کلمات فرمائے تھے جو زمانہ ہر ایک مسلمان خوبصورت تصویر یا لعبت کو دیکھکر
کہنے لگتا ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین آنحضرت نے تو یہ کلمات صرف تعریف کی راہ سے

فرماتے تھے مگر زینب کو غرور ایسا دامنگیر ہوا کہ اس آیت کو انہون نے متواتر اپنے شوہر کے سامنے
پڑھا کہ معلوم ہو کہ ہم ایسی حسین ہین کہ خود پیغمبر نے ہماری تعریف کی ہی اس سے زید کو خواہ مخواہ ملال ہوا الحاصل امر
زید نے اپنے دل مین ٹھہا دیا کہ اب اس عورت کیسا ہرگز نہ ہونگا معہٰذا اگر یہ سچ ہی تو زید غضب کا نادان اور احمق بلکہ درحقیقت کوئی
شوہر نہین ہی جو زوجہ کے حسین ہونیکی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ اسکی زوجہ اسکے حسن سے آگاہ ہو یا اس وجہ سے کہ کوئی بڑا یا بوڑھا یا نابالغ اپنی بیوی کے
حسین ہونیکا مدعی اور زوجہ اسکی اس لیے کہ میرا باپ یا سسر مجکو بڑا حسین جانتے ہین اپنے دل مین ملال کرکے اور زوجہ
کو چھوڑ دینے کا قصد اکیا سمجھ سکتے نہ کرے بلکہ حق یہ ہی کہ جو شخص اس قسم کے واقعہ کا مدعی ہو ہم اسکو بیوقوف ہی احمق کہینگے۔
اسمین ایک بہید تھا محمد صاحب نے وہ سخن اس طرز سے کہا تھا کہ زینب کو پورا یقین ہوگیا تھا کہ حضرت
پیغمبر فریفتہ ہوگئے ہین اور زید کو پوری طرح معلوم ہوگیا تھا کہ اصل واقعہ یہی ہی اسلیے اسنے اپنی
جورو کو طلاق دیدیا کہ محمد صاحب کا دل ٹھنڈا ہوا اور زینب کو ازواج رسول اللہ مین داخل ہونیکا
شرف حاصل ہو جسنے کہ وہ ام المومنین ہوکر زید کی بھی مان بجاوین نہ حضرت کی نظر اتفاقا زینب
پر پڑگئی تھی اور نہ حضرت نے کوئی ایسی بی لاگ کلمات زبان سے نکالے تھے جو بی زبانا
ہر ایک سامان نے اختیار کہنے لگتا ہی۔ خصوصا جب ہر ایک مسلمان دیکھیگا کہ ان کلمات نے ایک
گہر بگار دیا زوجہ شوہر مین نفاق پیدا کیا۔ اور محمد صاحب کی نبوت پر داغ لگایا جو زائل نہین ہوسکتا

جواب

زید و زینب کی ناچاقی کا سبب جواب بدگمانی زید فرماتے ہین یہ محض بدگمانی ہی بلکہ یہی
نااتفاقی و غرور زینب باعث افتراق تھا بہرحال خواہ گمان زید سے ہو خواہ غرور زینب سے ہو
خواہ دوسرے اسباب ہون حضرت سرور کائنات پر کیا اعتراض ہوسکتا ہی کیونکہ جسوقت زید نے
طلاق دینے کو کہا اسوقت حضرت نے فرمایا کہ تو اسکو اپنے گہر مین رہنے دے اور اللہ سے ڈر
اگر زید کو یہ گمان بھی تھا کہ حسن زینب حضرت کو خوش آیا تو اسوقت کے ارشاد سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت
اسکے طلاق پر رضامند نہتے زید کو علم غیب نتہا کہ وہ یہ بھی جان لیتا کہ حضرت کے قلب مبارک مین
کیا ہی اور یہ خیال کرنا کہ حضرت نے فرمایا کہ اسکو روک رکھ اور خدا سے ڈر فقط زبانی ہی اور دل حضرت

کا کچہ اور چاہتا ہی یہ تو محض خیال نفسانی اور بے دلیل قول لسانی ہی - کوئی وجہ زید کو اسبات کے یقین کی نہتی واقعہ صرف یہی ہی کہ زید اور زینب مین اب محبت باقی نہین ہتی - چنانچہ روضۃ الاحباب جلد مین تحریر ہے - پس میان زید و زینب ناسازگاری پدید شد چنانچہ میان بعض ازواج میباشد تا بجائیکہ زید بتنگ آمد و بنزد آنسرور رفت و از زینب شکایت کرد و گفت یا رسول اللہ مے خواہم کہ زینب را طلاق دہم کہ با من بسیار تند خوئی میکند و بر من بانسفی و راز گشتہ اور اسی طور پر صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہین کہ قصہ زینب نظر این بنیت کہ مرقوم افتاد جس سے ظاہر ہی کہ زینب نے زبان طعن بہی پہ کہولتی تہی اور بد مزاجی کرتی تہین اسیوجہ سے زید نے بہ تنگ آکر انکو طلاق دیدینے کا ارادہ کیا - اور یہی روایت مدارج النبوۃ مین بہی تحریر ہے تو وجہ طلاق صرف بد زبانی اور تند خوئی زینب ہوئی اور زینب اگرچہ بوقت تزویج راضی ہوگئین تہین - مگر ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بسبب کج خلقی صرف نکاحب اور زید کی غلامی ہی جسکا انکو خیال رہا کرتا تہا جسوقت حضرت نے چاہا کہ زید کیساتہ انکا عقد ہو انہون نے انکار کیا اور انکا بہائی بہی اس انکار مین شریک تہا اور دوسری روایت یہ ہی کہ زینب نے اپنے اقربا سے مشورہ طلب کیا اور انمین ہیجان ہوا کہ جناب سید انبیا کیون اپنی عزیز کی لڑکی کو ایک غلام کیساتہ بیاہے دیتے ہین حضرت نے فرمایا کہ تمکو اپنے کام مین کوئی اختیار نہین ہی تو اسوقت بسبب اس آیت کے انہون نے رضامندی ظاہر کی اس سے ظاہر ہی کہ وہ پہلے ہی نفرت و کراہت رکہتی تہین اور وہی سبب نا اتفاقی رہا کیا صرف حکم خداوندی سے مجبور ہو کر عقد زید قبول کر لیا تہا - اس سے کہان ثابت ہوتا ہی کہ اظہار قبول سے انکا دل بہی راضی تہا جبکہ انکو اپنے اوپر اختیار بہی نہ باقی رہا تہا تو وہ بجز رضامندی کے اور کیا کرتین اور اگر حکم خدا سے انکار کرتین تو گنہگار ہوتین پس بسبب خوف گناہ انہون نے رضامندی ظاہر کر دی اور یہ کیونکر ممکن ہی کہ کسی کے دل سے اپنے حسب و نسب کا خیال دور ہو جائے یہ خیال انکو رہا کہ میری شادی ایک غلام سے کی ہی زید کو وہ اپنی برابر نجانتی تہین - چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہی - السنور زینب را برا

...خواستگاری نمود زینب پنداشت کہ برائے خود میخواست ان خطبہ راقبول نمود وچون دانست
...خواستگاری از برائے زید بودہ اباکرد۔

...خواستگاری انکو معلوم ہوا کہ شاید حضرت خود اپنے واسطے چاہتے ہین اُنہون نے رضا
...ظاہر کی اور جو نہین یہ معلوم ہوا کہ زید کیواسطے عقد چاہا گیا ہی انکار کیا زینب کا اقرار کرنا صرف
...بل حکم خدا اور رسول ص کے سبب سے تہا ورنہ اُنکو غرور خیال نسب تہا اور زید کو حقیر جانتی تہین
موجب انکی استدعا کے ہمنے زید سے پوچہا اور انہون نے وہی کہا جو کچہ ہمنے لکہا لیکن آپ
...نے جو یہ کہا کہ نجم صاحب نے وہ سخن اس طرز سے کہا تہا کہ زینب کو بوالیقین ہو گیا تہا کہ وہ مجہپر
...فتہ ہو گئے ہین۔ یہ طرز اور یہ امتیاز آپ کا خیال کرنا قیاسی و وہمی ہی جسکی کوئی دلیل نہین۔
...ور مجوس و ہنود تو بہت کچہ خیال کر سکتے ہین اللّٰھم احفظنا من کل بلاء فی الدنیا
والاخرۃ

سوم۔ حضرت و عشق زینب

...ابن بابویہ رح و دیگران بسند ہای معتبر از حضرت امام رضا ع روایت کردہ اند کہ حضرت رسول ص روزے
...بخانہ زید ابن حارثہ رفت وچون داخل خانہ زید شد زینب زن زید را دید کہ غسل میکند
...فرمود کہ سبحان اللّٰہ الذی خلقک۔ چون زید بخانہ برگشت زنش خبر داد کہ رسولخدا ص آمدو
...سخنی میگفت و رفت زید گمان کرد کہ حضرت این سخن را برائی این گفتہ ست کہ حُسن او حضرت
...خوش آمدہ حیات القلوب صفحہ ۵۷۳ پس حضرت نے زینب کو غسل کرتے تنہائی مین برہنہ
...دیکہا تہا۔ اور وہ کچہ بنے اختیار زبان سے نکل گیا بقول حالی ؎ ہمکو ہزار شرم سہی مجکو لاکہ ضبط
...الفت وہ راز ہے کہ چہپایا نجائیگا۔ اور ہمارے ہیرو زید آپ سے کہین اسکا مطلب زیادہ
...سمجہ کر وہ جان گئے کہ جورو انکی رسول ص مقبول کی مقبول نظر ہو گئی اور اس لئے یہ کلمات حضرت کے
...زبان پر جاری ہو گئے۔ آپ زید سے بہتر اس معاملہ مین سمجہ نہین رکہتے وہ اہل زبان ہین اور حضرت
...صحابی اشارون کنایون سے ماہر۔ پس حکیم نورالدین صاحب کا یہ فرمانا کہ معترضین نے
...اس کا کوئی ثبوت نہین دیا ص ۱۶۷ محض حیلہ ہے ہم حضرت کو مجنون یا فرہاد نہین بتاتے

عشق بشر سے نہین ہوتا ہم صرف یہ کہتے ہین کہ زینب حضرت کے دلمین بس گئی آنکھ
لڑ گئے اور زینب بہی سمجھہ گئی اور زید بہی مگر فیروز ڈسکوی کی تسکین نہین ہوتی وہ فرماتے
ہین کہ آنحضرت کسی وقت زید کے گھر گئے اور بی بی زینب کو دیکھکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئے
اور بے اختیار ہوکر پڑہا فتبارک اللہ احسن الخالقین وہ یہ خیال نہین کرتے کہ بی بی زینب
کوئی اجنبی عورت تہین جنکا حسن و جمال حضرت نے کبہی نہ دیکہا ہو صفحہ ۳ محمد حسین بہی یہی فرماتے
ہین صفحہ ۱۸۳ زینب کا نہایت خوبصورت و حسن و جمال ہونا تو ڈسکوی صاحب کو بھی
تسلیم ہی صفحہ ۳ و ۴ وہ حضرت امام رضاء کا قول بہولجاتے ہین کہ آن حضرت چون داخل خانہ
زید شد زینب زن او را دید کہ غسل میکند - غسل کرتے ہوئے تنہائی کی حالت مین حضرت نے
اوس ماہ پارہ کو کبہی نہ دیکہا تہا اور اُسکے حسن و جمال نے اسکے قبل انکو کبہی ایسا گہایل نکیا
ایسی حالت مین محمد صاحب کا زینب کو بے ستر دیکہنا کیا کچہ اثر پیدا کریگا اس کلمہ تعجب
تحسین سے عیان ہی جو اُنکے موںہہ سے اسوقت بے اختیار نکل گیا - بتاؤ تو کیا کبہی پہلے بہی
انکو غسل کرتے ہوئے تنہا دیکہا تہا اور یہ کلمات نکالے تہے آخر پیشتر بہی تو اسکو دیکہا تہا پس آج
زینب خاص اس تحسین و آفرین کا کیا سبب ہی اس بے ساختہ بے اختیاری کا کوئی نیا سبب ہی مان دیجئے
ہم بتاتے ہین ع رموز عاشقان عاشق بداند ۔ زینب حضرت کے چہرہ کی رنگت آنکہون کی
جنبش لبون کی حرکت اور آواز کے لوچ سے فوراً پہچان گئے کہ بر دلش تہ اس گفت و شنید کا
تذکرہ شوہر سے کیا وہ بہی سمجھہ گیا کہ حضرت این سخن را برائے ان گفتہ ست کہ حسن او حضرت را خوش
آمدہ - پر مولوی نہین سمجہتے یا سمجہتے ہین پر ناسمجہی کرتے ہین -
یہ قصہ جو ہمنے ابہی سنایا بلکہ ہمنے نہین امام رضا علیہ السلام نے - سید صاحب بہی اسکی تصدیق کرتے
ہین اور مولوی ڈسکوی کو بہی انکار کی مجال نہین - علاوہ اسکے مفسرین نے بہی اسکو
بڑی تفصیل و تشریح سے بیان کیا ہی اور محمد حسین دردسے فرماتے ہین افسوس ان
مفسرین نے اون باتون کو نہ سوچا اور اس قصہ کو تفاسیر مین نقل کرکے مخالفین اسلام کو

...حسن پرستی اور تعشق کا الزام واتہام قائم کرنیکا موقع دیدیا صفحہ ۸۴ا۔ افسوس یہ لوگ
...ہونیکی ضروریات مناظرہ کو نہ سوچے اب اُنپر تبت یدا پڑ ہینے سے کیا ہوتا ہے
...صاحب فرماتے ہین کہ جو عامہ تفاسیر مین لکہا ہے کہ انحضرت کی ایکدن اتفاقیہ زینب پر نگاہ پڑی
...کو اسکی شکل پسند آگئی اور آپ کے مونہہ سے اُسکی تعریف نکلی زید کو خبر ہوئی تو اُسنے
...خاطر انحضرت کے طلاق دینی چاہی جسپر انحضرت نے اسکو زبان سے تو طلاق دینے
...روکا مگر دل مین خیال تہا کہ یہ طلاق دے لے تو پہر آپ اسکو نکاح مین لائین
...واہی قصہ ہے صفحہ ۸۳ا کچہ دن بعد تو آپ زینب کے وجود سے انکار کر جائینگے
...نور الدین صاحب نے ماریہ کے وجود سے انکار کیا۔ حضرت یہ قصہ عیسائیون نے
...گڑہا ہے۔ اہلبیتؑ سے امام رضا علیہ السلام اسکے راوی ہین اور آپ سے زیادہ
...اسلام سید امیر علیصاحب بہی اس سے انکار نہین کر سکتے کہین واہی کہدینے سے
...واقعہ تاریخ واہی ہو سکتا ہی۔ واضح ہو کہ اس واقعہ کے قبل زوجہ وشوہر مین خوب
...تہی چنانچہ ایکسال یا زیادہ زینب زید کے ساتہ رہی اور بعد اسکے حق تعالی نے
...فرمایا کہ ہمارے علم قدیم مین ایسا جاری ہوا ہے کہ زینب رسول خدا کے ازواج
...داخل ہو پس درمیان زید اور زینب کے ناسازگاری پیدا ہوئی منہاج صفحہ ۸۶۴
...خدا نے محمد صاحب کو بتا دیا کہ زینب تمہاری جورو ازل مین ہو چکی مگر درمیان مین
...زید دکس ازلی غلطی سے ہو گئی کہ حضرت پر داغ لگ گیا اور زینب کو برہنہ حضرت
...وہ کلمات اضطراب دل کے نکال چکے اور زینب کو معلوم ہوا کہ کیا معنے حضرت کے
...اور زید کو بہی یقین ہو گیا تب زید نے طلاق کی ٹہانی پہلے نہین۔ اور اب زید ہر طرح
...اپنی جورو سے ہاتہ دہوئے گذار انتہا ورنہ سچے اسلام یعنی محمدیت مین فرق
...کی ہندی مولویو ڈسکویہ۔ کانپوریو۔ اور بہیریو۔ ٹبالیو علامہ عبد الرحمن الصفوری
...کی نزہت المجالس خبر ثانی صفحہ ۲۰۷ مناقب امہات المومنین تذکرہ زینب پڑہو،

اسمین لکہا ہی کانت بیضاء جمیلۃ سمینۃ فابصرہا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اذاراہ امرءتہ بعد حین عند زید فقال سبحان اللہ مقلب القلوب وکان من
خصائصہ صلعم اذا راہ امرءۃ عجبتہ حرمت علی زوجہا امساکہا وکانا ثم قسمعت التسبیح
فاخبرت زوجہا زید ابذلک فقال یارسول اللہ ائذن لی فی طلاقہا فقال امسک علیک زوجک
فاتق اللہ الخ یعنی زینب رنگ کی گوری حسین جسیم تہی پس اسکو نبی صلعم نے دیکہہ پایا - کچہ دنون بعد
زینب کے گہر مین پس حضرت کو وہ بہلی لگی پس کہا سبحان اللہ مقلب القلوب اور
انحضرت کے خصائص سے تہا کہ جب کسی عورت کو دیکہہ پاتے اور وہ آپ کو بہلی لگجاتی
تو وہ حرام ہوجاتی اپنے شوہر پر اور حرام ہوجاتا شوہر پر اس عورت کا رکہنا زینب نے
تہی اور اسنے تسبیح سن پائی پس اُسنے اپنے شوہر کو خبر دی اسبات کی پس اُسنے کہا
رسول اللہ مجکو اجازت دو تو مین طلاق دون حضرت نے فرمایا اپنی عورت کو اپنے
پاس رکہہ اور ڈر اللہ سے الخ - ناظرین اس خصائص عجیبہ پر خوب غور کرو جس نبی
کی عورت حضرت کو بہا جاتی وہ شوہر کو حرام ہوجاتی تہی حضرت نے کلمات تحسین
زبان سے نکالے عورت سمجہی کہ مین حضرت کو بہا گئی مومنہ تہی شوہر کو خبر دی شوہر
مومن تہا دونون سمجہے کہ اب علاقہ زن وشوہر کا قائم نہین رہ سکتا اسوجہ سے
طلاق ہوا نہ زوجہ کا قصور ہے نہ شوہر کا قصور وقصور انہین خصائص نبوی کا
ہے آگے حسنت جمیع خصالہٗ کہنے والے مان لین -

جواب

آپ نے ایک روایت حیات القلوب سے نقل فرمائی ہی اور جو کچہ اختلافات روایات
ہین انکا تذکرہ نہین فرمایا اب سنئے تفسیر مجمع البیان اور تفسیر صافی مین ہی کہ
حضرت جسوقت زینب کے گہر گئے ہین اُسوقت وہ خوشبو پیس رہی تہین
روضۃ الاحباب مین حضرت کا جانا اور زینب کو دیکہنا نہین لکہا ہوا ہی صرف یہ

ہے کہ زینب و زید مین نااتفاقی ہوئی۔
صاحب مدارج النبوۃ نے یہ قصہ مثل روایت روضۃ الاحباب کے لکھا ہی اور
پھر تحریر کیا ہی۔ این قصہ بر نہجے کہ مذکور شد نزد محققین اہل سیر معتبر و مقرر ست
و بعضے اہل سیر و اہل تفسیر و تواریخ این قصہ را بر نہجے ذکر کردہ اند کہ نہ موافق واقعہ است
و نہ مناسب شان حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ست و محققین از از ذکر آن ابا
مفسرین شمردہ اند۔ علم حدیث بہت بڑا علم ہے جو شخص اس علم مین کمال حاصل
کرے وہ روایات کی صحت و سقم کا حال دریافت کر سکتا ہے۔ آپ کا کام نہین ہی
پس جب کہ اسقدر اختلافات ہوئے تو کسی ایک روایت کو آپ صحیح نہین کہہ سکتے
اور نہ اُسپر استدلال کر سکتے ہین اگر ہم اسکو تسلیم بھی کرلین کہ حضرت نے اسکو غسل
کرتے دیکھا تو اس سے یہ کب ظاہر ہوتا ہی کہ وہ برہنہ نہاتی تہین چادر لنگ خصوصاً
واسطے عورات کے لازمی و دستور عام ہے۔ آپ نے صرف لفظ غسل سے برہنہ ہونا کیونکر
نکالا یہ صرف آپکا تعصب ہے اگر کوئی شخص کہے کہ مینے کسی شخص کو نہاتے دیکھا تو یہ لازم نہین
کہ وہ برہنہ ہی نہاتا ہوگا وہ اچھی سمجہ ہے اور قطع نظر اسکے عورات کا دستور ہی کہ دیگر عورات اونکے شوہر سے
بہی حجاب کیا کرتی ہین۔ پہر یہ کیونکر گمان ہو سکتا ہی کہ نے پردہ ونے حجاب غسل کرتے ہون
بجز اسکے کہ شاید چہرہ کہلا ہو یا سامان و تہیہ غسل مین مشغول ہون اگر وہ برہنہ ہوتین
تو یہ ضرور تہا کہ جسوقت حضرت تشریف لیگئے تہے اور اسی حالت برہنگی مین اونکا سامنا ہو گیا
تہا تو وہ ضرور پردہ کرتین یا کسی طرح اقل مرتبہ ستر عورتین تو ضرور کرتین۔ مگر کسی تاریخ کسی تفسیر
کسی کتاب مین نہین ہی کہ حضرت زینب نے پردہ کیا یا کسی سے بیان کیا پس کیونکر کوئی کہہ سکتا ہی
کہ وہ برہنہ نہاتی تہین لہذا یہ دلیل آپ کی باطل ہو گئی اور اب ہم یہ کہتے ہین کہ حیات القلوب
مین لفظ غُسل لکہی ہوئی ہی یہ دراصل لفظ غسل ہے بالفتح بمعنی شوئیدن نہ بالضم بمعنی غسل کردن

اور قرینہ صریح بہی اسکا موجود ہی جب ہم اس روایت کو جسمین لکہا ہی کہ وہ خوشبوئی بہستی تہین اور اس غسل کی روایت کو جمع کرین تو یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ خوشبو پیکر وہ اپنے ہاتہ دہو رہی تہین کیونکہ غسل ہر عضو کے دہونے کو اور تمام جسم کے بہی دہونے کو کہتے ہین تو ممکن ہی کہ وہ اپنے ہاتہ دہوتی ہون اور جب اپنے ہاتہ دہوتی تہین تو کوئی مضائقہ انکو دیکہنے مین نتہا اگر وہ برہنہ ہوتین تو ضرور پردہ کرتین کیونکہ عورتون کی یہ کیفیت ہوتی ہی کہ اگر حالت برہنگی مین انکا شوہر بہی آجاتا ہی تو ضرور وہ حیا کرتی ہین اور تمام جسم پوشیدہ کر لیتی ہین مگر شاید کسی قوم مین یہ بیحیائی بہی ہو اسلام تو اسکی اجازت نہین دیتا۔

اب یہ روایت جو آپنے نزہت المجالس سے تحریر کی ہی یہ بہی منجملہ انہین روایات ضعیفہ کی ہی آپ خود سمجہ سکتے ہین کہ جو شخص سوتا ہو وہ کیونکر کسی کی آواز سن سکتا ہی اور یہ امر کب تسلیم ہو سکتا ہے کہ جس عورت پر حضرت کی نگاہ پڑے وہ اُسکے شوہر پر حرام ہو جائے اسلیئے کہ ہزارہا عورتین شوہر دار آیا کرتی تہین وہ سب اپنے شوہرون پر تہ حرام ہو گئین۔ بس اے پادری صاحب ذرا سمجہ کے بات کیا کیجئے۔ تخیلات فاسدہ و توہمات کاسدہ ہر جگہ بیجا ہے۔

اب آپ زن اوریا کی نسبت فرمائیے کہ جب حضرت داؤد نے قصر شاہی ایوان جہان پناہی کی سقف رفیع اور سطح بام بدیع سے نظارہ فرمایا تو زن اوریا غسل کرتی تہین جسکا حسن و جمال دیکہکر فوراً بیقرار ہو گئے اور بلوا کر ہم بستر ہوئے اب فرمائیے کہ وہ تنہا تہین یا نہین اب بیان بہی فرمائیے کہ حسن و جمال زن اوریا حضرت داؤد کے دل مین بس گیا قصہ مجنون و فرہاد نہ بہی آنکہہ لڑ گئی زن اوریا بہی نظر محبت نگاہ الفت سلسلۂ عشق تار گئی فوراً حاضر ہوئی حرام کا بیج رکہوا کر اپنے گہر واپس گئی اگر آپ اسکو عشق بازی و عیاشی و گنہگاری کہئیے تو بجا ہی۔ اور ہم تو حضرت داؤد اور جملہ انبیا کو اور رسول عربی کو امور قبیحہ سے معصوم سمجہتے ہین محض افترا جانتے ہین اب علاوہ عشق داؤد اور زن اوریا کے دیکہئیے کہ حضرت یعقوب اپنی خواہر ماموں زادی کا حسن و جمال دیکہکر عاشق ہو گئے (توریت کتاب پیدایش باب ۲۹

درس ۸ الیعقوب راحیل پر عاشق تہا ورس ۲۰ یعقوب نے سات برس تک راحیل کیلیے خدمت کی پروے برس مین اس عشق کے سبب چندروزہ معلوم ہوئین) اور جب دہوکے سے دوسری بہن لایان سے شادی ہوگئی تو پہر سات برس خدمت کرکے جمع بین الاختین فرمایا۔ عشق اسکو کہتے ہین۔ پھر دیکہیے کتاب قاضی باب ۱۴ شمعون پیغمبر نے فلسطائیون یا نختون قوم سے ایک عورت پسند فرمائی اور والدین سے کہا کہ میری آنکھون مین بہلی لگی ہر چند والدین نے سمجہایا نہ مانا۔ دیکہیے آنکھ لڑنا ایک نختر خلاف مذہب ہی اسکو کہتے ہین۔ پھر باب ۱۶ دیکہیے ایک عورت الیلا کو چاہنے لگے اور اُسنے شمعون کے دلکا بہید لیکر گرفتار بلا کرادیا۔ اب مین کہانتک اپ سے داستان عشق بیان کرون۔

دفعہ چہارم۔ اخفاے عشق

آخر الامر زید نے اپنے دلمین ٹہان لیا کہ اب مین اس عورت کیساتہ نرہونگا اور انہون نے انحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین زینب کو طلاق دینا چاہتا ہون آپ نے فرمایا کیون اسنے کیا قصور کیا۔ زید نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے کوئی قصور نہین ہوا مگر اب میرا نباہ اس سے نہوگا۔ انحضرت نے تب تاکید فرمایا کہ جا اور اپنی زوجہ کی حفاظت کر اور اس سے اچھی طرح سے پیش آ مگر زید اپنے ارادہ طلاق سے نہ باز آیا اور باوجودیکہ انحضرت نے ایسا حکم دیا تہا لیکن اسنے زینب کو طلاق دیدیا انحضرت کو زید کے اس فعل سے خاصکر اور زیادہ رنج ہوا صفحہ ۹۰ و ۹۲۔ اپنے زید کو بہت روکا اور تلخی معاشرت پر صبر کرنے کو بہت نصحت وہدایت کی اور بسخت الحاح واصرار کیا صفحہ ۶۹ افضل المحطا حضرت کے عشق نے زوجہ شوہر کو الگ کیا محض اسوجہ سے زید زینب کو طلاق دینا چاہتا تہا اور حضرت محض زبان ہی کہتے تہے کہ طلاق مت دی حالانکہ دلسے چاہتے تہے کہ طلاق ہو جائے اور طلاق سے بڑے خوش ہوئے یہ قران کی لفظ سے ہی ثابت ہی جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چہپاتا تہا اپنے دل مین ایک چیز اللہ اسکو کہولا چاہتا ہے

اور ڈرتا تہا لوگون سے مفسرین نے اس اخری فقرہ ما اللہ مبدیہ کے معنے
عشق زینب بتائی ہین چنانچہ جلالین مین ہی من محبتہا وان لو فارقہا زید تزوجتہا
اظہر ہی کہ جو حضرت زبان سے کہتے تہے اُسکے عین خلاف دلمین تہا مگر حکیم صاحب
عیسائیونکی شوخی و جرأت قابل افسوس تبلاتے ہین جو وہ کہتے ہین کہ آنحضرت نے اوپری دل سے
زید کو منع کیا تہا صفحہ ۱۶۷ جناب بندہ آپ شاید عبد الحق محدث دہلوی کی شوخی و جرأت دیکہین
وہ مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین حضرت نے فرمایا نگاہ رکہہ اپنے اوپر اپنے زن کے تئین اور خدا سے
ڈر لیکن خاطر انور اس جناب کی چاہتی تہی کہ زید اسے طلاق دیوے لیکن شرم رکہتے تہے کہ اُسے امر کرین
زینب کی طلاق پر اور اس بات سے بہی اندیشہ فرماتے تہے کہ لوگ کہین کہ اپنی فرزند کی اہلیہ چاہتا ہے
اور اہل جاہلیت جس عورت کو اپنے فرزند خواندہ سے منسوب کرتے تہی حرام جانتے تہے جسطرح
اپنے صلبی بیٹے کی جورو کو صفحہ ۸۶۵ روضۃ الاحباب مین بجنسہ یہی ہی - دیکہو یہ معنی حضرت
کے بہت نصیحت وہدایت وسخت الحاح و اصرار کے ہین مگر ہان خاطر انور اس جناب کی چاہتی
تہی کچہ اور اور حضرت نے زمان جاہلیت کے رسم کیموافق زید کی تبنیت کی تہی اسکو اپنا وارث
ٹہراکر لوگون کو گواہ ٹہرایا تہا اور زید کو نام ابن محمد کا دیا تہا کیونکہ عرب مین ہندونکی طرح مونہ
بولا بیٹا صلبی بیٹے کی مانند سمجہا جاتا تہا فصل الخطاب اول صفحہ ۱۶۷ - حضرت نے یہی رسم اداکی
تہی پس حکیم صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر لےپالک کی جورو سے شادی منع ہی تو اسکا ثبوت توریت
یا انجیل یا شرع محمدی (قران) سے بدلائل عقلیہ سے دیا ہوتا ف ۱۶۸ بالکل باطل ہی کیونکہ دراصل
شرع محمدی نے شرع عرب تبنیت کو تسلیم کرکے زید کو محمد کا بیٹا بنادیا تہا اور کل حقوق
اسکو وراثت وغیرہ کے حسب قواعد ملک عرب دلائے تہے اس قاعدہ کی رو سے
اس شریعت کی رو سے جس مین حضرت نے کبہی کوئی مضرت یا ملکی یا اخلاقی نہین دیکہی تہی بلکہ
جسکے حسن کے قائل ہوکر خود اسکو بخوشی برتا تہا اُسی شریعت کی رو سے زینب محمد صاحب پر حرام
تہی سو اب آج زینب سے عشق کرکے حضرت اسی شرع محمدی کو اپنے فائدے اور حظ نفس

واسطے منسوخ کرکے فرماتی ہین مین کسی کا باپ نہین لو تبنیت ناجائز ہی یہ مسموع نہین
سو جہ سے حضرت خدا کی چوری کرتے تہے۔ زبان سے جہوٹھ بولتے تہے کیونکہ لوگون سے
ڈرتے تھے بدنام ہونیکا خوف تہا بدنامی کو یون مٹایا کہ آسمان سے آیت بلائی۔

جواب

اس دفعہ مین آپ فرماتے ہین کہ حضرت دل سے چاہتے تہے کہ زید زینب کو طلاق دے اور
ظاہر مین یہ کہتے تہے کہ نگاہ رکہہ اپنی زوجہ کو۔ اور یہ قرآن کی نص سے نہین نکلتا ثابت ہی۔
لیکہ مخاطب صاحب نے فرمایا بالکل غلط اور بے اصل ہی قرآن کی آیت سے تو ہرگز نہین ثابت ہے
آپ نے لفظ محبت جلالین سے لکہدی۔ نہ سمجہے کہ یہ خلاف اتفاق علما ہی۔ اب سنئے فقرہ
تخفی فی نفسك ما الله مبدیه کے یہ معنی ہین کہ تم اپنے نفس مین اس چیز کو پوشیدہ
کرتے تہے کہ خدا جسکا ظاہر کرنیوالا ہے اس کی تفسیر مین اختلاف ہی کہ یہ خطاب زید سے ہی یا جناب
رسالتمآب سے جیسا کہ مواہب لدنیہ مین لکہا ہی کہ بعض علما لکہتے ہین کہ یہ خطاب زید سے ہی اگر
یہ تسلیم کیا جاوے تو پہر یہ سب خیالات آپ کے باطل ہین اور اگر بقول دیگر مفسرین یہ تسلیم کیا جاوے
کہ آنحضرت سے خطاب ہی تو اسمین بہی اختلاف ہی کہ آنحضرت کے دل مین کیا پوشیدہ تہا صحیح قول بموجب تفسیر مجمع البیان علامہ طبرسی رح
یہ ہی کہ حضرت علی ابن الحسین فرماتے ہین کہ وہ بات جسکو رسولخدا نے پوشیدہ فرماتے تہے یہ
تہی کہ پروردگار عالم نے خبر دی تہی کہ زینب تمہاری ازواج مین سے ہوگی اسی خبر کو حضرت چہپاتے تہے
اور یہ تفسیر مطابق منطوق آیہ بہی ہی کیونکہ آگے اسکے جو فقرہ ہی وہ یہ ہی ما الله مبدیه
یعنی جس چیز کو اللہ نے ظاہر کیا وہ تزویج ہی۔ جیسا کہ کلمہ زوجنا کہا اسکا شاہد ہی اگر اس سے
زینب کی محبت ہوتی تو ضرور خدا اُسکو ظاہر کرتا حالانکہ اسکو نہین ظاہر کیا باوجودیکہ وعدہ اظہار
تہا۔ پس اگر اظہار ہوا تو صرف تزویج کا لیکن کسیطرح سے آپ ثابت نہین کر سکتے ہین کہ خدا نے
محبت کو مخلوق پر ظاہر کیا بلکہ حضرت نے اس خبر کو جو حضرت کو ہو چکی تہے بخیال طعن
کے پوشیدہ فرمایا تہا چنانچہ اگر حضرت کہتے کہ یہ زوجہ میری ہی تو لوگ کہتے کہ یہ دوسرے

کی زوجہ ہے - اور اگر ارادہ عقد ظاہر فرماتے تو مشرکین یہ کہتے کہ اپنے متبنی کی جورو
سے نکاح کرنا چاہتے ہیں انہین خیالات سے حضرت نے اس امر کے اظہار کرنے مین تاخیر فرمائی تھی
پس حقتعالے نے فرمایا کہ تم خوف کرتے تھے خلایق کا حالانکہ خدا اسبات کا زیادہ سزاوار ہے کہ اس سے
خوف کرو - اور شریعت خداوندی کو بلاخوف وخطر ظاہر کرو -
شرح الفیہ مین علامہ عبدالروف نے قول قرطبی کو نقل کیا ہے کہ ہمارے علما نے تسلیم کیا ہے
کہ بہترین اقوال یہی قول ہے جو حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے منقول ہے اور اُسپر مدار اہل تفسیر
وارباب تحقیق کا ہے اور طائفہ ارباب الباب مانند ظہری اور قاضی اور ابوبکر بن ابی العلا اور قاضی
ابی بکر بن العزبی اور ماسوا ان لوگون کے اسبات مین متفق ہین -
پس اب کوئی شبہ وشک اس روایت کی صحت مین نرہا کیونکہ اسپر اتفاق علمای فریقین اسلام ہوگیا ہے
لہذا صاحب مدارج نے جو کچھ تحریر کیا ہے صحیح ہے مگر اب بعض جملے اکثر مقامات پر کہا جایا کرتے ہین یہ ایکی
عادت ہوگئی ہے وہ لکہتے ہین - لیکن چون از حقتعالی معلوم کردہ بود کہ زینب داخل ازواج وے
خواہد بود خاطر مبارکش میخواست کہ زید اورا طلاق دہد لیکن شرم داشت الخ حضرت کی خاطر مبارک
صرف اسوجہ سے چاہتی تہی کہ انکو حکم خدا ہوا تہا نکرتے تو کیا کرتے اسلئے کہ قضای الہی مین گزر چکا تہا
اگر ترک فرماتے تو خلاف مصلحت الہی ہوتا پس ضرور ہوا کہ وہ عقد کرین بلکہ خداوند عالم نے خود
اور فرمایا کہ زوجنا کہا ایسی حالت مین واسطے تعمیل حکم خدا کے اگر حضرت کا دل چاہتا تہا تو
کیا ضرر تہا ہر نبی جس امر پر مامور ہوتا ہے اسکا دل چاہتا ہے کہ وہ امر تکمیل کو پہونچے اور تعمیل حکم خدا
ہوجائے یہ دل چاہنا حضرت کا بوجہ عشق یا محبت کے نتہا اپنی زبان سے جو کچھ چاہئے ادا
کیجئے - مگر احادیث معتبرہ سے ثابت کرنا ذرا کام رکہتا ہے -
اور حکیم صاحب کا قول الخ اگر لیپالک کی جورو سے شادی کرنا منع ہے تو اسکا ثبوت توریت
انجیل یا شرع محمدی یا قرآن سے یا دلایل عقلیہ سے ثابت کیا ہوتا بہت صحیح ہے اور اب
جو کچھ اسکے جواب مین فرمایا وہ بالکل باطل ہے اسواسطے کہ اناجیل سے تو بالکل ایسے ثابت ہی نہین

صرف آپکا ایک قیاس کیک ہی۔ رہا شرع محمدی کی نسبت اس سے کہان پایا جاتا ہی کہ
لیپالک کی جورو سے شادی کبہی جائز نہتی بعد کو کیا حبا یتز قرار پائی اور جب یہ کہین نہین لکہا
ہی۔ تو زینب حرام کیونکر ہوسکتی ہی اپنے دعوے کے ثبوت مین کوئی آیت کوئی حدیث کوئی تواریخ
پیش کروگے یا زبانی کہدینا کوئی تسلیم کرلیگا۔ یہ تو فرمائے کونسا حکم آیا تہا جسکو حضرت نے
اپنے فائدہ اور حظ نفس کیواسطے منسوخ کیا تہا۔

تمکو نہ خوف عقاب خداوندی ہے نہ ترس جہنم ہے۔ نہ خلائق سے حیا ہے۔ پہر کیون
اتہام کرتے ہو کہ آیت بلائی اگر سچے عیسائی اور دین مسیحی کے پیرو ہو تو تم بہی آیات نازل کرکے
ہمکو دکہلاو اور آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کا لحاظ رکہو۔ اپ نہین سمجہتے
ہین کہ حضرت سے نے مریمؑ کے عصمت کے بارہ مین کیون آیات اُتارین وہ تو دین عیسوی کے
خلاف ہتی چاہئے تہا قدح فرماتے مدح نفرماتے۔ لیکن جو حکم خدا نازل ہوا وہی حضرت نے
سب پر ظاہر فرمایا اب آپ اسکا جواب دیجئے کہ حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسی علیہما السلام نے
کون کون سی آیات اتارین انہون نے جسقدر احکام زبانی فرمائے وہی حکم خدا سمجہے گئے۔ پس اگر
قول زبانی پیغمبر کا حکم خدا سمجہا جاتا ہی تو یہ گمان بیجا کرنا کہ یہ ایت اُتاری وہ آیت اتاری بالکل
نادرست ہے۔

دفعہ پنجم

جب طلاق زینب کو زید نے دے دیا تو ہمارے مصنف فرماتے ہین اُس واقعہ کے چند
مدت کے بعد زینب نے آنحضرت سے کہلا بھیجا کہ زید نے مجکو طلاق دیا ہی اب میری
پرورش آپ ہی پر موقوف ہے پس اسوجہ سے انحضرت نے اس سے عقد کرلیا یہ بہی صریح
خلاف واقعہ ہی۔ پادریونکی من گھڑت جسکے لئے مصنف کوی سند نہین دیسکتا اصل یون ہی کہ
جب عدت زینب کی تمام ہوئی حضرت نے زید سے فرمایا جا زینب کی میرے واسطے خواستگاری کر
اور حکمت تخصیص کرنے مین زید کے اس کام کیواسطے یہ کہتے ہین کہ لوگ گمان نکرین کہ قہر کی راہ سے

واقع ہوا ہی بدون رضامندی زید کے صفحہ ۱۶۵ سچ تو یہ ہی کہ یہ غیرت و یہ اطاعت کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے دلمین ہوسکتی ہی کہ زید ہی کی جورو لیجاوے اور زید ہی سے کہا جاوے کہ جاؤ بیٹا زینب کو ہمارا پیغام دے آؤ۔ صد آفرین ای زید تمہارے دل پر تم دیانت سے اپنے حقوق زنی سمجھتے تہے۔ غلامی نے اور بد صحبت نے تمہاری آدمیت کو کہو دیا تہا۔ ڈسکوی صاحب نے ایک اور حیلہ تجویز کیا ہی آپ فرماتے ہین کہ ان حضرت کو خاصکر یہ فکر تہی کہ زید نے اگر زینب کو چہوڑ دیا تو مین اسکی تلافی اور زینب کے لواحق کی دلجوئی کیونکر کرسکونگا حضرت زینب اور اُنکے لواحق کو جو اس معاملے کے سر انجام نہونیسے ایک گونہ صدمہ ہوگیا تہا اُسکی تلافی کے خیال سے آنحضرت کا ارادہ ہوا کہ زینب سے خود نکاح کرلین صفحہ ۸۰ دیکہو قاضی جی شہر کے اندیشہ سے دبلے ہین کوئی اپنی جورو کو طلاق دے اُنکو فکر دامنگیر ہے کہ اس سے نکاح کون کریگا حالانکہ زینب کے حق مین ایسی فکر بہی نے سود تہی وہ حسینہ ماہرو پریوش جسپر خود حضرت سو جان سے قربان ہوگئی تہے اسکو شوہرون کی کیا کمی تہی۔ اور اگر بقول آپکے اس معاملہ کے سر انجام ہونیسے ایک گونہ صدمہ زینب اور اُسکے لواحق کو لاحق ہوگیا تہا تو اسکی جوابدہی بہی حضرت کے سر پر نہتی اگر ایکا یہ سخن درست ہے کہ حضرت زینب کو جب اپنے حسن و جمال اور شریف القوم ہونیکا خیال آتا تو اُس سے صبر نہو سکتا آخر زید اسکی آنکہو نمین بہت حقیر لگتا رنجش شروع ہوتے ہوتے لڑائی تک نوبت پہونچتی اور زید تنگ ہوجاتا صفحہ ۷۰ کہو ایسی عورت جو اپنے شوہر کا دم ناک مین کرتی ہتی اور شوہر کو مثل کنیز کے حقیر جانتی تہی اور لڑنے اور مارنے کو مستعد رہتی تہی وہ کس عنایت کی مستحق ہوسکتی ہی۔ کیا ایسی ہی بد اطوار بیبیان کی شایاں تہی مین حضرت نے زینب کو اُسکے مظلوم شوہر زید کی ہان سے چہڑا کر اپنی جورو بنایا تہا۔ مولویو تمہاری عقل کہان ہی بس اگر شوہر مین او اُسمین بوجہ اُسکی بد اخلاقی کے اور بد اطواری کے جدائی ہوگئی تہی تو کون شخص حضرت کو اس جدائیکا الزام دیسکتا ہی۔ جدائی عشق ناجائز نے کرائی۔ مولویو ایسے حیلوں سے کیا ہوتا ہی حق بات صرف یہ ہی کہ زینب حضرت کے دلمین بس گئی تہی وہ اُسکو کسی نکسی بہانہ سے لینا چاہتے تہے۔ بلی اللہ کے نام پر چوہے ہنین مارتی ہے۔

القصہ زید بموجب فرمان از سر صدق و اخلاص روان ہوا - زید کہتا ہی جب زینب مجھے نظر آیا
[تو] میری آنکہوں میں اسقدر بزرگ معلوم ہوئی کہ میں اسکی طرف نگاہ نکر سکا (منہاج النبوۃ)
...مین ہی تیرے ادب پر ابتک زید بن محمد صلعم کہلاتا ہی یہ ہمیشہ محمد صاحب کو اپنا باپ سمجھتا تہا اب
...ی سمجھتا ہی زید اسکی جورو اب محمد صلعم کی جورو ہونیوالی ہے - بلاشک اُسکی اُسکی آنکہہ میں ایسی بزرگ
معلوم ہوئی کیونکہ ماں ہی جسی کہ اسکی طرف نگاہ نکر سکا - ای کاش زینب محمد صاحب کو
...ی خود معلوم ہوئی - جیسی بزرگ اب وہ زید کی آنکہوں میں تہی کہ وہ اُسکی طرف نگاہ نکر
...لیتے - پس زینب نے پرورش کی درخواست کی نہ پیغام نکاح میں سبقت کی نہ زید سے طلاق
...نے پر اُسے یا اُسکے لواحق کو صدمہ پہونچا اور نہ یہ ہوا اور نہ وہ ہوا یہ سب بی صبری تہی حضرت
...ہونکے عشق نے اُنسے کرائی زینب کو کوئی ضرورت پرورش کی تہی نہ اُسکو نکاح کی عجلت تہی
...حضرت کی بے صبری اور اضطرابی سے واقف تہی چنانچہ لکہا ہی کہ محمد صاحب نے زینب سے
...ح بہی نہیں کیا نہ کوئی شاہد ہوا زینب کو معلوم بہی نتہا کہ یکایک اُس کے گہر میں آگہسے اور اُ[س]سے
...باشرت کی جسسے اُسکو از حد تعجب ہوا چنانچہ مروی ہے کہ حضرت زینب کے گہر تشریف لیگئے
...ر انحالیکہ وہ سر برہنہ تہی عرض کی کہ بے گواہ یا رسول اللہ فرمایا اللہ المزوج وجبرئیل
الشاہد صفحہ ٥٦٦ - اللہ اور جبرئیل سے بہی نہ شرمائے ایک امر بیان گوش گذار کرنا منظور
ہے کہ زینب نے جو کہا کہ بے گواہ یا رسول اللہ تو یہ عین شریعت اسلام ہی تہی اور محمد صاحب نے
زینب سے بیگواہ صحبت کر کے شریعت سے قطعی انحراف کیا - کیونکہ جامع ترمذی کتاب النکاح میں
...نبی صلعم نے فرمایا کہ زنا کرنیوالی ہیں وہ عورتیں کہ نکاح کرتی ہیں اپنا بغیر شاہدوں کے - چنانچہ اسی
...ح کی زناکاری سے بچنے کے لیئے اُسنے حضرت سے کہا (اور وہ خود حضرت کی شریعت کے
مطابق تہا) کہ بیگواہ یا رسول اللہ مگر حضرت جوش میں تہے اور نہ شرمائے فرمایا اللہ و
جبرئیل گواہ ہیں اللہ تو گواہ ہے اور جبرئیل بہی کون جیز اُن آنکہوں سے پوشیدہ ہی مگر روز حساب
اُنکی شہادت کا حال کہلیگا - پس حضرت نے بے نکاح اور بے گواہ زینب سے صحبت کی

اور اس قسم کی صحبت شرع اسلام کیمطابق گناہ ہی جسکی تاریخی نظیر صرف مسیلمہ وسجاح کا ازدواج
نے وقوع نکاح ہو سکتا ہی مگر اُسنے معصیت کم کی - پادری مولوی ڈاکٹر عماد الدین صاحب
نے اس آسمانی نکاح کے جواز پر عمدہ ریمارک کیا ہی جسکو ڈسکوی صاحب اوڑا گئے
مین کہتا ہون اسمان پر جاکر جو رو خصم کہلاؤ دنیا مین جو خلاف دستور کام ہی جورو خصم نہین
کہلا سکتے بلکہ گنا ہ کا میل ہی - تاریخ محمدی صفحہ ۲۷۳ پس ڈسکوئی صاحب کا خصم کے
مقابلہ مین یہ فرمانا کہ اس امر کے شارع کو خود اللہ تعالیٰ نے خبر دے دے اسمین چون وچرا کرنیوالا
کون ہی صفحہ ۲۷۴ ہمکو تعجب مین لاتا ہی اے حضرت اسی الہام و وحی پر تو ہم کو اعتراض ہی
آپ اُسکو سنداً پیش کرتے ہین - ہمتو یہی کہتے ہین کہ محمدؐ صاحب نے خدا پر بہتان باندہا
زنا کیا اور اسکو حکم خدا بتلایا -

جواب

واقعی حضرت نے زید سے صرف اسیواسطے کہا کہ اس تزویج کا وقوع بر سبیل اکراہ واجبار
نہ سمجہا جاوے - اور صرف تعمیل حکم خداوندی سمجہی جاوے جسکا یقین خود زید کو اور
زینب کو ہو گیا ہی - اور وقوع طلاق اور تزویج جناب رسالتمآب مین کچہ رنج وملال زن وشوہر
کے دلمین نہین ہے - پس اگر آپ حکم خداوندی نہ سمجہیے تو یہی سمجہیے کہ نہایت درجہ کی عقلمندی
ہے - آپ کو شاید وہم ہے کہ زید بیچارہ مظلوم ومجبور تہا - اگر تعمیل حکم نکرتا تو کیا کرتا یہ
محض قیاس فاسد ہی - اگر عذر ومعذرت بمنت ولجاحت کرتا - تو کون قتل کرتا - یا اور
کبہی شکوہ وشکایت دوست واحباب سے کرتا یا مرتد ہو کر کہین چلا جاتا - یا مثل منافقین کے
اعتراض کرتا یا کبہی اصحاب نے بعد وفات حضرت کے اس اجبار کا تذکرہ کیا ہوتا - اور جب کہ
کسی راوی سے منقول نہین تو آپ کا وہم بیجا ہی آپ لکہتے ہین اُسکا جواب یہ ہی کہ تعمیل
حکم خدا ورسول مین کچہ گنجایش حیا وشرم نہین ہی - بلکہ حکم خدا ورسول کی مخالفت کرنا عین
غیرت داری ہے - دیکہئے جس مذہب مین جس قوم مین رواج پردہ داری کا اور

برخلاف اسکے اگر عورت حسینہ وجمیلہ ونوجوان اگرچہ بے پردہ وبے حجاب سیر وتماشای بازار
وسیرت باغ وبہار کیواسطے باہر نکلین توبسبب غیرت کے مرجاوین اور جس قوم ومذہب مین رواج
مین اسکو کچہ نہین۔ پس زید وہر مسلم کے نزدیک تعمیل حکم کہوئی تو باعث فخر دارین تہا اور یہی آپکے
نزدیک باعث بعزتی ہو تو باشد۔ آپ تو کہتے ہین کہ زید کو صحبت بد نے کہو دیا تہا کہ وہ اپنی جورو کی
حضرت کے واسطے خواستگاری کرنیکو گئے مگر قصہ زن اوریا اور حضرت داود یاد فرماکر جواب دیجئے کہ جو
اصحاب حضرت داود کا پیام مواصلت لیکر ایک زن شوہردار کے پاس خلاف شریعت موسوی گیے
تہے اور خود حضرت داود نے زن شوہردار سے صحبت کی جس سے حمل رہگیا اور پہر اس رفیق خاص مطیع
باخلاص کو گرفتار کراڈالا ان واقعات مین آپکے نزدیک کوئی مقام غیرت ہی یا نہین اور کسیکی

صحبت بد کا اثر کسیکو ہیپے گا یا نہین۔

اتفاق علما اس بات پر ہے کہ یہ عقد مشیت ربانے مین قبل سے
گذر چکا تہا۔ اور بوقت مناسب اُس کا ظہور ہوا۔ اور جو کچہ رنجش
درمیان زید وزینب کے واقع ہوئی وہ صرف بوجہ خیال حسب ونسب تہی نہ انکی طبیعتی ہی
مفسد واقع ہوئی تہی تو پہر وہ کیون قابل رعایت تہین اور اگر بالفرض وہ ایسی ہی تہین تو جب بلکہ
ایک رسم قبیح کا توڑنا منظور تہا تو کیون نہ عقد کیا جاتا کیونکہ مطلب شارع اسلام علیہ السلام یہ تہا کہ ازدو
مین حسب ونسب وازادی وغلامی کی پابندی نرہی۔ اور رسم تبنیت کا لحاظ بحسب شریعت خداوندی
نہ کیا جائے۔ اور بعد طلاق وانقضای عدہ کے تزویج جایز سمجہی جاوی تو حضرت نے عقد کرلیا
پس شریعت خداوندی مین قیاس کو کیا دخل ہی۔ اور اگر آپ عقل آزادی کو دخل دین تو از روی فلسفہ
طبیعی فرمائی کہ زوجہ ومادر وخواہر ودختر مین فرق کیون ہی اور نطفہ بغیر پدر کے رحم اندر مین کیونکر منعقد
ہوتا ہی۔ مہربان من زید نے فقط اسی وجہ سے اُنسے نا اتفاقی تہی کہ وہ انکو اپنا ہمسر نہین جانتی
تہین۔ اور جبکہ انکو اُنسے بہتر ملگیا تو اب وہ کیون زبان درازی کرتین اور یہی لازم نہین ہی کہ
اگر ایک سے نا اتفاقی ہو تو دوسرے سے بہی ہو وجوہ واسباب ہر جگہہ مختلف ہوا کرتے ہین اور

اصل تو یہ ہے کہ جملہ وجوہ ومصالح خداوندی واحکام انبیا کو ہر کس وناکس نہین سمجھ سکتا جب آپ عہد گورنمنٹ ہی کے احکام کی وجہ اور مصلحت نہین دریافت کر سکتے تو یہ دعوی کیونکر کرسکین کہ حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ نے اس مصلحت یا اسوجہ سے فلان حکم دیا اور اسی پر نتیجہ نیک وبد نکالکر ردوقدح کا موقع حاصل ہوتا اینکہ احکام گورنمنٹ ہند یا روس یا فرانس وغیرہ مین بہی اُنکے سب مصالح اور وجوہ کو ہر شخص نہین دریافت کرسکتا ؎ امور مملکت خویش خسروان دانند ؛ ہر جگہہ عقل ناقص انسانی اور قیاس فاسد شیطانی کو احکام یزدانی شریعت ربانی مین کیا دخل ہی علاوہ اسکے ہم کہہ سکتے ہین کہ اعتراض تمہارا ایسا ہی ہے۔ اگر جو تم کہتے ہو کہ کیا انہین بداطواریون کی شاباشی ہین حضرت نے زینب کو اُسکے مظلوم شوہر زید کی مان بنانے کی جورو بنالیا۔ یہ اتہام تمہارا ہی کہ جو تم ایک ناکردہ گناہ کو بداطوار کہتے ہوا پنے لئے آخرت مین جہنم مول لیتے ہو۔ بداطواری کہان سے ثابت ہی۔ زینب کو جو زید کی مان آپنے لکہا ہی مہربانی فرماکر یہ تو خیال کر لیجئے کہ اگر ملحدین کہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کو سب کا باپ کہا ہی اور حضرت مریم سب سے علیحدہ نہین تہین نہ کوئی تخصیص کیگئی ہی تو خدا انکا بہی باپ ہوا ہی اور آپ معلوم نہین کیا بتاتے ہین۔ اسیوجہ سے جو کچہ آپ نے زید کی نسبت ارشاد کیا تو شاید رشتہ ہای سابقہ آپ کو یاد نہین رہی بس تمہاری عقل کہان ہی۔ سمجھ لو کہ یہ جدائی بحکم خدا ہوئی اور اس سے عمدہ نتیجہ نکلے نہ بداطواری سے ہوی۔ نہ عشق سے ہوئی۔

زید کی نگاہ مین زینب کے بزرگ معلوم ہونے پر تمہارا طعن صحیح ہی اسواسطیکہ لوگون نے کسی پیغمبر کی بزرگی نہین رکہی کسی کو معاذ اللہ زانی اور کسیکو شرابخوار اور کسی کو جہوٹا اور کسیکو فریبی بنایا۔ پہر جو کوئی کسی کی بزرگی سمجہیگا ضرور برا ماننا چاہئے۔

گواہون اور بغیر نکاح کے مقاربت کی نسبت جو کچہ آپ نے ارشاد فرمایا اُسکا جواب سنئے۔ اسلام کا ایک فرقہ یعنی اہل تشیع تو اس بات کا قائل ہی کہ نکاح مین کوئی ضرورت شاہدون کی نہین اسلئے کہ قرآن مین کوئی صریح حکم نہین آیا الا سنت وجماعت نے جو اسکو شرط نکاح قرار دیا ہی تو یہ بہی لکہدیا ہی کہ یہ شرط رسول کے واسطے نہین ہی اسلئے کہ شاہد صرف اسی لئے ہوتا ہی

نکاح کا انکار نکر سکے اور حضرت انکار نہین فرماتے کیونکہ وہ جناب صدیق الصادقین تھے۔
اور اگر زینب انکار کرتین تو انکا انکار اقرار ہوتا کیونکہ مقابلہ مین مسیح تہا لہذا انکے واسطے ضرورت
شاہد نہین ہی (مواہب لدنیہ) امام شافعی کے نزدیک شہادت شرط ہی اور امام مالک کے
نزدیک اعلان نکاح مین شرط ہی اور شہادت شرط نہین (کتاب النکاح ترجمہ شرح وقایہ)
پس اہل سنت نے بہی اسمین اختلاف کیا ہی اب آپ اسپر استدلال نہین فرماسکتے لیکن علاوہ اسکے
یہ عقد واقع ہوا ہی آسمان پر جیسا کہ زوجناکہا سے ظاہر ہی تو ضرورت عقد کی کیا ہی جبکو
خداوند عالم نے فرمادیا کہ یہ تیرے حلال کر دی پس کوئی ضرورت عقد کی نہین باقی رہی۔ آپ تصور
کیجیے کہ اسلام مین چند الفاظ ہین کہ جس سے عورت حلال ہوجاتی ہی اسیطرح عیسائیون اور دیگر
مذاہب و ملل مین چند قواعد مقرر ہین جنکو ہر شخص یہ کہتا ہے کہ ہمارے خدا نے یون حکم کیا کہ اگر یہ
کرونگے تو عورت حلال ہوجائیگی کوئی عقلی بات اس امر مین نہین کہی جاسکتی ہے کہ وجہ حلت کیا ہی
پس اگر عقد مین یہ حکم ہوا اور خدا نے خود حکم تزویج فرمادیا تو کیا مضائقہ ہوا اور پھر گواہون
کی کیا حاجت تہی خدا مزوج جبرئیل شاہد تہے اور اگر آپ اس امر کو بعید از قیاس سمجھتے ہین تو ہم
آپ سے پوچھتے ہین کہ روح القدس نے جو معاذ اللہ حضرت مریم کو حاملہ کیا تو عقد کیا تہا یا بغیر
عقد کے حاملہ ہوگئی۔

اگر عقد کیا تو اسکا گواہ یا کوئی شاہد ہے یا کوئی نکاحنامہ بہی ہی یا نہین اور اگر نکاح نہین کیا گیا تو نسبت
حضرت عیسی علیہ السلام یہود نے معاذ اللہ جو کلام بیجا کہے وہ کیا صحیح ہین آپ پہلا اسکو
ثابت فرمائے تب آگے بڑھنے کا قصد کیجیے۔

اور آپ جو فرماتے ہین کہ آسمان ہی پر جورو خصم کہلاؤ دنیا مین جو خلاف دستور کام ہی جورو خصم
نہین کہلا سکتے۔ بجا فرمایا مگر پہلی اپنی آنکہہ کا شہتیر دیکہہ لیجئے حضرت مریم کا روح القدس سے
حاملہ ہونا دنیا مین خلاف دستور ہے یا نہین۔ باپ آسمان پر موجود ہی دنیا مین باپ بیٹے کہلانے
کی کون ضرورت ہی آسمان پر باپ بیٹے کہلاتے۔ دنیا مین خلاف دستور باپ بیٹے نہین کہلا سکتے

اور اسی وجہ سے ہم بھی کہتے ہیں کہ تم نے انجیل میں تحریفات کئے ہیں خدا پر بہتان کیا۔ اور اُسی کو اپنا
عقیدہ ٹھہرایا اور اپنی عاقبت خراب کی اور یہ کچھ تہمتیں خدا اور اُسکے معصوم پیغمبروں پر کی ہیں اُنکا حال
خدا کے سامنے معلوم ہوگا اور ہم اہل اسلام تمہاری اُن باتوں کے دنیا میں اور آخرت میں گواہ ہیں

دفعہ ششم زید بن حارثہ

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ چون آن سرور زینب را بخواست منافقان مدینہ زبان طعن کشودند و گفتند
کہ محمد زن پسر خود را خواست آیت آمد ماکان محمد ابا احد من رجالکم یعنی محمد تم
میں سے کسی کا باپ نہیں ہے و این نیز نازل شد ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله یعنی
پکارو لے پالکوں کو اُنکے باپ کا کہکر یہ زیادہ بھلا ہے خدا کے آگے صفحہ ۹۰ چنانچہ حسینی بھی پہلی آیت کی
تفسیر میں یہی شرح کرتا ہے جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ اس سورہ میں جسمیں زینب کا مذکور ہے ع حضرت نے اپنی جوروں
کو مسلمانوں پر حرام ٹھہرایا ہے اور قرآن میں بھی یہ آیت نازل کی گئی ہے ازواجه امهاتهم احزاب ع محمد کی جوروں
مسلمانوں کی مائیں ہیں اور اس سے دلیل حرمت یوں آشکارا ہوئی۔ ازواج او مادران اند در بادر دینداران
فرزند حرامست حسینی۔ دیکھو یہ منطق اپنی جوروں کو مسلمانوں پر حرام کرنیکے لئے مسلمانوں کی مائیں بنائے
ہیں اور ابھی تک زید کو اپنا بیٹا بنائے رہے۔ اور آپ اُسکے باپ بنے رہے مگر اب کہتے ہیں محمد باپ نہیں
کسیکا مردوں میں احزاب رکوع ۵ تاکہ آپ کا کہنے والوں کی جوروئیں حرام نہ ہو جائیں۔ مگر محمد کی جوروئیں
ایمانداروں کی مائیں بدستور ہیں۔ یعنی ازواج حضرت تو ایمانداروں کی امّاں ہیں۔ مگر حضرت اُنکے ابا نہیں
یہ کیسا ایمانداری ہے۔

سید صاحب کا یہ فرمانا بہت بجا ہے کہ اسپرنگر کمین فرنٹس نے بڑا غل مچایا حالانکہ اُنکا خود یہ حال تھا کہ
اپنی ماؤں اور خوشدامنوں سے شادی کر لیتے تھے اور ڈاکٹر لیٹنیر بھی وہی آواز بازگشت سناتے ہیں
عرب کے جاہل بت پرست اپنی متوفی باپ کی عورتوں کو بجز اپنی حقیقی ماں کے اپنے حرم میں داخل کر لیتے
لیکچر مترجم صفحہ ۱۳۔ یہ بھی جھوٹ ہے اور بہتان شرفا اہل عرب کا محمد صاحب پر الزام لگانا ہرگز بجا نہیں
کیونکہ دراصل اُنکے اخلاق اس بارہ میں بہت اچھے تھے وہ اپنی ماؤں یا بہوؤں سے شادی کو حرام

سب سمجھتے تھے - چنانچہ ابوالفدا مین اہل عرب قبل اسلام کے بیان مین مذکور ہی کہ وہ لوگ
ماں اور بیٹی سے نکاح نکرتے تھے اور دو بہنون کو جمع کرنا انکے نزدیک بہت برا تھا اور جو شخص
اپنے باپ کی جورو کو اپنے گھر مین ڈال لیتا اُسکو برا جانتے تھے اُسکو مادر کہتے تھے صفحہ ۳۸
وہ لوگ ایسے بیحیا نتھے - بھر کیف اسمین شبہ نہین ہو سکتا کہ زید کو اپنی جورو چھن جانیکا اتنا رنج
ہوگا - جتنا اس خطاب زید بن محمد چھن جانیکا - ان پر ستم ہوا - افسوس زید لٹ گیا - ابتک
حضرت انکو بیٹا بناتے رہے مگر اب نیا سلوک کیا جاتا ہی - ٹھیٹھ ہندی مین اسکو چھپا بنانا کہتے ہین

جواب

تحریر فرماتے ہین کہ اسپر سنافقون نے غل مچایا تو آیت کہ محمد تمہارے باپ نہین ہین اور لے
پالکونکو انکے باپ کا کہکر پکارو نازل ہوئین اور قرآن مین یہ آیت ازواجہ امہاتہم نازل کی
آپ سے ہم بار بار کہہ چکے ہین کہ یہ قرآن کلام بشر نہین ہی مگر آپ ایسے ناسمجھ ہین کہ سمجھ مین
نہین ہی نہ خود آپ ایسا ہی قرآن ہم کو بنا دیسکتے ہین - نہ اپنے کسی اور عالم سے بنوا دیسکتے
ہم کیونکر مان لین کہ یہ قرآن کلام بشر ہے اتنا تو سمجھے کہ اگر حضرت کا یہ کلام ہوتا تو اور ہزارون
حضرت کے ہزارون دعائین ہزارون نصیحتین کتب اسلام مین موجود ہین لیکن کوئی خطبہ کوئی حدیث
دعا کوئی مناجات جو زبان مبارک سے حضرت کے جاری ہوئی ہی کسی آیہ قرآنی کسی سورہ قرآنی
کا سا نہین ہی - اگر حضرت کی زبان ہوتی تو ہر خطبہ ہر حدیث ہر مناجات اُسی طرز اُسی انداز اُسی فصاحت
کیساتھ ہوتی اور تمامی عرب عجم سابق وحال کے یہ کہدیتے کہ اسمین اُسمین کچھ فرق نہین ہی جسکا
کلام یہ ہے وہ بھی ہی مگر کیا معجزہ ظاہری ہی کہ تمام خطبہ طولانی یا حدیث طولانی ارشاد فرمائی
اسکے درمیان جس آیت قرآنی کی تلاوت فرمادی صاف فرق زمین واسمان نمایان ہوگیا حضرت
افصح الفصحا عرب مشہور ہین اُنکا کلام کہین اس کلام سے ملتا ہی اُنکا وہ کلام ہی کہ جسکی
بلاغت مشہور عام ہی مگر اسمین اگر آیات قرآنی جابجا آجاتے ہین تو وہ آیات بالکل علیحدہ
رہتے ہین اور یون روشن وتابان ہوتے ہین کہ جیسے ستارون مین ماہتاب علاوہ اسکے

طرز و انداز کلام حضرت علی علیہ السلام کا ایک خطبہ ہیں دوسرے خطبہ سے مشابہ ہے اور ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ
یہ بھی انہیں کا خطبہ ہے بخلاف اسکے کلام نبوی اور کلام اللہ کا ایسا فرق نہیں ہے کہ کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ
دونوں کلام ایک ہی شخص کے ہیں اور یہ ایک ایسی دلیل ساطع و برہان قاطع ہے جسکا جواب نہیں ہو سکتا
وللہ الحجۃ البالغۃ اب جو تم بار بار یہی کہے جاتے ہو کہ فلاں آیت اُتاری فلاں حکم نازل کر لیا۔
یہ کیا نافہمی و بدتہذیبی ہے آپ کے مقولہ پر نکوئی دلیل ہے نہ برہان ہے صرف تخیلات و توہمات
نادرہ پر آپ کا دار و مدار ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ حضرت کی جوروئیں تو مومنین کی مائیں بدستور رہیں اور باپ کہنے والوں کی جوروئیں حرام
ہو جائیں کونسی ایمانداری ہے۔ آپ کا یہ قول مہمل و فضول ہے کیا مرتبہ پیغمبر و امت یا مرتبہ دنیا
و رعیت میں فرق ہونا چاہیے کیا عظمت جلالت انبیا و سلاطین اسی لائق ہے کہ ہر کس و ناکس
انکے ناموس عالیشان پر دست اندازی کریں اور اُسکی ازواج جلیل القدر بے حرمت ہو جاویں کیا آپ
حضرت مریم اور ازواج انبیا و ازواج حضرت موسیٰ کیواسطے معاذ اللہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ امت سابقہ
کیواسطے بے ادبی جائز تھی یا نہ ایسا ہوتا تھا اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کی بی بیاں
تصرف امت میں آئیں تھیں اور امت نے کچھ لحاظ و پاس و ادب نہ کیا بس اگر رسول عربی کے
کیواسطے حفظ ناموس کا حکم ہوا تو کیا قباحت تھی مگر آپ تو حضرت داؤد کا زن شوہر دار سے تعلق
جانتے ہیں اور انکو خارج از نبوت نہیں جانتے اور بناہ بخدا یہ قصہ تم سچ بھی کہتے ہو اور انکو
نبی کہتے ہو تو تمہارے نزدیک ازواج انبیا پر بھی امت کو دست اندازی کرنا قبیح ہوگا معاذ اللہ
ہم تو ایسے بے ادبانہ خیالات شیطانی ازواج انبیاء سابقین کی نسبت کرنا قابل جہنم سمجھتے ہیں
لیکن واضح ہو کہ ازواج جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ خدا کے حکم سے امت پر حرام ہیں اور
چونکہ وہ ماں مومنین کے قرار دی گئی ہیں اس جہت سے حرام ہیں بلکہ خواہ وہ امہات مومنین
دیجائیں یا ایسا نہ ہو تا وہ ہر حال میں امت پر حرام ہیں لیکن جب کہ تم خدا کی
پر تصرف بندہ کا جائز جانتے ہو تو رسول کی ازواج پر تصرف بدرجہ اولی جائز ہوگا

ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے اور بہی لڑکے حضرت مریم کے یوسف سے ہوئے تفسیر اسکاٹ
صاحب صفحہ ۲۲۹ اور یہ امر ضروری ہے کہ جب تمہارے یہان یہ جائز ہے تو پہر دوسرون کے
عدم جواز پر طعن کرنا کہسیانے کا کہی ہے - بعد اسکے یہ بہی سمجہو کہ حضرت رسول مختار پدر حقیقی امت
کے نہتے جنسے وراثت قائم ہو سکے
سید امیر علی صاحب نے شرفائے عرب پر بہتان نہین کیا ہے بلکہ انہون نے تاریخ ابن ہشام سے لکہا ہے
تم البتہ اُنپر بہتان لیتے ہو جسکا عوض حضرت عیسیٰ ہی دینگے - تمہاری زبان درازی و درشت
کلامی کی تو کوئی انتہا باقی نہین رہی اور افسوس ہمکو بہی جواب مین زبان خراب کرنی پڑی -
جسکو آپ کہتے ہین کہ ٹہٹہ ہندی مین چچا بنانا کہتے ہین کہتے ہون یا نہ کہتے ہون مگر ہم بسبب
عقد حضرت خدیجہ کے جنکا چچا ورقہ عیسائی تہا معلوم نہین کیا کیا کہہ سکتے ہین مگر ہم کچہ نہین کہتے

دفعہ ہفتم زید کی وفاداری

سید امیر علی صاحب نے انگریزی کتاب کے حاشیہ صفحہ ۳۳۶ مین ایک ہی بات یہ بہی تحریر فرمائی ہے کہ سب سے
بڑی معیار نیکی کی پاکبازی کی یہ تہی کہ زید نے اپنے آقا کیساتہ جانبازی مین کبہی کوتاہی نہین کی اور
حکیم صاحب رقمطراز ہین کہ اگر عقد مین کوئی امر معیوب اور قادح نبوت ہوتا تو یقیناً اول منکر
زید ہوتا فصل الخطاب اول صفحہ ۱۷۱ ہم کہتے ہین کہ منکر ہو کر کسی قاضی کے پاس فریاد کرتا - اور اگر
انکار و بیوفائی نہین کی تو زید کی تعریف کی بات ہے اور محمد صاحب کا جرم اور بدتر ہوتا ہے بس اگر
زید کی جانبازی کا قصد درست ہو تو ہم اسکا آپ سے زیادہ قابل اطمینان سبب بتائے دیتے
ہین آخر زید غلام رہ چکا تہا غلامی انسان کے دل پر بُرا اثر پیدا کرتی ہے - طبعی آزادی حمیت و غیرت آ
بالکل دور ہو جاتی ہے اگر آقا اپنے غلام کی جورو چہین لے یا اُسکی بچونکو اُس سے جدا کر دے تو وہ صبر
کرتا ہے حالت مجبوری مین یہ حادثات اُسکے دل پر غیر معمولی اثر نہین پیدا کرتے جب زینب باوجود اس
واقعہ کے زید کو اسقدر بزرگ معلوم ہوئی اور اسکو اُسے اپنی مان بنائے ہوئے کوئی ملال نہوا
تو زید کو محمد صاحب کی وہ حرکت جو چاہتے کیسی ہی زشت و زبون کیون نہتی کیونکر بُری معلوم

ہوسکتی ہے جب خود قران مین اسی معاملہ کی بابتہ وارد ہوا کام نہین کسی ایمان دار مرد کا نہ عورت
کا جب ٹہرادے اللہ اور اسکا رسول کچہ کام کہ انکو بہی اختیار ہے اپنے کام کا اور جو کوئی حکم چلا اللہ کا اور
اسکے رسول کے سو راہ بہولا صریح چوک کر (احزاب ع ۵) جہان خدا کے علم قدیم مین یہ ٹہر چکا
تہا کہ زینب محمد کی جورو ہوگی۔ وہان یہ بہی ٹہر چکا تہا کہ بچارہ زید کے جورو محمد
لے لینگے اب اللہ نے محمد صاحب کا نکاح زینب سے کردیا جبر یہ تہا نہ یہ قسمت کی بدی تہی۔ رضا
لقضا اسلام کے معنے یہی ہین۔ گردن نہادن۔

جواب

آپ جو فرماتے ہین کہ حکیم صاحب کہتے ہین کہ اگر اس عقد مین کوئی امر قادح نبوت ہوتا تو بیبا ناکح
زید تہا کیا اور تو کس قاضی کے پاس جاتا۔ ہم تبلائین ایسا قاضی دوسرا کہان ملتا۔ آپ اگر ہوتے تو ضرور
مقدمہ زنا بالجبر زن اوریا کا تصفیہ کرتے اور حضرت لوطؑ کو مع دختران لوط اور حضرت سلیمانؑ کو
بسبب تعدد ازواج ماخوذ کرتے اور اگر صرف عقلی اور قیاسی باتون پر اصرار ہے تو آپ ازروی علم
ڈاکٹری و دیگر دلائل عقلیہ یہ ثابت کردیجئے کہ بغیر شوہر کے کوئی عورت لڑکا جن سکتی ہے تو آپ بڑے
عاقل ہین اور آپکے سب خیالات وقیاسات صحیح ہین لیکن آپ حشر تک نہین ثابت کر سکتے۔
مہربان من۔ قاضی کی کیا ضرورت تہی آخر کسی سے تو شکایت یا ملال یا تاسف ظاہر کرنے
تم خود کہتے ہو کہ حضرت کی عدم عدل کی شکایت اونکی ازواج کرتی تہین وہ کس قاضی کے
پاس جاتی تہین قاضی تو صرف انصاف کرنے والا تہا اشتہار دینے والے تو آپ ہین آپ ہی کہنا
بعد اُسکے جو آپ فرماتے ہین غلامی کا بُرا اثر پڑتا ہے اور غلام کو جور اقا پر صبر ہی کرنا پڑتا ہے یہ بہی
تو بالکل غلط ہے اُسوقت تو زید آزاد تہے جب غلام تہے جب تہے اب جو غلامی نرہی تو اثر بہی
نرہا۔ وہ آزاد تہے جو چاہتے وہ کہتے عورات حضرت کے اختیار مین ہوکر تو شکایت کرسکین اور کوئی
اثر زوجیت اُنپر نہو۔ اور زید بعد ازادی کے بہی کچہ نکہہ سکین بہت اچہا اثر بید اکیا ہے اگر ملحد کہے کہ یہ
ویسا ہی اثر ہے جیسا یوسف نجار پر پڑا۔ روح القدس نے پیٹ رکہوا دیا اور پہر کہا مریم کو اپنے

گہر مین لے آوہ بیچارے بلے کہے سنے مریم کو اپنے گہر مین لے آئے - اور پہر معلوم نہین کہ
یوسف نجار کے اختیار مین کیون رہن ایسے خیالات شیطانی سے خدا محفوظ رکہے - یہ بہت
ٹہیک ہی کہ مشیت ایزدی مین یہ بہی گذرا تہا کہ حضرت زینب حضرت کی زوجہ ہونگی اور امر الواقع
جو مشیت ایزدی انبیاء سابقین کی نسبت گذری وہی ہوئی - پس جو مشیت ایزدی کا منکر
ہو اسکو کافر سمجہے اور علم الہی مین یہہ بہی گذرا ہے کہ بہت لوگ الوہیت خدا سے
اور نبوت انبیا سے اور عصمت انبیا سے منکر ہونگے

دفعہ ہشتم باغیرت صحابہ کرام

...یم صاحب تعلی کی لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ بڑے بڑے غیور جری صحابہ جو یقینا محمود ان
...ر باجگیر ون سے بہت بڑہکر وقعت و غیرت مین تہی جو اسلام کے رکن تہے - بہت جلد ہوان اسی
...ہوتو یہ چہوڑ جاتے - اگر محمد صاحب کا یہ فعل معیوب و قادح نبوت ہوتا صفحہ ۱۷۱ اور ۱۷۲
...مجبور اد کہلانا پڑا کہ حضرت محمد صاحب کے صحابہ کے دلمین غیرت کو بہت بڑی گنجایش نہتی چنانچہ مدینہ
...ین عبد الرحمن بن عوف اور سعد ابن الربیع مین حضرت نے برادری قایم کی تہی ایکدن سعد نے عبد الرحمن
...سے کہا اے بہائی میرے پاس دولت بہت ہی مین ایک حصہ مین تیرے ساتہ شریک ہونگا اور دیکہہ
...میری دو جورویان ہین انمین سے جسکو تو چاہے پسند کرے اور مین اسکو طلاق دیدونگا تو اسی جورو
...لے چنانچہ سعد نے طلاق دیدی اور انکے بہای عبد الرحمن نے اس سے نکاح کر لیا اور سعد کے ساتہ
...اسکو صاحب نے بحوالہ کتاب الواقدی صفحہ ۲۳۱-۲۳۲ لکہا ہے اور مفسر ابو السعود اپنی تفسیر جلد ہشتم صفحہ ۲۹۰ این انصار و مہاجرین کی رسم
...کی صدر الاسلام مین جواز کا ذکر کرتا ہی اور اسکو حضرت داود کی سنت قرار دیتا ہے -
...ہمارے زمانہ کے مولویصاحبان زیادہ باغیرت ہین وہ اس قسم کی برادری مثل صحابہ کرام کے بنانے
...ئے راضی نہونگے - اسی طرح روضۃ الاحباب جلد اول - اخر کے قریب درباب جواز مزاح حق و
...لطائف والطائف صفحہ ۶۷۹ مین مرقوم ہی - کہ مرویست کہ شخصی از بنی سفیان کلابی مردے بود لغایت
...زشت روی بود آمد با پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ - بالا کرد عائشہ پیش حضرت نشستہ بود پیش از نزول آیہ حجاب

آنکه گفت پیش من دو زن ہستند احسن از ین حمیرا یعنی عائیشہ یکی را ترک کنم تا تو او را بخواہی بگزید
اسیطرح ضحاک یا سعد سے نہ غیرت مین زیادہ تہے اور نہ وفاداری محمدؐ صاحب مین لہٰذا بس ملا
باقر مجلسی کا یہ قول بہت درست ہی۔ کہ زید گمان کرد کہ حسن ترتیب حضرت را خوش آمدہ بہت
اور اُسنے طلاق دیدیا بلکہ اپنی جورو محمدؐ صاحب کو سونپ دی۔ اُس زمانہ مین ایسی باتین ہوا
کرتی تہین تعجب نہین۔ اب یہ باتین دیوثی کہی جاتی ہین اس سے مسلمان بہی تامل کرتے ہین
ہمنے توکسی مچہوے باجگیر کی ایسی بغیرتی نہین سُنی۔ یہ صحابہ ہی کا حصہ تہا۔
مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے خطبہ مین حرمت خنزیر کے باب مین فرمایا تہا کہ منجملہ ز
حیوانات کے ایک یہی بڑا نرالے غیرت ہی اور حیوانات اپنی مطلوب مادہ پر دوسرے حیوانات کے
مقابلہ پر غیرت کرتے ہین یہ اس غیرت سے خالی ہی تو صرف ایک یہی وجہ ہی کہ جو لوگ اس جانور کا
گوشت کہانیکے عادی ہین اونمین وہ غیرت نہین ہوتی ایک کی جورو کو دوسرا ہاتہ مین ہاتہ ڈالکر خلوت
مین لیجاوے تو وہ غیرت نہین کرتا۔ صفحہ ۳۲۵۔ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۷۔ مولوی صاحب کو
شاید معلوم نتہا کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کو اپنی جورو کا ہاتہ خود پکڑا کر خلوت مین بہیجدیتے تہے
شاید حکم حرمت خنزیر کے قبل کا یہ واقعہ ہو۔

جواب

مخاطب صاحب نے لکہا ہی کہ حکیم صاحب تعلی کی لیتے ہین اور فرماتے ہین بڑے بڑے غیور
جری صحابہ جو یقیناً مچہوون باجگیرون سے بڑہ کر وقعت اور غیرت مین تہے جو اسد ین کے
رکہن تہے بہت جلد ٹوٹ پہوٹ جاتے اگر محمدؐ صاحب کا یہ فعل قادح نبوت و معیوب ہوتا
ہمکو دکہلانا پڑا کہ محمدؐ صاحب کے صحابہ کے دل مین غیرت کو بہت بڑی گنجایش نہی الخ۔
آپ اخبار احاد پر جنکا چندان اعتبار نہین ہی اسکی رو سے غیرت صحابہ پر بحث کرتے ہین لیکن
ہم بطور فرض تسلیم کرکے کہتے ہین کہ کیا توریت موسوی مین جواز طلاق نہین ہی اور کسی کی

دوسرے کو عقد کرنا جایز نہین ہی - اور زمانہ حضرت موسی سے تا زمان حضرت عیسی
جو لوگ طلاق ازواج و عقد مطلقات جایز رکھتے چلے آئے ہین تو کیا یہ خلاف غیرت تہا پھر اگر ایک
مسلمان اپنی زوجہ کو طلاق دے اور دوسرا اس سے عقد کرے تو کیون بے غیرت ہی -
آپنے کتاب پیدایش کا باب ۳۴ تو پڑہا ہوگا اسمین لکہا ہی کہ حضرت یعقوب کے بیٹے دینا کو
...نام پکڑ لے گیا اور اس سے ناجایز طور سے ہم بستر ہوا جب حضرت یعقوب نے سنا تو وہ چپ
ہو رہے لیکن جب انکے بیٹون نے ان لوگون کو قتل کر ڈالا تو حضرت یعقوب انپر خفا ہوئے
اور کہا تمنے مجھے دکھہ دیا کہ اس زمین کے باشندون مین کنعانیون اور فرزیون کے درمیان مجھے
گھنونا کر دیا - غیرت کا حال آپنے دیکہا کہ ان لوگون کا قتل نہین گوارا ہوتا ہی اور صاحبزادون پر
خفا ہوتے ہین اگر صاحبزادی سے مثل عورت بازاری کام لیا گیا تو کیا نقصان ہوا -
پھر دیکہیے کتاب پیدایش باب ۱۹ جب لوگون نے حضرت لوط کا مکان گہیرا تو حضرت نے کہا کہ
دو بیٹیان میری موجود ہین انسے جو چاہو کرو مگر میرے مہمانون سے بدفعلی نکرو
علی القیاس یوسف نجار و حضرت مریم و حضرت عیسی و دیگر انبیاے کرام علیہم السلام پر منکرین
مذہب الزام غیرت وغیرہ لگا سکتے ہین لیکن معاذ اللہ اہل اسلام تو انبیای کرام کو کسیطرح سے
لایق الزام نہین سمجہتے اور اعتقاد قلبی یہی ہی کہ شریعت خداوندی پر عمل کرنا عین غیرت ہے
اور مخالفت اسکی عین بیغیرتی - مخالفان شریعت اسکو دیوثی و بے غیرتی کہین تو اس سے
کیا ہوتا ہی - اگر ہر قوم کے رسوم و رواج عورات پر نظر کیجاوی تو شاید اسقدر امور نکلین
کہ تذکرہ انکا لایق شرم تصور کیا جاوے

دفعہ پنجم ازالۃ الشکوک

مولوی فیروزالدین صاحب فرماتے ہین رسولخدا صلعم پہلے ہی کنوارے پنے مین زینب کو بامزاحمت
اپنے نکاح مین لا سکتے تہے" اگر حضرت زینب کے حسن کے خواستگار ہوتے ہم اسکا
جواب اس مفصل کی دفعہ سوم مین دے چکے ہین اور یہان پر یاد دلائے دیتے ہین کہ الزام

صرف یہ ہے کہ حضرت شہوت پرستی کے لحاظ سے اپنے نفس پر قادر نہتے جسوقت کوئی عورت اُنکے دل مین بس گئی چاہے کچہ ہی کیون نہو اُس سے مل بیٹہے زینب اگر اُسوقت اُنکے دل مین بس جاتی تو آج یہ نوبت نہ آتی۔ اُسوقت اُنکے دل مین اپنے واسطے اُسکے لئے جگہہ نہتی۔ شفقت پدرانہ سے اپنے عزیز فرزند متبنّٰی کو دیکر اسکو اپنی بہو بنایا اور زید کا مرتبہ بڑہانا منظور تہا مگر اتفاقاً اسکو جو غسل کرتے ہوئے ایک نظر دیکہہ پایا آتش شہوت افروختہ ہوئی اور تاب صبر باقی نرہی اور وہ کیا جو کیا اسطرح زینب کو دیکہنے کا آپکو اتفاق پہلے کبہی نہ پڑا تہا اسمین پہلے نکاح نکرنیکا سبب بہی موجود تہا اور مابعد نکاح کرنے کی اضطراری کا ہی۔

(۲) حکیمصاحب نے ایک عذر یہ بہی بیان کیا ہے کہ قوم اور ملک ورسوم کے مخالف حضرت کو دو عظیم مشکلون کا سامنا پڑا ایک تو خدا کے قول وفعل کیمطابق تبنیت کسکا توڑنا اور دوسرے ایک مطلقہ عورت سے جس سے شادی کرنا عرب جاہلیت مین سخت قابل ملامت ونفرت اور ذلت تصور کرتے تہے نکاح کرنا مگر چونکہ عقلاً ورسماً وشرعاً یہ افعال معیوب نہتے اور ضرور تہا کہ مصلح وہادی خود نظیر بنے۔ تاکہ تابعین کو تحریک وترغیب ہو فصل الخطاب صفحہ ۱۸۱ اول رسم تبنیت کا توڑنا حضرت نے اس رسم کو خود اختیار کیا تہا زید کو اپنا بیٹا بنایا تہا اُسکو اپنا وارث گردانا تہا جیسا بنایا گیا زینب کا نکاح سنہ ۵ہ مین ہوا اُسکے قبل ۱۸ سال تک اس رسم کو آپ اپنے زمانہ نبوت مین بہی برتتے رہے تہے۔ اور اسمین کوئی رسمی یا عقلی یا شرعی عیب نہ دیکہا اگر یہ خدا کے قول وفعل کے مطابق نہتا تو ۱۸ سال زمانہ نبوت مین حضرت کیا کرتے رہے تہے اور کیون اس گمراہی مین مبتلا رہے۔ پہر اگر یکایک معلوم ہو گیا کہ وہ رسم معیوب ہے تو کیا صرف یہ کہدینا کہ خدا حکم کرتا ہے کہ متبنّٰی بیٹے اصلی بیٹے نہین اور تبنیت اسلام مین شرعاً ناجایز ہے اس رسم کے مٹانے کیلیے کافی نتہی کیا ضرور تہا کہ تبنیت کو ناجایز ثابت کرنیکے لئے متبنّٰی کی جورو چہینی جاوے۔ دیکہو شراب اسلام مین ایک مدت تک حلال رہی مابعد حرمت شراب کا حکم ہوا شراب حرام ہو گئی۔ ڈسکوی صاحب فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

لوگونکی نئی یہ فعل عملی ہو اور تعلیم ٹہر کر عرب اور تمام دنیا سے اسلام سے یہ واہی رسم ہمیشہ کیلیئے
اوٹھہ گئی (صفحہ او ۱۲ اور پھیر یہ بہی) کہتے ہین کہ عربون مین یہ رسم پہیل رہی تہی کہ جو شخص اپنی
عورت کو مان کہہ بیٹھتا وہ اسکے حق مین بمنزلہ حقیقی مان کے ہو جاتی اور ہمیشہ کیلیئے اس سے
جدا ہو جاتی اللہ تعالیٰ نے ان دونون رسمون کو (ظہار اور حرمت متبنی) توڑ ڈالا صفحہ ۹۶
اب سوچو تو کہ ظہار سے قدیم رسم جس سے وہ زوجہ جسکو مان کہا جاتا تہا شوہر پر حرام ہو جاتی
بلا کسی عملی نمونہ کے ٹوٹ گئی کوئی ضرورت نہتی کہ حضرت اپنی جورون مین
سے کسی کو پہلے امان کہین اور پہر اسکو اپنے اوپر حلال گردان کر نمونہ بنین حالانکہ خدیجہ کو جو آپ
کو نور دیدہ کہا کرتی تہین (حیات القلوب صفحہ ۹۵) با آسانی تمام آپ ایسا کہہ سکتے تہے -
کیونکہ عمر کے اعتبار سے آپ لوگون کے عندیہ مین حضرت اون بڑی بی کے روبرو بالکل صاحبزادے
تہے تو پہر اگر حضرت اپنے متبنے کی جورو لئے بغیر اس رسم کو مثل ظہار کے توڑ ڈالتے تو کیا خرابی
برپا ہوتی مولویو ذرا ہوش کی باتین کرو - حکیمو اپنے دماغ کا علاج کرو - نئی روشنی والو اپنے
عقل کے ناخن لو - اس واقعہ کے قبل جب آپ چاہتے تبنیت کو ناجایز قرار دیتے مگر نہین
آج ناجایز قرار دیتے ہین جب متبنی کی جورو پر عاشق ہوئے اوسے ننگے ستر دیکہا -
دوم مطلقہ عورت سے نکاح کرنا کہ عرب جاہلیت مین اسکو حرام سمجہتے تہے آپ ثابت کرین یہود مین
بہی یہ فعل ناجایز تہا - اور زینب کے نکاح کے قبل مسلمان مطلقہ عورتون سے نکاح کیا
کرتے تہے - چنانچہ دفعہ ہشتم مین ہمنے دکہلا دیا کہ مہاجرین و انصار اس واقعہ کے ۵ برس قبل
مطلقہ عورات سے بڑی ارزو کے ساتہ نکاح کر لیا کرتے تہے - اور حضرت کی زوجہ میمونہ کے
ایک شوہر کا نام مسعود بن عمر تہا اس سے طلاق پاکر اسنے دوسرا شوہر کیا تہا جسکی وفات پر
حضرت کی جورو بنی تہی روضۃ الاحباب صفحہ ۵۹۸ اور حضرت کی ایک اور جورو لیلی بنت عظیم کا
ذکر ہے کہ اُسنے حضرت سے طلب فسخ نکاح کیا اور حضرت نے اُسکے نکاح کو فسخ کیا -
اُسنے جاکر دوسرا شوہر کیا اور بچے جنی منہاج جلد دوسری صفحہ ۸۱۰ - اسی طرح حضرت

کی جورو زینب ام المساکین نے اپنی ایک شوہر طفیل سے طلاق پاکر دوسرے شوہر عبیدہ سے نکاح کیا تھا پس اسکی بہی مطلق
مر رہتی کہ آپ نظیر نہین آپ سے پہلے لوگ اُسکی نظیر ہے پہلے دو تو اعلی نظیر ہر دو شوہر کی ہین مرتد قصر اسکی ہتی
کہ حضرت متبنی کی جورو سے عشق لگاوین اور اسکو طلاق دلوا کر جورو بنائین اور خدا پر بہتان باندہین اور مریدون کو گمراہ
کرین اور اپنے حامی مولویون کو نادم کرائین مولوی صاحب ہمکو بتلائین کہ حضرت کی اس سے
بعد کتنے لوگون نے اپنے متبنی فرزندون کے جوروؤنسے نکاح کیا اور عرب کو فائدہ پہونچایا۔
دسکوی صاحب کے اُستاد حضرت کی صفائی مین یہ بہی فرماتے ہین اور یہ انہین کے حصہ کا ہی کہ اگر
کچہ دال مین کالا معاذ اللہ ہوتا تو یہ حال آپ کی کتاب قرآن مجید مین کیون مذکور کیا جاتا۔ کوئی
بہی ایسی خفیہ بات کو یون اشتہار دیا کرتا ہی دشمنون کے مذاق پر پوشیدہ یا بغیر تصریح بہی کار
روائی معاذ اللہ ہو سکتی تہی قرآن شریف مین بہر نمط اُسکے ذکر سے کچہ فائدہ نتہا پہر یون اس
قصہ کو ہمیشہ یاد رکہتا چند روز مین صورت قصہ کی بدل جاتی صفحہ ۵۲۔ اجی حضرت اونٹ
کی چوری نہوری نہوری۔ زید محمد صاحب کا فرزند بتیس برس کا اُسکی جورو پری تمثال پر غضب
کے سن بے ستری مین آپ کا عاشق ہونا۔ زید کا طلاق دینا اور محمد صاحب کا جورو بنانا ع
نہان کے ماند آن رازی کزو سازند محفلہا۔ یہ دال مین کالا نہین بلکہ دال ہی مین پہنسا تہا۔
کیا حضرت کے امکان قدرت مین تہا کہ اسپر راکہہ ڈال دیتے اس معاملہ کا دشمنون کے مذاق
پر پوشیدہ یا بغیر تصریح رہنا یارون کی کوشش سے باہر تہا۔ اور ایوان نبوت مسمار ہوا
جاتا تہا۔ بجز اسکے کوئی چارہ نتہا کہ حضرت خدا پر بہتان باندہین اور اپنی بریت قرآن سے
چاہین اور جاہل گنوارونکی مت مارین پس قرآن مین یہ معاملہ آیا — اور اُسوقت حضرت
کی نبوت کی قلعی نہ کہلی پس قرآن شریف مین بہر نمط اُسکے ذکر سے کچہ فائدہ تہا۔
اگر قرآن مین یہ قصہ یون نہ آتا۔ تو یہ سچ ہی کہ کون اس قصہ کو ہمیشہ یاد رکہتا۔ مگر پہر یہ بہی
سچ ہی کہ حضرت کی نبوت طاق نسیان مین رکہی ہوئی ملتی۔ اور آج مولوی صاحبان کا
وجود نہوتا اس قصہ کی مثال یون ہی کہ آپ عشق زینب کو جسم نبوت پر ایک نیل تصور فرما

قرآن مین اسکا وجود ایک نشتری جن نے مواد خارج کرکے ایک دوامی داغ لگا دیا۔ اگر نشتر نہ لگتا
تو مریض مدت کا مر چکتا اس داغ نے بچا لیا مگر دیدہ بصیرت چاہیے۔ مولوی صاحب بتائین تو کہ بجز اسکے
اور کون کارروائی ہوسکتی تہی۔ کیا یہ کہ حضرت زینب کو چپکے چپکے اپنے پاس رکہتے اور وہ ہمشیرہ زید کی
جورو کہلاتین اور کسی کو خفیہ کارروائی کی خبر نہوتی۔ ہان ہم مانتے ہین کہ یہ ممکن تہا کہ حضرت زید کو
راضی کرلیتے اسکا راضی ہونا دشوار نہتہا۔ مگر عایشہ اور حفصہ سے کیسے بچ سکتے۔ جنہون نے
ایکدم مین ماریہ لونڈی کا حلال جو آپ کے اوپر فاش کردیا تہا وہ اس تعلق کو بلا تامل مشتہر کردیتین
اور حضرت کی دقتین اور بڑہ جاتین۔ حضرت نے جو تجویز سوچی وہ تمام تجویزون سے بہتر
تہی۔ اور اسکی مصلحت ہمنے دکہلادی اب تو مولوی ہی ہماری داد دینگے۔

جواب

مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ مولوی فیروزالدین کہتے ہین کہ اگر رسولخدا صلعم زینب کے حسن کے
خواستگار ہوتے تو کنوارے پنے مین نکاح کرلیتے اسکے جواب مین تم کہتے ہو کہ ہم اسکا جواب دفعہ دوم
مین دے آئے ہین۔ مگر پہر بیان یاد دلاتے ہین کہ الزام صرف یہ ہے کہ حضرت شہوت پرستی کے
مارے اپنے نفس پر قادر نہتے جسوقت کوئی عورت آنکے دلمین بس جاتی تہی فورا چاہے کچہہی
ہو اُس سے مل بیٹہے الخ یہ بالکل خیال خام سراپا اوہام قیاس نا فرجام ہی۔ اسواسطے کہ آنحضرت اگر
شہوت پرست اور کسر نفس سے عاجز ہوتے تو وقوع طلاق اور انقضائے مدت عدہ تک کیون توقف
فرماتے بلکہ جسوقت نظر پڑی تہی بلا لحاظ شریعت خلاف حکم جناب احدیت صحبت فرماتے۔ اب
مین کہتا ہون کہ اگر فرض کیا جاوے کہ حسن و جمال زینب دل مین بس گیا تو کیا قباحت ہوئی۔
حضرت یعقوب کے دل مین حسن راحیل نہین بس گیا۔ شمعون کے دل مین زن کافرہ فلسطانی نہین
بس گئی اور اس سے بیاہ کیا تو حسن و جمال کسی کا پسند آنا گناہ شرعی یا عقلی نہین ہی تا وقتیکہ
اسکے ذریعہ سے خلاف شریعت خداوندی کوئی امر نکرے کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔ اب اسی امر پر قیاس
کر لیا جائے کہ کسقدر آنحضرت اپنے نفس پر قادر خواہش باطنی کے قاہر تہے بقول تمہارے

اسکا حسن و جمال دل مین بس گیا تہا تاہم جبتک برضامندی طرفین طلاق شرعی سے افتراق
کلی ہوگیا اور مدت عدہ منقضی ہوگئی اور اجازت ربانی بذریعہ نزول آیات قرآنی ہوئی اُسوقت
تک کسی امر کا قصد نفرمایا۔ سبحان اللہ جو منصب نبوت اور اقتضای شریعت تہا وہی کیا
روحی لہ الفدا۔ اب آپ خود انصاف کرین کہ یہ عقد تین چار مہینہ کے بعد واقع ہوا تو کوئی شخص
یہ کہہ سکتا ہی کہ کسر نفس پر قدرت نہتی کیونکہ اگر قدرت نہوتی تو اسوقت کون مانع تہا خالی گہر تہا وہ خود
بقول آپکے برہنہ تہین اگر یہ خوف ہوتا کہ بدنامی ہوگی تو آپ اسپر ہی اگر یہ سچ نہین تو جہوٹا الزام ہی
لگا رہے ہین زید پر غلامی کا اور صحبت بد کا اثر پڑا ہوا تہا صحابہ نبے غیرت تہے۔ کیا شئی اُنکو
بے اختیاری مین مانع ہوسکتی تہی اور اُنکو بہی جانے دیجئے آپ اپنے نزدیک ثابت فرما چکے ہین کہ
بے گواہ اسلام مین نکاح حرام ہی اور حضرت نے بغیر گواہون کے نکاح کیا تو معاذ اللہ زنا ہی کیا ہی
باوجود اسقدر بیتابی اور بے صبری کے ایام عدہ تک کیون صبر کیا۔ جسوقت طلاق ہوا تہا فوراً ہم
صحبت ہوتے اور کوئی آیت اسکی حلت مین اوتار دیتے۔ آپ یہ بہی فرماتے ہین کہ جسوقت کوئی عورت
دل مین بس گئی فوراً جاگہے کچہ بہی کیون ہو اس سے مل ہی بیٹہتے یہانتو بیٹہنے کی ترستے ہین کہ کچہ بہی نہوتا کچہ ہو
ہی بیٹہے تہی۔ بیان کیا ہوا اور فوراً انکا مل بیٹہے کسقدر نسبت سی اضطراب کی کیفیت آپ یہ بیان فرماتے
ہین کہ جو اُسکو غسل کرتے ہوئی انکی نظر دیکہہ پایا آتش شہوت افروختہ ہوئی معاذ اللہ
اب مین آپکو داستان عبرت آمیز افسانہ تعجب خیز سناؤن جس سے آپ قیاس کرسکین کہ کسطرح
سے ایک نظر مین فریفتہ اور حسن و جمال پر شیفتہ ہوتے ہین۔ اور آتش عشق کو اشتعال اور صبر و
شکیب کو زوال ہوجاتا ہی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی کیفیت۔ سنئے کہ حضرت داؤد نے
نہ فوت اوریا کا انتظار کیا نہ عدہ وفات کا انتظار کیا اور بمجرد نظارہ حسن ماہپارہ بیتابانہ بیقرار ہوکر
ہم آغوش و ہمکنار ہوگئی اور مطلق خوف ایزد نہ تہا اور زن شوہردار کی معصیت مین گرفتار ہوگئی ہمتو معاذ اللہ گناہ نکیا
بہتان سمجہتے ہین لیکن آپ سچ جانتے ہین۔ دیکہئے کہ بے صبری اور بیتابی اسکو کہتی ہین کہ جو حضرت داؤد نے کیا پیر آپ
ہین کہ حضرت زید کو برہنہ کبہی ندیکہا تہا اسوجہ سے عقد نکیا یہ تو ظاہر ہے کہ ایام شباب

اور ہر عورت کا زیادہ تر باعث ہیجان خواہشات نفسانی ہوتا ہے یہ ضرور نہین ہے کہ جبتک برہنہ
دیکھی جاوے اسوقت تک میلان طبیعت ہو عالم شباب مین زینب حضرت کے بالکل اختیار مین
تہین اوسوقت انکا شباب زورون پر تہا اور وہ کسی قسم کا انکار نہین کر سکتی تہین اگر حضرت کا دل
آیا تہا تو فوراً عقد کر لیتے یہ کیسا عشق تہا کہ اسوقت جب عشق ہونا چاہئیے تہا عشق ہوا اور جب جوانی
ڈہل گئین اور بکارت بہی جاتی رہی - اور زید لطف جوانی اوٹہا چکا تو عشق پیدا ہوا یہ عشق نہ تہا
رسم تبنیت کا توڑنا اور جو لوگ غلام کو حقیر جانتے تہے انکے دل سے اسبات کا دور کرنا
ازواج مے پالک کا جواز ظاہر کرنا منظور تہا - اب آپ یہ فرماتے ہین کہ کیا ضرور تہا کہ خود
کے دکہلاتے بلکہ جسطرح جسے ہم اظہار بلا کسی عملی نمونہ و نظیر کی ٹوٹ گئی یہ رسم
زبانی حکم پر ٹوٹ سکتی تہی اسوقت ڈاکٹر صاحب کی عقل پہر پریشان ہوگئی - حضرت
ملات آپ نہین سمجھتے . اور اگر سمجھتے ہین تو جو بات ایکمرتبہ کہتے ہین وہ پہر بہول جاتے
ین آپ کہہ چکے ہین کہ طلحہ نے کہا کہ حضرت اپنی عورتون کو ہمپر حرام کرتے ہین - اور ہماری عورتین
اپنے اوپر جائز کرتے ہین - جب یہ مر جائینگے تو ہم بہی انکی عورتون سے عقد کرینگے اسی خیال سے
حضرت نے زبانی حکم نہ دیا کہ لوگ پہر کہینگے کہ وہان تو ازواج کی بابت حکم دیا اور یہان ہمارے
لیپالک بیٹون کیواسطے حکم دیتے ہین اور اپنے لیپالک کی جورو سے خود نہین نکاح کرتے
اور کر کے دکہلا دیا اسکے سوا یہ بات ہے کہ اگر بالفرض رسم تبنیت صرف حکم سے ٹوٹ سکتی تہی
لیکن لوگ جو غلام اور اونکی اولاد و ازواج کو ذلیل سمجھتے تہے یہ امر کیونکر حکم سے دفع ہو جاتا جبتک
کر دکہلایا نجاتا اور ظہار کی اور اوسکی مثال ٹہیک نہین اسوجہ سے کہ ظہار مین تو بعد وقوع کے حکم کیا ہے
یعنی اگر کسی شخص سے ظہار ہو جاوے تو اسکا تدارک یعنی کفارہ وغیرہ بتلایا گیا ہے اسلئے اوسکو
کر کے دکہلانا نہین ہو سکتا ہے بخلاف اسکے کہ اسمین ایک حکم کا اجرا منظور تہا پس ضرور ہوا کہ یہ کر کے
دکہلایا جائے اور وہ کیونکر کیا جا سکتا تہا اسواسطے کہ ظہار اور زنا اور قتل وغیرہ گناہ ہے اور کوئی
شخص گناہ کر کے نہین دکہا سکتا ہے - ممانعت قتل کو کوئی شخص کر کے نہین دکہا سکتا اور یہان کو

کو تو جورو بنانا سب کے یہان حرام ہے پہر کون شخص مان کو جورو بناکر دلہا کر ممانعت کریگا۔
اور یہ تو ایک سنت الہی اور سیرت انبیاء سلف کو ظاہر کیا تہا۔ لہذا حضرت نے بہی اُسپر عمل کیا۔
اور سب کو شریعت خداوندی سے آگاہ بہی کردیا جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ما کان علی النبی
حرج فیما فرض اللہ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل۔ پس اگر رسم تبنیت الملاء حکم
بہی ٹوٹ سکتی ہو تو خود پیغمبر کا اُسپر عمل کرنا کیون بیجا ہوسکتا ہے۔
فیروزالدین صاحب نے جو کہا ہے کہ زن مطلقہ سے عرب میں شادی کرنا معیوب تہا اور اسکا جواب آپ
نے تحریر کیا ہے خواہ صحیح ہو یا نہو آپ کے مفید مطلب نہیں ہے کچہ ہے کیون نہو خواہش نفسانی جو خلاف
شریعت ربانی و متابعت اغوای شیطانی نہتی او نظیر بنانے کو نہ فرمائی۔ ہر ملحد کہہ سکتا ہے کہ حضرت
آدم بے مان باپ کے پیدا ہوکر پہلے ہی سے نظیر بنی ہوئی تہی حضرت عیسی علیہ السلام کو بے باپ کے
پیدا ہوکر لوگون کو گمراہ کرنیکی واسطے کیون نظیر بنے اور حضرت مریم علیہا السلام بے شوہر کے
لڑکا پیدا کرکے کیون نظیر بنین۔ مہربان من احکام خدا اور حضرات انبیاء پر اعتراض بیجا ہے۔
پادری صاحب یہ تو فرمائے کہ بعد اسکے جن جن کنواریون نے بے باپ کے لڑکا پیدا ہوئے وہ ابن اللہ
ہین یا نہین اور آپ انسے کیون منکر ہین۔
پہر آپ لکہتے ہین کہ دسکوی صاحب کے استاد حضرت کی صفائی مین کہتے ہین کہ اگر کچہ دل مین کالا
ہوتا تو قرآن مین کیون مذکور کیا جاتا۔ یہ چند دن مین جاتا رہتا۔
آپ جواب مین فرماتے ہین کہ زید کی جورو پر عاشق ہونا زید کا طلاق دینا محمد صاحب کا جورو بنانا
یہ امر ایسے تہے کہ ضرور افشا کرتے اور یہ انکے امکان سے باہر تہا کہ وہ اس قصہ پر راکہ ڈال دیتے
یہ بہت ٹہیک ہے مگر وہ اپنی زبان سے کیون کہتے لوگ کہا کرتے۔ انکو کیا ضرور تہا کہ وہ خود اسکو
کہکر اور قرآن میں لکہوکر تلاوت کا حکم دیتے اگر قرآن مین نہ ہوتا یا ہوتا تو دیگر اسلوب سے ہوتا
یا حدیث و روایات مین بطور دیگر ہوتا اور شاید اسی خوف افشا سے کہ جو دنیا دختر یعقوب کو تمام
بے حرمت کیا۔ پیدائش باب ۳۴۔ اور روبین پسر یعقوب جو اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے ہم بستر ہوا

باب ۵ تا ۱۸ اور یہودا سپر یعقوب نے اپنے بہو سے خلوت کی باب ۳۸ وغیرہ یہ سب قصص اور
کایات نازیبا کتب آسمانی میں درج ہوئے اگر خوف اتنا ہوتا تو خاک ڈالدی جاتی۔
یہ جو تم کہتے ہو کہ خدا پر تہمت و بہتان کیا اور آیت اُتاری تو مخالف مذہب موسوی و عیسوی
انبیا کو بھی کہہ سکتا ہی اور آپ کچھ جواب نہیں دے سکتے لیکن اگر بنظر انصاف دیکھئے تو ظاہر ہو گا
معاذاللہ بقول تمہارے خدا پر تہمت ہی کیا کرتے تھے تو جس وقت زینب کو برہنہ دیکھا تھا
ی وقت کوئی آیت اتار دیتے صبر کرنیکی تکلیف کیوں گوارا کی اب تمہاری مقابلہ میں جیسا
ہے کہ ہی ہر ہنود و یا دہریہ کہہ سکتا ہی کہ مریم کا الزام نسبت عیسی پر ایک شیطان سمجھو
اعلاج بھی سمجھ لو کیونکہ صلیب سے علاج کیا گیا۔ مگر وہ جان بر ہوئے اگر یہ ہوتا تو کوئی کرائی
رت روی زمین پر نظر نہ آتا۔ یوسف نے جو خواب بنایا اس سے بہتر کوئی مصلحی یا اظہار عصمت
ت کی نہی معاذاللہ من ہذہ الاعتقاد۔
فرماتے ہیں کہ سوا قران میں درج کرینکے اور کونسی کارروائی ہو سکتی تھی اگر زینب کے
رت پوشیدہ رکھتے تو گو زید دب جاتا مگر عایشہ اور حفصہ سے کہاں بچتے کہ اُنہوں نے
کا حال ظاہر کر دیا۔
بھی دیکھئے کہ یہ راز فاش کر دیا کرتی تھیں مگر ایک لے نہیں تھیں کہا کہ حضرت عاشق ہو گئے یا برہنہ
کر عنان صبر ہاتھ سے دے بیٹھے کچھ اصلیت واقعہ کی ہوتی تو کچھ کہتیں بلکہ خود عائشہ
ہیں عایشہ گوید زینب زنے نیکو روئے بود و نکاح او در آسمان بستند و مراسم افتاد
بین دو شرف بر ما فخر کند۔ وہ تو یہ کہتی ہیں آپ معلوم نہیں کیا بکتے ہیں۔ مولوی تو
کی داد کیوں دینے لگے تھے اگر دینگے تو ہم مذہب آپ کے دینگے اور وہ باعث آپ کے
کا ہو گا۔

دفعہ دہم مطاعن

کا نکاح معتبر یہ الزام لگتے ہیں (انہوں نے جس سسم کو مان کر زید کو اپنا بیٹا بنایا اور جس سسم کو مدت تک مانتی رہی تلی دعا ہمیں کوئی

خرابی ہہتی اسکو محض اپنی غرض نفسانیکی وجہ سے توڑا تاکہ اُنپر سے الزام دفع ہو حالانکہ اُنکو ایک خرابی غرض کیلیئے ہمیشہ مانا کیئے یعنی اونکی جورو اُن مسلمانون کی مان ہین یہان ڈسکوی صاحب کے مونہہ مین زبان نہین کہ فرماوین صرف مونہہ سے کہدینا باہمی رشتہ کے وقت نسب و حقیقت کا اعتبار ہوگا اور عقل بہی یہی چاہتی ہی صفحہ ۵۳ جب محمد صاحب فرماتے ہین ازواجہ امہاتہم نہ معلوم اُسوقت آپکی عقل کہان چرنے چلی جاتی ہی (۲) ایک عورت شوہر دار جسکا شوہر مثل فرزند کے آپسے علاقہ محبت رکہتا تہا اس سے حضرت نے عشق لگایا (۳) حضرت چاہتے تہے کہ زید زینب کو طلاق دے مگر دل کے خلاف کہانیکو زبان سے منع کرتے تھے۔

(۴) زید وفادار کی سادہ لوحی اور نا سمجہی سے ناواجب فائدہ اٹہایا اور اس سے وہ کرایا جو کوئی نکرتا۔

ان تمام باتون کو حضرت نے خدا کے حکم سے منسوب کیا اور خدا پر الزام لگایا کہ اُس نے انکو حکم دیا کہ زینب سے اسطرح نکاح کرلین اور خود نکاح خدا نے کردیا ایسی ناپاک باتون کو خدا سے منسوب کرکے سخت کفر کیا۔

جواب

اس نکاح سے مخاطب حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر پانچ الزام لگاتے ہین (۱) اُنہون نے جس رسم کو مانکر زید کو اپنا بیٹا بنایا تہا اور جس رسم کو ایک مدت تک مانا کیئے تہے اور جسمین کوئی خرابی نہتی اسکو محض اپنی غرض نفسانی کیوجہ سے توڑا تاکہ اُنپر سے الزام دفع ہوجاوے حالانکہ اُسکا ایک جز اپنے لیئے ہمیشہ مانا کیئے یعنی انکی جورو مسلمانون کی مائین ہین یہان ڈسکوی صاحب کے مونہہ مین جواب نہین۔ الخ

جواب طعن اول حضرت خاتم الانبیاء پر کوئی الزام عائد نہین ہوتا ہے کسی کی مجال نہین ہے کہ کوئی الزام عائد کرسکے آپ سے زبان سے سب کچہ کہدیا مگر ثابت نکرسکا اس جہوٹے دعوے کو ہم کیا کہین اگر یونہین الزام عاید ہوسکتے ہین تو تمہارے ہی اعتقاد سے اور تمہاری ہی

انجیل کی روسے معاذ اللہ خدا و تدعالم پر الزام عاید ہو سکتے ہین چنانچہ غیر مذہب والا مثل ہندو و یہودی وغیرہ کے کہہ سکیگا۔

(۱) خدا نے ایک عورت سے معاذ اللہ مقاربت کی

(۲) حسب قواعد مروجہ نکاح نہین کیا۔

(۳) اسکو پیٹ رکھوایا۔ (۴) اور جب لڑکا پیدا ہوا تو اُسکو اپنا بیٹا کہلوایا۔

(۴) شوہر پر اُسکے یہ جبر کیا کہ پھر اسکو اپنے گھر لیجائے (۵) شوہر دار عورتین سب پر حرام ہین اپنے واسطے تصرف جایز رکہا (۶) کیا یہ غیرت کا کام ہی کہ جس عورت کو کسی نے حاملہ کیا ہو۔ اسکو پھر دوسرے کو حوالہ کرین۔ معاذ اللہ یہ کیا خیالات ضلالت و جہالت ہین تو آپ الزام لگا دینے کو نہ کہیئے۔ ہر ملحد دہر کافر خدا پر رسول پر ہر بات مین اعتراض و الزام لگا سکتا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ۔ ڈسکوی صاحب کے موقع مین بہی زبان ہی اور ہمارے بہی زبان ہی جواب سنئے کہ جن لڑکون کو اب لوگ متبنی کرتے تھے وہ وارث مثل صلبی پسر کے ہوجاتے ہی اور ترکہ پاتی تھی اسمین پسر صلبی کی حق تلفی ہوتی تھی لیکن امہات مومنین تو کہ پانے کی مستحق نہین ہین ناسوا اسکے زید کو حضرت نے خود بیٹا کیا تھا اسلئے اُسکی خلاف حکم آسکتا تہا اور ایلیکی ازواج نبی کو خدا نے امہات مومنین کی مانند قرار دیا اگر یہ حضرت کہتے اور العبد حکم خدا ہوتا تو البتہ یہ اعتراض ہو سکتا تہا اب اعتراض بیجا ہی پس اگر یہ حکم جناب سید المرسلین نے بغرض نفسانی صادر کیا تو توریت و انجیل و دیگر صحف انبیا مین کہان موقع ہوئے فرزندون کو مثل فرزندان صلبی کے حرمت نسبی و وراثت پدری وغیرہ مین شامل کیا ہی وہ کونسی غرض نفسانی تھی

(۲) ایک عورت شوہر دار جسکا شوہر مثل فرزند کے آپ سے علاقہ محبت رکہتا تہا اس سے حضرت نے عشق لگایا۔

جواب

یہی غلط ہی ہم ثابت کر چکے ہین کہ ہرگز عشق نتہا۔ ارے مذہب محبت یا رغبت یا موانست جو باہم زن و مرد مین خالق حقیقی نے بطور خصلت طبیعی و قوت جبلی پیدا کی ہی اگر ہو بہی تو اُسکو عشق نہین کہتے بلکہ عشق نفسانی وہ بلائی سخت درمان ہی کہ اگر خلاف شریعت خلاف رضائی

رب العزت بلا لحاظ دنیا و آخرت مرتکب معصیت ہو جاوے ورنہ جو محبت بحسب شریعت بانی اور موانست روحانی ہو اسکو عشقبازی یا عیاشی نہین کہہ سکتی البتہ زن شوہر دار کو دیکھکر بسبب بیقراری کے مواصلت کرنا اسکے شوہر کو قتل کرانا اور شوہر کی موجودگی مین اس سے مقاربت کرنا اور حرامی لڑکا جننا عشق ہو سکتا ہی مگر شاید تمہاری نزدیک قادح نبوت نہین ہی زنا اور یا کا قصہ دیکھو ہم آگے بیان کرینگے
(۳) حضرت چاہتے تھے کہ زید زینب کو طلاق دے مگر دل کے خلاف دکھانیکو زبان سے منع کرتے
(۴) زید وفادار الخ۔

جواب

زید نہ سلوہ لوح تہانہ حضرت نے ناواجب فائدہ اُٹھایا یہ آپ کا تعصب ہی۔

جواب

دل کا حال کیونکر آپ کو معلوم ہوا ابھی تم خدای کا دعوا کیجے گا حضرت کا دل خواہش نفسانی سے مبرا تہا اسکواطلاع نہ تھا
(۵) ان تمام باتون کو حضرت نے خدا کے حکم سے منسوب کیا اور خدا پر الزام لگایا کہ یہ اسکو کیا کہا جائے۔

جواب

یہ سب باتین خدا کی طرف سے تہین اور شک نہین کہ یہ لیکو گناہ ہی جسطرح یہودنے خدا پر الزام حضرت مریم کو اور حضرت عیسا کو لگایا اور تمنے بیٹا ٹہرایا اُسی طرح سے اور ونکو بھی جانتے ہو ہمارے مخاطب نے اس قصہ کو نہایت طول سے لکہا اور اپنے نزدیک سمجھ لیا کہ مین گیا اب جواب کا نام اور کوئی نظیر اسکی عیسائیون مین مثل اسکے نہ ملیگی مگر ہم نہین سمجھتے کہ یہ خیال کیونکر صحیح ہی اسلیے ہم حضرت داؤد کا ایک قصہ نقل کرتے ہین۔ جسکو مخاطب صاحب صحیح جانتے ہین اگرچہ ہم کہہ رہے اجمالاً احالۃ ولکم کیا ہی مگر بیان چند وجوہ ذکر اسکا مناسب معلوم ہی کتاب صموئیل باب ۱۱ اور ایکدن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے فرش سے اُٹھا اور اپنے قصر کے بام پر ٹہلنے لگا۔ اور وہان اُسنے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تہی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تہی اور داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنیکو آدمی بھیجی سو کہا گیا وہ الیعام کی بیٹی تشبع حیطانی اور یا کی جورو ہے

داؤد نے لوگ بھیجے تا کہ اس عورت کو داؤد پاس لاوین چنانچہ وہ اس پاس آئی سو وہ اس سے
ہمبستر ہوا کہ وہ اپنی ناپاکی سے تازہ پاک ہوئی تھی اور پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور اس عورت کو پیٹ رہ گیا
سو اُسنے داؤد پاس خبر بھیجی کہ مجھے پیٹ رہ گیا۔ اور داؤد نے یوآب کو کہلا بھیجا کہ حِتّی اوریا کو میرے
پاس بھیجدے سو یوآب نے اوریا کو داؤد پاس بھیجدیا اور جب اوریا آیا تو داؤد نے پوچھا کہ یوآب
نے کیا کیا اور لشکر نے کیا کیا اور جنگ کا انجام کیا ہوا پھر داؤد نے اوریا کو کہا کہ اپنے گھر مین جا
اور اپنے پاؤن دھو اور اوریا جو بادشاہ کے گھر سے نکلا تو بادشاہ نے کہا کہ اسکے لیے کھانا
جائے پر اوریا بادشاہ کی گھر سے نکل کر آستانے پر اپنے خداوند کے خادمون کے ساتھ سو رہا
اور اپنے گھر نگیا اور خبر دارون نے داؤد سے کہا کہ اوریا اپنے گھر نگیا سو داؤد نے اوریا کو کہا کیا
تو سفر سے نہین آیا پس تو اپنے گھر کیون نگیا۔ تب اوریا نے داؤد سے کہا کہ صندوق اور بنی اسرائیل اور
یہوداہ خیمون مین رہتے ہین اور میرا خداوند یوآب اور میرے خداوند کے خادم کھلے میدان مین
پڑے ہوئے ہین کیونکر مین اپنے گھر مین جاؤن اور کھاؤن اور پیون اور اپنی جورو کے ساتھ سو رہون
تیری حیات اور تیری جان کی سون کہ مین یہ کبھی نکرونگا پھر داؤد نے اوریا کو کہا کہ آج کے دن تو بھی یہین
رہجا اور کل مین تجھے بھیجونگا سو اوریا اسدن بھی صبح تک اورشلیم مین رہگیا تب داؤد نے اسے
بلا کے اپنے سامنے کھلایا اور پلایا اور اُسے مست کیا شام کو وہ باہر جا کے اپنے خداوند کے خادمون کے ساتھ اپنے بستر پر
سو رہا پر اپنے گھر مین نگیا اور صبح کو داؤد نے یوآب کیلئے خط لکھکے اوریا کے ہاتھ مین دیا اور اسے
روانہ کیا اور اُسنے خط مین لکھا کہ اوریا کو جنگ کی گرمی کے وقت آگاڑی کھیجو اور اسکے پاس سے پھر آؤ
تاکہ وہ مارا جاوے اور مقتول ہو اور ایسا ہوا کہ یوآب جو اس شہر کے گرداگرد تاکتا تھا تو اوسنے اوریا کو
ایسے مقام پر جہان اُسنے جانا کہ جنگی لوگ وہان ہین چھوڑا اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے
لڑے اور وہان داؤد کے خادمون مین سے تھوڑے کام آئے اور حِتّی اوریا بھی مارا گیا
پھر لکھا ہی۔ اور اوریا کی جورو اپنے شوہر کا مرنا سنکے سوگ مین بیٹھی اور جب سوگ کے دن
گذر گئے تو داؤد نے اسے گھر مین بلوایا اور اُسے اپنی جورو کیا سو وہ اسکے لیئے بیٹا جنی۔

پر داؤد کے اُس کام سے یہوواہ آزردہ ہوا۔

ہم تو ہمیشہ سے کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ کتب محرف ہیں اور یہ افعال انبیا نہیں ہو سکتے۔ مگر تم صحیح جانتے ہو اسلئے ہم بھی لکھتے ہیں

یہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطانی اوریا کا خون ای داؤد کا تو بیکار تا ہی اور کیا آپ یہ رباعی پڑہینگے

ع دوران بقا چو باد صحرا بگذشت ٭ تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت۔ پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد ٭ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت ٭ اب تتمہ قصہ ہوش ربا ماجرای حیرت افزا سنئے

باب ۱۲ صموئیل ۲ خدا نے معرفت ناتان نبی کی خطاب پر عتاب کیا کہ تو نے خدا کی اور اسکے حکم کی تحقیر کی اور اوریا کو تلوار سے مروا ڈالا۔ اور اسکی جورو کو جورو بنایا اب دیکہہ ایک بد کو تیرے ہی گھر سے اوٹھاونگا اور تیری ہی جوروؤں کو لیکر تیری آنکھوں کے سامنے تیرے ہمسائے کو دونگا اور وہ اس افتاب کے سامنے تیری جوروؤں سے ہمبستر ہوگا۔ کیونکہ تو نے چھپکے ہوئے کیا میں سارے بنی اسرائیل کے سامنے اور آفتاب کے سامنے یہہ کرونگا۔ باب ۱۶ دیکھئے کہ ابشالوم پسر حضرت داؤد باغی ہوا سلطنت چھین لی اور داؤد کسی دامن کوہ میں جا چھپے ابشالوم نے دن دہاڑے بالا قصر خیمہ کھڑا کیا اور اپنے باپ کی حرموں سے ہم بستر ہوا

واقعات کیا بیکار کے نہیں کہہ رہی ہیں کہ یہ صریح زنای محصنہ ہی اور وہ بچہ زنا اور یا جنی حرامی ہی افسوس نئے طرز کے نکاح کے گواہ کہاں ہیں البتہ انکی زنا کا گواہ خدا و جبرئیل اور تمام عیسائی تمام اہل اسلام تمام ہنود تمام یہودی تمام دنیا اور انکی خود کتاب گواہ ہے مخاطب بھی ایسا ہی نکاح اور ایسی ہی شہادت ہمہ پہنچائیں تو پوری پوری متابعت احکام توریت سے ہو جائے۔

افسوس جو ایسا خیر خواہ اور محبت کرنیوالا خادم ہو کہ اپنے گھر جا کر سونا ناگوار ہو۔ اسلئے کہ حضرت داؤد و دیگر اشخاص خیموں اور میدانوں میں پڑے ہوں اُسکی عدم موجودگی میں اسکی زوجہ سے یہ فعل حرام کیا جائے واہ سبحان اللہ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ سرور کائنات نے تو بعد طلاق دلوانے کے اس سے عقد کیا اور یہاں اسکا بھی انتظار نکیا گیا۔ اور جس وقت اُسکو برہنہ نہاتے

کیا عنان صبر ہاتھ سے جاتی رہی اور قول محدث دہلوی کا جو شہوت کے باب مین مخاطب نے لکھا ہی
صادق آیا- دیکھیئے داؤد حیطانی اوریا کو اُسکے گھر بہیجتے تہے تاکہ وہ جاکر زوجہ سے ہم بستر ہو اور
اسکو حرامی پیٹ رہگیا ہی وہ اُسکے سر تہپیا اور اس بدنامی سے داؤد بچ جائین مگر کہان ہو سکتا
تہا اُسکا خون زمین سے پکارتا ہی اور ہمارے مخاطب صاحب کچہ خبر نہین لیتے اور مرغی کی ایک
ٹانگ پکارے جاتے ہین- پہر اخیر مین جو لکہا ہے کہ خدا اونکے اس فعل سے آزردہ ہوا-
لیکن اُنکے پیپر سے اُنکی حرمون کیساتھ فعل بد کروایا- معاذ اللہ ہمتو خدا و رسول کی نسبت محض
افترا و بہتان سمجہتے ہین آپ سچ سمجہین تو خیر- مگر آپ بہلا قران مین تو دکہا دیجیئے کہ آزردگی خدا کا
اظہار ہی ہی- یا جو مصالح عقد زینب مین ہمنے بیان کئے کوئی ایک بہی مصلحت عقد زن اوریا مین
تو صاف کہدیجئے کہ زن اوریا سے ہم بستر ہونے مین پیٹ رکہوانے مین حیطانی اوریا خادم مطیع
کے قتل کرانے مین کیا کیا مصلحت دینی و دنیوی تہین- اور پہر خدا کے حکم سے اُنکے حرمون
کیساتھ فعل بد کرانے مین کیا کیا مصلحت تہی اب لازم ہی کہ جسقدر الفاظ نامناسب نانبیا و ناروا آپ نے
عقد زینب مین لکھے ہین یہان بہی لکھئے- اور گریبان مین مونہہ ڈالئے ہم تو نہین چاہتے کہ ایسی باتین
کسی مذہب کا حال کہولین- مگر مجبور ہیسے لکہنا پڑتا ہی خیال کیجیے کہ یہ اتہام جو انبیائے
معصومین پہ کئے جاتے ہین یہ کیا معنی رکہتے ہین- حیف ہے کہ ایسے افعال سے
نہ گناہ سمجہا گیا اور نہ نبوت مین بٹہ آیا جن کتابون کو کتاب خدا کہا جاتا ہی اُنکا یہ حال اور جنکو
پیغمبر کہتے ہو اُنپر یہ اتہام لاحول ولا قوۃ الا باللہ-

نہم خلاصہ حالات جویریہ

(قول سید صاحب) ایک زوجہ آپکی جویریہ بنت الحارث تہین جویریہ کو ایک مسلمان نے لڑائی
بنی مصطلق مین گرفتار کرلیا تہا اس سے اُسنے اقرار کرلیا تہا کہ کچہ روپیہ لیکر مجہے آزاد کردینا-
جویریہ نے انحضرت سے اتنا روپیہ طلب کیا آپنے اُسکو مرحمت فرمایا- اس عنایت کا معاوضہ
اور اپنے رہا ہونیکا شکریہ جویریہ نے یہ ادا کیا کہ آپ سے عقد کرلیا جو نہین مسلمانون نے اس عقد کا حال

سنا کہنے لگے۔ اب بنی مصطلق پیغمبر خدا کے اعزا میں داخل ہیں پس اُنسنے اسی طرح پیش آنا چاہی
چنانچہ قریب سو اسیرون کے معہ عیال و اطفال رہا کر دیے (صفحہ ۲۱)

جواب مخاطب

اسکے حالات سید صاحب نے نہایت تصرف کیساتھ بیان کیے ہین جسمین حضرت کی فیاضی اور
کرم کا دکھلانا منظور ہی مگر حضرت قبل سے اسیر عاشق ہو چکے تھے اور اسی امید سے آزاد کرایا تھا
کیونکہ یہ عورت نہایت حسین تھی جو شخص اسکو دیکھتا تھا فریفتہ ہو جاتا تھا عمر اسکی ۲۰ برس کی تھی منہاج (صفحہ ۶۹۹)
اسکو دیکھکر ضبط کیونکر کر سکتے تھے عاشق ہو گئے۔ چنانچہ عائشہ سے منقول ہی کہ رسول اللہ
میرے ساتھ ایک چشمہ پر بیٹھے تھے کہ جویریہ پر نظر پڑی آتش غیرت میرے درمیان پڑی کہ مبادا حضرت
کو پسند آوے اور سلک ازواج مین لاوین یہ عورت بھی سن چکی ہوگی کہ متاع حسن جمال کا خریدار
اس بازار مین کون ہی اور سب سے زیادہ کون قدر کریگا چنانچہ وہ حضرت کے پاس آئی اور بیان کیا
کہ مین اسیر ہون جسطرح بلی اللہ کے نام پر چھچھوندی نہین مارتی ہی حضرت بھی نام للہ عورت نہین رہا کرتے
اپنی غرض اور ہی عشق مین مبتلا ہو چکے تھے اپنے دلکو آزاد کرتے ہین۔ فرمایا تیری مراد حاصل کرتا ہون
مگر ایک بات اور یاد رکھنا چاہیے اس کا باپ فدیہ دیکر چھڑانیوالا تھا اور اسکو عقد ناگوار تھا مگر قسمت نے
عقد کر دیا تھا اسکو نفرین بھی کی تھی خوف حضرت کو بھی تھا جبتک نکاح کر لیا اور جویریہ کے رشتہ دارون
کو اسیری سے رہائی کا وعدہ بشرط نکاح دی کر اونکو نکاح کر دینے پر راضی کر لیا۔
پس بنی مصطلق کے اسیرونکو رہا کرنا بڑی فیاضی نہتی اول تو یہ اُنکے خدمات کا صلہ تھا یا نہ بھی
حضرت نے اپنی معشوقہ کا دل خوش کرنیکو یہ کیا ہوگا اور اسمین بھی اپنی گانٹھ کا کیا کھویا مال مفت
دل بیرحم مسلمانون نے اپنے سپہ سالار محمد کی خوشنودی کیلئے یہ کیا اور ایسا ہوتا ہی ہی مگر نہین اسمین
بھی بڑا بھید تھا حضرت کا سراسر فائدہ تھا کیونکہ جویریہ کا مہر بنی مصطلق کی آزادی گردانا اور
یہ شرط اول اس وجہ سے ہوی کہ عزیز اسکے انکار نکرین کیونکہ باپ اسکا سخت مخالف تھا
دوم مہر کے تاوان سے نجات پاوین۔ سوم عورت کا دل خوش کرکے اس سے اپنا

ڈھونڈا کرین نکاح تو کیا ہی تہا کچہ مہر بہی ہونا چاہئی وہ ازادی بنی مصطلق تہا تو لیف اسمین جو ریہ
کی ہی اُسنے اپنا مہر ایسا قبول کیا کہ جسمین سو جانین چھوٹ گئین اور اُسکو اس سے کچہ حاصل نہوا
محمد صاحب نے کیا کیا جو زوجہ بنا لیا اور بس یہی اُنکی فیاضی ہی یہی انکی جانثی۔

جواب

ہمارے مخاطب نے یہ عہد کر لیا ہی کہ کوئی نکوئی اعتراض ضرور کرنا چاہئی اور اگر کچہ نہ بن پڑے تو کوئی
بات دل سے گرہ کر اعتراض جما ہی دیا جائے لگے تو تیر نہین تکا۔ مین اپ سے پوچہتا ہون
اپنے کیونکر جانا کہ حضرت پہلے سے عاشق ہو چکے تہے۔ دلیل یہ فرماتے ہین چونکہ یہ نہایت
حسین تہی اور جو شخص دیکہتا تہا وہ فریفتہ ہو جاتا تہا حضرت کیونکر ضبط کر سکتے تہے فریفتہ ہو گئے
صرف آپکا قیاس ہی یہ کچہ ضروری یا لازمی بات نہین ہی کہ جو حسین کو دیکہے تو ضرور ہی عاشق
ہو جائے اسپر کوئی دلیل ہونی چاہئے اگر یہ خاصہ حسن ہی کہ کوئی ضرور ہی عاشق ہو تو مین جانتا
ہون کہ کوئی شخص یا کوئی پیغمبر دنیا مین ایسا نہوا ہوگا جو کسی پر عاشق نہو گیا ہو۔
میلان طبع یا رغبت یا محبت زنان خوش جمال سے ایک امر طبعی ہی جو ہر فرد بشر کو ہوتی ہے
اسکا نام عشق ہی نہ معیوب ہی ہان اگر لحاظ حرمت نرہے اور بدون جواز و حلت کے فرط
محبت سے تاب ضبط نرہی تو اُسکو اپ عشقبازی ہنڈی بازی شہوت رانی شہوت
پرستی جو چاہیئے کہئے جسطرح حضرت داؤد کو ... ن اور یا سے تعشق و زناکاری کا جھوٹا الزام
دیا لیکن بتائید ربانی و تفضلات یزدانی نسبت حضرت رسول مدنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کوئی
بہی نہین لگا سکتا۔ رہگیا عایشہ کا کہنا وہ صرف انکے اُس حسد کے سبب تہا جو عموماً عورتون کو
ہوتا ہی ہر عورت علی العموم دوسری عورت سے ایسا ہی خیال کرتی ہی خواہ وہ حسین ہو یا نہو۔
آپ یاد کیجئے یہان عایشہ کا قول کہ آتش غیرت درمیان مین پڑی اُسی معنی حسد مین ہے جس
مین ام سلمہ نے لفظ غیرت کا استعمال کیا تہا۔ یعنی جب ام سلمہ نے کہا مجکو بہت غیرت ہی اور
عورتین بہت کرتے ہو۔ تو حضرت نے کہا کہ مین دعا کرونگا کہ غیرت زائل ہو آپ نے بہت غل

حالات جویریہ

عیار اپجایا تہا کہ پیغمبر نے دعا کی حالانکہ دونون جگہہ غیرت بمعنی رشک و حسد ہے نہ بمعنی شرم و حیا بہرحال عایشہ نے بہی تو یہ نہین کہا کہ حضرت عاشق ہو گئے تہے۔ پہر آپ نے وہم و قیاس سے کیون کہا۔

اگر ہم اب بہی پوچہین کہ جویریہ سے یہ کس نے کہا کہ حسن و جمال کی خریدار اور زیادہ قدردان حضرت ہی ہونگے تو آپ کچہ جواب نہین دے سکتے ہین بغیر کسی دلیل و ثبوت کے ایسے مہمل و مزخرف بات اپنے دل سے ایجاد کرکے کہدینا کسی دیانت دار شخص کا کام نہین ہی اگر بلی خدا کے نام چوہے نہین مارتی تو آپ کیون حسد کرتے ہین اسلام نے تو ہزارون کافر خدا کے نام پر مارے ہونگے مگر آپ نے تو کبہی کے نام پر کوئی چوہا بہی کبہی نہین مارے

حارث کا انایا اسکا اس عقد پر ناراض ہونا کوئی امر بعید از قیاس نہتہا کفر و ایمان ضدین ہین علاوہ اسکے اسنے شکست کہائی ہتی اسکی بیٹی اسیر ہو کر ائی ہتی اسکے ایک دشمن کے قبضہ مین ہتی اگر وہ کہا تہا تو کیا ہوا اور حضرت کو اسبات کا خوف کیا تہا اور اسکی ناراضی کی کیا پرواہ ہتی جبکہ حضرت نے اسکو مغلوب فرمایا تہا تو وہ کیا کر سکتا تہا علاوہ اسکے جبکہ وہ خود رضامند ہتی تو دوسرا کیا کر سکتا تہا خود جویریہ کو تہہ دل سے عقد منظور تہا چنانچہ جب حضرت نے یہ فرمایا تو انہون نے بجواب اسکے یہی کہا عرض کردہیچ دولت با این برابر نبود۔ (ناسخ التواریخ صفحہ ۲۰۵) پس اگر حارث نہ بہی راضی ہوتا تو وہ کچہ نہین کر سکتا تہا آپ نے یہ کہانسے نکالا کہ جویریہ کے رشتہ دارون کو بشرط نکاح رہا کرتے لوگ تو خود ہی اسیر تہے انکو کونسا اختیار نکاح کردینے کا تہا آپ نے لکہا ہی کہ عمر انکی بیس برس کی ہتی بیس برس کی عورت تو بالغ ہی اسکو اپنے نکاح کا خود ہی اختیار ہی باپ یا دیگر اعزہ کی رضامندی یا عدم رضا کچہ کام نہین آسکتی ہی اور اسکے سوا اسیر تو دیگر اہل لشکر رہا کر دیئے تہے پہر آپ یہ کیا کہتے ہین کہ رہائی انکی خدمات کا صلہ تہا انکی اجازت کی ضرورت ہی کیا ہتی مگر خیر آپ اسکو خود ہی یہ فرماتے ہین کہ یہ نہ سہی تو انہون نے اپنی معشوقہ کے دل خوش کرنے کو کیا ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہین کہ محض خوشنودی جناب احدیت و اجراے شریعت

بلو ہمت واقتضای حکمت و مصلحت کے کیا تہا کیونکہ وہ پیغمبر تہے اور انکا منصب اسی
کا مقتضی تہا اب آپ کہتے ہین کہ معشوقہ کی خاطر سے ایسا کیا آپ کو اسکا علم کہان سے ہوا
حاصل کیا ہی لیکن آپ کا شاید تعصب یہ کہہ رہا ہے کہ ضرور کیا ہوگا اری صاحب کوی ثبوت
دیتے ہین مگر آپکو ثبوت کی کہان ضرورت ہے جو کچہ مخاطب صاحب ارشاد فرما رہے ہین محض
تعصب و نفسانیت ہے جو کبہی آپکے دل سے زائل ہنوگا اب یہ بہی کہتا ہون کہ اگر زوجہ
کی خوشنودی کیواسطے ایسا کیا تو کیا غضب کیا اگر وہ ایمان لائین اور حبالۂ عقد مین آئین تو کیا
خاطرداری و استرضاے ازواج شریعت موسوی و عیسوی مین ممنوع ہی جب تک کہ کوئی
فعل حرام نہو کسی زوجہ کی خاطرداری سے کرنا جایز ہے۔ اہل انصاف انصاف کرین کہ
مخالفین مذہب کہہ سکتے ہین کہ حضرت آدم نے خلاف حکم خدا ثمر درخت خاطرداری حضرت حوا
مین کہایا اور معتوب ہوکر بہشت عدن سے نکالے گئے کتاب پیدایش باب ۳۔
حضرت یہودا ابن یعقوب نے جب جانا کہ میری بہو تامار کو میرا بیٹا ہی تو حد زنا جاری کی
کتاب پیدایش باب ۳۸ پہر دیکہو حضرت داود نے بخاطر مادر سلیمان کے حضرت سلیمان
کو ولیعہد و جانشین کیا۔ اور ادونیا وغیرہ بڑے بیٹونکو سلطنت سے محروم کیا اور مادر
سلیمان کے کہنے کو منظور کرلیا (سلاطین باب ۱) یہ مادر سلیمان وہی زن حیطانی
دریا مین جن پر عاشق ہوکر ہم بستری کی اور انکے شوہر اوریا کو قتل کرایا تہا اور پہر زوجہ
کیا (صموئیل باب ۱۱ و ۱۲) پہر دیکہئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے زن زناکار پر حد
شریعت موسوی جاری نفرمائی اور خلاف حکم خداوندی کیا (انجیل یوحنا باب ۸)
حضرت سلیمان جنکو خدا نے پیارا بیٹا کہا تہا اور انہون نے اجنبی عورتین کین جنکی خدا نے
ممانعت کی تہی اور انکی خاطر و محبت سے بتخانہ بنایا اور بت پرستی کی (کتاب سلاطین
باب ۱۱) اس صورت مین مخالفین مذہب خصوصًا ہنود و مجوس و یہود کو کیا کیا گنجایش
اعتراض ہوسکتا ہی۔ اب اہل انصاف دیکہین کہ ہرگز بپاس خاطر زوجہ یعنی جویریہ کے چند اسیر

قوم کی جان بخشی اور قید سے رہائی کی تو کیا برا کیا یہ فعل بالذات قبیح نہین ہی اور ہر بادشاہ
ہر پیغمبر کو اختیارات عفو و صفح و انتقام ہو سکتے ہین پس اگر صرف اپنی علو ہمت سے
آنحضرت نے یہ کیا تو کیا قباحت کی اور بخاطر زوجہ کیا تو کیا قباحت ہوئی جو افعال انبیاء سابقین
مذکور ہوے آئمین اور فعل رسول عربی مین کسقدر فرق ہی سہ ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا ۔ آپ خود مانتے ہین کہ آزادی اسیران بنی مصطلق مہر جویریہ کا تہا اور فدیہ تہا شرط
اول سے عزیز عذر نکرین ۔ دوم مہر کے تاوان سے بچین ۔ سوم عورت کا دل خوش
کر کے اپنا دل ٹہنڈا کرین ۔ یہ بالکل غلط ہی رشتہ داران جویریہ کو کوئی اختیار نتہا کیونکہ
وہ خود تابع اور اپنے فعل کی مختار نہین جو چاہتین وہ کرتین اور یہی سمجہ لیجے کہ جب وہ
اسیری مین آئین تہین تو ممکن تہا کہ بغیر نکاح ہی خدمت مین لاتے ضرورت عقد کیا تہی
مگر آپ نہین سمجہتے ضرورت عقد ضرور تہی اس سے ایک قبیلہ بنی مصطلق کا عزیز دار
رسول صلعم ہو گیا جیسا کہ اصحاب نے حضرت سے کہا ۔
مہر کی حقیقت کیا تہی جو اس سے نجات پانے کی آرزو ہوتی پہر پاتے تو کہان سے لاتے
اور اسلئے اسیرون کی رہائی اور انکا اپنے مہر مین قبول کر لینا حضرت کو غنیمت ہوا یہ بات
نہین ہی ۔ بلکہ حضرت نے روپیہ دیکر آزاد کرایا تہا ۔ معارج و ناسخ التواریخ وغیرہ دیکہئے
اور ہرگاہ چہوڑانے کے واسطے روپیہ تہا ۔ تو مہر کے لئے بہی ممکن تہا ۔ پس یہ اعتراض
محض وسواس ہی ۔ اور اگر بالفرض بقول آپ کے حضرت نے آزادی بنی مصطلق مہر
قرار دیا تو کیا قباحت ہے جس مہر پر طرفین رضامند ہو جاوین وہی جائز ہے ۔
دیکہئے شاؤل بادشاہ نے مہر دو سو کہلریان فلسطیون کی عوض دین مہر حضرت داود
طلب کین جب وہ لائے تو بیاہ کر دیا ۔ (صموئیل باب ۱۸ و دس ۲۷)
اگر حضرت نے جویریہ کو خوش کر کے اپنا دل ٹہنڈا کیا تو کسی شخص کو آتش حسد سے جلنا نہین
چاہئے اب یہ امر انصاف طلب ہی کہ دو سو آدمی کا قتل ہونا بالعوض مہر اچہا ہے یا دو سو

اسیرون کا رہا ہونا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

جویریہ کی نسبت آپ یہ بھی غلط کہتے ہین کہ اُنکو اس سے کچھ حاصل نہین ہوا۔ مدعی سست گواہ چست۔ وہ تو کہتی ہین ہیچ دولت با این برابر نبود آپ کہتے ہین کچھ حاصل نہوا

دہم خلاصہ حالات صفیہ

(قول سید صاحب) مجاہدین مین سے ایک صاحب نے اثناء جنگ خیبر مین ایک یہودیہ صفیہ نامی کو گرفتار کیا تھا۔ اُسکو بھی آنحضرت نے اپنے جود و کرم کو کام فرما کر رہا کر دیا اور خود اُسکی خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت سے اسکے ساتھ نکاح کر کے شرف زوجیت سے بخشا صفحہ ۲۱۱ (جواب مخاطب۔ اُسکی خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت سے اسکی کیا ضرورت تھی جو آپ تاکید کرتے ہین ہمکو شبہہ ہوتا ہے شاید وہ جبراً جورو بنائے گئی کل قرینہ اسی کا ہے تاریخ ہماری ساتھ ہے۔

دفعہ اول بیوہ ہونا اصل حال یہ ہے کہ صفیہ بنت حی ابن اخطب بیوہ پسر ابی عتیق تھی جسکا نام کنانہ تھا وہ حضرت کی ہجو مین اشعار کہتا تھا اور وہ لوگون مین بڑا شاعر مشہور تھا چنانچہ حضرت نے چند اشخاص کو مقرر کر کے بھیجا تھا کہ انہون نے اُسکو قتل کیا تھا واقدی صفحہ ۲۴۶۵

قبل جواب قصہ صفیہ عرض کیا جاتا ہے بعد فتح خیبر کے صفیہ کو جب حضرت کی خدمت مین حاضر کیا جناب نے اُنکو خیمہ مین جگہہ دی اور خود تشریف لیگئے اسوقت صفیہ اپنے فرش سے اُٹھکر زمین مین بیٹھین اور حضرت کیواسطے جگہہ خالی کر دی سرور عالم نے فرمایا کہ ای صفیہ باپ تیرا مجھسے عداوت رکھتا تھا تاآنکہ خداوند عالم نے اسکو ہلاک کیا صفیہ نے کہا کہ خدا ایک کے گناہ کی سبب دوسرے سے مواخذہ نہین کرتا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ والہ نے انکو اس امر مین اختیار دیا اگر وہ چاہین تو انکو ازادی دی جاوے اور اپنی قوم مین ملحق ہون یا اسلام اختیار کرین اور حضرت اُنسے عقد کرلین اُنہون نے کہا کہ قبل اسکے کہ آپ مجھکو اسلام کی دعوت کرین اپکی تصدیق کر چکی ہون اور مجھکو اب یہود سے کوئی سروکار نہین یا رسول اللہ آپ مجکو کفر و اسلام مین

مخبر کرتے ہین واللہ کہ اسلام مجھکو آزادی اور الحاق قوم سے محبوب تر ہی پس حضرت کو یہ امر خوش آیا اور اپنے واسطے انکو رکھا جب خیبر سے کوچ کیا اور منزل تبار پر زفاف چاہا تو صفیہ راضی نہوئین یہانتک کہ منزل صہبا پر حضرت نے ام سلیم سے کہا کہ تم انکو راضی کرو ام سلیم نے حسب ارشاد انکا سنگہار کیا اور کہا کہ جب رسول اللہ صلعم آوین تو حضرت کا استقبال کرنا اور امتناع نکرنا انہون نے اسکو قبول کیا اور اسی منزل پر زفاف واقع ہوا۔

لیکن ابو ایوب انصاری نے تمام شب گرد خیمہ حضرت سرور عالم حفاظت کی جب صبح ہوئی اور آواز سلاح ابو ایوب انصاری سمع مبارک مین پہونچی تو حضرت نے فرمایا یہ کون شخص ہے عرض کیا گیا کہ ابو ایوب انصاری ہین حضرت نے سبب استفسار فرمایا انہون نے کہا کہ یا رسول اللہ عورت جوان ہے اور اُسکا باپ اور شوہر قتل کیا گیا ہی مجھکو خوف ہوا کہ مبادا یہ کوئی حرکت کرے حضرت متبسم ہوئے اور انکے حق مین دعای خیر کی۔

ام سلیم سے منقول ہی وہ کہتی ہین کہ میتے واسطے غسل صفیہ کے پردہ کھنچا اور پوچھا کہ تمنی رسولخدا کو اپنے کیسا پایا انہون نے کہا کہ صبح تک حضرت نے مجھسے کلام فرمایا اور پوچھا کہ منزل اول پر تم زفاف پر کیون نہ راضی ہوئین مین نے عرض کیا یہودی قریب تھے مجکو خوف ہوا کہ مبادا وہ کوئی ضرر آپ کو پہونچاوین۔ حضرت کو یہ بات پسند آئی۔ (روضۃ الاحباب)

جواب

اس بیان مین مخاطب صاحب نے کئی دفعات لکھے ہین ہر ایک دفعہ کا جواب علیحدہ علیحدہ تحریر کیا جاتا ہی۔ ہمارے مخاطب کو سید صاحب کی اس تحریر سے کہ برضا و رغبت عقد ہوا شبہہ ہوتا ہی اور وہ سمجھتے ہین کہ جبرا جورو بنالی گئی۔

دفعہ دوم۔ باپ کی جوانمردی و تکذیب محمدؐ

جسوقت حیی حاضر کیا گیا تو اس سے رسولخداؐ نے فرمایا اے حیی کیا تجکو خدا نے خوار نہین کیا۔ یہ قساوت قلبی تہی مقتل پر جلادون طعنہ جگر ریش سنا تا ہی اُسنے بڑی دلیری سے جواب دیا وقت

قابل داد ہے کہا ہر ذی روح ذائقہ موت کا چکہنے والا ہے اور میرے لئے بہی ایکوقت مقرر تہا کہ مین اس سے تجاوز نہین کر سکتا۔ رضا لقضا اسکو کہتے ہین۔ حقیقی اسلام اسکا نام ہے ضد و عداوت پر مین اپنے نفس کو ملامت نہین کرتا۔ یہ یہودی تہا۔ محمدؐ صاحب کی بد اخلاقی اور خون ریزیوں سے انکو دشمن خدا اور دشمن خلق خدا جانتا تہا پس ضد و عداوت پر مستعد تہا اور مین آج وقت فراق دنیا کے گواہی دیتا ہون اسبات پر کہ تم کاذب ہو۔

شاباش ای حیی۔ شاباش ای شہید راہ خدا۔ شاباش اے اسرائیل کے پوت۔ شدم واپسین کی شہادت ہی۔ اس شہادت پر حیی اپنے خون سے مہر لگاتا ہی اگر چاہتا کلمہ کہکر اصحاب محمدؐ مین داخل ہو جاتا مگر نہین زبان اسکی دل کے مطابق ہی اور نے شبہہ تمہارا دشمن ہون پس حضرت علیہ السلام نے حکم اسکے قتل کا کیا کچہ عبرت نہ حاصل کی ایسے صادق ناصح کا خون بہایا

؎ بر مزار ما غریبان نے چراغ نہ گلی ؛ نے پر پروانہ باشد نہ شور بلبلے ؛

صفیہ کے شوہر کو تو حضرت اسطرح قتل کرا چکے تہے اُسکے باپ کو حضرت یون سنگدلی سے آنکہون کے سامنے قتل کراتے ہین۔ حیی کا خون تمکو زمین سے اے محمدؐ پکارتا ہے۔

؎ دوران بقا چو باد صحرا بگذشت ؛ تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت۔
پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد ؛ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

جواب

ناظرین آپ پر اس تقریر حشونت امیز سے مخاطب کا حسد و کینہ و عداوت قلبی ظاہر ہو گئی ہو گی انکو وجہ شاباشی دینے کی کیا تہی کیونکہ حیی بن اخطب یہودی تہا جو عیسائیون کے نزدیک سنلے دین ہین۔ پہر شاباش اور شہید راہ خدا اور حقیقی اسلام سب کچہ اُسکے حق مین جوش و خروش مین آکر کہہ گئے ہین ہین آپ کو شاباش اس تعصب پر کہتا ہون کہ اسلام کی عداوت سے ایک دشمن حضرت عیسٰے و حضرت مریم دین عیسوی کو خوب شاباشی دی اور کچہ خیال نکیا کہ یسوع مسیح و مریم کو کیا کیا کلمات کفر کہتے ہین۔ خیر آپ جانئے اور آپ کا دین

لیکن اب جواب ملاحظہ ہو یہ کافر سپاہی یعنی حی بن اخطب فرضی وعدت اوسی حضرت کو معاذ اللہ کاذب
کہتا ہے یہ ضد وعداوت وہ شی ہے کہ اگر انسان کے دلکو کسی امر کا یقین بھی ہوتا ہے تو اسکا اظہار نہیں ہونے دیتی اور بڑی
بڑی مصیبتوں میں گرفتار کراتی ہے خود حی کہہ رہا ہے کہ تمہاری ضد وعداوت اوسی میں ہے النفس کی ملامت نہیں کی ہا اسکی تاویل
مطلب فرماتی ہین کہ حضرت محمد مصطفی کی بداخلاقیون و خونریزیون نے انکو دشمن خدا و دشمن خلق خدا جانتا تھا اسلئے ضد وعداوت رکھتا
تھا ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ نے بداخلاقی کی تھی نہ خونریزی کی تھی پھر لوگ ایسی کیون عداوت رکھتے تھے یہانتکہ یہود کہتے تھے کہ شیطان
کے ذریعہ سے دیوونکو نکالتا ہے متی باب ۹ ورس ۳۴ پھر سردار کاہنون نے اور سب لوگون نے کہا کہ کفر بکتا ہے اور واجب القتل ہے
اور سب نے منہ پر تھوکا اور طمانچے مارے متی باب ۲۶ درس ۶۵ و ۶۶ و ۶۷) پھر یہودیون اور کاہنون نے کانٹون کا
تاج سر پر رکھا ایک سرکنڈا ہاتھ مین دیا اور اسکے آگے گھٹنے ٹیک کر اور اسپر ٹھٹھا مار کر کہا اے یہودیونکے بادشاہ سلام دیکھو
باب ۲۷ متی ۲۹) دیکھئے یہودیون کاہنون فقیہون نے کیا کیا توہین و تحقیر کر کے حضرت عیسیٰ کو
صلیب دیا اور آپ حی بن اخطب سرگردہ یہود کو شاباشی دیتے ہین اسی کافر کے دین کو آپ
فرماتے ہین کہ حقیقی اسلام اسکا نام ہی حی تو یہودی تھا جب اسکا اسلام حقیقی ہوا تو آپ کا
اسلام غیر حقیقی ٹھہرا۔ اسلئے کہ یہودی تو آپکے خلاف ہین حضرت عیسیٰ کو پیغمبر ناجائز سمجھ کر
اور پیغمبر کاذب و کافر سمجھ کر صلیب پر چڑھا دیا اب آپ اسکو شاباش کہتے ہین اسکی تصدیق
فرماتے ہین تو اپنا مذہب کھویا یہودیون کو حقیقی مسلم ٹھہرایا اسلئے آپکی مذہب کی اپنی اصلیت ہے کہ جو شخص
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو برا کہدے اگرچہ کافر یا ملحد یا بت پرست بھی
کہدی تو آپ اسکو شاباش و شہید راہ خدا کہہ دیجئے گا سبحان اللہ کیا عقیدہ ہے شاباش
ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ برائے شگون کیون اسوسطے اپنی ناک کٹانا اسی کو
کہتے ہین۔ دیکھئے پردہ تعصب نے ایسا اندھا کر دیا کہ اپنا مذہب بھی نہ سوجھا۔ چنانچہ
یہودیون نے فقیہون نے کاہنون نے چورون نے جو اسکے ساتھ مصلوب ہوئے تھے
اوسپر کلمات طعن کہے اگر کوئی کافر کہے کہ شاباش اے راہ گیرو شاباش ای سردار کاہنو
شاباش اے فقیہو شاباش اے چورو کیا کہنا اسلام حقیقی اسی کا نام ہے تو آپ کیا جواب دینگے

یہان تو صرف ایک کافر کہہ رہا ہی اور حضرت خاتم الانبیا سے گستاخانہ گفتگو کر رہا ہے وہان
حضرت عیسیٰ کو سیکڑون کلمات کفر کہتے ہین پہر معجزہ بہی طلب کرتے ہین اگر سچے ہو تو صلیب
پر سے اوتر آؤ پہر یہان لحاظ کیجیے کہ ملحدین و مشرکین کو کسقدر گنجایش اوہام و الزام ہو سکتا ہے
مہربان من ہر مقام تحسین آفرین نہین ہے نہ ہر مقام لایق طعن و نفرین

دفعہ سوم اسلام صفیہ

صفیہ کو یہ حالات معلوم ہین یہ دلائل نبوت و آثار پیغمبری حضرت کا مشاہدہ کر چکی ہی
چنانچہ مورخ لکھتا ہی کہ جب حضرت کے پاس پہونچے حقتعالی نے صفیہ کے دل پر رشد
و ہدایت القا کیا حیف ہی تب انہون نے عرض کی یا رسول اللہ واللہ جب مین مدینہ مین
ہی تو خواہش اسلام رکہتی ہی اور اسلام مجھکو خوش آتا تہا بعد ازان اسلام مین مجھکو زیادہ
رغبت ہوتی ہی ہمکو یہ سب یقین کرنا چاہیے کیونکہ وہ انکے ساتہ ہے اور یہودیون مین
میرا کون ہی نہ انمین میرا باپ ہے نہ بہائی ہی آپ نے میرے باپ اور میرے چچا کی بیٹے اور
میرے بہائی سب کو قتل کیا مگر محمد صاحب کو غیرت نہین ہوتی یہی باتین تو صفیہ کی رشد
و ہدایت کا باعث ہوتی ہین پس اب تو اللہ و رسول اور اسلام مجھکو محبوب تر ہین۔
پرانی روشنی کے لوگ اس بات کی حقیقت سی زیادہ آگاہ تہے چنانچہ جب ابو ایوب انصاری
حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور حالات سے اطلاع پائی تو انہون نے ساری رات نگہبانی
کی کہ وہ حضرت کو قتل نہ کر ڈالے حضرت نے اُسپر اُنکو دعای خیر دی۔

جواب

یہ بہت درست ہی کہ صفیہ پہلے سے مائل باسلام تہین چنانچہ خود انہون نے حضرت
سے عرض کیا تہا یا رسول اللہ بتحقیق کہ آرزوی اسلام دارم و لتصدیق تو کردہ ام پیش
ازانکہ مرا دعوت کنی (روضۃ الاحباب) لیکن اب اسکو بہی صحیح نہین سمجھتے اور
اگرچہ وہ اپنا حال بیان کر رہے ہین بعد اسکے کہ انکو اختیار اپنے خاندان مین واپس

جاے کامل چکا ہی لیکین اب راضی نہین اور خواہ مخواہ ازروے تعصب و نفسانیت
انکو جہوٹا کرتے ہین اور جہوٹا کیون نکرین اسلیے کہ اگر انکو سچا سمجہین تو یہ اپر بہت
شاق ہے کہ کوئی حضرت کی تصدیق کرے بہرحال اصل واقعہ یہی ہی کہ صفیہ کو اسلام کی
رغبت تہی ورنہ جب اونکو اختیار دیا گیا تہا کہ تمکو اپنے خاندان مین واپسی کا بہی حکم ہی تو فورًا
چلی جاتین اور اس سے نجات پاتین اب ابوالیوب کا پہرہ دینا یہ صرف انکی محبت اور
اسلام کا جوش تہا ورنہ حضرت نے انکو حکم نہین دیا تہا کہ وہ پہرہ دین اور جب ابوالیوب
نے حضرت سے اپنے خیال کا اظہار کیا تو اسوقت حضرت متبسم ہوے مطلب یہ تہا کہ
یہ محال ہی کہ جو انکو خیال ہوا تہا مگر اونکی محبت و دینداری دیکہکر انکے لیے دعاے خیر کی
ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یہ امر کوئی اعتراض کا نہین

دفعہ چہارم صفیہ کا حسن و جمال
و حضرت کا عشق

یہ عورت بڑی حسینہ نوعروس ١٧ برس کی تہی اور جب صفیہ مدینہ مین پہونچی انصار کی عورتون
نے آوازہ اسکے حسن و جمال کا سنا تہا واسطے تفرج کے اسکے پاس گئین - اور عائشہ بہی چہپکر
اپنی سوت کو دیکہنے کو گئی تہی منہاج صفحہ ١٤٧ چنانچہ لکہا ہی صفیہ خیبر کے اسیر دشمنون سے
تہی اور نوعروس ١٧ برس کا سن ذکر کیا اسکے حسن و جمال کا کسی نے رسول خدا کے حضور مین پسند کیا
اس جناب نے اسکو اپنے واسطے - صفیہ اسیر دشمنان تہی اور دحیہ کلبی کے سہم مین آئین اور عرض کیا
لوگون نے کہ یا رسول اللہ وہ نہایت جمیلہ ہی اور سردار قبیلہ اور یہود کے شاہو لنسے ایک بادشاہ
کی بیٹی ہے ہارون پیغمبر کی اولاد مین سے مناسب یہ ہی کہ وہ مخصوص آپ سے ہون اور اسی
کے درمیان مانند دحیہ کے بہت ہین - اور قیمت مین صفیہ کی مانند کمیاب - بعض روایتون
مین آیا ہی کہ دحیہ کو حضرت نے صفیہ کے چچا کی بیٹی دی عوض مین صفیہ کے اور ایک روایت
یون آیا ہی کہ خرید فرمایا صفیہ کو دحیہ سے سات جاریہ دیکر منہاج صفحہ ١٠٥ اور صفیہ کا یہ واقعہ

تو بخاری مین ہی پارہ دوم - جب قیدیون کو جمع کیا آیا دحیہ اور کہا اے نبی اللہ کے ان اسیرون مین سے مجکو ایک لونڈی عطا کرو کہا لے لے - پس اسنے ایک لونڈی لیلی صفیہ بنت حی سے پس ایک آدمی نبی کے پاس آیا اور کہا اے نبی اللہ کے تو نے دحیہ کو صفیہ بنت حی سردار قریظہ اور نضیر کو دیدیا وہ سوا آپ کے کسی کے لائق نہین - اب تو منھ مین پانی بہر آیا فرمایا بلاؤ اسکو پس وہ لائے گئے پہر جب نظر کی طرف اسکی (یعنی سر سے پاؤن تک تارا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا دحیہ سے لیلے کوئی اور لونڈی بندیون مین سے پس آزاد کیا نبی نے اسکو اور جورو بنالیا اسکو پہر لکہا ہی کہ آزادی اسکی اُسکا مہر تہا - دیکہو اس ۱۷ برس کی حسینہ جمیلہ شاہزادی کو ایک حریف اڑائے لئے جاتا تہا - حضرت نے تاڑا اور دحیہ کیلئے ہاتون سے بقول خیاب اپنے جود وکرم کو کام فرماکر رہا کردیا واہ رے جود وکرم - حاتم کی گور پر لات مارنا اسی کو کہتے ہین بقول سعدی شیرازی ؎ شنیدم گوسپندے را بزرگے ؛ رہانید از دہان و دست گرگی ؛ شبانگہ کارد بر حلقش بمالید ؛ روان گوسفند ازوی بنالید ؛ کہ از چنگال گرگم در ربودی ؛ چو دیدم عاقبت گرگم تو بودی ؛ ابوالفدا مین ہی کہ صفیہ سے رسول مقبول نے اپنا نکاح کیا اور آزاد کردینا اسکا مہر مقرر فرمایا صفحہ ۳۴ بہر حال اسکو جورو بنایا اور اسکے صلہ مین جو کچہ اس سے کیا - سلوک یا بدسلوک - اس کے لئے کہ ہم محمد صاحب کی بنوت کے مشکور ہین ہمکو یہ آزادی بالکل جویریہ کی آزادی معلوم ہوتی ہی -

جواب

ہمارے مخاطب اگر ذرا بہی نیک نیتی کو کام فرماتے تو معلوم ہوجاتا کہ اس عقد مین کیا مصلحت تہی سُنئے حضرت نے دحیہ سے ایک کنیز کا وعدہ فرمایا تہا جب قلعہ خیبر فتح ہوا اور مال غنیمت تقسیم ہونے لگا تو دحیہ نے حضرت کو یاد دلایا کہ آپ نے ایک کنیز کا وعدہ فرمایا تہا حضرت نے انکو اجازت دی انہون نے صفیہ کو پسند کیا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ وہ بادشاہ کی لڑکی اور حضرت ہارون کی اولاد ہی اور نہایت حسین وجمیل ہی ایسے بزرگ خاندان کی عورت آپ ہی کو سزاوار ہی

جب حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ اس بات پر راضی نہین ہین کہ دحیہ سے ایک معمولی شخص کو
وہ دی جائین اُسوقت آنحضرتؐ نے انکو اُنسے لیکر عقد کر لیا اور کنیزی سے بھی آزاد فرمایا
اور اونکی عالی خاندانی اور اعزاز و احترام کا بہت لحاظ کیا بدین سبب یہہ ضرور تہا کہ وہ بطور کنیز
بھی نہ رکھی جاتین اور سردار و بادشاہ قوم کی زوجہ ہوتین اسی لحاظ سے حضرت نے عقد فرمایا اور بشارت
خداوندی جو زبان حضرت داود پر جاری ہوئی تھی کہ شہزادیان اور رئیس زادیان داخل حرم سرا ہوکر آن
حضرت کی سہیلیان و حرمین ہون دیکھو زبور باب ورس باقی جو کچھ عشق کی نسبت آپ
فرما رہے ہین بیہودہ حرف آپ کا تعصب ہے حضرت نے فقط بخیال حسب و نسب اور سفارش
اہل لشکر اُنسے عقد کیا تہا ایسی معزز عورت کو معمولی شخص کو دینا ظلم ہی اور اگر حضرت پہلے سے
عاشق ہوتے تو دحیہ کو اجازت انتخاب نہ دیتے سب سے پیشتر آپ ہی تلاش کرکے انتخاب
فرماتے اور اگر بالفرض حضرت نے حسن و جمال صفیہ دیکھکر پسند کیا ہوتا تو کیا قباحت ہوتی
کیا حضرت یعقوبؑ نے حضرت شمعونؑ نے حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ نے جو بیبیان
کین حسن و جمال پسند فرما کر نہین کین اور ابتک سب جگہہ رواج ہی کہ دیکھہ بھال کر بیاہ
کرتے ہین پھر اسمین عیب کیا ہی نہ کسی شریعت مین حسن و جمال دیکھکر شادی کرنا ممنوع ہے
اُنکی آزادی انکا مہر ہونا کیون لائق اعتراض ہی اگر وہ نہ آزاد کی جاتین تو یقیناً اونکی کچھ قیمت
قرار دیجاتی وہی قیمت مہر ہوگئی آپ حضرت کی نبوت کے کیون مشکور ہونے لگے البتہ آپ
کو حضرت داؤد کی نبوت کی شکر گذاری کرنی لازم ہی اور ایسا جان نثار آدمی اپنی جورو کو چھوڑ دے
اور اُسکے ساتھہ یہ سلوک کیا جائے یہان پر البتہ وہ اشعار جو آپ نے پیشتر لکھی پھر فرمائی
انکو حضرت کے سلوک کا کیا حال معلوم اور اگر معلوم بھی ہی تو زبان سے کیون کہی گا لیکن
حضرت نے ایسا سلوک کیا تہا کہ باوجود اختیار دینے کے اپنے قبیلہ مین نہ واپس گئین
اور کہا کہ مجکو اسلام ان سب باتون سے محبوب تر ہی یہ سلوک تہا جسکے آپ شاکی ہین مگر
آپ کی شکایت سے کیا ہوتا ہی جب کہ وہ خود بادشاہزادی اور اہل اسلام رضامند ہین۔

دفعہ پنجم صفیہ سے جبراً صحبت

مگر ایک سخن مین کہ حضرت نے خود اُسکی خواہش اور اُسکی رضا و رغبت سے اُسکے ساتھ
نکاح کیا۔ اسمین کلام ہے مگر قرینہ اسکے خلاف ہے کیونکہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۵۹۵ مین ہے
چون بمنزل رسیدند کہ آنرا انبار میگفتند۔ و ازانجا تا خیبر شش میل راہ ست خواست کہ باوی زفاف
کند صفیہ رضی اللہ امتناع نمود چنانچہ حضرت از وے در غضب رفت چون بمنزل صہبا رسیدند
با ام سلیم مادر انس گفت کار سازی وے بکنید کہ امشب باوی زفاف خواہم کرد ام سلیم بموجب
فرمودہ او را بخیمہ برد و موے سروی شانہ کرد و او را خوشبو ساخت ام سلیم گوید صفیہ زنے
بود بغایت جوان چنانچہ در انوقت ہنوز ہفدہ سالہ بود و زینت و زیور وی رامی برازید
با او گفتم چون پیغمبر صلعم پیش تو بیاید بر خیزی و اقبال نمای بروے و امتناع ننمائی صفیہ قبول نمود
در انمنزل حضرت باوی زفاف کرد۔ یہ اچھی ام سلیم تھی جوان جوان عورتون کو اس عورتین اور
خوشبو پسند کرنیوالے بنے سے بنا کر سنگار کرا کر ملایا کرتی تھی ایسی عورتون کو کٹنی کہتے ہین
مگر بٹالہ کے مولوی کی زبردستی بھی قابل داد ہے آپ فرماتے ہین۔ آنحضرت صلعم نے حضرت صفیہ
کے جمال با کمال کے شوق سے نکاح نہین کیا بلکہ صرف اُنکی درخوست سے صفحہ ۱۸۷ یہ ہوتا
تو اُنکے ہوتے اسی سال دو بڑھیا عورتون ام حبیبہ رض و میمونہ رض) سے آپ کا نکاح ہرگز نہوتا
کہ کس درجہ حضرت صفیہ پر شیدا تھے اور کیسی کیسی ننے صبری کرتے تھے۔ اور ام سلیم کی مدد
لیتے تھے اور مطلق نہ خیال کرتے تھے کہ یہ عورت جسکے عزیز و رشتہ دارون کا خون ابھی زمین
پر سوکھا بھی نہین ذرا دم لینے پاوے پہلے ہم دکھلا چکے اور کچھ آگے اور دکھلاوینگے
ام حبیبہ اور میمونہ کا حال آئندہ آویگا کہ کس غرض سے آپنے نکاح کیا تھا دیکھو پہلی منزل تک
تو یہ صفیہ حضرت سے راضی نہوئی اور کہہ چکی تھی آپ نے میرے باپ اور چچا کے بیٹے اور میرے
بھائی کو قتل کیا بیچاری اپنے باپ اور بھائی اور شوہر کے قتل سے راضی ہوتی کیسی اور جب
حضرت خیمہ مین اسکے ساتھ رات بسر کرتے ہین تو ابوایوب پہرہ لگاتے ہین مبادا وہ حضرت کو

اپنے باپ کی عوض سوتے مین قتل کرڈالے اور اسی کو خباب فرماتے ہین خود صفیہ کی
خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت سی اُسکے ساتہ نکاح کیا شاید رضا و رغبت کی تعریف
ہائی کورٹ کلکتہ مین آپ یہی کرتے ہین اسکو زنا بالجبر کہتے ہین مگر آپ اسکو جود و کرم کو کام
فرمانا کہے جاوین یا کچہ اور کہین زبان آپکی ہے۔

جواب

بہت صحیح ہے کہ منزل تبار پر انہون نے امتناع کیا اور دوسری منزل پر رضامندی ظاہر کی
ام سلیم نے اونکی کنگھی کی اور معطر کرکے کہا کہ اگر رسول اللہ آوین تو اُنکا استقبال کرنا
اور ممانعت زفاف سے نکرنا۔
صرف یہی الفاظ ہین جو ام سلیم نے کہے ہماری مخاطب کو ان الفاظ کی نسبت یہ دکھلانا لازم
تہا کہ اسنے ایک قسم کا قوی خوف دلانا پایا جاتا ہی یا ان الفاظ سی مکر و فریب پیدا ہوتا ہی
جس فریب مین ایک جوان عورت کا آجانا بعید نہین ہے یہ آپ کچہ نہین کہتی صفیہ خود کہہ رہی
کہ مین نے بسبب خوف یہودان انکار کیا تہا۔ چنانچہ منقولست از ام سلیم کہ چون صباح
عروسی صفیہ شد و پیغمبر صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم از خیمہ بیرون رفت من صفیہ را برگرفتم وازنگا
بیرون بردم تا قضای حاجت کرد و ستر ے برای وے راست کردم تا اغتسال نمود بعد ازان
از وی پرسیدم کہ رسول ؐ را با خود چگونہ یافتی گفت خوب یافتم من شادمان گشت وامشب
تا صباح بمن سخن میگفت و از من پرسید کہ چرا در منزل پیش نگذاشتی کہ زفاف واقع شود
گفتم یا رسول اللہ ترسیدم ازانکہ یہود نزدیک بودند مبادا اسیبی بتو رسانند و حضہ الاحباب جلد
اور واقعات سے جبر یا مکر ام سلیم کا ظاہر نہین ہوتا کیونکہ اُنہون نے نہ یہ دہمکایا کہ اگر تم
راضی نہوگی تو قتل کی جاوگی اور تمہارا کوی حامی و مددگار نہین نہ کوئی ترغیب دولت یا
سلطنت کی دی جس سے جبر یا فریب ثابت ہو سکے بلکہ چند الفاظ ایسے طریقہ سے استعمال
کئے جیسے کسی ناسمجہ عورت کو طریقہ معاشرت مین سمجہاتے ہین۔ ام سلیم یہ سمجہتی ہونگی کہ نو عروس

اور کم سن ہی شاید حیا کرتی ہو اور طرز معاشرت سے ناواقف ہو- پس امر صحیح یہی ہی کہ
حقیقت مین کوئی جبر انپر نہین کیا گیا بلکہ اُنکو اختیار دیا تھا کہ چاہے تم اپنے خاندان کی
طرف چلی جاؤ لیکین وہ نہ گئین اور اسلوم کو اس سب سے محبوب تر جانا اب اوسکو
رضا و رغبت کہتے ہین- اگر خوف یا جبر ہوتا تو منزل اول پر خوف قتل یا قید زیادہ تھا
پھر کیون ہم بستری سے انکار کیا اور دوسری منزل پر کیون راضی ہوگئین اور صفیہ کے
کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونکو اپنے اعزہ کے قتل کا کچھ خیال نتھا اسوجہ سے کہ اگر ذرا بھی
خیال ہوتا تو جب اُنکو اختیار دیا گیا تھا وہ چلی جاتین اور اپنے اعزہ کا سوگ رکھتین مگر
جب وہ مسلمان ہوگئین تو اُنکو کفار سے کیا مطلب رہا- اور جب مطلب نرہا تو ضرورت
سوگ رکھنے کی کیا تھی چنانچہ اونکو مطلوب تھا کہ یہ عقد واقع ہو چنانچہ برضا و رغبت یہ
انجام پایا اور اگر آپ اسکو زنا بالجبر کہتے ہین تو یہ کہنا بالکل نافہمی و بے تہذیبی مین داخل ہی
اسواسطے کہ جب کسی روایت مین جبر و فریب نہین تو آپ زنا بالجبر کیونکر کہہ سکتے ہین- بلکہ
انصاف کیجئے کہ حضرت داؤد کا زن اوریا کے ساتھ ہم بستر ہونا زنا بالرضا یا زنا بالجبر یا البتہ
زنائے محصنہ معاذ اللہ بر خلاف مذہب کے نزدیک کیا ٹھہریگا- اب علاوہ اسکے آپ
کا طعن و الزام شاید اسی بنا پر ہی کہ بلا رضا و رغبت عقد ہوا اور بسبب جبر کے ناجایز ہی ہرچند
ہمنے ثابت کیا کہ برضا و رغبت ہوا اور کسی روایت سے جبر ثابت نہین لیکن اگر یہی تسلیم
کیا جاوے کہ جبر کیا گیا تو کیا قباحت ہی اسواسطے کہ خواہ بادشاہزادی ہو خواہ امیرزادی ہو
ہرگاہ اسیر ہوئی تو مملوک ہوئی اور مملوک پر تصرف مالکانہ ہر طرحکا جایز ہے پس اگر مملوک
سے جبراً کوئی خدمت لیجاوے تو ممنوع نہین ہی مگر ہم توریت مین دیکھتے ہین کہ صاف
صاف حکم ہے کہ اسیر دشمنین سے جب کوئی خوبصورت عورت دیکھکر پسند کرے گھر مین لاکر
اوسکا سر منڈا دی وہ مہینہ بھر اپنے ماں باپ کے سوگ مین رہی پھر اسکو جورو بنا کر خلوت
کرے استثنا باب ۲۱ ورس ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ دیکھئے اسمین حکم نہین ہی کہ اسیر سے رضامندی

جور و بناوے اور ہرگاہ شریعت موسوی مین شرط رضامندی ہنہین ہے تو اگر حضرت
نے بہی بلا رضامندی اوسکے تصرف مالکانہ فرمایا ہو تو کیا گناہ تہا کوئی محل اعتراض نہ
جب تہا نہ اب ہے فافہم وتبصر

یازدہم میمونہ کا حال

میمونہ جنسے اپ نے مکہ مین عقد کیا اپ کی عزیزہ تہین اور پچاس برس سے زیادہ انکا سن
ہو چکا تہا انکا نکاح جو اپ کے ساتھ ہوا تو ایک فائدہ تو اس سے یہ ہوا کہ ایک عزیزہ رشتہ دار
کی گذران کیصورت نکل آئی دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ دو مشہور و معروف شخص اسلام کے شریک
ہو گئے یعنی عبد اللہ بن عباس اور خالد بن ولید صفحہ ۲۱۱ دفعہ اول میمونہ کی رشتہ داری اور نکاح
میمونہ سنہ سات ہجری مین ہوا اگر دراصل میمونہ کی عمر ۵ برس کی تہی تو حضرت ابہی خاصی
ساٹھی سو پلٹھے تہے کیا برا جوڑا تہا۔ حضرت کی جورؤن مین اسنے زیادہ عمر والی کوئی نہتی
مگر بڈہی یہ بہی ہتہین انکے حسن و جمال اور کاٹھی اور طبیعت کا حال حضرت کے سخن سے عیان
ہے چنانچہ محمد حسین اپنے خطبہ مین صفحہ ۳۲۳ مین نقل کرتے ہین اپنے اپنی ازدواج مطہرات ام سلمہ
اور میمونہ کو ایک نابینا سے پردہ نکرانے اور یہ عذر کرنے پر کہ وہ اندہا ہے یہ فرمایا کہ کیا تم بہی اندہی ہو گئی ہو کیا تم اسکو نہین دیکہتین ان
حضرت کو فتنہ کا اندیشہ تہا میمونہ کی ماں کا نام ہند تہا اسکی کئی بیٹیان ہین سب حسن و جمال کیلئے مشہور بیٹیا چار ہتہین
مگر داماد ۶ ہوا ایک داماد اسکی عباس تہے ایک جعفر بن ابیطالب ایک ابوبکر تہے اور ایک حضرت بہی اسکے داماد
تہے کیونکہ اسکی ایک بیٹی اسماء بنت عمیس جو مشہور صاحب حسن و جمال تہی پہلی بعد دیگری جعفر اور
ابوبکر اور علی سے بیاہی گئی اور ولید بن مغیرہ خالد کا باپ بہی ایک اسکا داماد تہا اور خالد
میمونہ کا سگا بہانجا تہا منہاج جلد ۲ صفحہ ۸۷۵ یہ ہمنے اس سے لکہا مبادا ہمارے سید صاحب
کہدین کہ میمونہ بے والی وارث دربدر ماری ماری پہرتی تہی اور حضرت نے جود و کرم کو کام فرمایا
مولوی محمد حسین کہتے ہین میمونہ کے نکاح سے بیوہ پروری کے علاوہ ایک عجیب ولطیف
رحیمانہ پولیٹیکل بات بہی مد نظر تہی حضرت میمونہ مکہ والے مخالفون اور انحضرت صلعم کی جانی

حالات میمونہ

دشمنون کے اقرباء سے تہین - آنحضرتؐ عمرۃ القضا کے لئے مکہ معظمہ مین پہونچے تو آپ نے
میمونہ کو نکاح کا پیام بہیجا حضرت عباسؓ نے ان حضرت صلعم سے انکا نکاح کر دیا جب عمرہ سے
فارغ ہوئے اور تین روز مدت قیام مکہ کے گذر گئے تو کفار مکہ اخراج کے خواہان ہوئے میمونہ کے
رشتہ داران حضرت کے پاس آکر بولے ہم آپ کو عہد یاد دلا کر کہتے ہین کہ آپ مکہ سے نکل جائین
اب تین دن عہد کے گذر گئے ہین ان حضرت صلعم نے پولیٹکل مصلحت کا بہرا ہوا یہ کلمہ فرمایا
مین نے تمہاری قوم مین سے ایک عورت سے یہان نکاح کیا ہی مین اُس سے زفاف
چاہتا ہون اس کلام معجز نظام اور اس پالیسی پولیٹکل مصلحت کے بہری ہوئی نے اُسوقت
ان لوگون پر اثر نہ کیا صفحہ ۱۸۹ و صفحہ ۱۹۰ یہ تو معلوم ہی کہ نہ یہ عورت محتاج تہی نہ بیوالی وارث
مال کے لیئے یہ خاندان مشہور تہا عمر کے لحاظ سے حضرت سے دس بارہ برس کم - پولیٹکل
پالیسی بہی اس نکاح سے یہ منظور تہی کہ مکہ مین قیام کرنے اور نقض عہد کرنیکا حیلہ ہاتہ لگے
ان ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون تہا اور صفیہ کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا بے محل
تہا اور نہ پلاو قورمہ والی تقریر آپ کو زیب دیتی تہی - میمونہ کو جو کی سوکہی روٹی کہنا
پڑتا تہا - حضرت کبہی کبہی یہ میسنی روغنی روٹی بہی کہا لیتے تہے کوی تعجب کا محل نہین -
رہی یہ بات کہ عبد اللہ اور خالد مسلمان ہو گئے تو یہ بہی امید کی جاتی تہی کہ میمونہ کا بہانجا
بہنوی حضرت کا بہانجا یا ہم لف بنجانیکے واسطے جو کچہ کرتے سو تہوڑا تہا - ابتو حضرت
عرب کے بادشاہ تہے سالون سسرون کی کیا کمی تہی -

جواب

میں نہین سمجہ سکتا کہ مخاطب نے اس عقد مین کیون طعن و تشنیع مین زبان درازیان کی ہین اسواسطے
کہ ہر عقد کی مصلحت ہم بیان نہین کر سکتے نہ دوسرا بیان کر سکتا ہی چنانچہ حضرت داؤدؑ
نے سو بیبیان کین حضرت سلیمانؑ نے ہزار بیبیان کین اور انبیا نے متعدد بی بیان کین
کوئی شخص دنیا مین ایسا ہی کہ سب کی فہرست بنا کر ثابت کرے کہ کس غرض و مصلحت سے

لین ہتین بعضی جا پرورش یا ترحم ہی ہو تو کچہ عجب ہنین اور دیگر مصالح بہی ہون تو بعید نہین
اور یہان آپ جو کہتے ہین کہ بہنوی وغیرہ رشتہ دار موجود پرورش کر سکتے تہے تو یہ بہی کچہ ضرور
ہنین کہ ہر رشتہ دار پرورش کر سکے خواہ ہمت ہو خواہ استطاعت خواہ دیگر اسباب ہون
نہ ہم اسی پر حصر کر سکتے ہین کہ صرف پرورش ہی کیواسطے عقد کیا تہا بلکہ یہی مصلحت معہ دیگر
مصالح شرعی کے ملحوظ ہو آپ کو جو نکتہ چینی کرنا اسی امر پر مبنی ہی کہ حسن وجمال پر فریفتہ ہوگئی
جس سے آپ یہ قیاس قایم کرین کہ یہ شہوت پرستی ہی اب یہان دو امر آپ کو سمجہانا ہون
ایک یہ کہ رغبت طبیعی میلان قلبی طرف اشیاء حسنہ صور حسنہ کے خداداد ہی جو ہر فرد بشر کو
دی گئی ہی دوسرا امر یہ ہی کہ جہان رغبت کرنا بحسب شریعت و اجازت خداوندی جایز ہی
وہان ممدوح ہی اور جہان ممانعت خداوندی ہی وہان معصیت و مذموم ہی اور اسی کو شہوت
پرستی کہتے ہین کہ مخالفت حکم ربانی کرکے ہوا وہوس نفسانی کی پرستش کی اب ہر گاہ
یہ ذہن نشین ہو چکا تو اگر رسول عربی کی حسن و جمال کی طرف رغبت ہوئی تو کیا نقص
ہوا جب کہ بحسب شریعت خداوندی جایز تہا اور اگر آپ نہ مانین تو آپ بتائی کہ کس کس پیغمبر نے
سب سے بد تر بد صورت کریہ منظر زشت پیکر انتخاب کرکے جورو بنائی۔ یا شریعت موسوی یا
عیسوی مین یہی حکم ہی کہ بد صورت سے بیاہ کرے ورنہ شہوت پرستی ہی آپ کو کیا معلوم نہین
حضرت یعقوب حضرت شمعون حضرت داؤد حضرت سلیمان نے حسن و جمال دیکہکر بیبیان
کین پہر حضرت رسول مدنی پر کیا اعتراض ہی بہر حال محل اعتراض ہو یا نہو آپ ہر امر پر اعتراض
کرتے ہین انبیاء سابقین نے جسقدر ازواج کین وہ سب انکی عمر مین برابر ہتین نکوئی
چہوٹی تہی نہ بڑی ہے دیکہیے حضرت ابراہیم نے نطورا کیساتہ بیاہ کیا تو ایکسو چالیس برس
کی تہی آپ فرمائے یہ جوڑا کیسا تہا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے جو سو بیبیان کین اور جب
نہایت کہن سال ہو گئے یہانتک کہ جسقدر کپڑے اوڑہائے جاتے تہے تب ہی گرم ہوتے
اُس سن مین ایک کم سن کنواری خوبصورت کم سن تمام بنی اسرائیل مین انتخاب ہو کر آئی

اور معلوم کیا گیا (کتاب سلاطین) پھر آپ فرمائے یہ کیسا جوڑا تہا معاذ اللہ ایسے
الفاظ گستاخانہ نسبت انبیا کے ناروا ہین - مگر نقل کفر کفر نباشد - بہر حال تمسخر اور
گستاخی سزاوار نہین ہی اب اگر یہی سمجھا جاوے کہ کوئی اونکا وارث و سرپرست شرعی نتہا -
اسلئے اُنکے ساتہ عقد کیا گیا - تب بہی بہتر کیا اور اگر یہی نتیجہ ہوا کہ دو شخص مسلمان ہو گئے
تب بہی خوب ہوا آپ نے دلیل حسن کیا خوب فرمائی ہی اگر حضرت نے حکم پردہ دیا تو اُن
خیال فتنہ تہا کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ حکم پردہ کا صرف نوجوان عورتون کیواسطے ہی زیادہ سن
کے لئے نہین ہی اسلام مین حکم پردہ کا برابر ہے خواہ جوان ہو خواہ سن دار ہو دونون کو
نامحرمون سے پردہ واجب ہی کوئی تخصیص جوان کی نہین ہی اور آپ خود خیال فرما سکتے مین کہ
پردہ و حجاب مین انسداد فتنہ ہی یا نے پردگی مین بہر حال اگر انصاف سے دیکہیے تو
واضح ہو جاوے کہ شریعت اسلام مین اس حکم پردہ داری سے کیا کیا فوائد و منافع
و نتائج پیدا ہین جنسے حجابی مین نہین ہین اس عقد مین مصلحت پولیٹکل جو کچہ ہو وہ ہمکو قیاس
کرنے کی ضرورت نہین ہی اور نہ یہ ثابت ہو سکتا ہی کہ حضرت کا قصد عہد شکنی کا تہا بلکہ
جب سہیل ابن عمر وغیرہ حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اب جائیے کیونکہ عہد کے دن
گذر گئے تو اُسوقت حضرت نے صرف یہ ارشاد فرمایا کہ چہ شود کہ بگذارید تا درمیان شما
عروسی میمونہ کنم و از جہت شما طعامی مرتب سازم معارج النبوۃ رکن ۴ صفحہ ۲۲۵ اور جب
اسپر بہی اُنہون نے نہ مانا حکم فرمود تا منادی در داد ندو امر کرد کہ باید کہ در مکہ امشب ہیچکس
نماند ایضا صفحہ ۲۲۶ اس سے قصد معاہدہ شکنی کہان پایا جاتا ہی صرف اسی حضرت کا
اجازت اور رضامندی اہل مکہ طلب کرنا پایا جاتا ہی پس اگر فریقین معاہدہ اسپر راضی ہو جاتے
تو معاہدہ شکنی بہی نہوتی اور اگر معاہدہ ہی کا توڑنا حضرت کو منظور ہوتا تو تشریف لیجاتے
آپ حضرت کا یہ حلم و خلق دیکہئے کہ حضرت فرماتے ہین کہ تمہارا کیا نقصان ہوگا اگر مین
یہان عروسی میمونہ کرون وہ لوگ جواب دیتے ہین کہ ہمکو تمہاری اور تمہارے طعام کی

کوئی حاجت نہین اور انکی تقریر درشت سے سعد بن عبادہ کو غصّہ آگیا اور انہون نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہی نہ یہ زمین تیرے باپ کی ہی نہ ماں کی ہی ہم ہرگز نہ جائینگے تا وقتیکہ جناب رسول خدا راضی نہون حضرت نے تبسم فرمایا اور اونکو تسکین دی معارج النبوۃ صفحہ ۲۶ -

سبحان اللہ یہ خلق ہی اگر حضرت چاہتے کہ نکالین تو کوئی روکنے والا نتہا مگر کیا کیجیے ذکر عدل و انصاف و حق پسندی اختیار کرنا ہر شخص کا کام نہین ہے واللہ یحق الحق و یھدی الی سواء السبیل ؛

دفعہ دوم ہبہ نفس -

مگر ان بی بی کی کیفیت قابل شنید ہی انہون نے اپنا نفس حضرت کو بخشدیا تھا - یہ نفس بخشی مسلمانون کو اب نصیب نہین یہ خاص حضرت کی ذات کی رعایت ہی بلا مہر جس عورت کو چاہین لے سکتے ہین میمونہ نے اپنا نفس حضرت کو ہبہ کیا تھا اور آیت ہبہ نفس اسپر نازل ہوئی احزاب ع منہاج صفحہ ۴۷۶

ہبہ نفس قبل نزول ایت ھبہ لوگون کو کیا معلوم پڑتا تھا ہم ازواج محمد صاحب کی شہادت انکے پیش کرتے ہین - کلینی بسند حسن از امام محمد باقر ع روایت کردہ ست کہ زنی از انصار بخدمت رسول آمد خود را مشاطگی کردہ جامہ ہای نیکو پوشیدہ در آنوقت حضرت بخانہ حفصہ بود پس گفت یا رسول اللہ اگر ترا این حاجت ست نفس خود را تو می بخشم اگر قبول کنی مرا ایس حضرت او را دعای خیر کرد حفصہ ان زنرا ملامت کرد چہ بسیار کم ست حیای تو چہ بسیار جرات می نمای و حرص بر مردان داری حیات القلوب صفحہ ۵۶۸ - اسی طرح کئی عورتون نے اپنا نفس بخترا ہی رسول کو بہ میمونہ بی بی ایسی ہی تہین اور حفصہ نے جو کہا لاریب حق ہی سر مو خلاف نہین اگر کسی مسلمان کی بیٹی اپنا نفس کسی کو اسطرح بخش جائے تو وہ وہی کہیگا جو حفصہ نے کہا تھا

جواب

ہماری مخاطب کو بہت شاق گذرا کہ نفس ہبہ کیوں کیا گیا۔ اور لفظ ہبہ نفس سے آپ کو
بہت توحش ہوا۔ اری صاحب یہ اصطلاحات خاص ہیں اگر ایجاب وقبول عوض دین مہر کے
بطور دوام ہو تو نکاح دائمی ہی اگر میعادی ہو تو نکاح منقطع ومتعہ ہی اور اگر بلا مہر ہو تو ہبہ نفس ہی
لیکن ایجاب وقبول شرائط وحدود وقیود شرعی لازمی ہیں اور اگر ایجاب وقبول طرفین خلاف
قیود شرعی ہو تو حرام ہی پس اگر غور کیجیے تو سب صورتوں میں نفس حوالہ کیا جاتا ہے
تاکہ ناکح اُسپر تصرف کر سکے پس جو صورت ہبہ نفس کی بلا مہر ہی وہی صورت تو نکاح کی
دین مسیحی میں ہی یعنی ایجاب وقبول طرفین بلا دین مہر ہوتا ہی اور دیگر رسوم بیان بحث
طلب نہیں ہیں بلکہ صرف اعتراض آپکا یہ ہی کہ بلا مہر کیونکر جائز ہوا تو جسطرح سے نکاح
بلا مہر آپ کے یہاں جائز ہے اس شریعت میں بھی جائز رکھا گیا آپ ہبہ نفس سے متوحش
ہوں تو نکاح بلا مہر سمجھیے۔ بدینصورت آپ کے مذاق کے موافق کوئی اعتراض بلا مہر کے
قرار پر ہونا سچا ہے اب یہ اعتراض کرنا کہ چونکہ شریعت اسلام میں واسطے امت کے بلا مہر
نکاح نہیں ہی تو ہم کہتے ہیں کہ اسلام میں ضرور نہیں ہی کہ مہر کچھ زر نقد ہی ہو بلکہ تعلیم مسئلہ
شرعیہ بھی مہر زن ہو سکتا ہی اور اس سے بجز خوشنودی خدا کے کوئی دوسرا فائدہ نہیں
ہے پس یہاں بھی انکا یہ کہنا کہ میں آپ کے ساتھ بلا مہر نکاح کرونگی بسبب خوشنودی خدا تھا
پس یہی خوشنودی خدا مہر سمجھنا چاہیے اسکے علاوہ یہ امر ہے کہ ہر پیغمبر کے واسطے اکثر خصائص
و فضائل مخصوص ہیں جو امت کے واسطے نہیں ہیں دیکھیے کہ حضرت داود نے ایک سو اور حضرت سلیمان نے ایک ہزار عورتیں
کیں یہ قدرت امت سے باہر ہی کہ سب سے برتاؤ بعدل وانصاف کر سکے اور اگر احکام خداوندی سے مستثنے تھے تو بعفت
تھی اور پھر آپ یہ نہیں بتا سکتے ہیں کہ ہر کسی قاضی نے ہر ایک کا نکاح پڑھاتا تھا یا ہبہ
نفس کیا تھا یا مہر کیا تھا جب تک آپ یہ نہ ثابت کیجیے کوئی اعتراض نہیں کر سکتے آپ ابتک
نہیں سمجھے ہیں کہ جس امر کی حق تعالی نے اپنے رسول کو اجازت دی اور رسول نے اپنی
امت کو دی ہے وہی شریعت ہی خواہ نکاح ہبہ نفس ہو خواہ نکاح ہو خواہ متعہ ہو ہر ایک

مین ایجاب وقبول ہوکر اپنا نفس دوسرے کو بحل وسماح کردیتا ہے پس اگر یہ سبب اجازت
خدا ہے تو حلال ہے ورنہ حرام - پس ہم نسبت انبیاء سابقین کے یہی سمجھتے ہین کہ انہون نے
باجازت خداوندی متعدد ازواج اور بکثرت حرمین کین خواہ طریقہ خاص نکاح ہوا ہو جو امت
موسوی یا عیسوی مین ہوا کرتا ہے خواہ نہوا ہو اور نہ اپ ثابت کرسکتے ہین کہ پیغمبرون نے
کس کس طریقے سے نکاح کیا اور حضرت مریم یوسف کی منگیتر کی نسبت زیادہ تر دشواری
ہوگی - لیکن حفصہ نے جو کچھ کہا وہ اسوجہ سے نہین کہا کہ بلا مہر کے وہ عقد کرتی ہے
بلکہ اُسکے کہنے پر کہا کہ وہ کیسی نے شرم ہے جو خود طلب نکاح کرتی ہے -
ہم جانتے ہین کہ ہبہ نفس قبل نزول ایت کے لوگون کو ویسا ہی معلوم ہوتا ہوگا جیسا
حضرت عیسی کا بے باپ کا پیدا ہونا - اُسوقت سے اب تک کافرون کو معلوم ہوتا ہے
آپ ہی غور کیجئے کہ اگر کسی شخص کی صاحبزادی بغیر شوہر کے لڑکا جنے تو کیا معلوم ہوگا اور
عورتین اوسکو اوس سے زیادہ کہین گی - جو حفصہ نے کہا -

دفعہ سوم ازواج حضرت کی بدگمانی

ہم ماریہ کا حال جس سے سید صاحب نے قطعی انکار کیا ہے آگے لکھین گے مگر بیان میمونہ کا حال
کچھ اور لکھتے ہین تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجاوے کہ حضرت کی عورتین کیسا انکو بے اعتبار سمجھتی
تھین اور کس کسطرح کی حرکتین عورتون کے بارہ مین حضرت سے سرزد ہوتی تھین
کہ انکا خیال حضرت کی انسبت ایسا ہوگیا تھا - میمونہ سے مروی ہے کہ کہا ایک شب میری شبون
کی نوبت سے رسول اللہ میرے پاس سے باہر گئے اور مینے دروازہ کو بند کیا ایک لحظہ کے
بعد پھر آئے دروازہ کو نہ کھولا مینے حضرت نے مجھے قسم دی کہ دروازہ کھول مینے کہا یا رسول اللہ
میری نوبت کی شب دوسری بیبیون کے گھر مین جاتے ہو فرمایا ایسا نہین کیا ہے ولیکن
قضائے حاجت کیواسطے گیا تھا منہاج صفحہ ۲ بڑے بڑے پیچ کے جیب کی اب قضاء
حاجت کیواسطے جاتے ہین - اور یہ کیا سمجھ اور میمونہ کا کہنا ہے حضرت نے امت کو

بہی حکم دیدیا ہے کہ جورو کو خوش کرنے کے غرض سے جہوٹہ بولنا مباح ہی۔ ہم سے مدیجہ رعہ کے باب مین کہا جاتا ہی کہ حضرت نے اسکے ساتہ پاکبازی سے ایک مدت گذاری ہمین کیسے اعتبار آوے نہ معلوم کس کس طرح اور کب کب قضای حاجت کر آتے ہونگی اور اس بیچاری کو خبر نہوئی اور کیا عجب جو خبر بہی ہو اور اُسنے بقول شخصے از خوردان خطا از بزرگان عطا ٹال دیا ہو ❊

جواب

عورتون کی بدگمانی یا دوسرے شخص کی بدگمانی سے کوئی الزام حضرت پر عاید نہین ہوسکتا، یہودی حضرت مریم و حضرت عیسے علیہ السلام سے کیسے بدگمان تہے کہ اُن کو سولی پر چڑہا دیا اور ابتک کسطرح پر بدگمان ہین تو اس سے الزام اُن پر کیا عائد ہوتا ہی۔ اور یہ تو خاصہ عورات ہی مرد کیسا ہی راست باز کیون نہو اس امر خاص ہین بدگمان رہتی ہین کسی عورت کو اطمینان نہین ہوتا ہی۔ بس یہ نمونہ کا یہ گمان کہ کسی نے بی بی کے پاس گیے ہونگے بدگمانی خاصہ زنان ہی اور ہرگاہ کوی ثبوت نہین تو ایسا شک کرنا محض قیاس و وسواس ہی پہر اس گمان فاسد کی بنا پر آپ نے حضرت کو معاذ اللہ دروغگو کہدیا اور یہ بہی کہا کہ حضرت نے اپنی اُمت کو بہی عورتون سے جہوٹ بولنے کا حکم دیا ہی اور اگر ہم اسکو تسلیم بہی کرلین تو کوئی مضائقہ نہین حضرت نے جناب ابراہیم علیہ السلام کے مثل کیا انکو یاد ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ سارہ کو بہن کہدیا تہا (کتاب پیدایش باب ۲۰ ورس ۱۲) ملاخطہ کیجیے۔ آپ فرمائیے کہ یہان کسکی خوشی کیواسطے جہوٹ بولا گیا۔ پہر دیکہیے کہ حضرت اسحاق نے بہی جورو کو بہن کہا (پیدایش باب ۲۶ ورس ۷) اچہا اس سے بہی قطع نظر کیجیے ہر ملحد و کافر کہہ سکتا ہی کہ یوسف نے جہوٹا خواب بنایا تا کہ اپنی جورو کو پاکباز بنا دے۔ اور پہر تمام عمر ایک گہر مین مثل زن و شوہر کے زندگانی کی تا اینکہ چند بہائی بہن حضرت عیسیٰ کے حضرت مریم سے ہوئے (انجیل متی باب ۲۳ ورس ۵۵ مع تفسیر اسکاٹ صاحب

آپ تو اپنے دعوی کو نے دلیل پیش کرتے ہین - ہم دلیل بھی پیش کرتے ہین - انجیل متی باب ۱۷ ورس ۲۰ مین ہے اگر تمہارا رائی کے دانے کی برابر ایمان ہوتا تو اس پہاڑ کو کہتے کہ یہان سے وہان چلا جا تو وہ چلا جاتا - اب اس دلیل سے آپ اگر صاحب ایمان ور استباز ہون تو آپ زبان سے ایک ذرہ کو اپنی جگہہ سے ہٹا دیجئے -

آپ نے یہ بھی طعن کیا ہی کہ جورو کے خوش کرنے کو شوہر کو جھوٹ بولنا مباح کر دیا مین کہتا ہون کہ اگر حضرت ایسا نکرتے تو ہمیشہ سب لوگ بسبب جھوٹھ کے گناہگار رہتے - اسواسطے کہ عورتون اور بچون کے بہلانے کیواسطے اکثر خلاف واقع باتین کہدینا ہوتی ہین پس اگر جائز ہوتا تو تو بچون کو بجز رولانے اور عورات کی بجز خاطر شکنی اور اشتعال طبع اور فساد خانہ داری کے اور کیا نتیجہ ہوتا - مگر اس قیاس سے آپ نہین کہہ سکتے کہ جو بات صحیح ہی کہی جاوے وہ بھی غلط ہے آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے تہا کہ حضرت ضرور دوسری عورت کے یہان گئی تہی تب البتہ یہ کہہ سکتے کہ میمونہ سے جھوٹ بولے ورنہ محض کذب و افترا اور قیاس شیطانی متصور ہوگا جو سراسر باطل ہی -

فصل ششم حالات مزید -

ہمارے سید صاحب نے اسقدر حضرت کی بی بیان گنائی ہین اور اونکے حالات مین بہی وہ قطع برید کی کہ نہ حضرت کی شکل اصل پہچانی جاتی ہی نہ اونکی بی بیونکی اور خاتمہ مین آپ فرماتے ہین حضرت نے جو نکاح کئے تہے اونکی یہ حقیقت ہی ہم بہی اپنے بیان کیطرف اشارہ کر کے یہی کہتے ہین مگر حضرت کی عشقبازی کی داستان طویل ہی اور ہمارے سید صاحب کو اختصار موجب افتقار منظور - تاہم کچہ حالات مشتے از نمونہ اور عورات کے جنکو نیم جورو کہنا چاہیے مدارج النبوہ سے نقل

ع وہ کون سی نگر ہی جو ہم سے نہین گہوری -

کر کے سناتے ہین تاکہ ہمارے مخاطب کی پالسی حمایت شارع اسلام مین طلقت ازبام ہو - حضرت کی نیم جورون اینٹی ضحاک کلابیہ کی تہی جس نے دنیا کو اختیار کیا

حالات مزید

یہ حضرت کی جورو ہوئی تھی آخر چھوڑ کر نکل گئی اور چونکہ حضرت نے اس قسم کی عورتوں کیلیے کہ بھاگ نہ
جاوین اپنی جورونکو مسلمانون پر حرام کیا تھا لیس اسکو کسینے نہ پوچھا کوئی اس سے نکاح نکر سکا آخر انتہا
درجہ کے افلاس مین مبتلا ہوئی حرما کی گٹھلیان اونٹ کی مینگنیان چن چنکر گذران کرتی تھی منہاج

جواب

جوکچہ سید صاحب نے تعداد ازواج کی گنائی وہ اکثر تواریخ و سیر مین مسطور اور بین الانام مشہور ہے باقی
اقوال غیر مشہور ہین جنکا ثبوت قطعی نہین اور اسمین قطع و برید کچہ بھی نہین کی ہی ہان کلمات توہین و
بےادبانہ البتہ نہین ہین جنکا استعمال آپ کرتے ہین اور اہل اسلام حضرت کو بھی پہچانتے ہین اور انکے
احکام شریعت کو بھی پہچانتے ہین کہ وہ حضرت افضل المرسلین اور شریعت محمدی افضل شرائع
انبیاء سابقین ہے اگر کفار نہ پہچانین تو مضائقہ نہین حضرت کی داستان عشقبازی تو مختصر بھی
آپ ثابت نہین کرسکتے چہ جائے طولانی یہ دعوی لسانی ازراہ جہالت و نادانی ہی البتہ داستان
حضرت لوط و حضرت داؤد و حضرت سلیمان سے آپ انکار نہین کرسکتے اور جواب اسکا اگر مر کے
بھی زندہ ہو جائے گا تب بھی نہین دے سکتے۔
اس عورت پر کیا منحصر ہے جو شخص نافرمانی خدا اور رسول کریگا اس سے زیادہ بدتر حال ہوگا
خرما کی گٹھلیان چننا تو ادنی امر ہے آخرت مین وبال عظیم ہوگا۔

۲- اسماء کندیہ

اسکو جونیہ کرکے کہا ہی۔ جب حضرت نے اُسے بلایا اپنے نزدیک بلا لائی وہ عورت اور
سرکشی کی۔ جب لائیگئی جونیہ اور اتاری گئی اس نخلستان مین۔ آئی حضرت پاس اُسکے فرمایا
ہبہ کر اپنی ذات کو واسطے میرے کہا اوسنے آیا امادہ کرتی ہی ملکہ اپنی ذات کو فرمانبردار لوگون کیلئے اس عورت کا باپ نعمان
پیشوا اور سردار اہل کندہ تہا یہ عورت عزت دار اور باعصمت معلوم ہوتی ہی حضرت نے چاہا کہ اس
صحبت کرین عورت نے اپنا حسب اور نسب بیان کرکے انکو قائل کرنا چاہا اور گویا کہا کہ ای بڈہی
نفس پرست کیا زیبا ہی کہ مجہہ سی ملکہ شریف نسب تجہسے فرومایہ کو اپنی آبرو دے ڈالے

حضرت کو فرمایا یہ شاید اس سبب سے کہا ہوگا کہ باوجود دعوے نبوت پرائی ہنسیون اور شریف
زادیونکو خراب کیا چاہتے ہین - مگر حضرت پر سرزجر کچہ اثر پذیر نہوا - بلکہ دراز کیا حضرت نے اپنے
دست شریف کو - کیا موضوع لفظ ہی یہ تو تبت یدا ابی لہب پڑہنے کا محل ہے ہین سے تا کہ رکہین
اسکے ہاتہ کو اور ساکن ہووے وہ شہوت سے حضرت اسوقت مغلوب ہین اور اسکی نصیحت نہین سنتے
اپنی فرومایگی ہنیع سکیتے زبردستی کرتے ہین - وہان کوئی پولیس نہین تعزیرات ہند نہین
جو بیکسون کا چارہ ہی - بولی وہ اعوذ باللہ منک اللہ کی پناہ تجہسے - نفس سرکش
نے حمیت دیکہ ضلالت مین بہی اللہ کے نام سے کانپ جاتا ہی اوسکی پاکدامنی عصمت وغیرہ کو
تو بچا اور نام خدا نے آنحضرت کو ہارا دیا اور شہوت کا غلبہ زائل ہوا خباثت و شرافت کی نامنائی سبنت خوبنکا دیا حضرت نے
اس سے فرمایا پناہ دہونڈہی تو نے پناہ گاہ عظیم سے حضرت اپنا سا موہنہ لئے ہوے چند ساعت ضمیر کے
ڈنک سے خستہ و پُر آشوب اور عورت کی آبرو رہگئی منہاج صفحہ ۶۷۷ و ۶۷۸ -

جواب :

اس روایت کی تحریر مین ہمارے مخاطب پر وہ مصیبت عظیم نازل ہوئی ہے کہ مجبور ابیچارے کو
تعزیرات ہند اور پولیس کو پکارنا پڑا اور یہ تو ذات شریف کا ہمیشہ سے قاعدہ ہی کہ روایات
مین قطع و برید فرماتے ہین چنانچہ اس روایت مین بہی کچہ کیا ہی اب ہم بیان کرتے ہین کہ قصہ مذکور
مین علماء اسلام نے اختلاف کیا ہی کہ کلمہ اعوذ باللہ کس عورت نے کہا ہی اور کہا ہی تو کیون کہا
اب ہم پہلے اسماء کا حال بیان کرتے ہین کہ جب انکا باپ ایمان لایا تو اوسنے حضرت کے ساتھ
عقد کر دیا حضرت نے بارہ اوقیہ و نیم نقرہ مہر باندہا اوسنے کہا کہ اور زیادہ کیجئے آپ نے فرمایا کہ مین
اس سے زاید کسی اپنی زوجہ کا مہر نہین باندہا الغرض وہ بذریعہ ابو اسید ساعدی مدینہ مین طلب کی
گیئین اور جب وہ ائین تو بسبب حسن و جمال کے عورات مدینہ اونکے دیکہنے کو گئین از انجملہ ازواج
حضرت بہی گئین اور بعضون نے انکو تعلیم کیا کہ اگر تم چاہتی ہو کہ حضرت تمکو زیادہ دوست رکہین تو جب
وہ تم سے خلوت کرین اعوذ باللہ منک کہنا اور بروایتے عائشہ و حفصہ نے یہ امر تعلیم کیا تہا

(ناسخ) اور بعینہ یہی روایت حیات القلوب مین ہی اور مدارج النبوت مین تحریر ہے
اب سنئے مواہب لدنیہ مین ہی کہ وہ عورت جسنے اعوذ باللہ کہا وہ عمرہ بنت یزید ابن
جون اور بعضون نے کہا عمرہ بنت یزید بن عبید ابن اوس بن کلاب ہی اور قتادہ نے کہا
یہ واقعہ اس عورت کے بارہ مین ہی کہ جو قبیلہ بنی سلیم سے ہی اور ابو عبیدہ نے کہا کہ یہ
واقعہ اسماء بنت نعمان ابن جون کا ہی اور ابن قتیبا نے بھی یہی کہا ہی اور ابو عبیدہ
نے کہا کہ حضرت نے جسوقت اسکو بلایا اُسنے کہا آپ ہی آئیے اور خود آنے سے انکار کیا
یہ وجہ مفارقت ہوئی اور بعضون نے کہا کہ اُسنے اعوذ باللہ منک کہا اور بعضون نے کہا ہے کہ اسکو کچھ عورتون نے سکہلا دیا تہا
حضرت نے اُسکو گہر بہیجدیا پس وہ ہمیشہ اپنے نفس کو شقیہ کہتی تہی اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ امیمہ تہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ امامہ تہی اور بعضون نے ملیکہ لیثیہ کہا ہے۔
اور اعلام الوری مین ہی کہ حضرت نے ملیکہ لیثیہ سے عقد فرمایا پس جب آپ اُس عورت کے
پاس تشریف لیگئے تو فرمایا کہ تو اپنے نفس کو مجھے ہبہ کردے تو اُسنے کہا کہ کیا ملکہ اپنے
نفس کو رعیت کو ہبہ کرسکتی ہی حضرت نے اُسپر اپنا ہاتہ رکہنا چاہا اُسنے کہا مین خدا کی
طرف پناہ لیجاتی ہون تم سے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو نے بہت بڑی جا سے پناہ
مین پناہ لی بعد اسکے حضرت نے طلاق دیدی اور اسکو سامان سفر بہی عطا کیا۔
ابہی اسی مین اختلاف ہے کہ کس عورت نے کہا اور کہا تو کیون کہا اور واقعی کیا بات تہی مگر
ہمارے مخاطب تعریف اسکی عصمت کی کرنیکو بیٹہہ گئے بہرحال اگر اسماء نے حضرت کو فروتر
کہا تو اُسکے کہنے سے کیا ہوسکتا ہے فرمائیے کہ کیا اسوقت حضرت کو سلطنت ظاہری
نہین حاصل تہی کیا حضرت شریف قوم نہ تہے کیا ریاست خاندانی حضرت کو نہ حاصل تہی۔
اُس عورت کا باپ صرف سردار اہل کندہ تہا اوسپر اس عورت کو ویسا ہی غرور تہا جیسا
جاہلون کو اپنے مہمل و فضول دبدبات پر ہوتا ہی ایک قبیلہ کی سرداری بہ نسبت بادشاہی
کے نہایت کم ہی اوسپر اسکو ایسا غرور تہا اور اس حماقت شعار کی حمایت ہمارے مخاطب بہی کرنے لگے

اور ایک جاہل اور بیوقوف عورت کے کہنے کا اعتبار کرلیا دیکہو حضرت عیسی علیہ السلام کو یہودیون نے
کہا دکہ کیا یہ بڑہی کا بیٹا نہین اور اسکی مان مریم نہین کہلاتی اور اسکے بہای یعقوب یوشس وشمعون
ویہوداہ ۵۶ اور اسکی سب بہنین ہمارے ساتہہ نہین) باب ۱۳ ۲ متی پہر آخر کو جس خرابی وظلم
وذلت کیساتہ سولی پر چڑہایا معاذ اللہ منہا پہر علاوہ ظلم وبدعت کے حرکات گستاخانہ کلمات
نا ادبانہ دیکہئے کہ کوئی کافر کہتا تہا کوئی مونہہ پر تہوکتا تہا۔کوئی گہونسا مارتا تہا کوئی تہپڑ لگاتا
اور حضرت مریم کو کسقدر ملامت کرتے تہے تو ان لوگون کے ایسے افعال سے کیا مرتبہ حضرت
عیسی علیہ السلام وحضرت مریم مین کچہ کمی ہوگئی تہی نہین ہرگز نہین ہم نہین دیکہتے کہ دنیوی ہما کا مرتبہ
کسی ادنی مرتبہ ظاہری حضرت سے برابر نہین ہوسکتا پہر اسکا کہنا بالکل غلط اور مہمل تہا
اب آپنے فرمایہ کے معنی اور جو کچہ وجہ لکہی ہی وہ قابل داد ہی ہم بیان کرچکے کہ حضرت نے اُسکے
ساتہ عقد کیا تہا ہم نہین سمجہتے کہ جسکے ساتہ عقد کیا جاوے اُسکو خراب کرنا کہتے ہین اور اگر عقد
کو خراب کرنا کہین تو کوی پیغمبر ایسا باقی نہین رہیگا کہ جسنے باوجود دعوی نبوت عورت کو
خراب نکیا ہو لیکن آپنے جو کہا کہ باوجود دعوے نبوت عورتونکو خراب کرتے تہین حضرت عیسی کی نسبت یہی کہنے والا
کہہ سکتا ہی کہ لوگ اس وجہ سے اونسے ایسی گستاخیان کرتے تہے کہ باوجود انسانیت دعوی
ابن اللہ کرتے تہے بہر حال کہنے کو بہت کچہ گنجایش ہی ہر شخص جو چاہے وہ کہہ سکتا ہے ہمارا
عقیدہ نسبت حضرات انبیا علیہما السلام کے ایسا نہین ہی۔

ہان اب آپ کا یہ اعتراض معلوم ہوتا ہی کہ باوجود انکار کرنے کے پہر کیون ہاتہہ بڑہایا جسکو آپ
زبردستی کرنا کہتے ہین جواب سنئے کہ پہلے اس عورت کے ساتہ حضرت نے عقد کیا تہا۔
اور علماء تاریخ نے ان عورتون کا اس قبل مین ذکر کیا ہی کہ جن کے ساتہ حضرت نے عقد فرمایا
لیکن زفاف نہین کیا پس جب کہ عقد ہوچکا تہا تو اُسکی طرف ہاتہ بڑہانا کونسا جرم ہی جواب
اپنے چار کا زبولس اور تعزیرات ہند کو پکارنے لگے۔اور پہر اسوقت کسی نے تعزیرات ہند
یولیس کی دوہائی ندی کہ حضرت داؤد نے زن اوریا کو بلا کر معاذ اللہ زنا بالجبر کیا اور اسکی شوہر کو قتل کرڈالا

حضرت رسول عربی نے تو نام خدا سنکر چھوڑ دیا اپ خود کہتے ہین کہ نفس سرکش نے حمیت ضلالت مین بھی نام خدا سنکر کانپ جاتے ہین مگر حضرت داؤد کو نہ نام خدا یاد ایا۔ نہ خوف خدا سے کانپ گئے۔ نہ اوس بیچاری شوہر دار کو چھوڑا یہان صرف ہاتھ ڈالنے پر تو اپنے پولیس و تعزیرات ہند سے پناہ ڈھونڈی وہان کسی نے کچھ بھی دوہائی تہائی نہ مچائی۔

اور وہ روایت جو ہمنے لکھی جسمین لکھا ہی کہ اسکو یہ سکھلا دیا گیا تھا تو اپ کہنا ہمارے دعوی کی تصدیق کرتا ہی یہ تو خود راضی تھی یعنی اسکے باپ نے حضرت کے ساتھ عقد کر دیا تھا اگر ناراض ہوتی اور حضرت کو فریدمایہ سمجھتی تو اپنے باپ ہی سے کہتی کہ تم ایک شخص فروتر کے ساتھ میرا کیون عقد کرتے ہو اور انکا باپ کہ جو سردار اہل کندہ تھا حضرت کی فرومایگی کو سمجھا پس یہ تو خود راضی تھی مگر اسکو تعلیم کیا گیا تھا کہ تو اپ کہنا کہ باعث مزید محبت ہو اور وہ یہ کہکر اخر کار ایسا پچہتای کہ اسکو اپنے نفس کو شقیہ کہنا پڑا۔

اپ ڈاکٹر ہین اپنے دماغ کا ایسا علاج نہین فرماتے کہ جس سے مرض سہو و نسیان زایل ہو جاوے ابھی کچھ عرصہ کی بات نہین ہوی اپ فصل چہارم مین فرماچکے ہی حق تو یون ہے کہ عورتونکی بارہ مین حضرت سے نہ حکم خدا کا لحاظ کیا نہ قرآن کا نہ اسلام کا۔ نہ رسم و رواج شرفای عرب کا نہ اصول حیا و شرم و اخلاق و تہذیب کا خون کیا ہی بعد اسکے دفعہ نہم حالات زینب مین اپ نے فرمایا کہ حضرت شہوت پرستی کے لحاظ سے اپنے نفس پر قادر تھے جسوقت کوئی عورت اُنکے دلمین بس گئی فورا چاہے ہوی کیون نہو اُس سے مل بیٹھے یہ اعوذ باللہ منک کون سی توپ تھی جس سے اپ ڈر گئے جناب والا نہ تو حضرت کو حکم خدا کا لحاظ تھا نہ قانون قدرت کا خوف نہ از راہ شہوت پرستی اپنے نفس پر قدرت پھر کیون خوف کہا گئے اگر حضرت اس سے زبردستی کوئی فعل کرتے تو کیا نتیجہ ہوتا۔ اسوقت انکو کوی قتل نہ کر سکتا تھا اور اگر یہی مان لیا جائے تو اسوقت تو وہان کوئی موجود بھی نہ تھا وہ عورت تھی وہ کیا کر سکتی تھی

حضرت جو چاہتے وہ کرتے آپ کے نزدیک عورتون کے بارہ مین ہر فعل انکا خلاف حکم
خدا تھا یہ بہی ویسا ہی سمجہا جاتا ہی اوس سے زیادتی کیا ہو جاتے پہر جو حضرت ڈر گئے
تو کسی شہوت پرست کو خدا سے کیا علاقہ وہ تو معاذ اللہ شہوت کی پرستش کرتے تھے خدا کو کیا
جانتے شہوت تو حکم دی رہی ہے کہ یہ فعل کرو اور وہ خدا سے ڈر رہی ہین کیا اسی کو شہوت
پرستی کہتی ہین کہ جو نام خدا سے ڈر جائے حاشا و کلا بلکہ یہہ خاص کام حبیب خدا اور برگزیدہ
خدا کا ہی کہ نام خدا سنا اور جان و مال اپنا فدا کر دیا اور جس قوم پر جہاد فرمایا جہان اسنے
نام خدا لیا اور لا الٰہ الا اللہ کہا اوسکا جان و ملک و مال بخشدیا پہر ایک اُس عورت کی
کیا حقیقت تہی جو نام خدا پر نچہوڑ دیتے اور پہر یہ بہی سمجہیے کہ ہر گاہ وہ عورت حکم زوجیت
مین آچکی تہی تو اُسکی سرکشی و نافرمانی پر حضرت کو اختیار رہا کہ تنبیہ و تادیب فرماوین اور جبراً
اُسکو علاقہ زوجیت سے خارج کردین مگر حضرت کو یہ گستاخی اُسکی ناپسند ہوئی کہ حضرت
نے اوسکو طلاق دیکر بساز و سامان اُسکے قبیلہ مین بہیجدیا پہر وہ شقیہ اسوجہ سے بہی
قابل سزا ہوئی کہ ایک بادشاہ عرب کی نافرمانی کرتی تہی اگر قتل نفرماتے تو دایم الحبس سزا ملنے
جیسے حضرت داؤد نے اپنی حرمون کو نظر بند کیا اور پہر کبہی ہمبستر نہوئے تا اینکہ مثل رانڈ
کی رہکر محبوس مرگئین (صموئیل ۲ باب ۲۰ درس ۳) مگر قربان حضرت کے حلم و مروت و علو ہمت و
دریا دلی کہ باوصف اختیار شوہری و اقتدار بادشاہی و سروری و شرف پیغمبری کے کہ
حضرت نے اسکو سزا دی نہ حبس کیا بلکہ اسکو طلاق دیکر سامان سفر و زاد راہ عطا فرماکر
بہیجدیا سبحان اللہ روحی لہ الفدا ؀

۳ - ایک اور امراۃ تہی ملکہ بنت کعب

روضۃ الاحباب مین لاتا ہے کہ جب حضرت نے خلوت کی اوس سے اور بوسہ جب بخشش اُس نے
دور کی یہ بیحیائی کے حالات حضرت نے خود ہی بیان کی ہونگی سپیدی ایک نظر پڑی تو
اُس سے منفرق ہوئے اور فرمایا کہ لباس اپنا پہن اور طرف اپنے اہل کے ملحق ہو

منہاج النبوۃ صفحہ ۸۸ -

جواب

یہہی مثل اور قیاسات فاسدکے باطل ہی آپنے قیاس کرلیا کہ ضرور مقام شرم پر سفیدی ہوگی ہرگاہ کسی تاریخ مین یہ نہین لکہا تو آپ کس وجہ سے یہ وہم فاسد کرتے ہین کیا سینہ وشکم وغیرہ مین سفیدی ہونا ممنوع ہی پھر آپ کو ایسے الفاظ بیحیای کہنا بیجا ہین اور اگر بالفرض ایسا ہی ہو تو ممکن ہی اس صورت مین اگر حضرت نے اُسکو چھوڑ دیا تو کیا قباحت ہوی کیا شوہر کو اس عیب کا بیان کرنا کہ اسوجہ سے چھوڑ دیا ممنوع ہے -

(۴) شراف دحیہ کلبی کی بہن کو تزویج فرمایا حضرت نے اُسے لیس ہوی وہ تیہر اندر ل و

(۵) لیلی بنت خطیم تزویج فرمایا حضرت نے اُسکو اور تہی یہ عورت غیور اس عورت نے حضرت سے طلاق لیلی تہی - غیرت دار عورتین حضرت کے پاس نہین رہ سکتی تہین ان عورتون مین جو حضرت نے قبول کین اشاید ایک شروع مین باغیرت تہی ام سلمہ پس حضرت نے دعا کرکے اسکی غیرت خدا سے موقوف کرادی جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین -

ایک یہ عورت بہی غیرت دار تہی شاید حضرت کی دعا اُسکے حق مین مستجاب نہین ہوئی اسلئے اسکو طلاق لینا پڑا اسکا قصہ طلاق یون مرقوم ہی کہ لیلی اپنی قوم کی پاس گئی اور اُنہون نے اُسکو آگاہ کردیا کہ تو ایک عورت ہی غیور اور محمد بہت سے قبیلے رکہتا ہی تو غیرت سے جلیگی اور باتین کریگی اور قہر مین آویگا اور تجہپر بددعا کریگا اور دعا اسکی مستجاب ہے جا طلب فسخ نکاح کر بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت کے اخلاق اپنی عورتون کیساتہ کیسے تہے چنانچہ اس عورت نے حضرت سے طلاق لیا مگر قسمت بری تہی اسکو شوہر مل گیا کوی غیر مسلمان ہوگا جسپر حضرت کی جورو بین حرام نہتین منہاج النبوۃ صفحہ ۸۸ -

جواب

قبل اسکے فہمایش کرچکا ہون کہ غیرت کے معنے رشک کے ہین مگر آپ نہین مانتے اگر مان لیجئے

تو آپ کا مطلب فوت ہو جاوے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت نہایت درجہ حاسد تھی اس سے لوگون نے کہا کہ تو زنے غیوری و از زنان بسیار دارد از غیرت خواہی سوخت۔ مدارج صفحہ ۵۷۵

اور ان لوگون نے سمجھایا کہ تم ایسے حاسد ہو کہ آخر مین جلنا پڑیگا لہذا طلب فسخ نکاح کرو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حالت غسل مین ایک بہیڑیے نے اسکو پارہ پارہ کر دیا ہم شکر کرتے ہین کہ مخاطب کو یہ تو معلوم ہوا کہ مخالف بہی جانتے تہے کہ حضرت کی دعا مستجاب ہے۔

(۶) ایک عورت تہی مرہ بن عوف بن سعد

حضرت نے اسکی خواستگاری کی تہی مگر اُسکے باپ نے بہانہ کیا کہ وہ لڑکی برص رکہتی ہے آپ کے لایق نہین مسلمان کہتے ہین چونکہ لڑکی بچانے کیلیے باپ جہوٹہہ بولا حضرت کی کرامت سے لڑکی مبروص ہو گئے مناہج النبوۃ صفحہ ۱۸۹

جواب

اگر اسکے باپ نے بہانہ کیا تو اسکی سزا پائی آپ ہرگز یہ نہ کہئے کہ مسلمان کہتے ہین یعنی آپکو یقین تو یہ وہ کہتے ہین کہ حضرت عیسائی کرامات کہتے ہین ہمکو نہ ابن اللہ ہونیکا یقین ہے نہ کرامات کا بلکہ شیطان کی مدد سے دیو نکالتے تہے پہر لامذہبون کے انکار و الحاد سے کیا ہو سکتا ہے

(۷) ایک عورت ام ہانی تہی جس سے زمانہ جاہلیت مین حضرت کی انکہہ لڑی تہی یہ آپ کے چچا ابوطالب کی صاحبزادی تہی اور آپکے بہائی و چچازاد بہائی حضرت علی کی ہمشیرہ مگر حضرت کو یہ نہ ملی چچا نے بیٹی کسی اور کو دیدی۔ بعد مدت یہ بہی قبضہ مین آئی تہی جب گود مین اُسکے ننہے بچے تہے حضرت سے اُس نے عذر کیا نکاح سے حضرت نے منظور فرمایا ذکر اسکا پہلے ہو چکا۔ واضح ہو کہ ہمنے مدارج النبوت سے ان سات عورتون کا ذکر کیا ہے اور یہہ سات علاوہ اُن گیارہ یا پندرہ کے ہین جو ازواج محمد مین داخل سمجہی جاتی ہین اور یہ سات اور بیس یا ایک یا زیادہ عورتین ہین جنکو حضرت نے وقتاً فوقتاً علاوہ ازواج مطہرات کے تاڑا تہا مینہاج صفحہ

جواب

چونکہ آپ نے بدگمانی و بدزبانی کا شیوہ اختیار کر لیا ہی تو جا و بیجا طعن و تشنیع کے کوئی کام ہی
نہین کرتے اس جگہہ کیا قباحت ہی کہ حضرت نے تمام ہانی سے خواستگاری کی اور اگر عذر انکا قبول
کیا تو کیا قباحت لازم آئی اور یہ آپ کا قیاس و سواس ہے کہ پہلی ہی تاڑ رہا تہا کیا سب انبیاء سابقین
نے ہر ایک کو پہلی ہی تاڑ رہا ہوگا بدون اسکے زوجہ نہ بنایا ہوگا اور طعن کثرت ازواج بیفائدہ ہی
جبکہ ازواج مطہرات انحضرت بہ نسبت ازواج حضرت داود و سلیمان کے عشر عشیر بہی نہین

فصل ہفتم حضرت کی لونڈیان

علاوہ ان کے حضرت کی لونڈیان ہین جنکا مطلق ذکر ہمارے سید صاحب نے نہین کیا۔
بلکہ یہ بہی کہدیا ہی کہ ہمارے فقہا نے لونڈیان رکہنے کو جایز قرار دیا ہی حالانکہ یہ فعل انحضرت
کے احکام کے اصل منشاء کی خلاف ہی تاہم اسپر مخالفین اسلام نے نہایت سخت طعن کیا
ہے صفحہ ۲۱۸ اگر مدارج النبوۃ والا نہین مانتا وہ صحیح تاریخ جسکی تائید ہر سیرہ محمدی سے
بغیر جناب کے کتاب کے ہوتی ہی حضرت کی چار لونڈیان بہی گناتا ہی صفحہ ۸۸۲ ہم بیان دو کے
حال تحریر کرتے ہین جن کے حالات سے آپ نے خاص طور انکار کیا تہا۔ اول ماریہ بنت
شمعون قبطی یہ کنیز سفید پوست صاحب جمال تہی مسلمان ہوئی تہی حضرت ملک یمین
کرکے اُسے تصرف مین لائے تہے۔ اور اس سے محبت رکہتے تہے ایسے کہ حضرت عایشہ صدیقہ
بہی رشک کرتی تہین اور ابراہیم بن رسول اللہ اوس سے پیدا ہوا اور بہی مدینہ مین واسطے
اسکے گہر تعمیر کیا گیا اب اوس جگہہ کو مشربہ ام ابراہیم کہتے ہین۔ منہاج صفحہ ۸۸۲ ایسے کنیز ماریہ
جس کے عشق مین حضرت اسقدر مبتلا تہے کہ اونکی محبوبہ عائشہ بہی رشک کرتی تہی حضرت نے ازواج محمد صلعم کی زمرہ مین انکا
ذکر تک نہین کیا اور ہمکو دو ایک عورتین عمر و ہی زیادہ بڑہی کرکے دکہلائین اور حضرت کے جہوٹہ کرم کا
بار اگ لایا۔ پس اب آپکو کوئی جای حیا نہین اب اس سے انکار کر جائین۔ آپ کے دوشن

حضرت کی لونڈیان

اختیار کئے ہوئے ہین مولانا حالی کا سخن کتنا راست آتا ہی ؎ جنہین ہو جہوٹہ کو سچ کر دکہانا
اُنہین سچون کو جہٹلانا پڑے گا۔

دفعہ اول تحریم ماریہ کا قصہ

سید صاحب اپنی انگریزی کتاب مین فرماتے ہین کہ جو حکایت حفصہ اور محمدؐ کے خانگی تنازع کی در باب ماریہ قبطیہ میور سپرنگر اور وس برن کچہ فراالیکر بیان کی ہی از سر تا پا جہوٹہ محض اور ازراہ بغض سکے ہی یہ روایت جسکو تمام معزز مفسرین قرآن باطل ٹہرا چکے ہین۔ فی الحقیقت بنی امیہ و بنی عباس کے زمانہ مین بر بناے ضعیف ترین سند ایجاد کی گئی اور ان عیسائی نکتہ چینون نے نبیؐ کو متہم کرنیکی غرض سے بڑی حرص کے ساتہ اسکو قبول کیا ہی۔ آیت قرآن جو خیال کی گئی ہی کہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہی دراصل ایک مختلف معاملہ سے علاقہ رکہتی ہی۔ محمدؐ نے بچپن مین جب وہ اپنے چچا کے گلے چرلتے تہے شہد کا شوق پیدا کر لیا تہا جو اکثر زینب کے پاس آتا تہا حفصہ اور عائشہ نے اُنکے شہد چہڑانیکی سازش کر لی اور وہ اُنسے قسم لینے مین کامیاب ہو گئین کہ پہر کبہی شہد نہ چہوئین مگر جب قسم کہا چکے دل مین خیال آیا مین محض اپنے جورون کو خوش کرنیکی غرض سے ایک چیز کو حرام ٹہراے لیتا ہون جس مین کوئی حرام نہین اُنکے ضمیر نے اس کمزوری کی بابت اُنکو سخت ملامت کی اور تب یہ آیت نازل ہوئی اے نبی کیون حرام ٹہراتا ہی جسے خدا نے حلال ٹہرایا ہی چاہتا ہے خوشنودی اپنی جورون کی زمخشری صفحہ ۲۲۴ ہمکو دکہلایا جاتا ہی کہ کبہی ضمیر بہی حضرت کو سخت ملامت کرتا تہا اور وہ بہی شہد کے ترک پر۔ ہم یہ انکار نہین کرتے کہ کبہی حضرت نے شہد کو اپنے اوپر قسماً حرام ٹہرا کر قسم نہین توڑی مگر ہان یہ بہی کہتے ہین کہ وہ قصہ جو میور سپرنگر۔ اور اوس برن نے ماریہ قبطیہ کا بیان کیا ہی از سرتاپا حق ہی اور اُسکو جہوٹا کہنے والے جہوٹے ہین ذرا صبر کے ساتہ تاریخ کہے دیکہو۔

جواب

کنیزان حضرت سے ہمکو انکار نہین ہی لیکن لحاظ طلب یہ ہی کہ بہ نسبت منکوحات کے تعداد

کنیزان بہت کم ہین اسی امر سے ظاہر ہی کہ آنحضرت نے جو نکاح کئے اور خدا الطیف نکاح گوارا
فرمائے وہ بمصلحت فرمائے ورنہ لونڈیان رکہنا بہت آسان تہا نکاحون مین تو ایک تعداد
بہی مقرر تہی لونڈیون کی تعداد نہین جتنی چاہتے کرتے کوئی اعتراض نہین کرسکتا تہا - اور
ایسے باوجود سہولت و آسانی کے کنیزین کم اور باوصف قیود و شرائط کے ازواج مع تعداد سمین
معلوم نہین کیا کیا مصالح شریعت خداوندی سمجھے یا کیا کیا مصالح تمدنی اور پولیٹکل تہے
جنکو ہم قیاس سے باہر سمجہتے ہین آپکو صرف اس کہدینے سے کام ہے کہ حضرت عاشق ہو گئے
چنانچہ بیان حالات ہر زوجہ مین عاشق و معشوق لکہدیا کرتے ہین اور اب اسحال مین بہی یہ
فرماتے ہین کہ حضرت ماریہ کے عشق مین ایسے مبتلا تہے کہ عائشہ رشک کرتی تہین - مین
یہ خیال کرسکتا ہون کہ کوئی شخص ایک وقت مین اتنی عورتون پر کیونکر عاشق ہوسکتا ہی -
اس قسم کی محبت جو عموماً لوگون کو اپنی اولاد یا ازواج سے ہوتی ہی ہوسکتی ہی مگر یہ عشق
ایک عورت سے کیونکر ممکن ہی کیونکہ کوئی عقد حضرت کا ایسا نہین جسمین ہمارے مخاطب
صاحب نے یہ نہ فرمایا ہو کہ حضرت عاشق تہے اور یہ بہی نہین تحریر کیا ہی کہ ایک عورت سے اسقدر
زیادہ عشق تہا اور دوسری سے اسدرجہ کمتر پس ہم کہہ سکتے ہین کہ آپ کا مطلب اسبات
سے ہی یعنی ہر ایک عورت پر عاشق تہے اب مین نہین جانتا کہ وہ عشق کیسا ہوتا ہی کہ جو ایک
پر ہو دوسرے پر بہی ہو اور پہر یکسان - آپ غور کیجیے کہ آپ نے حضرت زینب کے حال مین
کہا حضرت عاشق ہو گئے تہے عائشہ پر عاشق تہے اب وہ عشق دوسری طرف منتقل ہو گیا
عائشہ کو رشک آنے لگا خیر یہ آپ کی سمجھ ہے اب ہم اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین
آپ نے بلا تکلف کہدیا کہ میور اور اسپرنگر کو جہوٹا کہنے والے جہوٹے ہین یہ
بالکل غلط بات ہے جسطرح سے سید امیر علی صاحب نے لکہا ہی اسطرح جیسی روایت
ہے اونکے نزدیک وہی روایت اور وہی قول لائق تر جیح ہوگا لیکن اگر اختلاف اقوال
و استفام پر آپ بہی یہ نہین کہہ سکتے کہ خواہ مخواہ قصہ ماریہ ہی جسپر آپ نے زور و شور

ہی علمین و تشنیع لکہکر روش سنے تہذیبانہ و نئے ادبانہ اختیار کی صحیح ہی سید امیر علی صاحب کوئی ذرہ
علمای اسلام مین نہین ہین بلکہ وہ نکے اکثر اقوال اس نئی روشنی کے موافق ہین جو لایق تسلیم
نہین ہے چنانچہ یہی انہون نے لکہا کہ حضرت کے نفس نے ان کو ملامت کی یہ صرف وہمی اور قیاسی ہی اونکا لکہنا ہی نہ قران مین نہ
حدیث مین پہر کوئی کیونکر کہہ سکتا ہی کہ نفس نے ملامت کی علاوہ اسکی شہد کہایا ہو یا ماریہ قبطیہ سے ہمبستر ہوا دونون
جایز و مباح تہے پس امر جایز مین ملامت نفس کو کیا گنجایش ہی پس اہتمام بر اسیقدر سمجہنا کہ حضرت
کو ملامت نفس کی ضرورت ہی نہتی البتہ یہ کہنا چاہئے کہ فتنہ و فساد ازواج کے فرو کرنے
کیواسطے جب تک آیہ قران نازل نہین ہوئی حضرت نے ماریہ قبطیہ کو خدمت مین لانا ترک فرمایا
اور جب حکم خدائی ہوا حضرت نے پہر اسپر تصرف کیا اسپر اونکو ملامت نفسی کی کیا
ضرورت تہی ۔ نفس لوامہ انسان کو اسیوقت ملامت کرتا ہی جبکہ انسان مرتکب منہیات و
محرمات شرعیہ ہوا اور جبکہ نفس قدسیہ مزکیہ و طیبہ ہو تو کسی امر جایز یا مباح ہی کیون شرمندہ ہو
اور کیون ملامت کرے جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا ۔

دفعہ دوم نصّ قران

رہی قران کی آیت کہ اسکا شان نزول کیا ہی کسی نے شہد کے واقعہ کو قیاس کیا کسی نے ماریہ
قبطیہ کو یا کسی نے کسی اور واقعہ کو کیونکہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا حضرت کی زندگی کے
واقعات مین بکثرت ہی ۔ اس لئے منہاج والا ان تمام قصون کو نقل کر سکتا ہی ۔ قسم کے
سرور عالم نے اور ان اقوال کے جمع ہونے مین کہا ہے کہ شاید یہ تمام امور اسباب الہام ہوے ہون
منہاج جلد ۲ صفحہ ۶۵۲ پس بہر حال واقعہ سب سچ ہین اور تاریخ محمدی مورخین مسلمین کے لکہے ہوے
اور سپر شاہد ہے آیت پر کوئی جہگڑا نہین مگر ہین قران کی وہ آیت پوری پوری نقل کئے دیتا
ہون کیونکہ حکیم نور الدین صاحب شکایت کرتے ہین کہ پادری لوگ آیت تو نہین سمجہتے صرف اعتراض
کرتے ہین ۔ اچہا صاحب آپکی آیت لین اور اسکے ساتھ اسکی تفسیر بہی تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ ماریہ
قبطیہ کی کیفیت سے وہ نہایت چسپان ہے سورہ تحریم کا شروع یہ ہے ۔ ای نبی تو

نص قران

کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجہہ چاہتا ہی رضامندی اپنی عورتون کی اور اللہ بخشنے والا
مہربان ہی ٹہرا دیا اللہ نے تمکو کہول ڈالنا اپنی قسمون کا اور اللہ صاحب ہے تمہارا اور وہی ہے سب جانتا حکمت
اور جب چہپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایکبات پہر جب اُسنے خبر دی اسکی اور اللہ نے
جتا دیا نبی کو اور یہ جتائی نبی نے اسمین سے کچہ اور ٹلا دی کچہ پہر جب وہ جتایا عورت کو بولی تجکو
کسنے بتایا کہا مجکو بتایا اس خبر والے واقف نے اور اگر تم دونون توبہ کرتیان ہو تو جہک
پڑے ہین دل تمہارے اور اگر دونون چڑہائی کرو گیان اس پر تو اللہ ہی اسکا رفیق اور
جبرئیل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اس پیچہے مددگار اب کوئی حضرت سے پوچہے کہ
ترک شہد پر عورتون کی رضامندی کیسی عورتون کو شہد ترک کرا دینے سے غرض کیا اُنکو
کیا ملتا تہا کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجہپر چاہتا ہے رضامندی اپنی عورتون کی
پس یہ ماریہ کا قصہ ہے عورتون کو ایک سوت سے چہٹکارا پانیکی غرض تہی وہ چاہتی تہین
کہ حضرت پاس سے حرام کرا دین اُنکے خوش کرنیکو ایک بکڑے کے موقع پر حضرت نے اُسے حرام کر لیا تہا اب
پشیمان ہوئے اور حرام کو حلال کرتے ہین اور پہر یہ جو وارد ہوا جب چہپا کے کہی نبی نے کسی عورت
سے ایک بات تہلا حرمت شہد سے اسکو کیا مناسبت وہ کیا راز تہا کہ جسکے فاش ہونے سے بہانڈا
پہوٹ جانیکا ڈر تہا یہ راز وہی تہا کہ حفصہ نے حضرت کو ماریہ کے ساتہ چوریسے اپنے بارئین کچہ
ناکردنی کرتے پکڑا تہا حضرت اسکو چہپاتے تہے مگر فاش ہو گیا اور پہر یہ جو وارد ہوا کہ اور اگر
دونون چڑہائی کرو گیان اس پر تو اللہ رفیق ہی اسکے کیا معنے حرمت شہد کو یا اس کی حلت کو
عورتونکی چڑہائی سے کیا تعلق حضرت چاہین مت کہوان شہد تعلے لین جورون کو اس سی غرض نہین
حفصہ اور عائشہ کو کیا شامت تہی کہ عسل کے دوبارہ حلال کرنیسے حضرت پر وہ یورش کرین کہ
اُنکو سوای اللہ اور جبرئیل کے کوئی رفیق نہ ملے حضرت یہ سب کچہ وہی تہی کہ عائشہ و حفصہ کو معلوم
ہو گیا کہ حضرت اُنکے باری مین چہپ کر ماریہ قبطیہ سے صحبت کرتے ہین اُنکو منع کر دیا کہ تم حرمت
اب آج سے ماریہ تجہپر حرام ہی ع نہان کے ماندان رازے کزو سازند محفلہا ٭ عورتون

دل مین تاب نہ رہ سکی انہون نے راز فاش کر دیا حضرت شرمندہ و خفیف ہوئے چوری
کہل گئی ادہر ماریہ کے عشق نے بہی زور کیا آپ نے قسم توڑ ڈالی چورون نے چرہائی کی
بری گت بنائی بجز اسکے کوئی چارہ نہ تہا کہ آسمان سے آیت نازل کرائین جورونکو دہمکائین ۔

جواب

اس قصہ کی تحریر مین مخاطب صاحب نے شاید یہ فرض کر لیا ہی کہ ماریہ سے صحبت کرنی حرام
تہی جو اسپر کئی صفحے سیاہ کئے ہین جناب ماریہ لونڈی تہی اور حضرت کو از روی حکم خدا حلال تہی اگر
اس سے حضرت نے صحبت کی تو کوئی گناہ نہین کیا۔ رہگیا حفصہ کا ملال ظاہر کرنا تو عورات کو فرو تنگی
اور اشتعال طبع ایسے امور مین عموماً رہتا ہے۔ اب ایک روایت تو یہ ہے کہ عائشہ و حفصہ کے باب
ماریہ قبطیہ کے رنجش کی چنانچہ بروایت حیات القلوب حضرت در جواب فرمود کہ او جاریہ من ہست
و حقتعالی بر من حلال گردانیدہ ہست ولیکن از برای خاطر تو بر خود حرام کردم سمعہ بجز اسکے حضرت کو اختیار تہا
اور اس امر کا معاہدہ کر لیا تہا کہ جسکو چاہین گے بخوالی کیواسطے طلب فرماینگے اور جسکو چاہین گے
نہ طلب کرینگے پہر کوئی حق حفصہ کو اسکے خلاف کہنے کا نہ تہا مگر چونکہ عورتین کمزور و زود رنج
ہوتی ہین حضرت نے بخیال ہنگامہ و فساد نسوان کے ماریہ کا ترک کرنا گوارا فرمایا لیکن
خدا کو یہ امر منظور نہ تہا لہذا حکم دیا گیا کہ تم ماریہ کو حرام یعنی ترک نکرو ہمنے اسکو تمپر حلال کیا ہے۔
اور حضرت نے بامر خداوند عالم ویسا ہی کیا۔ جسطرح سے آپ شہد کی روایت کی نسبت فرماتے ہین
کہ ازواج کو کسکے حرام کر دینے سے کیا مطلب اور وہ کونسا اسرار تہا جسکے فاش ہو جانے سے
بہانڈا پہوٹ جاتا اوسیطرح ہم بہی یہ کہتے ہین کہ ماریہ سے صحبت کرنا بہی کوئی اسرار راز
نہ تہا جسکے لئے تاکید کیجاتی کہ اسکو افشا نکرنا وہ کچہ حضرت پر حرام تہتے نہین کہ خوف افشائے
فعل مذموم ہوتا اور اگر یہ کہا جاوے کہ دوسرے قسم کے بارے مین یا اور عورت سے صحبت لازم
نہتی تو یہ بہی غلط ہے اسوجہ سے کہ ہم بارہا کہہ چکے ہین کہ حضرت نے معاہدہ کر لیا تہا اور ان کو
اختیار حاصل تہا کہ جسکو چاہین انتخاب کرین اسمین عیب ہی کیا تہا جو اسکی تاکید فرماتے وہ راز دوسرا

جسکو ہم دفعہ سوم مین لکہینگے لیکن کیفیت عسل کی دراصل یہ ہے کہ زینب کے پاس کہین سے
شہد ایا تہا اور حضرت صبحکو جاکر شہد تناول فرماتے تہے اسمین حضرت کو وقت معمولی سے
زیادہ دیر ہوجاتی تہی یہ امر دیگر ازواج کو برا معلوم ہوتا تہا لہذا انہون نے مشورہ کیا کہ
جب حضرات آئینگے تو ہم انسے کہینگے کہ آپ کے منہہ سے بوئی مغافیر آتی ہی چنانچہ ایسا ہی ہوا
اور حضرت نے قسم کہائی کہ اب شہد کو نہ کہاونگا لیس مقصود دیگر ازواج کا یہ تہا کہ حضرت
زینب کے یہان دیر تک نہ بیٹہین مگر جیسا تم سمجھے ہو کہ عورتون کو صرف شہد کے ترک کرنیسے
کیا مطلب تہا یہ نہین ہے صرف ترک شہد کا مطلب نہ تہا بلکہ مطلب یہ تہا کہ حضرت ایک درجہ یہان اسقدر
دیر تک نہ تشریف رکہین۔ آپ نے اسدفعہ مین بہی بحسب عادت اپنے کلمات گستاخانہ
الفاظ نے ادبانہ نسبت حضرت افضل المرسلین کے تحریر کئے اگر آپ سید المرسلین نہ سمجھے
تو کاش بادشاہ ایشیا سمجھ کر کلمات بیہودہ نہ بکتے۔ کیا کسی گورنمنٹ کی توہین جایز ہے
تہذیب و اخلاق عیسوی یہی ہی کہ اہل اسلام کا دل دکہاتا انکے بادشاہ اور پیغمبر کو کلمات حقارت
سے کہنا کیا انجیل آپنے نہین پڑہی جسمین دوسرے کو الزام لگانا ہی ممنوع ہی امتی بابت ورس
تم کسی کو عیب نہ لگاؤ کہ تم پر بہی عیب لگایا جاویگا چہ جائیکہ سخت کلامی کرنا۔
آپ اسدفعہ مین لکہتے ہین کہ حضرت شرمندہ ہوئے چوری کہل گئی عشق ماریہ نے زور کیا
جورون نے بری گت بنائی آپکو ایسے کلمات بیشرمی لکہنے سے شرم نہین آتی۔ کیا حضرت نے
معاذاللہ زناکاری یا حرامکاری کی تہی جس سے شرمندہ و خفیف ہوتے تصرف مملوکات قرآن کی
رو سے جایز ہے اور باری کی تبدیل و تغیر کا اختیار شوہر کو اور آنحضرت کو بحکم خاص تہا،
جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہی ترجی من تشاء منھن وتؤوی الیک من تشاء اور اگر التزام
باری کا ضرور ہو اور اختیار تبدیل نہو تو فرمائے حضرت داؤد کو سو بیبیون مین اور حضرت
سلیمان کو ہزار بیبیون مین باری مقرر کرنا کسقدر دشوار ہوگا اور مدت مدید کے بعد ہر بیبی کی
نوبت آتی ہوگی اور انتظام ملک و جنگ و ہدایت بندگان خدا کسوقت کرتے ہونگے اور

اور کیونکر باری مقرر کرتے ہونگے اور ہرگاہ یہ ثابت ہی کہ ماریہ حرم خاص نہین تو پہر اسکی
صحبت سے کیون حضرت کو خفت ہوتی - اور یہی مروت ہاشمیہ تہی کہ باوصف اختیار کے
حضرت نے حفصہ کی دل شکنی نفرمائی لیکن ہم اپ کو تبلاتین کہ چوری چہپے فعل کرنا کسکو کہتے
ہین دیکہیے حضرت داود نے جب زن اوریا کو بلا کر پوشیدہ خلوت ناجایز سے پیٹ رکہوایا -
اور اوریا کو بہی قتل کر ڈالا تو خدا ناراض ہوا اور فرمایا کہ تو نے چہپے چوری یہ کام کیا تہا -
مگر مین بنی اسرائیل و آفتاب کے سامنے تیری جورونکو دوسرون سے ہم بستر کرا دونگا
باب ۱۱ و ۱۲ ۲ صموییل چنانچہ ابشیالوم پسر داود نے بغاوت کر کے حضرت داود سے
ملک چہین لیا - اور سب بیبیون کو یعنی ماؤن کو دن دہاڑے بنی اسرائیل کے سامنے خراب
کیا دیکہیے چوری اور سرزوری اسکو کہتے ہین اب دوسرا قصہ کتاب پیدایش باب ۳۸
ملاحظہ ہو کہ یہودا پسر حضرت یعقوب نے اپنے بہو تامار زن غیر پسر متوفی کو دیکہا اور کسبی سمجہ کر
مہر و بازو بند اور عصا دیکر خلوت ناجایز کی بعد تین مہینے کے خبر پائی کہ بہو زنا سے حاملہ ہے
تو یہودا نے حکم کیا کہ اسکو باہر لا کر جلا دو - جب اُسنے عصا و بازو بند پیش کیا تو کیسی چوری
کہل گئے اور کیسی شرمندگی ہوئی ہوگی زنان بنی اسرائیل نے انکی کیا گت بنائی ہوگی آخر کار خود اقرار
کیا کہ وہ راستباز ہی میرا ہی قصور ہی کہئے اب حد شرع کس پر جاری کرین ناچار اسی سے درگذر کیا
مگر ان کے جننے کی بہی کیفیت قابل شنید ہی ایک صاحبزادی نے پہلے ہاتہ نکالا قابلہ نے
تاگا باندہ دیا دوسرا جلد پیسے نکل پڑا تب وہ بولے کیا ہی تو نے شکست دی مگر یہ شکست
تجہی پر ہوگی اسی لئے اُسکا نام فارض رکہا پہر تاگا بندہا ہوا بچہ پیدا ہوا اُسکا نام زارح رکہا
ہرچند ہم ایسے قصون کو انبیاء اور اولاد انبیاء علیہم السلام کی نسبت محض افترا سمجہتے ہین
مگر اب مقابل منکرین کے کچہ جواب نہین دیسکتے اب ہم اپکو یہی تبلائے دیتے ہین
کہ یہ فارض جو خلوت ناجایز سے پیدا ہوئے کون ہین معاذ اللہ معاذ اللہ یہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے اجداد مین سے ہین دیکہو نسب نامہ انجیل متی باب ۱ مین یہ ہے

ابراہیم سے اسحاق اور اسحاق سے یعقوب اور یعقوب سے یہودا اور یہودا سے فارص و زارح
تامار کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور فارص سے لیکر یوسف نجار شوہر مریم تک پہونچتا ہی اب بیان
پادری صاحب حضرت عیسی کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو یہہ نسب نامہ کیسا اور یہہ نسب نامہ سے اور توحا
میں اختلافات اجداد کیون ہی۔ پادری اسکاٹ صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ امریکن مشن ۱۸۸۰ء مین بہت
ولیلین کرکے فرماتے ہین کہ دراصل ایک نسب نامہ مریم کا ہی زمانہ سابق مین عورتون کا نام نہ لکھتے
بلکہ اُنکے شوہرون کا نام لکھتے تھے دوسرا نسب نامہ پدری ہی ہم ان امور کی یہان بحث نہین کرتے
نسب نامہ مین یوسف ہی تو فارص اجداد پدری حضرت عیسی کے ہین اور اگر نسب نامہ مریم ہی تو اجداد
مادری ہین بلکہ غور طلب یہ ہی کہ حضرت مریم و عیسے کے آباو اجداد مین کیسا دھبا لگا جاتا ہی اور کچھ
شرم نہین آتی اور یہہ جا بجا حضرت عیسی کو داؤد کا بیٹا لکھا ہی اور یہہ نسب نامہ مین یوسف کا بیٹا
لکھا ہی یہودی اُنکو کیا سمجھتے ہین پس اگر اُنکے سامنے پاکباز پاکدامن کہیئے تو البتہ ہم آپ کو مرد
میدان جانین اور ہمتو تمامی انبیاء و مرسلین کو تا حضرت عیسی اور اُنسے لیکر تا حضرت خاتم الانبیا
علیہ اصلوات اللہ علیہم پاکباز پاکدامن معہ آباو اجداد جانتے ہین لیکن مخالفین کے
سامنے آپ کا ناطقہ بند ہو جائیگا۔

دفعہ سوم معزز مفسرین

اب ہم آپ کو معزز مفسرین قران کے بھی سنائے دیتے ہین تفسیر امام فخر الدین رازی مین یہ قصہ
موجود ہے۔ تفسیر کشاف علامہ زمخشری مین موجود ہی تفسیر بیضاوی مین موجود ہے۔
تفسیر مدارک مین ہی۔ اور یہہ مشہور و معروف تفسیرین جلالین ہین جو نہایت ہی معتبر اور
معروف تفسیر و نہیں شمار کیجاتی ہی اور درسی کتابون مین شامل ہی اور بوجہ اختصار کے صحیح
بیان پر حاوی ہی صرف اسی ماریہ کا قصہ نقل ہوا ہے اور صاحب تفسیر حسینی شہد والے
قصہ بیان کرکے ماریہ کا قصہ اس وثوق کے ساتھ لکھتے ہین۔ در روایت آنست کہ روزے
حفصہ در خانہ وی رفت وی باجازت آنحضرت بدیدن پدر خود رفتہ بود ماریہ قبطیہ را طلبید

بخدمت خود سرفراز ساخت حفصه بران مطلع شد اظهار ملال کرد حضرت فرمود که ای حفصه راضی نیستی که آنرا بر خود حرام گردانم گفت هستم یا رسول الله فرمود که این سخن نزد تو امانت ست باید که با کس نگوئی او قبول کرده چون حضرت از خانه وے بیرون آمد فی الحال حفصه آنسخن را با عائشه درمیان آورد و مژده داده که با رے از قبطیه خلاص یافتیم و چون آنحضرت بخانه عائشه آمد ازین حکایت بکنایت رمزی باز گفت و این سوره نازل شد که چرا حرام میکنی آنچه خدا تعالی بر تو حلال ساخته یعنی ماریه - و سوگند بخوردی - اب یہ بہی یاد رہے کہ حسینی اس روایت کو روایت اشہر کہتا ہی اور اسی کی بابت آپ فرماتے ہین کہ حشام سغز مفسرین تم انکو باطل ٹہرا چکے ہین - اور اب طرز افرماتے ہین کہ عیسائی نکتہ چینون سے نبی کو متہم کرنیکی غرض سے بڑی حرص کیساتہ قبول کر لیا ہے - خیر ایہ تو بیچارے علیسائیون کا قصور ہوا تو کیا اب آپکے ناظرین اس سے یہ بہی سمجہین کہ تفسیر کبیر و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر مدارک و تفسیر جلالین و تفسیر حسینی کے مغز مصنفین نے بہی اسی غرض سے اس قصہ کو قبول کر کے روایت اشہر ٹہرا دیا ہی - کیا عیسائیون نے ان بزرگون کو رشوت چپا دی ہا یہ بہی کوئی میور صاحب کی اور دے خیال کئے جاتے ہین -

ہم اس نے پاک مصنف سے پوچہتے ہین کہ وہ کون سے مغز مفسرین ہین جنہون نے ماریہ کے قصہ کو جہوٹا اور کسی عباسی عیاش کی من گرٹ بنایا ہی ہمارے سید صاحب نے ایک یہ بہی غضب کیا ہی کہ اپنے بیان کے آخر مین زمخشر کا حوالہ دیکر گویا یہ سمجہا یا ہی کہ صاحب کشاف نے اس قصہ کو جہوٹا ہی لبس اے ناظرین تم اس خ ہو گئے ہین نہ آنا زمخشری سورہ تحریم کی تفسیر کو پہلے قصہ ماریہ ہی سے شروع کیا ہی اور پہر دوسرا قصہ عسل کا بہی بیان کر کے دونون قصون کو صحیح اور اس آیت کا شان نزول ٹہرا کر یہی لکہا ہی الم تحرم ما احل الله لك من ملك اليمين او من العسل دیکہو کشاف مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۶ء جلد ثانی صفحہ ۱۴۹۹ سید صاحب تم چپ رہتے تو اچہا تہا حضرت کے لائق لکہکر تمکو کسقدر جہوٹہ بولنا پڑا اور کسقدر خفیف ہونا

پڑا دیکہو۔ زمخشری بہی تم کو نا امید کرتا ہی۔ سید امیر علیصاحب نے تو کم ستم کیا صرف معزز مفسرین کو گویا غیر معزز ٹہرایا تہا۔ مگر حکیم نور الدین صاحب خالص سفید جہوٹہ اور نرا کذب بول کر نہین شرماتے وہ حفصہ و ماریہ کے قصہ کا انکار ان حکیمانہ بلکہ نادیانہ الفاظ مین فرماتے ہین۔ عیب گیر پادری صاحب اول تو قران سے نکال کر یہ اعتراض دکہا نہین سکتے بلکہ کسی تفسیر سے۔ رہین تفاسیر سیل صاحب ورنڈویل (یہ رادول کی خرابی ہے) نے تفاسیر قران لکہے ہین۔ پہر کیا ان تفاسیر کی باعث اسلام یا قران یا صاحب قران محل اعتراض ہو سکتا ہے۔ فصل الخطاب جلد اول صفحہ ۱۶۵ و ۱۶۴۔
کسی تفسیر سے حکیم صاحب نے شاید قادیان مین بیٹہہ کر یہ لکہا ہے اب تو قران سے بہی ہم نے وہ قصہ دکہا دیا اور تفاسیر بہی اور ہم ایک بات اپ کو اور بتا دین کہ سیل صاحب یا راڈول صاحب نے قران کی کوئی تفسیر نہین لکہی۔ سیل صاحب نے اپنے قران کے ترجمہ پر جلالین اور بیضاوی و یحیی وغیرہ مفسرین کی عبارتین بطور حاشیہ چڑہا کر آیت کا شان نزول دکہایا ہے اور ہمتو اکو سیل صاحب کی طرف نسبت کرنے کو نہین کہتے آپ اپنی تفاسیر دیکھکر ہوش مین آوین اور جہوٹہ نہ بولین قران مین یہ بہی لکہا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔
لطیفہ حکیم صاحب اس قصہ کی تکذیب مین حضرت کی نسبت فرماتے ہین ہمارے سچے اور پاک کمان نہایت سچے اور نہایت پاک خاتم الانبیا خوب سچے اور نہایت بے ثواب شرعی قسم توڑنے کی وجہ سے ہوئے اور پاک اور نہایت پاک آپ ماریہ کے ساتہہ ظاہر ہونے کیوجہ سے جسپر حفصہ شاہد ہے حکیم صاحب نے بڑا جنش کو بہلا دیا۔

جواب

مفسرین نے صرف ماریہ کا حرام کرنا نہین لکہا ہی بلکہ اختلاف کیا ہی بعضون نے حفصہ بنت عمر کے پاس اور بعضون نے ام سلمہ کے پاس اور بعضون نے زینب بنت جحش کے پاس شہد نوش فرمانا

لکھا ہے اور بعضون نے حفصہ کے بارہ مین ماریہ سے صحبت کرنا اور بعضون نے عائشہ کے بارہ مین لکھا ہے اور بعض نے کہا کہ ابوبکر و عمر کی بادشاہت کی خبر دی تھی اسکو افشا کردیا۔ (مجمع البیان) صاحب روضۃ الاحباب نے چار قول نقل کئے ہین اول یہ کہ زنان پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نفقہ مین وہ اشیا طلب کین جو حضرت کے پاس موجود نتھین اسوجہ سے حضرت نے ایکماہ اُنسے مفارقت کی۔ دوسرے یہ کہ زینب بنت حجش کے پاس شہد آتا تھا اور حضرت تناول فرمانے جاتے تھے اسوجہ سے کچھ تاخیر ہوجاتی تھی عائشہ کو یہ توقف ناگوار ہوا اور حفصہ سے کہا کہ اگر حضرت اوین تو کہنا کہ آپ کے دہن مبارک سے بوی مغافیر آتی ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا اور حضرت نے قسم کہائی کہ اب شہد نہ کہاونگا لیکن کسی سے اس راز کو نہ کہنا مگر ان دونون نے اسپر وفا نہ کی اور راز فاش کردیا۔ تیسرے یہ کہ حفصہ کے بارے مین ماریہ قبطیہ سے صحبت کی اور حفصہ نے ناراضی ظاہر کی حضرت نے قسم کہائی کہ مین ماریہ سے صحبت نکرونگا مگر یہ راز تمہارے پاس امانت ہے لیکن عائشہ سے حفصہ نے کہدیا۔ چوتھی یہ کہ حضرت کے پاس ہدیہ آیا تھا بقولے گوسفند تھی حضرت نے ایک ایک حصہ ہر زوجہ کو مرحمت فرمایا زینب بنت حجش نے واپس کیا حضرت نے کچھ اور زیادہ کردیا عائشہ نے کہا کہ ذلیل جانکر حصہ واپس کیا حضرت نے فرمایا کہ تم بخدا تم نزدیک خدا کے خوار تر ہو اور قسم کہائی کہ ایکماہ ازواج کے پاس نجاونگا صاحب حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۷۹ مین لکھتے ہین کہ حضرت نے ابوبکر و عمر کی بادشاہت کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ راز ہے اسکو کسی سے نہ کہنا لیکن اُنہون نے عائشہ سے کہدیا اور عائشہ نے اپنے باپ سے کہا مختصر یہکہ اسی وجہ سے لوگون نے حضرت کو زہر دینا چاہا اور جبرئیل نے حضرت کو خبردار کردیا۔ پس یہ وہی بات ہے جو حضرت نے چھپا کے کہی تھی اور حقیقت مین یہ بہت بڑی بات تھی اور اسکے افشا مین بہت بڑے مفاسد تھے اور جواب نے فرمایا کہ اگر دونون جرمانی کروگیان اسپر تو اللہ رفیق ہے اسکے کیا معنے۔ اسکے یہی معنی ہین کہ اگر تم یا اور لوگ یہ چاہین کہ مجکو ہلاک کرڈالین اور بعد انکے ہمارے باپ بادشاہ ہوجائین تو تم مجھکو ہلاک نہین کرسکتین

اللہ اور روح القدس یعنی جبرئیل ہمارے رفیق ہین- اپنے تو شہد کی نسبت فرمادیا کہ بہلا یہ کونسی ایسی بات تہی کہ جسکے چہپانیکو یہ تاکید کیجاتی ہے حقیقت مین کوئی ایسی بات نتہی لیکن اگر یہ بڑی بات ہتی تو پہر ماریہ کا ل ہی کچہ حلال تہا اسلئے کہ وہ حضرت پر حلال ہتی اگر کوئی شخص منادی بہی کرادیتا تو کوئی کیا کہتا- ہر شخص جانتا تہا کہ وہ حضرت پر حلال ہے پس وہ رازوہی تہا جسکو ہمنے بیان کیا اور عقل بہی قبول کرتی ہی لیکن جو لطیفہ تحریر کیا کہ ہمارے سچے اور پاک نبی اور اُسپر اتہم لگایا حکیم صاحب پر کیا منحصر ہے کل اہل اسلام حضرت کو سچا اور پاک نبی جانتی ہین اور اسمین شک کرنیوالیکو کافر بیدین اور مستحق عقوبت الیم جانتے ہین اگر ہر شخص بدتہذیبی پر کمر باندہے تو جس پیغمبر برحق یا خداوند مطلق کو جو چاہے کہے- آپ نے فرمایا کہ شرعی قسم توڑی یہ سمجہ لیجئے کہ جو کچہ اونکو حکم خداوندی ہوا تہا وہ انہون نے کیا تہا آپکا فرض ہی کہ اب قران کو مصنوعی ثابت کرین اور یون زبان سے کہدینا تو کوئی مشکل امر نہین ہی ہر آدمی انجیل کو مصنوعی ہر مخالف مذہب کہہ سکتا ہی-

آپنے سب تفسیرین دیکہہ ڈالین اور تاریخ حیات القلوب ہین وہ روایت جو ہمنے لکہی نہ دیکہی آپ کیون دیکہتے اور روایات کو جمع کرکے نتیجہ قریب عقل کیون نکالتے اگر آپکے مفید ہو تو البتہ یہ سب کچہ ہوتا آپ کا تعصب و اعتساف مانع ہی- آپ کہتے ہین کہ ہان سچے اور نہایت سچے خاتم الانبیا اور پاک اور نہایت پاک سچے تو قسم توڑنے سے اور پاک ماریہ کیساتہ ظاہر ہونے کی وجہ سے ہوئے ہمارے مخاطب باتہذیب کو لازم تہا کہ اولا یہ ثابت کرے کہ قسم شرعی مذہب اسلام مین ایک عہد ابدی ہی جسکا توڑنا جایز نہین اور جبکہ بوجہ افشای راز و خوف فتنہ و فساد بلحاظ خاطر شکنی ازواج قسم کی اور پہر باجازت خداوندی قسم شکنی کا کفارہ دیا تو آپنے شریعت و حکم خدا کے خلاف نہین فرمایا اور یہی شریعت حقتعالی جاری ہوئی کہ اگر کسی ضرورت سے قسم شرعی کیجاوی اور بوجہ ضرورت توڑی جاوے کفارہ دیا جاوے جبکہ یہ شرعی قسم ابدی نتہا اور نہ خلوت ماریہ قبطیہ حرام تہی تو کوئی شخص الزام نہین لگا سکتا اور با وصف اسکے آپ خوب سمجہتے ہین کہ خداوند عالم

نے عہد ابدی لیا تہا تمام انبیای بنی اسرائیل سے کہ سوای خدا کی کسی کی عبادت اور کسی مورت کی پرستش نکرین اور بت پرستون کو قتل کرین اور بتون کو توڑ ڈالین اور گہر بارنک جلا دین اور یہ عہد ابدی تمام توریت مین متواتر مذکور ہی لیکن حضرت ہارون نے صرف بنی اسرائیل کی خواہش اور خوشنودی کیواسطے سونیکا گوسالہ بنایا اور عید منائی اور قربانیان کین اور اسکی پرستش تمام بنی اسرائیل نے کی خروج باب ۳۲ اور ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ معاذ اللہ حضرت ہارون نے ایسا کیا لیکن تمہاری تو نبی ہین انکو قائل کر سکتے ہین پس ایسی عہد شکنی جس سے کفر اختیار کیا گیا ہو نبوت شکنی کا باعث ہوا لیکن پیغمبر اسلام پر اپ نے بیجا اعتراض کر دیا مگر ہان شاید اپ یہ فرق سمجہتے ہون کہ حضرت ہارون نے ایک قوم کی خاطر تشکنی کے لحاظ سے کفر اختیار کیا اور یہان صرف ایک حرم محترم کی محبت و خاطر داری سے قسم شرعی توڑ ڈالی تو مین اپ کو بتا دون کہ حضرت سلیمان نے اپنے جورون کی محبت و خاطر داری سے عہد ابدی کو توڑ ڈالا اور بت پرستی کی کتاب سلاطین باب ۱۱ اور یہ وہ سلیمان ہین جنکو خدا نے اپنا بیٹا کہا ہی اور اس تصریح سے فرمایا ہی کہ مین اسکا باپ ہون گا اور وہ میرا بیٹا ہو گا۔ صموئیل ۲ باب ۷ ۔ پس اگر پیغمبر خدا نے عہد ابدی اپنی ازواج کی خاطر سے توڑ کر کفر و بت پرستی کی اور وہ خارج از نبوت نہ سمجہے گئے تو پیغمبر اسلام پر کیا طعن ہو سکتا ہے ۔ معاذ اللہ من ذلک

دفعہ چہارم اصل قصہ

اب اور سنئے اپ فرماتے ہین فی الحقیقت بنی امیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین بر بنائے ضعیف ترین سند یہ روایت ایجاد کی گئی ہی ۔ پس ہمکو ضرور ہوا کہ ہم اپ کے دروغ بے فروغ پر کسی شخص دشمن خاندان امیہ و عباس کو شاہد لاوین آپنے ہمکو اپنی انگریزی کتاب مین سمجہا دیا کہ شیعیان علی تابعان اہل بیت بنی امیہ اور خاندان عباسیہ کے دشمن جانی ہین۔ پس ملا باقر مجلسی عالم شیعہ حیات القلوب صفحہ ۷۵ مین سورہ تحریم کی آیات مذکورہ صدر کی بابت لکہتا ہی علی بن ابراہیم بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ ست کہ این آیات

در وقتی نازل شد که عائشه و حفصه مطلع شدند که حضرت رسولؐ با ماریه نزدیکی کرده بود و حضرت
سوگند یاد کرد که دیگر بار با ماریه نزدیکی نکند پس حق تعالی این آیات را فرستاد و امر کرد آنحضرت را که
کفاره قسم خود بدهد و ترک مقاربت ماریه ننماید حضرت صادقؑ یعنی حضرت امام جعفر صادقؑ
بلکہ آپنے برا عالم متبحر و فقیہ مسلمہ جمہور مسلمین و استاد امام ابو حنیفہ بیان فرمایا ہے
صفحہ ۵۰۸ و صفحہ ۵۱۸ کی انگریزی اور جسکا زمانہ درمیان سنہ ۸۳ و سنہ ۱۴۸ھ کے ہوا لسند معتبر از حضرت
صادق علی بن ابراہیم نے یہ روایت بیان کی ہی اور افسوس ہی فضیلت و تقوی و ورع امام صادق
اگر انکو افراد بنی امیہ یا کسی عیاش خاندان عباسیہ کی روایت اور صحیح روایت میں تمیز نہ ہو سکے
کیا اب ہم آپ کا سخن مان لیں کہ تمام معزز مفسرین قرآن نے اس روایت کو باطل ٹھہرایا ہے یا ہم
ملا باقر مجلسی کی سنیں جو کہتا ہے شیخ طبرسی و جمع از مفسرین عامہ روایت کردہ اند کہ روزے
حضرت رسولؐ در خانہ حفصہ بود و حفصہ رخصت طلبید کہ بخانہ پدر خود برود و چون مرخص شد و
بیرون رفت حضرت ماریہ را طلبیدہ و با او خلوت کرد و چون حفصہ برگشت در خانہ را بستہ دید پس
صبر کرد تا حضرت در را گشود و از روئے مبارکش عرق میریخت صفحہ ۵۷ اور صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے چون حفصہ
این امر مطلع شد غضبناک گردید و گفت یا رسول اللہ در روز نوبت من در فراش من با کنیزی
مقاربت میکنی اگر کوئی شرم دار ہوتا تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرتا۔ رسولخدا کو حفصہ اخلاق
و آداب شوہری کا سبق دے رہی ہے پس آنحضرت شرمندہ شد۔ غنیمت ہے مگر یہ شرم جلد
رفع ہو جائیگی اور اب اس سے زیادہ بے شرمی کرینگے اپنی قسم توڑ دینگے اور عورت بیچاری
روداٹینگے فرمود کہ این سخن را مگذار کہ ماریہ را بر خود حرام گردانیدم و دیگر ہرگز با او مقاربت
نخواہم کرد۔ اپنا عیب چھپانے کے لئے اپنی ننگ و نام رکھنے کے لئے حضرت نے عورت کو
یوں ٹالا قسم کھائی عورت کو ٹھنڈا کیا۔ کہاں ہیں جسٹس امیر علی محمد صاحب کی داد دینے
اس وقت اونکے ضمیر نے اس کمزوری کی بابت کوئی سخت ملامت حضرت کو نکی آخر عشق
غالب آیا شرم دفع ہوئی۔ حضرت نے قسم توڑ دی۔ اور قرآن بھی نازل کرایا۔ نہ توڑ دو

قسمین یکھی پیچھے - نغل ۴ع افسوس حضرت نے حذا پر بہتان باندہا اوران پردہ آیت
صادق آئی ہم نے دین اسکو اپنی آیتین پیران کو چہوڑ نکلا تو وہ ہوا گمراہون مین - اعراف ع ۲۲
حضرت نے آخر خوب سوچ سمجھ کر اپنی گناہ کو ہلکا کر دیکھو افترا نہین کیا تہا اوس ظالم کو بڑا جہوٹہ باندہا اللہ پر یا کہی مجکو وحی
آئی اور اسکو وحی کچھ نہین آئی انعام ع ۱۱ حضرت نے اپنے ظلم کا اعتراف کیا اس علاقہ فلانہ پیرا مین اندیشہ ناک زندانی ہوئے
مگر بقول اسکے ع ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے :: سید امیر علی صاحب نے ماریہ اور حفصہ کے
اس قصے سے انکار کیا تہا - مگر نور الدین صاحب نے ضمناً ماریہ کے وجود سے انکار کیا اور یہ
خوب کیا - نہ ڈر باہی نہین رکہتا مرعا کہان رہیگا :: چنانچہ آپ فرماتے ہین بلکہ محققین نے
ماریہ کے وجود ہی سے انکار کیا ہے - صفحہ ۱۶۷ اور محققین ایسے ہی ہونا چاہئے براہ
نوازش آپ ہمکو اُن محققین کا نام تو بتائین تاکہ معلوم ہو کہ آیا وہ سوائے آپکے کوئی اور بہی
ہین ہم نے تو ابتک بجز آپکے اور کسی محقق کا نام نہین سنا - مگر آپ بہی پایہ تحقیق سے
گرے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور ان محققین کے زمرہ میں شامل ہونے کے لائق
نہین کیونکہ باوجود انکار وجود ماریہ آپ نے فرمایا ہی یہ ماریہ وہ تہی جسکی حقیقی بہن حسان
کے گہر مین تہی - یہ ماریہ وہ ہے جسکی ساتھ شہانہ خچری آئی جسکو مسلمان دلدل کہتے ہین
(خوب) ماریہ کے ساتھ خچری کی آمد تک یک نشد دو شد - ماریہ ہمارے خاتم الانبیا کی
ام ولد اور مریہ بی بی تہین صفحہ ۱۶۵ واہ اے محققو کس برتے پر وجود ماریہ
پر انکار کیا ہے خیر ماریہ کا یہ مختصر حال ہمنے بیان کیا اور آپ کے دروغ بیفروغ کو چراغ
دکہلایا اور ثابت کر دیا کہ یہ قصہ امیہ یا کسی عباسی کے زمانہ مین ایجاد نہین ہوا بلکہ
فی الحقیقت عیاشی کے مرد میدان بن کر خود آپ کے سچے اور پاک ہان نہایت
سچے اور پاک خاتم الانبیا نے اس قصہ کو زینت بخشی اب آپ دوسری لونڈی کے
بہی حالات سنئے

جواب

ہم کو مخاطب کے طرز مناظرہ پر افسوس ہوتا ہی اور اب تعین کیا جاتا ہی کہ مصنف کتاب امہات

کا ہر فقرہ تعصب و لغفانیت سے خالی نہین ہی مصنف کو لازم تہا کہ پہلے یہ ثابت کرتا کہ قصہ شہد
کا جھوٹ ہی تب آپ امیر علی صاحب کو جھوٹا ٹہراتے کیا جن کتابون سے آپنے قصہ
ماریہ کو نقل کیا ہی اسمین قصہ شہد نہین تحریر ہی پہر آپ نے کسوجہ سے انکو جھوٹا جانا ہم یہ نہین
کہتے کہ وہ محقق ہین لیکن بہر حال آپ سے بہتر ہین اب جو شخص چاہیے وہ ان سب روایات
کو اور آپ کی تحریر کو دیکھکر جھوٹا اور کاذب کہہ سکتا ہی اسلیے کہ آپنے بہی تو ماریہ کے
قصہ پر حصر کیا ہے حالانکہ اقوال مفسرین مین کسقدر اختلاف ہی اور جبکہ اصل شان نزول
مین اختلاف ہین تو آپ صرف ایک ہی قول پر حصر کرکے طعن و تشنیع کیا تہ زبان درازی نہین
کر سکتے پس اگر آپ نے روایات دیگر کو ترک کر دیا تو آپ بہی جھوٹے ٹہرے جسطرح سے
میر امیر علی نے صرف روایت شہد کو لکہا اسوجہ سے آپ نے اونکو جھوٹا بنایا۔
آپ نے ماریہ کے قصہ کو لیا اور باقی دیگر صورتون کو چھوڑ دیا اسوجہ سے وہی آپ نی بہی کیا
جو انہون نے کیا ہی کونسی بات ہی اور حیات القلوب مین بہی صرف ایک ہی روایت نہین قرار دہی
تو آپ اُسکو لکہکر طعن و تشنیع کرینگے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے جہان یہ لکہا ہی وہان اُس
روایت کو بہی تو لکہا ہی کہ حضرت نے دوسری خبر دی تہی جو متعلق بادشاہی تہی آپنے اسکو
ترک کر دیا بلکہ یہ روایت نہایت قریب قیاس ہی اسپہلے یہ تو فرمائیے کہ ماریہ سے صحبت کرنا
عیب کیا رکہا تہا جو چلو بہر پانی مین ڈوب مرے جناب چلو بہر پانی مین تو بڑی بڑی باتون
مین لوگ نہین ڈوب مرتے یہ تو ایک زن محللہ سے مقاربت تہی مہربانی کرکے صموئیل کی
کتاب ۲ باب ۱۲ ہاتہ مین لیکر دیکہئیے اوسمین لکہا ہی کہ خدا نے حضرت داود کے پاس
ناتان نبی کو بہیجا اور انہون نے اُسکے کہا کہ یہواہ نے یون فرمایا ہی کہ مینے تجہکو مسیح کیا اور
ریاست بہی تجہکو دی اور فلان فلان چیز بہی تجہکو دیتا لیکن تو نے کیون میرے حکم کی مخالفت
کی کہ تو نے حیطانی اوریا کو قتل کرایا اور اسکی زوجہ کو اپنی جورو بنایا تو نے چہپا کر یہ کام
کیا مین تیری جوروؤن کو سب لوگون کے سامنے ہم بستر کراونگا چنانچہ ابیتالوم نے

اپنی باپ کی جورؤن کو خراب کیا حضرت لوط نے اپنی دونون بیٹیون سے خلوت ناجایز
کر کے قوم بنی عمی و مواب پیدا کی - پیدایش باب ۱۹ ورس ۵ پسر یعقوب پیغمبر نے
اپنے باپ کی حرم بلہا سے خلوت کی - یہودا ابن یعقوب نے بہو سے خلوت ناجایز کی -
معاذ اللہ ہم حضرات انبیا کو یہ نہین کہہ سکتے کہ شوہر دار محرمات سے زنا کیا یا حرام کا پیٹ
رکھوایا یا اوسکے شوہر دیندار کو بھی قتل کروڈالا لیکن تمہاری کتابون مین کیا پیغمبران معصوم
پر کیا کیا عیب لکھی ہین جسپر دیگر مذاہب کیا کیا کہہ سکتے ہین اور آپ کیا جواب دے سکتے ہین
کہ جو عہد ابدی خدا نے درباب زناکاری اور قتل ناحق اور سنگساری باندھا تھا پیغمبران جلیل نے
کیونکر توڑ کر گناہ پر گناہ کیا اور چلو بھر پانی مین نہ ڈوب مرے اور عشق عورات محرمات مین
نافرمانی خدا کی اور تہذیب و اخلاق کچھ نہ سوچا اور مرتکب گناہان کبیرہ ہوے پیغمبر اسلام نے
نہ حرام کیا نہ قتل بیگناہ کیا آپ ناحق اسقدر خفا ہوتے ہین اور حضرت داؤد کو آپ پہچانتے
ہین یہ وہ داؤد ہین جو باپ حضرت عیسے کے کہلاتے ہین اور سب انجیلون مین حضرت
عیسی کو ابن داود لکھا گیا ہے اور انجیل متی مین نسب نامہ کا سرنامہ یہی ہے کہ نسب نامہ مسیح
ابن داؤد اور انہین داود کو خدا نے اپنا بیٹا کہا ہے - پھر آپ شرماوین کہ ایسے پیغمبر جلیل
فرزند خدائے جلیل جو بزرگوار پیغمبر جلیل کے کیسے حرکات با تہذیب بحسب شریعت
موسوی آپ لوگ لکھتے ہین اور نہین شرماتے اور ہمکو قصہ ماریہ پر شرم دلاتے ہین
اری صاحب آپ لوگ شرما کر نہ دریا مین گرے نہ کنوئین مین نہ چپنی بھر پانی مین ڈوب
مرے ہان شرم چہ کتیست کہ پیش مردان بیاید - آگے بڑھ کر پھر مخاطب صاحب اپنی
فضیلت پر آگئے کہنے لگے - آخر عشق غالب آیا - دیکھئے یہ عشق عجب عجب طرح پر لکھتے
ہین ہم نہین سمجھتے کہ یہ کیسا عشق ہے جو مخاطب کے اختیار مین ہے جسوقت چاہا
اُسکا اظہار کر دیا کبھی زینب سے کہدیا کبھی عائشہ سے کبھی کسی سے کبھی کسی سے
لیکن عشق زن اوریا کے نزدیک نہ غالب آیا فوراً زنا کیا جب بھی عشق نہ غالب آیا

حضرت سلیمان نے جن عورتون سے خدا نے ممانعت کی تہی اونکو داخل ازواج کیا جب
ہی عشق غالب نہ آیا بت پرستی کی جب بہی عشق نہ غالب آیا حضرت یعقوب نے راحیل
کو چہوا اور عشق نہ غالب آیا سات برس خدمت کی اور عشق نہ غالب آیا پہر دہوکا کہایا۔
اور دوبارہ سات برس خدمت کی اور عشق نہ غالب آیا صرف ماریہ کا عشق غالب آیا
یہ آپکی نئی تہذیبی اور بدزبانی ہی اور یہ اپکا کہنا کہ خدا پر اُنہون نے بہتان لیا اسی طرح جیسے
جیسے آپ حضرت عیسی پر بہتان لیتے ہین کہ وہ خدا کے بیٹے ہین المرء یقیس علی نفسہ
بدنیو جناب نے یہ بہی قیاس کرلیا کہ حضرت خدا پر بہتان لیا کرتے تہے اور اگر ہم اس بیانی
دعوے کا ثبوت مانگتے ہین تو صم وبکم کا حال ہوتا ہی اور کچہ بنائے نہین بنتی۔ دیکہئے
بہتان اسے کہتے ہین کہ خدا نے ایک نبی کو بہجا جسنے بیت ایل مین تبلیغ حکم خدا کی جب
بادشاہ نے ہاتہ بڑہایا کہ اسی پکڑو ہاتہ اسکا خشک ہوگیا بادشاہ نے کہا کہ میرے گہر پر چلکر
کہانا کہاؤ اُسنے کہا کہ حکم خدا نہین جب وہ چلا گیا تو بوڑہا نبی گدہے پر سوار ہوکر دوڑا
اور اس سے کہا کہ مین بہی نبی ہون مجکو فرشتہ نے کہا کہ اسکو جاکر واپس لا وہ سنکر واپس
ایا اور دسترخوان پر بیٹہا فرشتہ آیا اور کہا تو نے خلاف حکم خدا کیا اب تو باپ دادا کے پاس
دفن نہوگا چنانچہ راہ مین اسکو شیر نے کہایا دیکہئے بوڑہا نبی کاذب نے خدا پر بہتان کیا اور
وہ بیچارا نبی بدنام ہوا اب دیکہئے افترا و بہتان یہ ہے سلاطین کتاب باب ۱۳ اور یہ آیت بیشک
صحیح ہی اور بیشک قول خداوند عالم ہے اُس سے ظالم کون جو جہوٹہ باندہے اللہ پر یا کہے
کہ مجکو وحی آئی اور اسکو وحی کچہ نہین آئی اور اُسکے تحت مین وہی لوگ ہین جو خداوند عالم کی نسبت
کہین کہ اُسنے مریم کو بیٹا رکہوایا حضرت عیسی مسیح خدا کا بیٹا ہی روح القدس اور مسیح اور خدا
ملکر ایک خدا ہوا یہ بہتان عظیم خداوند علیم پر ہے حقتعالی حلول ورد خول سے جز اور کل سے منزہ
ہے تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا ۵
اور پہر آپ آیت لکہتے ہین کہ ہمنے اُسکو دین اپنی آیتین پہر اُنکو چہوڑ نکلا تو ہوا گمراہون مین

خود ہی شرماتے کہ آپ ہی پیغمبرون پر جہوٹ اور زنا اور نافرمانی خدا اور بت پرستی و گوسالہ پرستی کا الزام لگاتے ہین کیا خدا نے ان باتون کو نہین منع کیا اور پہر کیا وہ گمراہ نہین ہوگئے اور نہ پیغمبری سے خارج ہوگئے۔ کیسی باتین ہین اگر یہ الزام صحیح ہین تو وہ گمراہ ہین ورنہ اونپر الزام اور بہتان لیکر کیون عاقبت خراب کیجاتی ہے۔

ہمارے مخاطب نے تین ایات قرانی تحریر فرمائی ہین پہلی یہ آیت کہ (نہ توڑو قسمین پکی کی گئی ہوئی) تو اب ہم بتلاتے ہین کہ یہ آیت کیون آئی اور شان نزول اسکا کیا ہے موجب تفسیر حسینی کے یہ ہے کہ جو عہد مکہ مین باندہا گیا تہا اور لوگون نے اوس عہد و قسم کو توڑنا چاہا تو حق تعالے نے ممانعت فرمائی مگر چونکہ یہ حکم خداوندی عام ہے تو یہی شریعت عام سمجھی جاتی ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت نے قصہ شہد یا قصہ ماریہ مین قسم کہائی اور پہر توڑی تو جواب اسکا یہ ہے کہ جیطرح سے حکم عام خداوند عالم وہ تہا اوسی طرح پہر حکم خاص یہ ہوا کہ اے پیغمبر کیون تم حرام کرتے ہو اوس چیز کو جو خدا نے تمپر حلال کی ہے یعنی شہد یا ماریہ قبطیہ کو واسطے رضا جوئی ازواج اپنی کے حق تعالی بخشنے والا اور مہربان ہے بعد اسکے فرماتا ہے حق تعالی نے بتا دیا ہے طریقہ قسم کہول لینے کا کہ وہی مالک و مختار تمہارا ہے۔ اور وہی عالم و دانا ہے مصالح عباد کا اور صاحب حکمت و دانائی ہے جیسی مصلحت ہوتی ہے ویسا فرماتا ہے پس یہ حکم خاص اپنے نبی سے فرمایا کہ تم کیون اپنے اوپر حرام کرتے ہو اور پہر یہ بہی ہدایت فرمائی کہ جس طریقہ سے قسم کہول لینا تہا دیا ہے اس طریقہ پر عمل کرو سورہ تحریم ع ۲۔ اب وہ طریقہ یہ ہے جو سورہ مائدہ مین ہے جو قسم قصداً کہاوے اسکا خدا مواخذہ کریگا لیکن کفارہ قسم توڑنے کا یہ ہے کہ دس مسکینون کو کہانا کہلا دے اوسط درجہ کا جو اپنے عیال کہلاتے ہون یا اونکو لباس دیوے یا ایک بردہ ازاد کرے اگر یہ نہو سکے تو تین دن روزہ رکہے یہ کفارہ تمہارے قسمون کا ہے پہر جبکہ حق سبحانہ تعالی نے یہ شریعت جاری فرمائی اور حکم عام اور حکم خاص خداوندی سے اپنے رسول کو اگاہ فرمایا

کو منصب اعتراض نہین ہی کہ پیغمبر اسلام نے اپنی شریعت کے خلاف کیا اور کچہہ
یت اسلامی مین منحصر نہین ہی بلکہ توریت موسوی کتاب احبار باب ۵ درس ۴ لغایۃ ۱۰
کفارہ حلف شکنی ہی لیکن آپ حضرت داوٗد وسلیمان علیہم السلام کو تو پیغمبران برحق
نے ہین کوئی آیت توریت مین حلت زن اوریا وبت پرستی کی دکہلاسے۔
سکے مخاطب ذیفہم نہایت گستاخانہ وبیباکانہ طور سے لکہتا ہی کہ افسوس حضرت نے
پر بہتان باندہا اور انپر وہ آیت صادق آئی ہم نے اوسکو دین آیتین پہر اُنکو چہوڑ نکلا
وہ ہوا گمراہون مین اصل آیت سورہ اعراف رکوع ۱۲ مین ہی جسکا ترجمہ یہ ہی تلاوت کر
نہی لوگو نپر خبر اس شخص کی کہ ہمنے اُسکو اپنی آیات یعنی کتاب سماوی کا علم دیا پس نکل گیا
ت آیات الہی سے اور شیطان نے اسکو اپنا پیرو کر لیا۔ پس وہ ہو گیا گمراہون سے
سرین نے لکہا ہے کہ جس شخص کی خبر دیگئی بنا بر قول بعض مفسرین وہ امیہ بن صلت تہا
سکو یہ خیال تہا کہ جو رسول بنا بر آیات کتب سماوی کے مبعوث ہوگا وہ مین ہی ہون گا
ب خباب رسالت مآب مبعوث ہوئے تو از روے حسد کے کافر و گمراہ ہو گیا۔ اور بعضون
لکہاہی کہ وہ شخص ابو عامر راہب تہا کہ کتب سماوی مین دیکہکر حضرت پر ایمان لایا۔
پہر کافر ہو گیا۔ اور قول مشہور یہ ہے کہ یہ شخص بلعم باعور تہا جسنے بسبب درخواست
کنعان کے حضرت موسےٰ اور قوم بنی اسرائیل پر بد دعا کرنیسے انکار کیا تہا اور بعد
قوم کنعان سے رشوت لیکر حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل پر بد دعا کی حقتعالے نے
سکے دل سے اسم اعظم اور آیات سماوی کو نکال لیا اور وہ گمراہ ہو گیا۔ اب ناظرین
انصاف بالضاعف کسیاتہ ملاخطہ کرین کہ جس گمراہ اور کافر کی خبر حق تعالے نے اپنے
ل کو دی تہی اور رسول نے لوگون کو خبر دی وہ شخص کافر و گمراہ ہو گیا تہا لیکن مخاطب نے
ضا از راہ جہالت و نادانی کی معاذ اللہ حضرت کو کافر و گمراہ قرار دیا اور صاف صاف
ہا کہ افسوس حضرت نے خدا پر بہتان باندہا اور اُن پر یہ آیت صادق آئی اب

مخاطب سے پوچھتا ہون کہ حضرت نے خدا پر کیا بہتان باندہا اور کیا ثبوت ہے
اوسکا اور کیونکر یہ آیہ معاذ اللہ اون حضرت پر صادق آ سکتی ہی اور اگر بلا ثبوت کے صرف
دل دکہانیکو واسطے اہل اسلام کے یہ لکہا ہی تو ممکن ہی کہ عیسائیونکی دل دکہانیکو واسطے دہریت
یا مخالف لوگ کہہ سکتے ہین کہ حضرت عیسی مسیح بے باپ کے پیدا نہین ہوئے نہ
روح القدس سے پیدا ہوے حضرت مریم نے کیونکر جانا کہ یہ فرشتہ ہی یا روح القدس ہی کیا یہ ممکن نہین
کہ کوئی مرد بشر ہو اور کیونکر حضرت عیسی نے معجزات دکہلائے حالانکہ اسوقت لوگ عام طور پر
کہتے تہے کہ دیوونکے سردار کی مدد سے یہ سب دیوون کو نکالتے ہین انجیل متی باب ۹ ورس ۳۴
اور پہر وہ لوگ یہ بہی کہہ سکتے ہین کہ جہوٹے نبی تہی اسواسطے کہ توریت کتاب استثنا باب ۱۸
ورس ۲۰ مین ہے کہ نبی کاذب قتل کیا جاوے اور بدین وجہ بموجب بتصدیق انجیل کے وہ حضرت
سولی پر چڑہا دیئے گئے اور توریت کتاب استثنی باب ۲۱ ورس ۲۳ مین ہے کہ جو سولی پر دیا
جاویگا وہ لعنتی ہوگا اور بتصدیق اسکی پولوس نے گلاتیون کے خط باب ۳ ورس ۱۳ مین کی
کہ ہمکو لعنت سے چہڑایا اور خود لعنتی ہو گیا اس صورت مین معاذ اللہ دروغ کاذب اسوجہ سے
ہوئے کہ اپنے تئین نبی کہا اور جہوٹ خدا کا بیٹا ٹہرایا اور بموجب بتصدیق حکم توریت سولی
دیے جانے سے لعنتی ہو گئے اور پہر لائق بہشت ہونیکا کوئی ثبوت نہین اب آپ ثابت کیجیے کہ
وہ بہشتی کیونکر ہو گئے ہمارے مخاطب اون لوگون کو کوئی جواب نہین دے سکتے
ہمارا عقیدہ پاک یہ ہی کہ حضرت مریم پاک ہین اور حضرت عیسی رسول برحق ہین اور سولی پر نہین
چڑہائے گئے مگر مخاطب کو یہ روا نہین ہی کہ کلمات نالائق اور الفاظ گستاخانہ شان مین جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحریر کرے۔

پہر تیسری آیت سورہ انعام ع ۱۱ کا ترجمہ لکہکر لکہا ہے کہ حضرت نے اپنے ظلم کا اعتراف
[illegible] آیہ مبارکہ یہ ہے اوس سے زیادہ تر گنہگار و ستمگار کون ہوگا جو
بہتان و افترا اللہ پر بناوے یا کہے کہ مجکو وحی ہوئی اور کچہ وحی نہوئی ہو اور مفسرین نے

لکہا ہے کہ جب مسیلمہ واسود وغیرہ نے دعوی کاذبہ نبوت کیاتب یہ آیت نازل ہوئی۔
صاحبان انصاف بنظر انصاف دیکہیں کہ کسقدر خدا پر بہتان کرنا اور دعوی کاذبہ
نبوت کرنیکو گناہ عظیم قرار دیا ہے اور خداوند عالم نے رسول عربی کی امت کو ہدایت فرمائی
مخاطب نے اسکو کہدیا کہ حضرت نے اپنے ظلم کا اعتراف کیا اور پیرایہ عاقلانہ میں اسکا اظہار
فرمایا مخاطب ہی ہوش جواب دین کہ حضرت عیسی وحضرت موسی ودیگر انبیاء بنی اسرائیل نے
بطور بدیگر درپارہ بت پرستی وزناکاری ودروغگوئی وقتل ناحق وغیرہ دیگر احکام شریعت اور
ارتکاب معصیت سے ممانعت کی ہے وہان بہی کہنا چاہیے کہ کیا خوب پیرایہ عاقلانہ مین اپنے اپنے ظلم وگناہگاری کا اعتراف کیا ہے اور جو
بہت لوگ نبوت کا ذبہ کا دعوی کرینگے ان سے بچے رہنا اور ہوشیار رہنا وہان بہی کہنا چاہیے کہ کیا خوب نبوت کاذبہ کا پیرایہ
عاقلانہ مین اعتراف کیا ہے معاذ اللہ من ذلک الحقد واللداد وسوء الفہم والاعتقاد
نے بطور سخریہ لکہا ہے ماریہ وہ ہے جسکے ساتہ شہباز خچری آئی تہی جسکو مسلمان
دلدل کہتے ہین۔ خوب ماریہ کے ساتہ خچری کی آمد ایک نشد دو شد م یہ لطیفہ بازی وزبان درازی
بیہودہ تہذیبانہ ومتعصبانہ ہے ورنہ روضۃ الاحباب صفحہ ۲۵۲ وروضۃ الصفا وغیرہ سے ثابت ہے کہ
جب نامہ ہدایت شمامہ حضرت سید الانام علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام معہ حاطب صحابی کے پاس مقوقس
بادشاہ اسکندریہ کے پہونچا تو اُسنے بہت تعظیم وتکریم کی اور چار کنیزان ترکیہ معہ بیس عود جامہ
نفیس قیمت ہزار مثقال طلا ایک خواجہ سرا ایک استر سفید ایک دراز گوش بطور تحفہ کے ہدیہ
پیشگاہ حضرت رسالت پناہ کیا اور حاطب کو سو مثقال طلا اور پانچ جامہ انعام دیا اور یہ عذر کیا
جن کی تشریف آوری کی بشارت حضرت عیسی مسیح نے دی تہی وہ آیندہ آوینگے۔
یہ سنکر حضرت نے زوال ملک کی بددعا دی چنانچہ آخرکار قبضہ اہل اسلام مین آیا پس ہرگاہ
چندین ہدیہ میں آمدن تو یک نشد دو شد کسقدر بیجا ہے ہرچند وہ دلدل سواری جناب ختمی مآب
اور نیز سواری جناب ولایت مآب مین رہتا تہا لیکن زیادہ تر سواری ناقہ قصوی آنحضرت کی
مخصوص تہی (اس اختصاص کیوجہ آیندہ معلوم ہوگی۔)

اب مین یہ امر یاد دلاتا ہون کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام واسطے تخت نشینی کے چلے ہین تو سب
بنی اسرائیل نے حضرت داود پیغمبر کے خچر پر سوار کیا تہا (کتاب سلاطین باب ۱) لو جب حضرت عیسیٰ داخل
بیت المقدس ہوے ہین تو ایک شخص کے گہر سے ایک گدہی معہ بچہ منگوا کر سوار ہوے تہے (متی باب ۲۱) اور
جب حضرت سید الانام صلوات اللہ علیہ داخل بیت اللہ الحرام ہوئے تو آنحضرت ناقہ قصوی پر سوار اور دس
ہزار مہاجرین و انصار اردگرد حضرت کے کچہ شتر سوار اور کچہ اسپ سوار جلو مین تہے اب ہر گاہ سواری
کا مابہ الفرق معلوم ہو گیا تو یہ بہی دیکہیئے کہ حضرت سلیمان کے ساتہ بہت نرسنگے اور شہنائی بجاتے
تہے اور سلیمان بادشاہ کو خدا سلامت رکہے کہکر غل مچاتے تہے جس سے زمین پہٹی جاتی تہی اور
حضرت عیسیٰ مسیح کے ساتہ غل تہا کہ ہوشعنا ہوشعنا مبارک وہ جو خدا کے نام پر آتا ہی ہوشعنا کے
معنی اسکاٹ صاحب لکہتے ہین (یعنی بچاؤ) پہر اسکا مطلب لکہتے ہین یعنی نجات بخشئے مگر بظاہر ہوشعنا کا
یہ مطلب ہو سکتا ہی کہ ہٹاو بچاؤ جیسا سواری کا دستور ہی نہ یہ کہ نجات بخشئے اور خیر جو کچہ ہو اب یہ
دیکہئے کہ حضرت شہنشاہ دوسرا کے لشکر ظفر پیکر سے غلغلۂ تکبیر و تہلیل ہمہمۂ تسبیح و تقدیس رب
جلیل بلند تہا جس سے زمین مکہ معظمہ ہلجاتی ہتی پس انصاف کیجئے کہ کس سوار سے جوش توحید جناب
احدیت اور خروش تقدیس حضرت صمدیت اور سروش معرفت جناب رب العزت ہویدا
اور کس سواری سے شان و شکوہ یزدانی دبدبہ سلطنت آسمانی اور جاہ و جلال ربانی
پیدا تہا پہر دیکہئے جب حضرت عیسیٰ داخل بیت المقدس ہوئے اوسکے صحن سے
تختہاے ظروف و کبوتر فروشان پہکوا کر خانہ خدا کو پاک و صاف کیا اور حضرت
سید المرسلین نے تین سو ساٹہ بت خانہ کعبہ معظمہ سے نکالکر پہکوا دیئے اور جس بت کیطرف نیزہ سے
اشارہ کیا اور فرمایا جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا وہ بت گرکر چورچور ہو گیا اسلئے
جو بت بہت بلندی پر تہا اوسکو حیدر کرار نے دوش رسول مختار پر سوار ہو کر گرا دیا دیکہئے حضرت سید الانام نے کسطرح
سے بیت اللہ الحرام کو اصنام و تماثیل معبود کافران لیام نجاست کفر و آثام سے پاک و صاف کیا علیہ و آلہ الصلوۃ
والسلام اب جبکہ یہ امر جاگزین خاطر متین ہو چکا تو یہ امر بہی مرتسم دل زرین سامعین ہو کہ سواری خر و سواری

ںکیہ جبوقت خانہ خدامین داخل ہوئے کیون ہوے تہے اور ایک جم غفیر و بجمع لبنہ
یرکا ہجوم تہا یہ اسواسطے ہوا کہ حضرت اشعیا علیہ السلام نے جو بشارت دی تہی وہ پوری
رچند ترجمہ مین اختلاف کیا ہی لیکن مطلوب فوت نہین ہوسکتا دیکہو صحیفہ یسعیاہ
۲ مطبوعہ ۱۸۲۵ء اسنے ایک گاڑی دیکہی اور دو سوار ایک تو گدہے پر سوار
دوسرا اونٹ پر سوار (۹) اور دیکہہ ان دو سوار ونسے ایک آدمی آتا ہی اور
ہے بابل گر گیا - اور اسکے بتون کی ساری کہودی مورتین زمین پر توڑ ڈالی گئین
ں ۱۸۱۱ء ونظرت فارسین راکبین احد ہما راکب حمار والاخر
ب جمل لیسمعوا سماعا کثیرا (۹) واذا هو قبل راکب من الاثنین
جاب وقال سقط بابل العظمی وکل مصنوعات الابدی الالہی سحقت علی الارض
رسی ۱۸۳۱ء یک ارابہ و دو سوار دید یکے بر خرے سوار و دیگرے بر شترے
) وانیک ارابہ با دو سوار درینجا میرسند پس در جواب میگوید بابل افتاد بابل افتاد
اشکال بتانش بر زمین ریزہ ریزہ شدند -
ی مطبوعہ لاہور ۱۸۹۵ء اوسنے سوار دیکہے گہوڑ چڑہون کے جوڑ و کرکے آتے
کچہ خرسوار تھے کچہ شتر سوار تہے (۹) اور دیکہہ سپاہیونکی غول ور انمین گہوڑ چڑہے دو دو
کے اتے ہین پہر اُسنے ہاتہ بڑہا کر کہا بابل گر پڑا گر پڑا اُسکے الاہونکی ساری تپلیان اُسنے زمین پر
ڈالین - دیکہئے کیا تحریف واختلاف ترجمون مین ہی - بہرحال خرسوار سے حضرت عیسی اور
رسوار سے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ آلہ مراد ہین جنہون نے بت شکنی فرمائی اور آخر کار بابل
ل اسلام نے فتح کر لیا تہا - ہمکو امید ہے کہ آئندہ سے ہمارے مخاطب ایک نشد و شد
ینگے اب مین کہتا ہون کہ اگر یہ بشارت حضرت عیسیٰ و حضرت سید الانبیا علیہم السلام کے حق
ین مانین تو مین یہ بشارت بحق رسول عربی و علی ولی تسلیم کرتا ہون کیونکہ باتفاق تواریخ د
ب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ اقہ قصوی پر اور جناب ولایت ماب دلدل پر سوار تھے اور غول

بشارت دوم از حضرت زکریاہ

کے غول شجاعان عرب کے ساتھ تھے اور دونون حضرات نے داخل حرم محترم ہوکر بت شکنی فرمائی
خانہ خدا کو کفر و نجاست اصنام سے پاک کیا فالآن حصحص الحق وکالح - مگر
مین دوسری بشارت سواری عیسیٰ کی پیش کرتا ہون جو حضرت ذکریاہ نے باب ۹ درس ۹
مین فرمائی ہی - سیحون کے بیٹے یعنی یروشلیم) سے کہو کہ دیکھہ تیرا بادشاہ فروتنی سے گدہے
پر بلکہ گدہے کے بچہ پر سوار آتا ہی - یہ بشارت خود انجیل متی نے بحق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
تعلیم کی ہی لیکن ضرب المثل یک نشد دو شد کبہی نہ فرمائیگا واللہ یحق الحق ویہدی
الی سواء السبیل

دوم ریحانہ بنت زید

ریحانہ بنت زید

بنی نضیر کے اسیر و لئے یا بنی قریظہ کے وطی فرماتے تہے حضرت اس سے ملک یمین کرکے
وفات پائی اوسنے حضرت کی وفات کے آگے حجۃ الوداع سے پہرتے وقت اور دفن کی گئی
بقیع کے درمیان منہاج صفحہ ۸۸۳ تو یہ معلوم ہوچکا کہ سید صاحب کو حضرت کی لونڈیون کے
وجود سے بالکل انکار ہے نہ بلکہ لونڈیون کا رکہنا ہی آنحضرتؐ کے احکام کے اصل منشا کے
خلاف ہی - تاہم آپ ایک جگہہ نرا جہوٹھ بولنے سے چوک گئے - چنانچہ بنی قریظہ کی اسیرون
کی کیفیت مین آپ فرماتے ہین منقول ہے گو یا شبہ ہے کہ بقیۃ السیف یہود جب مسلمانون پر
تقسیم کی گئی تو ایک زن یہودیہ ریحانہ نام آنحضرت کے حصہ مین آئی بعض نے لکہا ہی وہ پہلی ہی سے
آپ کے لئے مخصوص کردی گئی تہی یہ تکلف کے کلمات ہین انکی حقیقت آگے ظاہر ہوگی - پہر
فرماتے ہین کہ عیسائی مورخ تو ہمیشہ اس فکر مین رہتے ہین کہ ذرا سا حیلہ بہی ملجائے تو بانی
اسلام پر اعتراض کرین - چنانچہ اس روایت پر انہون نے بہت گرفت کی ہی - مجکو یقین کامل
ہے کہ ہرگز کسی عیسائی مورخ نے آپ سا طرز اختیار نکیا ہوگا - مگر ہان اخبار و سیہ کہوٹا
بہر کہنے والے کو لازم ہے یہ آپ کا کام ہے آپ فرماتے ہین - ریحانہ کا حضرت کے حصہ مین
آنا چونکہ اُس زمانہ کے دستورات مسلمہ جنگ کے سراسر موافق تہا لہذا موضین لفظ اسکے

اعتراضات اس بنا پر محض سنلے بنیاد ہین - اس بات مین ہمنے صرف
ایک بہی معذرت سنی ہے - ہم تیار ہین کہ آپ کا سخن مان لین
بلکہ اس سے زیادہ حضرت سے جو جہوٹ بولے حضرت
نے جو فریب دئے - حضرت سے جو ناحق سنلے گناہون کے
خون کئے حضرت سے جو جو امکار یان کین یہ سب اوس زمانہ
کے دستورات مسئلہ جنگ کے سراسر موافق تہا لہذا ہم اس زمانہ کے
حضرت پر اعتراض کرنا نہین چاہیے -
مگر حضرت نے خدا سے کلام کرنیکا دعوی کیا - جبرئیل سے وحی حاصل کرنیکا دعوی کیا - اپنے
تمام افعال کا کرانے والا حضرت نے خدا کو ٹہرایا - زید اپنے فرزند متبنی کی جورو چہینے
کو خدا کے جہنوائی - ماریہ اور حفصہ کے بارے مین چوری سے صحبت کی خدا نے کرای اس پر
اعتراض ہے ورنہ دراصل حضرت کے اخلاق انکی معصرون کے اخلاق سے کچہ بہتر جیے
تہے اور نہ ہو سکتے تہے اعتراض اب یہ ہے جواب اونکو اس زمانہ مین کوئی تعلیم یافتہ
سید صاحب ثابت کرتے چلے آتے ہین - پر جسطرح حضرت نے تہوڑی دیر کے لئے
اپنے اوپر ماریہ کو حرام کیا تہا اور مابعد پہر قسم توڑکر اُسے حلال کرلیا آپ نے بہی تہوڑی
دیر ہم سچ بولا اور جہٹ سے مکر گئے اور کہنے لگے میرے نزدیک ریحانہ کی ازواج پیغمبر مین
داخل ہونیکی روایت مصنوعی ہے - علی الخصوص جب یہ دیکہا جاہے کہ اس سانحہ کے بعد
پہر اسکا ذکر کہین تواریخ مین نہین ہی حالانکہ دیگر ازواج مطہرات کا احوال شرح و مفصل تواریخ
مین لکہا ہی صفحہ ۱۰ یہ ایک طرح بالکل سچ ہی اور ایک طرح بالکل جہوٹ ریحانہ حضرت کی لونڈی
تہی پہر اسکا ذکر آپ ازواج مین کیون ڈہونڈہتے ہین پہر لونڈی کا کہین آپ کو مفصل ذکر نہ ملے
بجز اسکے کہ وہ اسیر تہی لونڈی ہوئی حضرت نے اوس سے صحبت کی وہ مر گئی اور فلان مقام
پر دفن ہوئی تو کیا تعجب یہ لونڈی تہی مورخین کو حضرت کے اور ازواج جو زیادہ معزز تہین

انکے حالات بھی قلمبند کرتے تھے - مگر نہین آپ یہ یقین دلایا چاہتے ہین کہ حضرت کے پاس کوئی عورت ریحانہ نام نہین رہی اور نہ اُنکے تصرف مین ائی ہم اُنکو تو ریخ دکھلادین تاکہ آپ نہ بہکین - آبو الفدا جنگ بنی قریظہ کے آخر مین لکھتا ہی کہ بعد ازان رسولخدا نے جتنی عورتین اور لونڈیان بنی قریظہ کی گرفتار ہوئین تھین اور جتنا مال غنیمت وہان سے آیا تھا سب مین سے پانچوان حصہ نکالکر صحابہ کو تقسیم کردیا - اور اپنے واسطے (ناظرین یہ الفاظ سنین) ایک عورت مسماۃ ریحانہ بیٹی عمرو کی چھانٹ کر پسند کرلی (شاباش) یہ عورت تا وفات پیغمبر خدا کے انکی ملک مین رہی شاید چھانٹ کر پسند کرنیسے ہمارا مخاطب کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ بڈھی تھی بیوہ بھی تھی محتاج تھی اور کوی مسلمان اسکو قبول بھی نکرتا تھا حضرت نے اسکو پرورش کرنیکے لئے لیلیا تھا - مگر حضرت چھانٹ کر پسند - ع لیلی بہڑک اوٹھی نگہہ انتخاب کی :

جواب

ریحانہ کے حالات مین اب فرماتے ہین کہ سید امیر علیصاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ ریحانہ کا حصہ رسولخدا مین آنا دستورات مسئلہ جنگ کے سراسر موافق تھا تو ہم تیار ہین کہ آپ کا سخن مان لین بلکہ اس سے زیادہ حضرت نے جو جھوٹ بولے حضرت نے جو فریب دئے حضرت نے جو ناحق بیگناہون کے خون کئے حضرت نے جو حرام کاریان کین یہ سب اُس زمانہ کے دستورات کے سراسر موافق تھا مانتے - خیر غنیمت ہی کہ اپ نے سید امیر علیصاحب کا ایک قول مانا بعد اُسکے جو کچھ اپ نے معاذ اللہ حضرت خاتم الانبیا شفیع روز جزا صلی اللہ علیہ واله وسلم کی نسبت لکھا یہ محض بہتان اور افترا ہے ہرگز ہرگز اُس ہادی و رہنمای عالم باعث فخر بنی ادم سے کوئی گناہ سہوا بھی سرزد نہین ہوا وہ جناب ابتدای خلقت سے تا وفات تمام گناہ صغیرہ وکبیرہ سے پاک و پاکیزہ و معصوم تھے ہماری اعتقاد مین اگر کوی شخص مر کر بھی زندہ ہو جائے تو قیامت تک حضرت کو گناہگار ثابت نہین کرسکتا فقط زبان سے کہنا دوسری بات ہے لیکن اگر معاذ اللہ اونجناب نے ایسا ہی کیا ہوتا تو اپ کے عقیدہ کے

موافق کیا انقصان ہی اسوجہ سے کہ پیغمبران سلف نے باعتقاد تمہاری یہ سب کچہ کیا ہے اور تمہارے نزدیک پیغمبر اور خدا کے بیٹے رہی کچہ فرق آیا کچہ تو ہم بیان کر چکے اب آپ کی دوبارہ تسکین کے دیتے ہین سنئے حضرت ابراہیم نے جہوٹ بولا حضرت یعقوب نے اپنے باپ کو فریب دیا حضرت موسیٰ و یوشع نے ہزارون بیگناہون کے خون بہای بیان تک کہ عورتون بچون بہائم تک کو قتل کیا شہرون مین اگ لگا دی درختون کو پہونک دیا گیا ملحد انکو بیگناہ کہہ سکتے ہین لیکن پیغمبر اسوقت اسواسطے بہیجے جاتے تہے کہ کفر و بت پرستی سے دنیا کو پاک و صاف کرین اسیوجہ سے فرقہ حقہ اثنا عشریہ مین غیبت امام مین جہاد جایز نہین ہے لیکن جب ہمارے امام صلوٰۃ اللہ علیہ معہ حضرت عیسی علیہ السلام ظہور فرمائینگے اور کفار اور بت پرستون کی نسبت جو کچہ یہ بزرگوار حکم دینگے وہ عمل مین لایا جائیگا حضرت لوط نے اپنی دخترون سے نعوذ باللہ حرام کیا۔ حضرت داؤدؑ نے معاذاللہ زن اوریا سے خلوت ناجایز کی۔ راوبین پسر یعقوب نے اپنی باپ کی حرم بلہاسے صحبت کی یہودا بیٹے اپنی بہو تامار سے خلوت ناجایز کی حضرت یعقوب نے جمع بین الاختین کیا جو توریت مین حرام ہے اور ماقبل حلت ثابت نہین۔ امنون پسر داؤد نے اپنی بہن سے اور ابیشالوم پسر داود نے باپ کی حرمون سے صحبت ناجایز کی (انکے بیتون کا اپنے مقام پر ذکر ہے) طرفہ تر یہ کہ ہوسیع ابنی کو خدا نے حکم دیا کہ زناکار عورتون مین سے لے انہون نے لی وہ حاملہ ہولی (دیکہو صحیفہ ہوسیع باب ۸) اور پہر خدا نے ایک چہنال کو حکم کیا کہ سارے شہر مین پہر اور تار کو چہیڑ اور اسکی خرچی کو مقدسون کے لیئے حلال کیا (کتاب یسعیاہ باب ۲۳) اور پہر خدا نے ہوسیع نبی کو ایک زناکار عورت سے محبت کرنے کا حکم دیا (کتاب ہوسیع باب ۳) اور پہر خدا نے دو اعلی درجہ کی زناکار عورتون مسماۃ اہولہ اور اہولیبہ کو اپنی زوجائین ہونا کہا (صحیفہ حزقیل باب ۲۳) پس جبکہ کتاب مقدس سے معلوم ہوتا ہی کہ انبیاء سابقین اور انکی اولاد ایسے ہی افعال کا

کا ارتکاب کرتے تھے اور خود خداوند عالم زنان بدکار سے محبت کا حکم فرماتا تھا اور ایسی
ہی عورتوں کو اپنی جورو قرار دیتا تھا اگر معاذ اللہ حضرت نے بھی ایسا ہی کیا ہوتا تو وہ خارج
نبوت آپ کے اعتقاد کے موافق نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے کہ ان سب پیغمبروں کو آپ خارج از
نبوت نہیں سمجھتے اور ان سب پر بالا یہ کہ حضرت ہارون و سلیمان نے بت پرستی تک کی لیکن
وہ خارج از نبوت نہیں سمجھے جاتے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مثل انبیاء سلف کی پیغمبر نہ سمجھے
جاویں آپ جواب فرماتے ہیں کہ وہ خدا سے کلام کرنیکا دعوی کرتے تھے یا وحی حاصل
کرنیکا دعوی کرتے تھے وغیرہ وغیرہ تو یہ بھی فضول ہے اسوجہ سے کہ اگر کوئی کہے کہ ہم حضرت
عیسی کی نبوت پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ اسپر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں خدا کا
بیٹا ہوں میں اسکے داہنے بیٹھونگا یہ سب غلط ہے تو اسکا کیا جواب ہے اسکے علاوہ
یہ ہے کہ جھوٹ بولنا فریب کرنا حرامکاری کرنا یہ سب گناہ ہیں - لیکن دعوی ابن خدا سے زیادہ
نہیں ہم اوسیطرح سے خدا پر تہمت لینا بھی گناہ ہے جہاں اور سب گناہ کئے وہاں یہ بھی
گناہ کیا پھر کیا وجہ ہے کہ یہ پیغمبر نہ سمجھے جاویں دیگر انبیا کو اونپر ترجیح کا کوئی سبب ہونا چاہیے
مگر شاید آپ دیگر انبیا کو یہ کہینگے کہ ہم بھی مانتے ہیں اور مسلمان بھی پیغمبر جانتے ہیں اور
حضرت کو سوائے مسلمانوں کے اور کوئی پیغمبر نہیں مانتا یہ بھی خیال آپ کا باطل ہے اسوجہ سے
کہ ہم آنحضرت ابراہیم و داؤد و سلیمان وغیرہ کو پیغمبران برحق جانتے ہیں کہ جنہوں نے جھوٹ نہیں
بولا فریب نہیں کیا حرامکاری دختران سے یا زنای محصنہ نہیں کیا گوسالہ پرستی بت پرستی
نہیں کی دعوای ابنیت خدا نہیں کیا بلکہ مجازا اپنے تئیں اور سب لوگوں کو فرزندان خدا
کہا اور خدا نے بھی پیغمبروں کو اپنا بیٹا کہا حضرت یعقوب کو پلوٹھا بیٹا کہا حضرت داؤد
و سلیمان کو خدا نے بیٹا کہا ہم اون پیغمبروں کو پیغمبران برحق اور گناہان صغیرہ و کبیرہ سے پاک
و صاف جانتے ہیں جن سے تمہے کچھ مطلب نہیں اور جنہوں نے یہ سب افعال شنیع
امور قبیحہ معصیت خدا کا ارتکاب کیا ہے اور جنکی نسبت توریت وغیرہ میں ایسے افعال کی

ان کتاب کی تصدیق کیگئی ہی وہ پیغمبر ان دیگر اشخاص ہونگے ایمان یہی ہی کہ کسی نبی نے کوئی گناہ نہین
کیا واقعی سید امیر علی صاحب نے صحیح کہا کہ ریحانہ کے مزید حالات تاریخ مین نہین ہین
اگر آپ انکو جہوٹا کہتے ہین تو کہین کی کہلائی۔ تاریخ ابو الفدا سے جواب سے نے یہ لکہا کہ حضرت
نے ایک عورت ریحانہ چہانٹ کر اپنے واسطے رکہہ لی اور یہ بہی کہا کہ کہین اس چہانٹنے
کے لفظ سے مخاطب بوڑہیا اور لاوارث نہ سمجہے پسلی پہیرک اوٹہی نگہہ انتخاب سے؛
کیا شاید یہ مطلب ہو کہ نوجوان حسین خوشنما تہی اگر یہ تہا تو آپ کو رشک کیون آیا۔
آپ یہ حکم توریت مین دکہلا دیے کہ سب سے بڑی چہانٹ کر لیوے آپ توریت کتاب
استثنی باب ۲۱ ورس ۱۱ دیکہیے کہ حکم دیا گیا ہی کہ اسیرون مین جو تیری پسند خاطر ہو اسکو
لیکر جورو بنا معلوم ہوتا ہی کہ حضرت داؤد و سلیمان نے سب سے بڑی حرمین چہانٹ کر کہین تہین —
اسکے بعد دیکہنا چاہیے کہ ہمارا مخاطب کسی مقام پر بدزبانی سے نہین چوکتا اور ان الفاظ
کا کہ جن سے اہل اسلام کا دل دکہے لکہنا کہین نہین ہوتا۔ اگرچہ ہم بہت کچہ لکہہ چکے مگر پہر
ناظرین کو یاد دلا کر جواب تفصیلی تحریر کرتے ہین۔

مخاطب نے لکہا ہے کہ حضرت جو جہوٹ بولے حضرت نے جو ناحق بیگناہون کو قتل کیا
حضرت نے جو حرام کاریان کین حضرت نے خدا سے کلام کرنیکا دعوی کیا اپنے تمام
افعال کا کرنیوالا خدا کو ٹہرایا زید اپنے فرزند متبنی کی جورو چہینی خدا نے چہنوائی ماریہ سے
حفصہ کے بارے مین چوری سے صحبت کی خدا نے کرائی اسپر اعتراض ہی ورنہ دراصل حضرت
کے اخلاق انکے ہمعصرون کے اخلاق سے اچہے نہین تہے حضرت نے اپنے اوپر ماریہ کو
حلال کر لیا پہر قسم توڑی سہ پسلی پہیرک اٹہی نگہہ انتخاب کی۔ معاذ اللہ حضرت کبہی جہوٹہ
نہین بولے حضرت کو تمام اقوام عرب قبل البعثت کے ہی صادق جانتی تہی اور کوئی جہوٹ
حضرت کا ثابت نہین کر سکے پہلے اپنی آنکہہ کا شہتیر دیکہیے۔ آپ کے کتب پیغمبرون
کا کیا حال بیان کرتے ہین۔ حضرت ابراہیم جہوٹہ کو لے اپنی اپنی زوجہ کو بہن کہا

پیدایش باب ۱۳ و ۲۶ ۔ حضرت عیسے نے اپنے شاگردون سے کہا کہ عید مین نجاؤنگا
جب وہ چلے گئے تو عید مین تشریف لیگیے یوحنا ماک ورس ۱۰ ۔ اپہر اپنے شاگردونسے کہا کہ
اس زمانہ کے لوگ نہ گذرین گے جب تک تخت شاہی پر بیٹہا نہ دیکہین گے ۔ لیکن سب
اسی آرزو مین مرگئے اور دیکہنا نصیب نہوا ۔ متی ۱۶/۲۸ ۱۹/۲۸ ۲۵/۳۱ پہر کہا کہ روح القدس کو
کبوتر کی مانند اُترتے دیکہا اور اُنکی مادر گرامی نے روح القدس کو آدمی کی صورت دیکہا ۔
اب کون جہوٹہا اور کون سچ ہے ۔ یہ بہی فرمایا کہ مین صلح کرانے نہین بلکہ تلوار چلانے ایا
ہون ۔ متی ۱۰/۳۴ فرمائے تو کہ تلوار کب چلی پہر اپنے تئین ابن داود کہلایا حالانکہ اون کا
باپ کہان تہا یوسف اونکی اولاد سے تہا جن کے وہ فرزند صلبی نہین تہے حضرت مریم کے
باپ دادا کا کچہ حال نہین کہلتا (کتاب سن سیلار مطبوعہ ۸۹ء ۔ پادری اسکاٹ صاحب
لکہتے ہین کہ متی نے یوسف نجار کا نسب نامہ لکہا ہی اور لوقا نے مریم کا نسب نامہ لکہا ہوگا لیکن رای غالب یہ
ہے کہ دونون نسب نامہ یوسف کے ہین ایک باعتبار نسل شاہی حضرت داود کا وارث ٹہرانے
کیواسطے دوسرا لوقا نے باعتبار نسب خاندانی لکہا ۔ سبحان اللہ کیا کہنا ۔ بہر حال یوسف کے
پسر صلبی نہتے تو ابن داود کیونکر ہوے صاحب موصوف لکہتے ہین کہ مریم دختر عیلی تہی اور
نسب نامہ مین مریم اسواسطے نہین لکہا کہ عورتون کا نام یہود مین نہین لکہا جاتا تہا مگر جبکہ تورات
مین ازواج انبیا کے باپ دادا کا نام لکہا ہی تو حضرت مریم کا نام لکہنا کیا عیب تہا ۔ پہر حضرت
کہتے ہین کہ مجہے مشہور نکرنا متی ۱۲/۱۶ و ۹/۳۰ کیا یہہ باتین جہوٹ نہین ہین اور جہوٹ
بولنے کی تعلیم نہین دیگئی آپ اریہ وغیرہ کو کیا جواب دے سکتے ہین ۔

یہود حضرت عیسیٰ کی ہر بات کو جہوٹ اور فریب کہتے تہے چنانچہ وہ کہتے تہے ای ہیکل کے
ڈہانے اور تین دن مین بنانیوالے اپکو بچا اگر تو خدا کا بیٹا ہی تو صلیب پرسے اوتر آ اگر
اسرائیل کا بادشاہ ہی اب صلیب پرسے اوتر آوے تو ہم اوسپر ایمان لاوین متی باب ۲۷ ۔ ۴۰
یہ سب باتین اگر جہوٹہ اور خلاف واقع ہوتین تو یہود ایسا کیون کہتے اور اسقدر رنجہ ان

...ب کی بی اعتباری تھی کہ وہ کسی بات کو فریب سے خالی نجانتی تہی چنانچہ وہ لوگ کہتی ہے
...ی خداوند ہمین یاد ہے کہ وہ دغاباز اپنے جیتے جی کہتا تہا کہ مین تین دن کے بعد
...ی اوٹہونگا متی باب ۲۷ ورس ۶۳ - اون کو دغاباز کے لقب سے خطاب کرتے تہے ایسے
...ان واقعہ امور کا اونسے ظہور ہوتا ہوگا - تاآنکہ اونکو جہوٹا اور فریبی سمجہ کر نتیجہ کار یہ ہوا کہ
...نکے کپڑے اوتار کر قرمزی پیراہن پہنایا اور کانٹون کا تاج گوندہ کے اُسکے سر پر رکہا اور سرکنڈا
...نکے دہنے ہاتہ مین دیا اور اُسکے آگے گہٹنے ٹیک کر اُسپر ٹہٹہا مارا اور کہا سلام ای یہودیون
...کے بادشاہ اور اوسپر تہوکا اور سرکنڈا لیکر اونکے سر پر مارا متی باب ۲۷
...ضرت عیسٰے فرماتے ہین مینے تو آپ سے نہین کہا بلکہ باپ نے جسنے مجہے بہیجا ہے
...ان دیا یوحنا $\frac{12}{49}$ مین آپ سے کچہ نہین کرتا مگر جیسا کہ مجہے میرے باپ نے ارشاد
...ہین وہ باتین کہتا ہون یوحنا $\frac{8}{28}$ میری تعلیم میری نہین بلکہ اوسی کی ہے جسنے مجہے
...بہیجا ہے - یوحنا $\frac{7}{16}$ اب فرمائے کہ وہ حکم خداوندی کہان ہے جسکی تعمیل حضرت عیسی نے
...صرف انکار زبانی دعوی لایق قبول نہین اور ہمارے پیغمبر کو جو حکم ہوا وہ قران مین موجود ہے
...ور اسکا ثبوت دیجیی کہ جو خواب یوسف نجار نے دیکہا وہ صحیح تہا اور فرشتے نے اونسے
...ضرت مریم کے بلا لینے کو کہا اور اسکا کیا ثبوت ہی کہ مریم کو روح القدس نے حاملہ کیا اور وہ
...نکو دکہلائی دئے اور اسکا کیا ثبوت ہی کہ حضرت عیسی نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند
...اُترتے دیکہا اور پہر اسکا کیا ثبوت ہی کہ حضرت موسے نے خدا سے آمنے سامنے باتین
...کین اگر آپ سے قوم ہنود و دہریہ وغیرہ اسکا ثبوت طلب کرین تو آپ کچہ نہین کہہ سکتے
...لیے کہ وہ منکرین نبوت انبیا و کتب سماویہ ہین -
...ہمارے یہان یہ عقیدہ نہین ہی کہ خدا فعل بد کراتا ہی لیکن بائبل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
...ا فعل بد کراتا ہی اور جورو ین چہنواتا ہی دیکہو کتاب ۲ صموئیل باب ۱۲ خدا نے حضرت داؤد
...علیہ السلام سے کہا کہ تو نے جو زنا اوریا سے بدی کی تو بعوض اوسکے تیری جورو ان سے

تیری آنکھون کے سامنے اور آفتاب کے سامنے اور بنی اسرائیل کے سامنے ایک بدکار سے
بستر کراوُنگا۔ چنانچہ ابیشالوم پسر داود نے بغاوت کرکے ملک چھین لیا اور انکی ازواج
کے ساتھ دن دہاڑے ہم بستر ہوا (۲ سموئیل باب ۱۶) اس سے پیدا ہے کہ ہر ایک کے لئے ازواج چھیننا اور زنا
کروایا۔ لیکن اگر آپ چاہین کہ اس قسم کے الزامات ہمارے پیغمبر آخر الزمان پر بہی لگا کر اونکو معاذ اللہ
گنہگار ٹہراؤ تو یہ بخیر ہے ۔ کبھی ممکن ہے ۔

فصل ہشتم عیاشی اور معجزہ نبوت

اب ہم بس کرتے ہین گو حضرت کی عیاشی کا اعمال نامہ کوتاہ نہین یہ سب ایسی شرم
کی باتین ہین جنکو مسلمانون نے بڑے ادب پر بڑے فخر کیساتھ بیان کیا ہی مگر اس
زمانہ مین ہم اپنے قلم مین نقل کفر نبکری اگر یہ اتفاقات نہ ہوتے تو دین کے خیر خواہ ہوتے اگر ان واقعات سے اوسکی پیرو منحرف ہین
اور حق گو مورخین و معترضین پر جھٹلانے اور اپنے نبی کی عیب پوشی کرکے اسکو ضرورت
اور حقیقت سے زیادہ پاکباز ٹہرانے کی غرض سے قطعاً انکار نکرتے تو ہم بہی اس
ناگفتہ بہ بے شرمی کی کارخانہ کو نہ کہولتے بلکہ اسپر مٹی خاک ڈالنے کو راضی ہوتے پر ہم مجبور
ہین مخالف کو جواب دینا فرض ہے حضرت کی سیرت لکہنے والے ایماندارون نے حضرت
کی جورؤن کے حال مفصل تحریر کئے ہین اور اونکے ساتھ حضرت کے وہ تعلقات بہی جنکو بجز زوجہ
و شوہر کے کسی کو نجاننا چاہیئے خود زبانی اونکے ازواج مطہرات کے بیان کئے ہین مسلمانون نے
حضرت کی عیاشی کو بہی بفقدان دیگر معجزات ایک معجزہ نبوت سمجھا ہوا ہے اور وہ معذور ہین کیونکہ
خود حضرت نے انکو یہ دہوکہا دیا بلکہ یہ سمجہا دیا کہ اونکو آسمان سے قوت باہ و امساک کے
نسخے ہاتھ لگے ہین اور حضرت کے اس نمونہ نے اونکی امت کے اخلاق کہانتک برباد کردئے
ہین بعض ثقہ دراز ریش مولویونکو شاہد لاتا ہون چنانچہ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۰۲
مین ہی ابن سعد نے طاوس اور مجاہد سے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس

عیاشی اور معجزہ نبوت

آدمیون کی قوت جماع مین دی گئی تہی - اور صفوان بن سلم سے مرفوعاً آیا ہی کہ جبرئیل میرے
پاس ایک دیگ پکی ہوئی لائے پس مینے اس دیگ مین سے کہایا پس چالیس مردونکی قوت جماع
مین دی گئی - حضرت جبرئیل کو بجز قوت باہ و امساک کی ادویہ بنانے کے اور تو کوئی کام تہا نہین
شاید یہی جبرئیل ہین جنکو یہود اپنا دشمن کہتے تہے اور جو حضرت پر وحی لاتی تہی یہین سے طب نبوی
مین معجون ہاشمی کے ایجاد ہوئی ہے۔ اسلام پر اُسکا یہ اثر ہوا کہ ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ نکاح کرو
کیونکہ بہتر اس امت مین سے وہ شخص ہی جسکی بی بیان بہت ہین اور بالاتفاق اہل عرب کے خوشی اور
فخر و فضیلت مردونمین جماع کی قوت مین ایک امر مقرر ہی اور اسپر اسے زیادہ اور دلیل کیا
ہوگی کہ سید الانبیا جو اس کام کے کرنیوالے تہے اور نکاح کا حکم کہ چار عورتون کے ساتہ تک
ہوسکتا ہے آپ کو اسی سے زیادہ مباح ہوا اور آنحضرت نے فرمایا کہ مین صبر کرتا ہون
کہانے اور پینے سے اور نہین کرتا ہون عورتون سے اور حضرت کو جو جماع کی قوت تہی وہ
بہی معجزہ مین داخل ہے کیونکہ ایکشب مین وہ سب نے بیویونسے مباشرت فرماتے تہے
صفحہ ٢٢٧ تا صفحہ ٢٢٩ - کہو ہمارے مخاطب کا کلام کیسا صادق آیا - فعل کا اثر ہمیشہ قول
سے زیادہ ہوتا ہی - اور یہان قول سے زیادہ فعل دراصل یہی تہا لہذا جب بادشاہون کے
مشغلہ محلات ہوئے تب رعایا اونکی تقلید سے کب چوکتی تہی صفحہ ٢٠٢ اور یہان تقلید
نہین بلکہ سنت نبوی ہے اسپر اس سے زیادہ دلیل کیا ہوگی کہ سید انبیا صلی اللہ علیہ واٰلہ
وسلم اس کام کے کرنیوالے تہے پس اب قران و حدیث و سنت نبوی ور کلام اصحاب و
تفاسیر معتبرہ کو چہوڑکر ہم اس انگریزی خوان نیم مغربی حامی اسلام کا قول کیسے مانین جو
کہتا ہی کہ بہر کیف حکم تعدد ازواج کو از قسم لغو ہی سمجہنا چاہئیے - مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اس
کثرت جماع کے معجزہ کیطرف اشارہ تو کرتے ہین مگر اسکی بیان سے شرماتے ہین آپ اور
سلیمان کی کثرت ازدواجی کے مذکور کے بعد رقمطراز ہین کہ ایسا ہی آنحضرت صلعم کو سمجہنا
چاہئیے - انبیا مین یہ قوت بطور خرق عادت کے پائی گئی ہی جسکا عقلی سر ہم اس خوف سے

بیان نہین کرتے کہ مخاطبین کے عقول کے فہم سے اپنی قاصر ہین صفحہ ۱۹۵ داؤد اور سلیمان کی کثرت ازدواجی اونکی اپنے شریعت کے خلاف تھی جسکا ذکر آگے آویگا حضرت کی کثرت ازدواجی شرع اسلام کے خلاف تھی پھر بادشاہون کا بہت سی عورتونکا فراہم کرنا یہ قدیم بد رواج کے موافق تھا لوگ اسکو شان بادشاہی سمجھتے تھے اور اسلامی سلاطین اب تک سمجھتے ہین ہم اس کو معیوب جانتے ہین اور داؤد و سلیمان کی حمایت اسبارہ مین کرتے شرماتے ہین اور ہمکو جرات نہین کہ ہم اس عیاشی کو معجزہ یا خرق عادات کہین۔ آگے جواب نے یہ کفر بکا ہے کہ انحضرتؐ نے عالم شباب سے لیکر صرف حضرت خدیجہ رضؓ پر قناعت اختیار کی اور حضرت مسیح سے فی الجملہ مشابہت ثابت کی اور اونکی وفات کے بعد مردانہ قوت کی طرف توجہ فرمائی اور حضرت داؤدؑ سے مشابہت ظاہر کی اور کہا انحضرت اوصاف انبیا کے جامع تہے صفحہ ۱۹۵ و صفحہ ۱۹۶ اسکا جواب یہ ہی کہ انحضرت چہوٹی عمر سے عشقبازی کرنے لگے تہے اور اپنے گہر مین سکار کہیلنا شروع کردیا تہا ام ہانی کا قصہ ہم اب کو سنا چکے اور اسکے بعد آپ خدیجہ کی چاکری کرنیلگے۔ اور بچے جننا شروع کردئے۔ اس ایام مین آپ کو شبہ ہوا کہ آپ کاہن ہوگئے۔ اسی ایام مین آپ خودکشی کے درپے ہوئے۔ اور پہر اب حضرت مسیح کی مشابہت کا دعوے کرتے ہین۔ رہی داؤد کی مشابہت کیسی شرم کی بات ہی کہ کوئی خدا کی نافرمانی کرے اور ادم کا مثل ہے قتل کرے اور موسی کی نظیر پہ جہوٹھ بولے اور ابراہیم کا مقلد ہے اگر اس معنی مین حضرت اوصاف انبیا سابقین کی جامع تہے تو یہ حق ہے اپ بہول گئے کہ قران مین حضرت یحیی کے محامد بیان ہوئے ہین کہ وہ حصور یعنی عورتون سے پرہیز کرنیوالے ہونگے آل عمران ع حضرت اونکے اوصاف کے جامع کیونکر بن سکے تہے اور مشابہت مسیح سے چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛

جواب

آپ بس کیا کرتے ہین آپ نے کوئی دقیقہ اپنے نزدیک اعتراضات بیجا کلمات نا سزا مین

باقی نہین رکہا اور آپ کی مایہ اندر لبضاعت صرف اسیقدر تہی کہ ہر مقام پر الفاظ ناشایستہ سے
اپنی تحریر کو زینت بخشی سوای لاف و گزاف و بدزبانی کے کوئی دلیل منطقی یا فلسفی یا بحوالہ
توریت و انجیل قایم نہین کی صرف اپنے قیاس فاسد سے جہان چاہا عشقبازی عیاشی
حرامکاری گناہگاری دیگر الفاظ نامناسب کا اطلاق کردیا بڑے بڑے علماء مسیحی نے
دلائل عقلی نقلی پیش کئے اور اونکا جواب شافی علماء اسلام لکہہ چکے ہین تو آپ کی تحریر کو
اونکے سامنے کیا وقعت ہے آپنے لاکہہ سر مارا اور جہوٹے سچے واقعات تحریر کئے مگر
اونسے بجز عداوت و تعصب و نفسانیت کے کچہ ثابت نہوا آپ مٹہی خاک ڈالنے کو کیا راضی
ہوتے اور اگر راضی بہی ہوتے تو اوس خاک کی اتنی ہی وقعت ہوتی جو وقعت آپ کو اسوقت
اسلام کی نگاہ مین حاصل ہی آپ نے اعتراضات مہمل اور بیہودہ اون الفاظ نامناسب کے
ساتہہ کئے ہین کہ عالمان عیسائی بہی آپ کو نظر وقعت سے نہ دیکہینگے - بہرحال اس سے
آپ کا کینہ و عناد ظاہر ہوتا ہی - نہ تحقیقات امور حقہ جس سے کوئی اصلیت کا انکشاف ہو
اور جواب یہ فرماتے ہین یہ سب ایسی شرم کی باتین ہین جنکو مسلمان بڑے ادب پر بڑے
فخر کے ساتہہ بیان کرتے ہین سو آپ خود غور کیجئے پہلے اپنی آنکہہ کا شہتیر نکال لیجئے جو کچہ توریت وغیرہ
مین لکہا ہے اوس سے بالا شرم کی باتین نہین ہین جسطرح سے آپ حضرت سید الانبیا کی
نسبت کہتے ہین اوسیطرح منکرین حضرت مسیح کی نسبت یہ کہتے ہونگے کہ اونمین قوت ہی نہتی
اسلئے اس عیب چہپانے کو طریقہ تجرد اختیار کیا ورنہ ایک زوجہ تو ضرور کرتے سو دیکہو
متی ۱۹ باب ۵ و ۶ حضرت عیسی فرماتے ہین کہ خالق نے شروع مین اونہین ایک ہی مرد
ایک ہی عورت بنایا اور فرمایا کہ اسلئے مرد اپنے مان کو باپ کو چہوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا
اور وے دونون ایک تن ہونگے اسلئے اب وہ دونون ایک ہین پس جسے خدا نے جوڑا -
اوسے انسان نہ توڑے - اب یہان یہ سوال ہی کہ اگر قوت تہی تو خلاف فطرت انسانی
و مشیت ربانی اور خلاف شریعت موسوی کیون کیا اور قطع نسل کے باعث ہوئے اور

معاذاللہ گنہگار ہوئے کیونکہ اونہون نے خود فرمایا ہے کہ مین توریت کے منسوخ کرنیکو نہین آیا ہون اور بعض ملحدین یہہی کہہ سکتے ہین کہ لسبب عیاشی کے رنڈیان گہیرے رہتی ہین پہر ضرورت ازدواج کیا تہی معاذاللہ من سوء الاعتقاد اور اگر غور سے دیکہئے تو قوت مردانہ ایک قوت خداداد ہے جو بحسب فطرت انسانی و بحسب مشیت ربانی نوع انسانی کو کم و بیش عطا کیگئی ہے پس ہم یہ کہتے ہین کہ کوئی شخص اسوقت ایسا ہی جو ایسی قوت رکہتا ہو کہ مثل داؤد و سلیمان کے سو اور ہزار بی بیونکو خوش رکہے اس لحاظ سے اگر یہ امر ایک معجزہ نہ سمجہا جائے تو ضرور ایک صفت مخصوصہ کہی جاسکتی ہی اور جو لوگ واقعی مرد ہین وہ اسکو ایک صفت خاص نعمت خداداد جانتے ہین اور کیون نجانین اسلئے کہ ہمیشہ سے اسوقت تک یہ قوت از صاف جسمانیہ مین محبوب ہے۔ پس جسکو زیادہ میسر ہو اسکو ہر شخص ایک صفت خاص و قوت شخصی تصور کریگا لیکن ابن عباس نے جو کہا ہی وہ فوائد معاشرت و ازدواج پر نظر کرکے نصیحت کی ہی۔ اور آپ اون فوائد سے جان بوجہہ کے چشم پوشی کرتے مین حالانکہ اس چشم پوشی سے آپ حضرت عیسیٰ پر الزام لگاتے ہین کہ اونہون نے تعدد ازدواج کو ناجائز قرار دیا ہے حالانکہ انجیل مین کسی مقام پر ممانعت نہین ہی صرف طلاق کی ممانعت کی گئی ہی لیکن آپ اوسکے حقیقی معنی بہی نہین سمجہے اسکو آئندہ ہم فصل دوازدہم کے جواب مین تحریر کرینگے۔ا

اور محمد حسین صاحب نے جو یہ کہا ہی کہ انبیا مین یہ قوت بطور خرق عادت پائی گئی ہے تو بہت صحیح ہی اسلئے کہ حضرت ابراہیم نے ایکسو چالیس برس کی عمر مین قطورا سے بیاہ کیا اور اولاد ہوئی اور حضرت سارا کی سن یاس مین اولاد ہوئی یہ صفات خاص و نعمت خاص ہی کہ نہین پہر دیکہیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام کی کیفیت و قوت کسی شخص مین نہین پائی جاتی پس یہ خرق عادت نہین ہی تو کیا ہی اگرچہ بادشاہون نے بہت عورتین کین لیکن یہ قوت کسی سے نہین پائی پس اسکا خرق عادت کہنا بیجا نہین ہی لیکن آپکا یہ فرمانا کہ حضرت داؤد کی کثرت ازواج اونکی شریعت کیموافق تہی یہ قول صحیح ہی لیکن یہان کب شریعت

کے خلاف ہے اسلیے کہ شریعت تو وہی ہوتی ہے کہ جو کچھ پیغمبر بحکم خدا حکم کرے یہ تو ہوتا نہین
ہے کہ شریعت بنانیوالا اور شخص ہو اور عمل کرنیوالا پیغمبر ہو اوسی قران مین جسکی وہ آیت جسمین
چار ازواج کا حکم ہی اوسکو اپ شریعت بتاتے ہین پہر اوسی قران مین حضرت کو زیادہ ازواج
کی اجازت ہے تو کیا وجہہ ہے کہ اپ حکم اول کو شریعت اور ثانی کو غیر شریعت قرار دین اور
یہ کہین حضرت نے اپنے نفس کیواسطے زیادتی کیون کی اوسکا جواب یہ ہی کہ اونکو بسبب
جازت و مصلحت خداوند عالم ایسا کرنا ضرور ہوا ورنہ آپ خود کہتے ہین کہ نہ لونڈیان
اور متعہ جسکو عام طور کی رنڈی بازی اپ کہاہی مباح ہی اور ان دونون امور مین کوی شرط
عدل و تعداد وغیرہ نہین ہی پہر کیون حضرت کثرت سے عقد کرتے اور کنیزان و ممتوعات
نہ اختیار کرتے خواہ مخواہ چار کی تعداد سے زیادتی کرتے اگر کوئی دوسرا چارہ کار ہوتا تو البتہ
اپ یہ کہہ سکتے تہے کہ چونکہ وہ شہوت پرست تہی اسلیے بجز اسکے کہ خود کو اس تعداد سے مستثنی کرین
اور کیا کر سکتے تہے یہ امر تو نہین ہی بلکہ بفراغت تمام سیکڑون لونڈیان اور ممتوعات رکہہ سکتے
تہے کہ وہ انپر بہی اور دیگر اشخاص پر بہی جائز تہین مگر چونکہ اوسمین ایسی ایسے مصالح تہے کہ جنکو ہر کس
و ناکس نہین سمجہ سکتا اسلیے اونہون نے بحکم خداوند عالم منکوحات مین زیادتی فرمائی اور
یہ امر کہ اسمین مصلحت تہی حضرت نے انتقال حضرت خدیجہ تک عقد نکرکے دکہلا دیا اپ بہی اسکو
تسلیم کرتے ہین کہ حضرت نے حیات خدیجہ مین کوئی عقد نہین کیا اور اسکی وجہ یہی ہی کہ اجازت
و مصلحت خدا اوسوقت تک یہی تہی لیکن آپ نے اسکی وجہ یہ کہی ہے کہ وہ جا کر تہے بسبب
رعب و داب کے نکر سکتے تہے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ کسی قسم کا رعب حضرت پر نتہا
مگر اسکو بہی جانے دیجیے قبل عقد کے کہ اوسوقت عمر حضرت کی ۲۵ برس کی تہی یعنی بالکل
سن شباب تہا اور تو تجربہ ہے کہ جو قوت عمر شباب مین ہوتی ہی وہ بعد کو نہین پائی جاتی
اور روز بروز کمی ہوتی جاتی ہے حضرت نے کوئی عقد نہین کیا مگر آپ نے اسکا یہ عذر کیا ہی کہ ہمکو
اوسوقت کی حالات نہین معلوم ہوتی تو یہ عذر اپ کا غلط ہی اسوجہ سے کہ علماء تاریخ نے

تمام حالات یوم ولادت سے وقت وفات تک سب لکھے ہین اور جو کچھ حالات اپنے لکھے ہین وہ
ہمارے کتب سے قطع برید کر کے تحریر کئے ہین کچھ توریت و انجیل سے نہین لکھی ہین پس
اوسوقت کے حالات بہی موجود ہین اب دوسرا جواب آپ کا کہ انتہائی سے عشقبازی کرتے
ہین بالکل لغو اور غلط اور مہمل اور بے دلیل ہے ہم اسکا جواب لکھہ چکے ہین پس اس سے ظاہر
ہو گیا کہ اُسوقت تک حکم خداوندی نہوا تہا مگر مجہکو آپ کی عقل سے بہت بعید معلوم ہوتا ہی
جو آپ نہایت جوش سے شرم دلا کے فرماتے ہین کہ خدا کی نافرمانی کرے اور آدم کا مثل بنے
قتل کرے اور موسیٰ کی نظیر بنے جہوٹہ بولے اور ابراہیم کا مقلد بنے مین کہتا ہون کہ آپ کو خود
شرم کرنی چاہیے کہ آخر حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ پیغمبر تہے یا نہین اور جو فعل کہ
اُنہون نے کیا وہ اچہا تہا یا بُرا اگر اچہا تہا تو دوسرے پیغمبر کو اوس فعل پر مذمت کرنا
بیجا ہے اور اگر بُرا تہا تو اونکو رتبہ نبوت سے خارج سمجہنا چاہیے اور جبکہ تم اونکو پیغمبر برحق
جانتے ہو تو خواہ مخواہ اوس فعل کو اچہا کہنا پڑیگا اور جب اوس فعل کو دوسرا پیغمبر کریگا تو
وہ بہی اچہا سمجہا جائیگا لہذا پیغمبر اسلام نے جو جہاد کئے یا ازدواج کئے تو کیون طعن کرتے ہو اور
اب فقط قتل و خونریزی پر تشبیہ دیتے ہین ہمتو مثل حضرت موسیٰ کے توحید و بت شکنی و
قتل کفار و اجراے احکام طہارت و نجاست و عبادات و حلال و حرام و جملہ امور شریعت و
احکام قصاص و حدود و تعزیرات و معاملات وغیرہ مین مثل و نظیر موسیٰؑ کہتے ہین
اور آپ اسی پر بہولے ہین ہم تو افضل المرسلین کہتے ہین منجملہ اوسکے ایک دلیل پیش کرتے
ہین کہ حضرت نے جو کسی خطبہ مین یا دعا و مناجات مین جو کچھ معرفت جناب باری یا تقدیس
و تہلیل و تحمید جناب کردگاری یا طریقہ عبودیت و بندگی طاعت و سرافگندگی بیان فرمائی
ہے اوسکی مثل توریت و انجیل و دیگر صحف انبیا مین نہین ہے ہم کہان تک فضائل
افضل المرسلین بیان کرین کہ جنکی زبان قدس ترجمان سے لاکھون احادیث تہذیب
اخلاق و عقاید و دینیات مین منقول ہین تم خود دیکہو کہ راڈویل صاحب ترجمہ قران

ی ۲۳ مطبوعہ لندن ۱۸۹۲ء مین تحریر کرتے ہین کہ دلیلون سے ثابت ہے کہ محمد صاحب جنکے کام اس نیکنیتی سے
ریک سے ہوسے تھے کہ اپنے ملک کے لوگون کو جہالت و ذلت و بت پرستی سے
رین اور یہ کہ نہایت مرتبہ کی اونکی خواہش یہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی
نکی روح پر نہایت درجہ مستولی ہورہی تھی اشتہار کرین اور محمدؐ کی سیرت ایک عجیب
ب نمونہ ہے اوسی قوت اور حیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے جسکو خدا اور قیامت
تقاد کامل ہوتا ہی اوسمین جو کچھ نتیجے نکالیجاوین اونکی ذات کریم اور سیر تصدقات
ہون سے ہمیشہ اُنکو اُن لوگو نمین تصور کرنا چاہئے جنکو ایمان و اخلاق اور اپنے ابنا
س کے تمام حیات دنیوی پر اختیار حاصل ہے جو بجز کسی بڑے اولوالعزم کے اور
ین ہوسکتا اور اون لوگون مین انکو سمجھنا چاہیئے جسکی کوشش کسی بڑے امر
ی اشاعت کے لئے کامیاب ہونگے۔

آپ خود غور کیجئے کہ آپ معصوم پیغمبرون کو کیسے کیسے الزام لگارہی ہین جو ہادیان
ین گناہون سے مبرا ہین اونکو آپ کہتے ہین کہ ارتکاب معاصی کرتے ہین اور
وہ خود گناہ کرین تو دوسرا گناہ کرکے اونکی نظیر کیون نہین بن سکتا یہ آپ کیا
ل باتین تحریر کرتے ہین جناب والا ایسا بری انبیائی اسوجہ سے نہین ہوسکتی کہ
ہی گناہ نہین کرتے اور جبکہ وہ گناہ کرتے ہین تو پھر گناہگار اونکا مقابلہ کیون نہین
نکا وجہ ترجیح کی بیان ہو۔ پس اب آپ یا تو یہ مانئے کہ دیگر انبیا نے گناہ نہین کیا
حضرت کو اونکا مقابل آپ کو مجبوراً ماننا پڑے گا۔ اور ہم تو کبھی نہین کہہ سکتے کہ
نبیا یا پیغمبر اسلام سے کوئی گناہ کیا ہو معاذاللہ من ذلک۔

آپ کہتے ہین حضرت یحیی نے کوئی زوجہ نہین کی صحیح ہے مگر اونکے نظیر ہونیکی حضرت
ت نہی اسوجہ سے کہ حضرت علاوہ پیغمبری کے پادشاہت ظاہری رکھتے تھے
حضرت داؤد و سلیمان پیغمبر بھی تھے پادشاہ بھی تھے لیکن حضرت عیسیٰ و یحیی

علیہم السلام تارک الدنیا فقیرانہ لباس ہین تہے اور اب بھی قوم اسلام وہنود مین بعض فقیر مجرد تارک الدنیا ہین جو کبہی عورت سے واقف نہین لیس اونہین ضرورت معاشرت انسان و نسوان نہین ہی۔ اب بیان اعتراض یہ ہے کہ حضرت یحیی وحضرت عیسے علیہما السلام نے مثل حضرت آدم وحضرت نوح وحضرت ابرہیم و یعقوب کے کیون نہ ازدواج کیا اور سنت انبیا و شریعت خدا کو ترک کیا اسکا عذر بدلیل و برہان پیش کیجے اصل یہ ہے کہ جیسے حضرت کو اشاعت مذہب حق و ترویج شریعت الہی و اجرای احکام الہی و استحکام سلطنت خداوندی کی ضرورت تہی وہان علاوہ مواعظ حسنہ و ہدایات و تبلیغ احکام ربانیہ کی بذریعہ ترویج کے بہی اکثر قبایل عرب کو عزیز و جان بناکر شرف بالمشافہہ کیا اور اونکے خاندانو ںسے لڑکیان لیکر راہ و رسم موالفت و موانست حاصل فرمانے ورنہ جو شخص سن شباب مین کہ وہ وقت عنفوان جوانی و جوش قوای نفسانی کا ہے کبہی نہ کیا اور بعد پچاس برس کی عمر کے کہ جو زمانہ ضعف و پیری کا ہی کثرت سے ازدواج کرنے لگے اگر کوی صاحب انصاف و نیک نیت ہوتا تو اسکی لم کو دریافت کرسکتا مگر آپ تو تعصب سے معمور اور نفسانیت سے مجبور ہون۔

آپ فرماتے ہین کہ محمد اور مشابہت مسیح چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ہم کہتے ہین کہ ہمارے پیغمبر یقینا اونسے افضل اور بہتر ہے آپ اونحضرت کے مرتبہ قدسی کو کیا سمجہین گے چہ نسبت خاک را با عالم پاک من لم یجعل الله له نورا فما له من نور کیا خوب فرمایا ہے حضرت عیسے نے کہ خدا کو نہین پہچانا ہے مگر بیٹے اور مجکو نہین پہچانا مگر خدا نو حنا $\frac{1}{22}$ نو حنا $\frac{12}{25}$ اور حضرت سید الانبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نہین پہچانا خدا کو مگر مینے اور علی نے اور نہین پہچانا مجکو مگر علی نے اور خدا نے اور نہین پہچانا علی کو مگر مینے اور خدا نے پہر ہر فرد بشر مراتب رفیعہ حضرت کو کیا دریافت کرے کجا مرتبہ شہسوار براق بفحوای سبحان الذی اسری مسند نشین صدر

دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی کجا شہریار کشور لولاک لما خلقت الافلاک کجا ادراک بوالہوسان عالم خاک چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؏

...ب نے اس روایت کو کہ حضرت مین چالیس مرد کی قوت تہی بطور توہین و تمسخر یہ کے تحریر ...رکے عیاشی تصور کی ہے ہرچند روایات ضعیف یا احاد لایق اعتماد ولازم الاعتقاد نہین ہوتے لیکن اس جگہہ ہم اوسکو صحیح تسلیم کر کے جواب دیتے ہین کہ اگر یہ امر ہو تو کس وجہ سے قابل تمسخر یا استہزا ہے کیا یہ قوت ہونا غیر ممکن ہی یا قدرت قادر مطلق سے بعید ہی یا اصل قوت مذموم ہے اور ہر صورت کو ہم اپ کے ذہن نشین کئے دیتے ہین۔ پس واضح ہو کہ اگر نفس الامر مین قوت ازدواج مذموم ہوتی تو حق سبحانہ تعالی یہ قوت خاص بطور فطرت انسانی کے خلق نفرماتا اور حضرت آدم و حوا کو زوجین نہ بناتا جنسے نسل انبیاو اصفیا و ملوک و تمام خلقت انسانی کو ظہور ہوا۔ پس جہانتک غور کیجئے اس فطرت انسانی مصلحت ربانی مین منافعہ کثیرہ ہین کہ جسکے احصا سے عقل انسانی قاصر ہے اور ہرگاہ بہہ وجوہ ثابت ہی کہ نفس الامر مین ممدوح ہی تو جو شخص اس نعمت خاص و فضیلت خاص سے محروم ہے وہ ایک فضیلت و شرف و نعمت عظمی سے محروم سمجہا جاییگا اب یہہ بیان سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ حضرت عیسی و یحیی علیہما السلام اس شرف خداوندی و نعمت فطری سے کیون عاری تہے تو جو لوگ منکر نبوت ہین وہ تو یہی کہینگے کہ اونمین یہ قوت ہی نتھی یا اگر تہی تو انہون نے خلاف شریعت موسوی کیا تہا اور اسوجہ سے گناہگار ہین یا ایک طریقہ عیاشی کا تہا جسکی وجہ سے زنڈیان اونکو گہیرے رہتی تہین معاذ اللہ من ذلک لیکن جو لوگ اونکی نبوت و عصمت کے قایل ہین وہ تو یہی کہینگے کہ دونون پیغمبران برحق تہے اور خداوند عالم نے اونکو قوت بہی عطا کی تہی لیکن مرضی الہی یہ تہی کہ ازدواج نکرین اور اونکی نسل جاری نہو اسوجہ سے انہون نے ضبط و صبر کیا اور ازدواج نہ کیا اور قوم یہود کی ایذا رسانی سے اسقدر مہلت بہی نپائی اور عین شباب مین حضرت یحیی کا سر جدا کیا گیا

اور حضرت عیسی کو سولی چڑہا دیا خواہ زندہ دنیا سے اُٹھائے گئے بہر حال لائق تسلیم یہ امر ہے
کہ قوت ازدواج ممدوح ہی مگر جہان اجازت خداوندی ہے وہان حرکت اسکا جایز ہی اور جہان
ممانعت خداوندی ہی وہان صرف اُسکا ناجایز ہی چنانچہ جن پیغمبرونکو حکم تہا اُنکو ترک ازدواج
کرنا گناہ و حرام تہا اور جن پیغمبرونکو اجازت نہین تہی اونکو ازدواج کرنا حرام تہا اسیطرح سے
جن عورات سے عقد کرنیکی اجازت خداوندی ہولی وہ حلال و جایز ہین اور
جن عورات کی اجازت نہین دی وہ حرام و ناجایز ہین ورنہ کوی فرق ظاہر مین زنان حلال و
حرام مین نہین ہی نہ از روی فلسفہ طبعی مثل بہایم و وحوش کے کوی مابہ الامتیاز ہو سکتا ہی
اب ہرگاہ یہ امر ذہن نشین ہو چکا تو یہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہ قوت خاص بعض اشخاص کو
زیادہ بخشتی ہی بعضون کو کم بعضون کی نسل بڑہائی اور بعضون کی نہین حضرت ادم و حوا کی بعد
نسل بڑہائی کہ بسبب کثرت اولاد کے ازدواج اُنکا پسران خدا سے کرنا پڑا۔ پیدایش باب ا
اور تا قیام قیامت اونکی اولاد و نسل کی انتہا نہین ہی پس یہ شرف خاص جو حضرت ادم و
حوا کو دیا گیا وہ کسی کو نہین دیا گیا۔ باوصفیکہ ایک زن و شوہر تہے۔ پہر دیکہیے حضرت یعقوب
کو اسرائیل خطاب ہوا اور اونکی نسل سے بنی اسرائیل اسقدر بڑہا کے کہ خود فرمایا کہ مثل ریگستان
و ستارگان کے بڑہاونگا اور حضرت اسمٰعیل کی نسل اسقدر بڑہائی کہ تمام عربستان اقوام عرب سے
اباد ہوا اب یہ امر لحاظ طلب ہے کہ بعض انبیا کو قوت ازدواج بہ نسبت اکثر افراد انسانی کے زیادہ
تر عنایت فرمائی جسطرح سے حضرت داؤد علیہ السلام سو بیبیونکو خوش رکہتے تہے حضرت سلیمان
ہزار بیبیونکو خوش رکہتے تہے یہ طاقت و قوت خداداد دیگر افراد انسانی مین نہین ہی
حضرت ابراہیم علیہ السلام سو برس کے پیر ضعیف اور حضرت سارا بہت ضعیفہ و یائسہ ناامید
الاولاد ہو چکی تہین ایسی وقت مین حق تعالی نے اونکو فرزند نرینہ یعنی حضرت اسحاق عطا کیا
پہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایکسو چالیس برس کی عمر مین قطورا سی عقد کیا اور اونسے
اولاد ہوئی حالانکہ معمولی طور پر ایسا عموماً نہین ہوتا ہی پس اگر خرق عادت یا صفت خاص

یا قوت خداداد نہ کہے گا تو کیا کہیگا پس اگر جناب رسالتماب صلعم کو چالیس مرد کی قوت عطا ہوئی تو لایق تعجب یا سخریہ نہین ہے کیونکہ وہ قادر مطلق ہی اسکو اختیار ہی کہ جسطرح کی قوت چاہے بخشے دیکہیے حضرت یعقوب کو ایسی قوت بخشی کہ ساری رات خدا نے اُس سے کشتی کی اور وہ نہ گرے اور صبح کے قریب انکے پاؤن کی نس چڑہائی تب مغلوب ہوئی۔ پیدایش ۳۲ ۲۴ حضرت شمسون کو ایسی طاقت بخشی کہ شیر کو پہاڑا اور جب فلسطینیون نے اونکو تانت سے مضبوط باندہ دیا تو وہ مثل تار خام کے ٹوٹ کر نکل گئے اور پہر رسیون سے جکڑے گئے اور زنجیرون مین جکڑا اوسکو بہی توڑ ڈالا۔ آخر کار جب اونکو قید کیا اور اندہا کر دیا تو اونکو فلسطی امیرون نے تمسخر کے واسطے بلایا اور فلسطی ایک مکان وسیع مین جمع ہوئے کہ جسکی چہت پر تین ہزار زن و مرد کا مجمع تہا۔ حضرت شمسون نے ایک ستون کو ایک ہاتہ سے دوسرے کو دوسرے ہاتہ سے کہینچ لیا وہ مکان گرا اور سب دب گئے۔ قاضی باب ۱۶ پہر دیکہیے حضرت علی علیہ السلام نے درہ خیبر کو اوکہاڑ کر چالیس قدم کے فاصلے پر پہینکدیا جسکو چالیس آدمی کہو اور نہ کر سکتے تہے دکشف الحقائق والشنکلمن اپرونگیم پس وہ قادر مطلق جسکو چاہے قوت خاص یا صفت خاص عطا کرے اوسپر تعجب کرنا اور سخریہ اور استہزا کرنا نادانی ہے علی ہذا القیاس اور اگر حضرت سید الانبیاء کو علاوہ دیگر فضایل و صفات خاصہ و قوای ملکیہ کے اگر قوت چالیس مرد کی عطا ہوئی اور حضرت داود کو سو مرد کی اور حضرت سلیمان کو ہزار مرد کی تو لائق تعجب و سخریہ نہین ہی پہر اگر یہ گمان کیجیے کہ حضرت داود و سلیمان کو قوت معمولی تہی نہ زیادہ تو یہ زیادہ تر مذموم ہے کہ سو بیبیان حضرت داود نے اور ہزار بیبیان حضرت سلیمان نے عبث عبث شمار کر لینے کو رکہین تہین بلکہ ظلم صریح کیا تہا کہ بیچاریون کو اپنے عقد سے پابند کر کے حظ نفسانی سے محروم کر دیا تہا اس صورت مین قیاس صحیح یہی ہے کہ آنحضرت سب کو خوشنود فرماتے ہونگے پس اس قوت خاص کو یا اصل ازدواج کو مذموم سمجہنا یا اوس قادر مطلق پر اعتراض کرنا یا اوسکی شان عظیم اور قدرت عمیم اور مصلحت جسیم پر استہزا کرنا جو سراسر کفر ہے

ناروا ہے ۔ اب رہا تعداد ازواج یا کثرت ازواج تو جیسا حکم خداوندی
جس پیغمبر کو ہوا ویسا اوسنے عمل کیا اور یہ جواز اونکے افعال و اقوال سے ثابت ہی اور ہرگاہ
جواز تعداد ازواج شریعت موسوی سے جایز ہے اور انجیل موجودہ مین کہین ممانعت صریحی اقوال حضرت
عیسی علیہ السلام سے ثابت نہین اور خود حضرت عیسی علیہ السلام نے اقرار فرمایا ہی کہ مین توریت
کے منسوخ کرنے کو نہین آیا اور زمین و آسمان ٹل جاوین توریت کا ایک شگوشہ نہ ٹلے گا ۔
پس تعداد ازواج جایز رہا اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خلاف اپنے اقرار کے
حکم ناجوازی بمخالفت شریعت موسوی فرماتے اور اگر ایسا فرماتے تو خلاف شریعت خداوندی تہا
تہا اب باقی رہا اعتراض حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام پر تو یہ اعتراض بیجا ہے اسواسطے کہ آنحضرت
نے مثل توریت کے تعداد ازواج کو بحال رکہا لیکن اسقدر ترمیم کیا کہ واسطے امت کے بسبب مصلحت
و بحسب اجازت جناب احدیت مقید و محدود چار ازواج کیساتہ کر دیا اور خود حضرت بذات خاص بموجب
حکم خداوندی زاید از چار ازواج کے مجاز رہے دوسری روایت صفوان جسمین حضرت جبرئیل
کا دوا کہلانا اور چالیس مرد کی قوت ہو جانا لکہا ہی نقل کر کے اسپر استہزا فرمایا ہی ۔ حالانکہ ہم
کہہ چکے ہین کہ یہ روایات ضعیف و احاد و قابل اعتماد نہین ہین لیکن اگر ایسا ہو بہی تو اسمین استعجاب
کیا ہی کیا قدرت خداوندی سے ایسی دوا ناممکن ہی یا ایسی دوا کا عنایت ہونا یا بذریعہ وحی و الہام
یا بوسیلہ روح القدس کے ملنا ناممکن یا معیوب و مذموم ہے کیونکہ ہرگاہ خلق کرنا اس قوت مردانہ
کا خلاف شان حکمت جناب احدیت نہین ہی تو بواسطہ دوا اوسکا عنایت کرنا کیا عیب ہی
اور اگر کہا جاوے کہ قدرت الہی سے بدون دوا کے یہ قوت ہو سکتی تہی ضرورت دوا کی نہتی
تو واضح ہو کہ مصلحت الہی ہر جگہ مختلف ہوتی ہی جسمین بشر کو گنجایش چون و چرا نہین ہے
کبہی بدون دوا شفا و صحت عطا کرتا ہی اور کبہی بوسیلہ دوا کے قدرت نمائی کرتا ہی تاثیرات
ادویہ و نباتات کا حضرت آدم سے تا اینندم ادراک کامل نہین ہوا ہے چنانچہ وقتاً فوقتاً ایسے
ایسے اشیای نباتی و معدنی دریافت ہوتے جاتے ہین کہ جو سابقا کسی کو معلوم نتہے اور

اور انہیں اشیاء قدیم سے ایسے ایسے آثار و خواص جدید دریافت ہوتے جاتے ہین کہ جو حکماء
سلف کو معلوم نتہے اور اکثر امور سلف کے ایسے ہوتے ہین کہ جسکی حقیقت و اصلیت ابتک
دریافت نہین ہوئی۔ بتائے وہ باغ فردوس کہان ہی یعنی وہ باغ عدن جسکو خود حق تعالی نے
بویا اور اسمین حضرت ادم و حوا کو رکہا یہ قیاس کیجئے کہ اوسمین کیا عجائب و غرائب درخت اور پہل
پہول خوش رنگ خوش وضع ہونگے کہ اُنکی خوش نمای و لذت و تاثیر وغیرہ کی تعریف کون
کر سکتا ہی دیکہیے حضرت آدم و حوا نہرون سے پانی پیتے تہے اوسکے پہل کہاتے تہے لیکن بوا و براز
ہوتا تہا اور بموجب توریت باب ۳ کے شناخت نیک و بد کی نتہی جب بسبب اغوای شیطان
(سانپ) کے درخت شناخت نیک و بد سے کہایا تو اپنی برہنگی دیکہکر شرمائے اور خدا تعالے
نے اونکو باغ عدن سے نکالدیا تاکہ درخت حیات سے نہ کہالیوین جس سے ہمیشہ زندہ رہین
پس قیاس انسانی کو کیا رسائی ہے کہ درخت شناخت نیک و بد یا درخت حیات بہی کہین تہا۔
اور کیا کیا تاثیرات وہان کے درختون مین تہی اور وہ باغ فردوس اب بہی ہوگا اور نظر انسانی
سے پنہان ہوگا پس ممکن ہے کہ اوسی باغ عدن سے کوئی چیز حق تعالی نے حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ و الہ کو عطا کی ہو جس سے چالیس مرد کی قوت عطا ہوئی ہو۔
جب بنی اسرائیل نے شکایت کی کہ ہم بہوک سے ہلاک ہوتے ہین گوشت روٹی نہین ملتی۔
تو خدای تعالی نے من و سلوی آسمان سے نازل کیا جس سے وہ سیر ہوگئے (خروج باب ۱۶)
پس یہ کیا مستبعد ہے کہ کسی پیغمبر کے واسطے کوئی دوا اسمان سے نازل کرے قطع نظر اسکے
ہر پیغمبر کو القا و الہام ہوتا ہی اور وحی ہوتی ہی جسکے سبب حقایق و مصالح و مخلوقات اونپر منکشف
ہوجاتے ہین حضرت موسی کو خدا نے ایکدرخت بتایا جسکے ڈالنے سے چشمۂ تلخ کا پانی شیرین ہوگیا۔
خروج ۱۵/۲۵ حضرت سلیمان کو خدا نے ایسی عقل و حکمت دی تہی جس سے درخت سرو
سے لیکر جو لبنان مین تہا زوفا کی گہانس تک جو دیوارون پر اگتی ہے سب درختون کی کیفیت
و خاصیت بیان کی اور سب چارپایون اور پرندون اور رینگنی والی اور مچہلیون کا حال بیا

کیا اور اونکی حکمت کا حال سنکر سب لوگ حکما تک حکمت سننے کو ایا کرتے تہے ۔
سلاطین ۔ باب ۴ ۔ پس اگر ایسی دوا ہی منکشف ہو گئی ہو جس سے اونکو ہزار زوجہ
کرنیکی قوت ہوئی ہو تو کہا جاویگا کہ بذریعہ الہام و وحی و روح القدس کے پائی ۔
پہر دیکہیے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا اب مین ائندہ روٹی نہ کہاونگا انگور کا رس نہ پیونگا
جب تک اپنے باپ کے پاس نہ کہاون متی $\frac{۲۶}{۲۹}$ اب فرمائیے اگر خدا کے پاس انگور کا
رس اور روٹی ہے تو اور اشیا بہی ہونگی اوسمین تعجب کیا ہی اور اگر یہ کہا جاوے کہ مجازا کہا ہی
تو ممکن ہے کہ حضرت نے مجازا ارشاد فرمایا ہو کہ مجہکو جبرئیل نے دوا کہلائی ہے ۔ جس
سے چالیس مرد کی قوت ہو گئی کیونکہ ہر قوت جسمانی خداداد ہے اور آپ تو اسی پر شور و
غوغا کرتے ہین کتب سیر و تواریخ اوٹہا کر دیکہیے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے حسنین علیہم السلام کو انار و دیگر میوہ ہاے جنت و حلہای بہشت منگوا دیے ہین اور جب
حسنین و جناب سیدۃ نساء العالمین و امیر المومنین علیہ السلام نے تین روزہ ستے
درپے ایک ایک روز رکہے اور مسکین و یتیم و اسیر کو کہانا راہ خدا مین دیدیا تو جبرئیل سورہ ہل اتی
اور طعام بہشت لائے آپ کہان تک استعجاب کیجیگا اگر کہیے کہ عقل سے باہر ہے تو حضرت
عیسی علیہ السلام کے سب افعال عقل یہود سے باہر ہین ۔ حقتعالے کے سب امور عقل
دہریہ سے باہر ہین حضرت عیسی علیہ السلام نے تو صرف انگور کا رس یا روٹی کہای ہوگی
ہمارے حضرت کو تو جبرئیل نے اثناء معراج مین کاسہ شیر اسمانی پلایا آپ حسد کیجیے یا عناد کیجیے
یا استبعاد کیجیے اس سے کیا ہوگا اگر طعام بہشت پر تعجب کرینگے تو منکرین شیرہ انگور پر استعجاب
کرینگے کیونکہ اگر آپ کہین کہ روح حضرت عیسی اسمان پر گئی اور جسم مبارک اونکا خاک مین رہا
تو پہر فوقیت کیا ہی جملہ ارواح انبیاء و اتقیا عالی ہین اور زندہ ہو جانے کا دعوہ کیونکر کر سکتے
ہو اور اگر یہ کہو کہ زندہ ہوکر معہ جسم خاص اپنے تشریف لیگئی تو فرق اسمان اور بہشت جسمانی
اور معراج جسمانی کا ممکن ہونا تسلیم کیجیے اور جبکہ اجسام کیواسطے تعذیب اور بدل ما یتحلل

در ہے تو شیرۂ انگور و شیر برنج ولذائذ بہشت بہی تسلیم کیجئے اور جو کہ اجسام کیواسطے زیب و زینت
ور ہے تو حلہ ہای بہشت بہی تسلیم کیجئے اور آپکو تعجب کیا ہی کیا حضرت آدم و حوا اوسی جسم سے
ت عدن مین بستے تھے اور کہاتے پیتے تھے جب درخت نیک و بد کہایا تو برہنہ ہو گئے ہای درخت سے
جسم پوشیدہ کیا اگر درخت حیات سے کہا لیتے تو ہمیشہ زندہ رہتے۔ پس اگر اسیطرح سے
تعالی اہل ایمان کو بروز قیامت جسم بہی عطا کرے اور چشمہ حیات سے پلا کر ہمیشہ زندہ رکھے
ے اور نعمات بہشت و فواکہ بہشت سے بہی سیر و سیراب کرے اور ازواج سے بہی محروم نکرے
طرح جیسے حضرت ادم و حوا کو بہشت عدن مین ممتاز کیا اور حوریان بہشت بہی عطا کرے
طرح جیسے دختران حضرت آدم سے اپنے فرزندون کا بیاہ کر دیا مگر خدا کے فرزند علاوہ خلقت
انسانی کے محض روحانی یا دوسری طرز کے جسمانی ہونگے ورنہ سواے اولاد ادم کے
ر تو کوی انسان ہی نتہا پس اگر محض ارواح تہی تو انتساب دختران ادم کا کیونکر ہوتا
اور یہ کہو کہ جس طرح سے ابن اللہ کو انتساب ہوا تو اس صورت مین انتساب مومنین بہی حوریان
بہشت سے ناممکن نہین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اور یہ جواب
ے فرمایا کہ وہی جبرئیل ہونگے جنکو یہود اپنا دشمن کہتے تھے تو یہ بہی صحیح ہے اسواسطے کہ
یہ اسیوقت سے یہود دشمن نہین تھے بلکہ جب اونہون نے حضرت مریم کو بشارت دی جب حاملہ ہوئین
جب ولادت حضرت عیسی ہوئی تو کیا کیا یہود نے نہین کہا پہر حضرت عیسی علیہ السلام کو معاذ اللہ
کافر و کاذب کہا اور ذلت و خواری سے سولی چڑہا دیا پس یہود کی دشمنی اور بد نیامات ہین
بلاشک ہے اسیوجہ سے ہماری حضرت کے عہد مین بہی دشمنی حضرت جبرئیل و رسول خدا سے
ہی تو یہ اونکا شیوہ قدیم ہی اور علاوہ اسکے بہت لوگ دشمن دین حضرت ختم المرسلین صلی اللہ
علیہ والہ تہے اور ہین لیکن دشمن اگر قویست نگہبان قویترست یریدون لیطفئوا
نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون ۞

فصل نہم حضرت کے کثرت ازواج کی معذرت مین

لوگون سے بہت کچہ کہا ہی مگر وہ کل عذرات بدتر از گناہ ہین اور معترضین بمصداق ع
رند جامہ ناپاک گازران بر سنگ ٭ ہے چنانچہ سید صاحب فرماتے ہین۔ دفعہ اول۔
شاید بعض عقلاے نے ولاد ذکور کے خواہش سے کئے ہون ۔ اولاد ذکور کی خواہش کوئی شرعی
خواہش نہین حضرت ہندو نہتے کہ فرزند نرینہ کا وجود اپنی نجات اخروی کے لئے لازم سمجہتے
اور پہر آپ یہہ بہی تسلیم نہین کرتے کہ حضرت اپنے لئے کوئی بادشاہت پیدا کر رہے تہے
تخت نشینی کے واسطے فرزند چاہتے تہے اگر یہہ ہوتا تو اس کے لئے بہی فرزند لازمی تہا
پہر قرآن مین کفار عرب کے رسم کی مذمت آئی ہی کہ وہ لوگ مثل ہندوؤن کے لڑکون کو مبارک
لڑکیون کو نحوس جانتے تہے حضرت اسوقت ہرگز بے اولاد نہتے اپ کی بیٹی فاطمہ زندہ تہی
علی آپ کا داماد موجود تہا نواسے موجود تہے اگر اب بہی آپ کو فرزند کی حرص تہی تو آپ
بوالہوس تہے بے اولادی کی حالت مین شاید اپ کا عذر کسی درجہ تک مسموع ہوتا۔ مولوی
محمد حسین کہتے ہین۔ اولاد خصوصاً نرینہ جسکو پہلے انبیا نے چاہا ہے اور ہر ایک انسان
بالطبع اسکی خواہش رکہتا ہے ان نکاحون سے آپ کو مطلوب تہی اور اپ ہمکو یاد دلاتے
ہین۔ کہ حضرت زکریا نے اپنے لئے فرزند نرینہ کی دعا کی تہی صفحہ ۱۹۱ ہمارا اعتراض یہ ہے
کہ ان تمام حرص و ہوا کے پورا کرنیکے لئے حضرت نے موافق شرع اسلام چار جورو پر اکتفا کیون
نہ کیا۔ کوئی نیکمرد اولاد ذکور کی آرزو مین مرتکب منہیات نہو گا جب شریعت چار کی موجود
تہی تو چار سے زیادہ کر کے اولاد کی خواہش کرنا کیا معنی کیا دنیا مین حرافراد ذکی کثرت منظور تہی
اب بتائین کہ کس نبی نے اولاد ذکور کی خواہش مین اپنی شریعت کا عدول جایز رکہا
یہہ سچ ہی کہ ذکریہ نے فرزند کی خواہش کی مگر کس حالت مین جبکہ وہ بڈہا ہو گیا تہا اور اسکی عورت بانجہ
ثابت ہوئی وہ بالکل لاولد تہا بیٹی یا نواسی اسکے نہ تہا اوسکی خواہش حق بجانب تہی مگر اس آرزو
کو پورا کرنیکی تجویز ذکریا نے کثرت ازواجی کی ذریعہ نہ چاہی تہی حرث العمر خدا پر بہروسا کرتا اور خدا نے

اوسکی ارزو پوری کی تو اوسکے ایک ہی بیوی کو کہ جو اوسکی جوانی کی رفیق تھی بارور کیا۔
اور برکت دی اگر حضرت مثل زکریا کے خدا پر شاکر رہتے اور خدا سے فرزند چاہتے تو بہتر ہوتا
مگر حضرت کو اسکی ضرورت نہتی آپ بے اولاد نہتی اور اگر ارزو کی تہی تو اپنے شریعت
کے اندر رہتے۔ اس سے تجاوز کیون کیا۔ اس کا جواب نہ سید صاحب سے بن آیا ہی
نہ مولوی صاحب سے اسکا جواب وہی ہے کہ حضرت شہوت پرست تہے عیش
اوڑاتے تہے

جواب

ہمارے مخاطب نے اس فصل کو حضرت کی کثرت ازواجی کی معذرت کی سرخی سی شروع
کیا ہے مین نہین جانتا ہون کہ معذرت کیا معنے اسواسطے کہ ہر گاہ حکم خدا اور فرمان نبی کسی امر مین
صادر ہوچکا تو وہ عین شریعت ربانی اور تعلیم تہذیب یزدانی ہے قیاس انسانی اور
تہذیب انسانی کی کیا حقیقت ہی۔ چنانچہ دیکھیئے تہذیب و عقل انسانی ہی تہی کہ اپنے
مخالف رای سمجہ کر حضرت عیسی کو سولی پر چڑہا دیا قتل کر ڈالا دیگر انبیا کو کیسی کیسی تکلیفین
دین کفر و بت پرستی و گناہگاری کو نہ چہوڑا بس اگر صرف اپنی رائے کو ترجیح دیجاوے
تو صدہا احکام خداوندی کے وجوہ عقلی دریافت نہین ہو سکتے تو کیا اس سبب سے کہ حکیم
لغو ہے نئے تہذیب ہے یا منجانب خدا اور رسول ہے کے سب امت کے سامنی عذر و معذرت
کیجاوے بس تا وقتیکہ خدا کی خداوندی اور رسول کی رسالت بہمہ وجوہ باطل نہ ٹہرادیجاوے
اوسوقت تک جو قول یا فعل پیغمبر ہوگا اوسکو تسلیم کرنا ہوگا کہ عین تہذیب اور عین
مصلحت ہے اب ایسے موقع پر مخاطب کا یہ فرمانا کہ حضرت کی کثرت ازواجی کی معذرت مین
لوگون نے بہت کچہ کہا ہی بالکل بے محل اور خلاف محاورہ ہی منجانب حاکم دنیوی یا حاکم دینی
جو کوئی وجہ بحسب زعم ناقص اپنے بیان کیجاتی ہی وہ معذرت نہین ہی اگر وہ وجہ سوجہ نہو
تو ممکن ہے کہ ہماری عقل قاصر ہو چنانچہ ہم نہین کہہ سکتے کہ جو احکام حضرت موسی نے توریت

مین ارشاد فرمائے وہ سب حضرت عیسی نے انجیل مین کیون نہین ارشاد
کئے اب ہر حکم موسوی کی نسبت معذرت کیجئے کہ یہ حکم کیون نہ انجیل مین صادر کیا مگر جبکہ یہ
تسلیم کیا جاوے کہ ہر پیغمبر کو جو حکم خداوندی ہوا اوسی کی تعمیل فرمائی پس عذر و معذرت
کرنے کا ہمکو کوئی حق نہین ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ بسبب تمنائے اولاد کے حضرت نے
بکثرت ازواج کین کیونکہ کسی آیہ قرآنی یا حدیث نبوی سے یہ ثابت نہین اور ہرگاہ یہ ثابت
نہین تو آپکا زور و شور کے ساتھ اعتراض کرنا بیجا ہے اور اگر کوئی شخص احتمال کرے
کہ شاید ارزوے اولاد ہو تو یہ احتمال ممکن ہے کیونکہ اقتضای بشریت و فطرت یہی ہے
پس آپ نے جو یہ فرمایا کہ خواہش اولاد بوالہوسی ہے تو ہم یہی آپ کے فہم و دانش کی داد دیتے
ہین کون شخص دنیا مین عموماً ایسا ہے کہ جسکو خواہش اولاد نہین حالانکہ ہر ایک شخص نہ ہندو
ہے نہ بادشاہ ہے اگر ہمارے مخاطب کی یہان اولاد ہوگی تو اسکو عبث و فضول سمجھتے ہونگے
کیونکہ وہ تو نہ ہندو ہین نہ بادشاہ ہین پھر اولاد کی کیا ضرورت ہے مخاطب نے جب دیکھا کہ
حضرت عیسی علیہ السلام کے کوئی اولاد نہین ہے اسلئے اونپر واجب ہوگیا کہ خواہش اولاد کو برا
قرار دین حضرت سلامت یہ بہترین نعمات خداوند عالم سے کوئی ایسا نہین جو اسکا طالب نہو
آپ تعصب مین اسکو بھی برا جانتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اولاد کی ضرورت صرف ہندو یا بادشاہ
کو ہونی چاہئے نہ کیسے حضرت داود و حضرت اسحاق و حضرت یعقوب و حضرت سلیمان
نے جو اپنا قائم مقام نبوت و رسالت مین کیا یا برکت کثرت نسل دی تو اولاد ذکور کو دی یا
اناث کو یا سلاطین نے عموماً اپنی اولاد ذکور کو ولیعہد کیا یا عورات کو اور واسطے رسالت و نبوت
کے منجانب خداوند عالم اولاد ذکور مبعوث ہوئی یا اناث پس اگر کوئی شخص ارزومند اولاد ذکور نہ
ہو تو کیا اعتراض ہے یہ امر محض لغو ہے کہ ہندو ہو یا بادشاہ ورنہ تمنای اولاد نرینہ نہ کرے
بلکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ آپ کے اس قول کو ناپسند کرینگے یہانتک کہ غالبا عیسائی لوگ
بھی آپ سے مخالفت کرینگے آپ کیون استعجاب کرتے ہین اولاد سے کثرت نسل کا منشا ہوتا ہے

کچھ ضرورت نہین کہ خدیو یا بادشاہ کے یہان اولاد ہو اور سب ہی ادم اس نعمت سے محروم رہین یا
امیر علیصاحب تو کہتے ہین کہ شاید بعض عقد اپنے اولاد ذکور کی خواہش سے کئے ہون -
انکا یہ مطلب نہین ہی کہ ضرور ہی اُنہون نے خواہش اولاد مین عقد کیے تہے بلکہ ایک خیال
یہ بہی ہے اور دیگر نکاح حضرت نے بغرض پرورش بیوگان وغیرہ کئے اور بعض اہل عرب
کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے اولاد وہ چیز ہے کہ اوسکے نہونے سے انبیاء علیہم
السلام کو اپنی ازواج سے نفرت ہو جاتی ہتی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال کتاب
پیدایش باب ۲۹ ورس ۳۱ مین ملاخطہ کیجئے (جب یہواہ نے دیکہا کہ لیا سے نفرت کی گئی
تو سنے اوسکا رحم کہولا اور راحیل بانجہ رہی) اس ورس سے ظاہر ہی کہ اولاد ایسی
نعمت ہے کہ جو باعث رغبت ہوتی ہی اب اسکے بعد کے ورس پر نظر کیجئے - کیونکہ اُسنے
کہا کہ یہواہ نے میرے دکہہ پر نظر کی سو اب میرا شوہر مجھے پیار کریگا - دیکہئے پیغمبر تہے مگر ایسی
نفرت ہوگئی ہتی کہ اونکی زوجہ کو از روے محبت کرنیکی ایسی ہوئی کہ انہون نے کہا اب میرا شوہر مجکو
پیار کریگا اور اولاد کا نہونا دکہہ اور مصیبت جانتے نہین اور ایسی ہی کلمات اور لڑکے ہونے
مین کہے ہین -
پیدایش باب ۳۰ مین لکہا ہی کہ راحیل نے جب دیکہا کہ اولاد نہین ہوتی تو انہون نے حضرت
یعقوب کو اپنی کنیز بلہا کے پاس بہیجا تا کہ اوس سے اولاد ہو اور راحیل نے کہا کہ خدا نے
میری داد دی اور میری آواز سنی اور مجھے ایک بیٹا دیا بعد اُسکے لیا نے اپنی کنیز زلفا کو دیا
اور اس سے بہی اولادین ہوئین - حضرت یعقوب علیہ السلام ہر چہار عورتون کے پاس
جاتے ہین اور ان سب سے اولادین ہوتی ہین مگر اپنی ازواج سے یہ نہین کہتے کہ تو مین ہندو ہون
یا بادشاہ ہون اولاد لیکر کیا کرونگا - اور ایک زمانہ مین لاکہ احمد شاہ نامی ایسے سعید
پیدا ہونیوالے ہین کہ جو اسکو بوالہوسی قرار دینگے - پیدایش باب ۱۷ مین خداوند عالم
حضرت ابراہیم کیطرف خطاب کرتا ہی اور اسمعیل جو ہے بیٹے اوسکے حق مین تیری بات

سنی دیکہہ اب مینے اسکو برکت دی اور اوسے برومند کرونگا اور نہایت بہت سے افزایش
دونگا اور اس سے بارہ رئیس پیدا ہونگے اور مین اوسکو بڑی قوم بناؤنگا۔
اور قبل اس سے اٹھارویں ایت مین ہی پھر ابراہیم نے خدا سے کہا کہ کاش اسمعیل تیری حضوری
مین جیتا رہے حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا سے اسمعیل کی زندگی کی کیون دعا کرتے تہے
نہ وہ ہندو تہی نہ بادشاہ تہے بہرحال اولاد ایک نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جس سے انسان
کی زیادتی نسل ہوتی ہی اور اس زیادتی نسل کی ضرورت خداوند عالم کو بہی ہی۔ چنانچہ
پیدایش باب ۷ مین ہے حضرت نوح سے فرمایا تو اپنے ساری اہلبیت سمیت کشتی مین در آ
کیونکہ مینے اپنی حضور مین تجہے اس قرن مین راستباز دیکہا تو سارے بہیمون سے جو پاک
سات سات نر اور اونکی [illegible] مین اور اُن بہیمون سے جو پاک نہین دو دو نر اور اونکی
مادینین اپنے ساتہ لے ۔ اور آسمانی پرندون سے سات سات نر اور اونکی مادینین
تاکہ تمام روے زمین پر نسل اونکی باقی رہے جانورون تک کیواسطے یہ حکم دیا گیا تاکہ اونکی
نسل ضایع ہوجائے اور وہ نابود ہون پہر جبکہ خدا کی بہی یہی خواہش تہی تو کسی انسان
کی آرزو کیونکر بوالہوسی قرار پاسکتی ہی اور اگر خداوند عالم کو افزونی نسل نہ منظور ہوتی تو وہ
تعلق زن و مرد مین یا حیوانات کے نر و مادہ مین نہ پیدا کرتا خداوند عالم کو خود بہی یہی منظور تہا
اور انسان کو اسی پر مجبول کیا۔ یعنی ایک ایسی خواہش زن و مرد کو عطا کی کہ وہ اس فعل کے
کرنے پر جو سبب توالد ہے ایک طرح پر مجبور ہی اور اگر یہ نہوتا تو نسل قائم نہو سکتی خدا تو افزونی
نسل کیواسطے ایسا انتظام کرے اور تم اوسکو بوالہوسی قرار دو۔ واہ سبحان اللہ این کار از
تو آید و مردان چنین کنند۔ مگر سب سے زیادہ تعجب خیز حیرت انگیز یہ امر ہے کہ خدا نے بہی
مخاطب سے مشورہ نہ لیا اور بغیر پوچہے مریم سے بیٹا ہوایا۔ بہلا خدا سے تو پوچہو
کہ کیا تو بہی ہندو ہے جو بیٹے کی ضرورت ہی اور اگر بادشاہ دو جہان ہی تو کیا تو بہی مثل انسان
کے ایک دن مرنیوالا ہے جو بعد تیرے حضرت عیسیٰ قائم مقام اور گدی نشین ہونگے اور اگر یہ

اور اگر یہ کچھ نہین ہی تو پھر کیا ضرورت تھی اور اگر حضرت کے کوئی اولاد ہی نہوتی جب بھی آپ یہی کہتے کہ وہ نہ ہندو تھے نہ بادشاہ اونکو اولاد کیا کرنی تھی اور جبکہ حضرت کی صرف ایک اولاد دختری یعنی مریم کبرا فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا تہین اور کوی فرزند نرینہ تہا اسپر اگر اونکو خواہش فرزند نرینہ ہوتی تو کیا عیب تہا۔ اب جواب کہتے ہین کہ چارہی جورون پر اکتفا کرتے اونہین سے خواہش اولاد کرتے تو ہم یہ کب کہتے ہین کہ حضرت کی یہی ایک خواہش تھی کیونکہ قران شریف یا احادیث سے یہ خواہش فرمانا ثابت نہین ہی ایک یہ بھی احتمال ہے اور دیگر مصلحتین بھی تہین ازانجملہ ایک یہ بھی شاید ہو آپ معلوم نہین کس خواب خرگوش مین ہین ہم کچھ کہتے ہین آپ کچھ سمجھتے ہین لیکن اسکے بعد کا جملہ جو آپ نے فرمایا کہ کیا حرامزادون کی کثرت منظور تھی۔ مہربان من پہلے دیگر انبیا سے اسکا سوال کیجئے خصوصاً یہود اپسر یعقوب سے بعد اوسکے ہم سے پوچھیے گا اور آپ تو غافل ہین یہ تو متعلق ہی جسکا باپ موجود ہے اسکو حرامی کون کہیگا اگر باپ نہو تو البتہ یہ کہا جا سکتا ہے ہان یہود سے پوچھیے کہ بن باپ کی اولاد کو وہ کیا کہتے ہین اور توریت سے پوچھیے کہ حضرت لوط کی بیٹیونسے قوم بنی عمی اور بنی مواب سے کسقدر کثرت ہوئی اور زنا اور ریا سے کتنی نسل ہوی در جواب مخالفین آپ کچھ نہین کہہ سکتے۔ اسلام اس اتہام سے بری ہی

دفعہ دوم

دوسرا عذر سید صاحب یون کرتے ہین واقعات کو بحیثیت یکجائی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان نکاحون نے عمدہ نتائج پیدا ہوئے یعنی انہین کی بدولت قبائل عرب مین باہمی جنگ وجدل موقوف ہوا اور گونہ موافقت واتحاد پیدا ہوا صفحہ ۲۱۱۔

اقول یہ لغو سخن ہے سراسر خلاف واقع تہا کہ کس قبیلہ سے لوگ تہے اور کیونکر کسی ایک نکاح کے باعث سے صلح وآشتی کی بنیاد پڑی باہمی جنگ جدل موقوف ہونا اب کس خواب خرگوش مین ہی خانہ جنگیان پیدا ہوئین حضرت کا ناکون دم آگیا سوتیاڈاہ نے تمام امور تہہ وبالا کر دیے

خاندان کو مٹا دیا حفصہ وعائشہ نے اولاد حضرت کو تمام حقوق سے محروم کرا دیا جنگ
جمل کے حالات تو خود آپ نے اپنی انگریزی کتاب مین تسطیر فرمائے حضرت کی جوروون نے
آل محمد کو محروم کر کے معرکہ کربلا کی بنا ڈالی تھی اور وہ جنگ وجدل اور شور وشغب برپا کرایا
جسکی نظیر صفحہ تاریخ جہان پر نہین بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان نکاحون نے حضرت کے ایوان
نبوت کو خاک مین ملا دیا ہی اور حضرت کو جورؤین جمع کرنیوالے عورتون کے عشق مین مبتلا
صحبت اور جماع سے عدیم الفرصت ثابت کر دیا ہی۔ ان نکاحون کی کثرت وحقیقت سے
عائشہ سے الزام زنا ہٹانے کیلئے سورہ نور کو نازل کر دیا طلحہ و زبیر کے ساتھ مین عثمان حکومت
وید علی کو خراب کیا۔ فاطمہ کو غمزدہ گور مین اوتارا اور حسنؑ وحسینؑ اور اُسکی اولاد کا
خون بہایا۔ اور کیا کیا کیا۔ چھپا نہین گو آپ نہ کہین اور اگر کوی حضرت سے پوچھتا تو وہ
آپ فرما دیتے ع شامت اعمال ما صورت نادر گرفت ٭ مگر حضرت اپنی زندگی مین اپنی
کئے کی کافی پاداش پا چکے ہین۔ چنانچہ مدارج والا لکھتا ہی۔ صفحہ ۹۸۱ جلد ۲۔ حضرت
نے ازواج سے بہت آزار کھینچے اور ملول ہوئے اور سوگند کی کہ ایک مہینے تک اونکے
پاس نہ جاوین اور سزا دیوین تاکہ وے اپنے کئے سے پشیمان ہو آخر حضرت خود اپنے
کئے سے پشیمان ہوئے ایک ماہ پورا بھی نہوا تہا کہ آپ جوروون سے ملنے کو آئے نوجوان
عائشہ نے تو اس بے صبری پر طعنہ مارا ہے تو کہا یا رسول اللہ آپ نے قسم کی تہی کہ ایک
ماہ تک ہمارے پاس نہ آوگے اور حال یہ کہ ہم نے شمار کئے کہ ۲۹ روز سے زیادہ نہین
ہوتا فرمایا ایسا ہی ہوتا ہے کہ مہینہ ۲۹ روز سے زیادہ نہین ہوتا منہاج صفحہ ۶۵۴
ہم حضرت کی تاویل کی داد دیتے ہین حضرت نے سچ فرمایا تہا مین عورتون سے صبر نہین
کر سکتا حضرت اس عائشہ کی نسبت ہمیشہ بدظن رہے اونکو ڈر تہا کہ کہین عائشہ مجکو چہوڑ
نہ دے چنانچہ جب آیت تخییر سنائی تو آپ کو غم عائشہ کی وصلت کا اور فراق دامنگیر ہوا
کہ ایسا ہو کہ عائشہ دنیا کو اور زینت دنیا کو اختیار کرے منہاج صفحہ ۶۵۵ ہمکو امید

کرنا چاہیئے کہ بہرحال مسلمان بیبیان ممالک مغربی و شمالی کی امہات مومنین سے زیادہ
وفادار و تابعدار شوہر کی ہوتی ہین اور اونکے شوہر اونسے بہت ایذا نہین کھینچتے
نکر ہی اگرچہ عائشہ جیسی ماں ویسی بیٹی کی مصداق نہین اور انہون نے حضرت کی ازواج
کے اخلاق نہین سیکھے۔ ہم اس طوفان بدتمیزی کے افسانہ سوز کو کہانتک بیان کرین

جواب

جو کچھ آپ نے تحریر کیا کہ ان ازواج کی وجہ سے خصوصاً عائشہ و حفصہ کی جدت سے لڑائیان
ہوئین خاندان مٹ گیا آل محمد کی حق تلفی ہوئی۔ معرکہ کربلا کی بنیاد پڑی۔ علی کو خراب کیا
فاطمہ کو غمزدہ گوشہ میں لوٹایا وغیرہ وغیرہ ان امور کا آپ نے کچھ ثبوت نہین دیا۔
اور اگر موجب عقیدہ اہل تشیع یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ
کے نزدیک صرف انہین دو زوجہ کا قصور تھا دیگر ازواج کا کچھ قصور نہین پھر تعدد ازواج
اور کثرت ازواج کا کیا قصور ہے اگر قصور ہوگا تو جس نے جیسے کیا ہوگا اسی کا قصور ہے اور فرض کیجیے کہ اگر
ایک ہی زوجہ ہو اور اُس سے کوئی امر حادث ہو تو شاید آپ کہینگے کہ ایک زوجہ بھی نکرنا چاہیے تو اصل ازدواج ہی
مذموم ٹھہرا پس اگر کثرت ازواج سبب ہوتا تو چاہیے تھا کہ سب ازواج سے ایسے ہی افعال ظہور میں آتے لیکن دیگر
ازواج نے ایسا نہین کیا بلکہ بقول آپ کے صرف انہین دو نے ایسی حرکتیں کی ہیں اگر یہی دو یا انہین سے صرف ایک ہی حضرت
کے عقد مین ہوتی تو یہی سب فتنہ برپا ہوتے اُس وقت آپ کیا اعتراض کرتے مگر مین کہتا ہون
اگر یہ سب فتنے ازواج نبی کی ذات سے ہوتے تو حضرت نے جو کچھ کیا ہے حکم الٰہی اور مصلحت
خداوندی سے کیا اگر بالفرض سب ازواج کافر یا مرتد ہو جاتین تو حضرت کا کیا
قصور تھا۔ زوجہ لوط نے اونکے سامنے نافرمانی کی اور وہ نمک کا ستون بن گئین۔ پیدائش ۱۹
بعض ازواج حضرت سلیمانؑ کافر و بت پرست ہو گئین اور سوائے خدا کی اورون کی
پرستش کرنے لگین۔ سلاطین باب ۱۱ اگر بعد حضرت خیر الانام کے تمام ازواج کافر ہو جاتین
حضرت پر کیا الزام ہو سکتا تھا۔ اگر حضرت مریم اور دیگر بہن بھائی حضرت عیسی کے اُنحضرت پر

ایمان نہ لائے تو حضرت عیسی کا کیا قصور ہی - حضرت عیسیٰ نے تو ایک بہی تبی بی ہنین کیا
پہر کسنے فتنے برپا کئے کسنے کافر کہلوایا - کسنے موہنہ پر تہکوایا اخر کسکی بدولت لوگون نے
گہونسے مارے - سر کنڈا مارا - کانٹون کا تاج پہنوایا - مضحکہ کیا - طمانچے مارے سولی پر
چڑہا دیا - زوجہ تو کوی بہی نتہی پہر جانتے ہیٔے تہا کہ کچہ بہی نہوتا - آپ کیا اونکے شان مین بہی
یہ مصرع کہین گے ع شامت اعمال ما صورت نادر گرفت -
اب جو کچہ حضرت نے ازواج سے آزار اوٹہائے اور مہینہ بہر اونکے یہان جانا ترک
کردیا اوسنے اور بہی زیادہ ان ازواج کے ہونیکی ضرورت پائی جاتی ہی - کیا وجہ تہی
جو باوجود ایسے آزار اوٹہانے کے حضرت اونکو ترک نکر دیتے لیکن کیونکر ترک کرتے
اونمین سے بعض کو تو حضرت نے پرورش کے لحاظ سے رکہا تہا اور بعض کو بعض رواجوں کے
توڑنیکی غرض سے اور بعض کو اونکے اعزا کو جنہیں قریب بنانے اور وقت پر کام آنیکے واسطے
عقد مین لائے اور یہ بہی خیال تہا کہ اگر چہوڑ دی جائین گی تو مسلمان اسوجہ سے کہ انپر حرام
ہین عقد نکرینگے اور جب ایسا ہوگا تو یہ تہو کہ کفار کے یہان چلی جاوین اور لوگ پہر انکو
کافر و مرتد بنادین بہر حال اکثر وجوہ و مصالح دینی و دنیوی سے اونکو نہین چہوڑ سکتے تہے
پس جیسے مصلحت اونکے ساتہ عقد مین تہی ویسی ہی اونکے ترک کرنے مین بہی تہی -
علاوہ اسکے جو کچہ دیگر مصالح دینی و دنیوی بحسب مرضی خداوندی ہون اونکو ہم کیا
جان سکتے ہین - لیکن حضرت نے ایک ماہ بسبب نہ آنے وحی الہی کے اونسے کنارہ کیا
اور ازواج کی تنبیہ و تادیب اسطرح فرمائی - بعد اسکے وحی آئی یعنی آیہ تخییر نازل ہوئی -
لیکن آپنے جو ۲۹ دن کے مہینے گنے پر حضرت کے استہزا کیا ہی تو ہم بہی آپ کی فراست کی
داد دیتے ہین - سید امیر علی صاحب سچ کہتے ہین ان ازواج سے اکثر عہدہ نتائج ظہور مین
آئے تاریخ اوٹہا کر دیکہئے - قبیلہ بنی مصطلق سے صلح ہوگئی - ابوسفیان نے نام دینیہ کے
سبب سے مصالحت چاہی اور علاوہ ان کے اور امور مین جنکا تذکرہ ضرور نہین صاحبان

علم روشن ہے۔
یہ امر ملحوظ رہے کہ اہمہای عربی ۲۹ یا ۳۰ دن سے زائد نہین ہوتے اور تیسرے برس ماہ
فروری بھی ۲۹ دن کا ہوتا ہی کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ وہ مہینہ ۲۹ دن کا تہا یا فروری
تیسری برس ۲۹ دن کا تہا معلوم نہین آپ اسپر تمسخر کیا کرتے ہین۔
پہر آپ فرماتے ہین کہ مسلمان اپنی ازواج سے ویسی ایذا نہین کہنچتے کہ جو حضرت نے
کہینچی اور یہ سب نتیجہ اونکی کثرت سے ازدواج کرنیکا ہی ہم بھی یہ کہہ سکتے ہین کہ جو کچھ
حضرت عیسے نے اپنے دعوے کے سبب آزار اوٹہایا ہے وہ کسی ایک عیسائی کو بھی نہین
اوٹہانا پڑتے عیسائیون کے واسطے تنخواہین مقرر ہین جو پرا ہو نیر کہڑے ہوکر و غذا کر
ہین مگر کچہ تکلیفین نہین اوٹہاتی پڑتین عیش کرتے ہین پہر اس عقد سے حضرت عیسی علیہ السلام پر
کیا اعتراض ہوسکتا ہی لیکن یہ تو آپ بالکل غلط کہتے ہین کہ حضرت کو صحبت نسوان سے فرصت
کہان ہتی فرمائیے تو سہی کہ یہ سب جہاد کرنے کے لئے شریعت اسلام کسنے جاری کی طریقہ
عبادات دعا و مناجات اخلاق و دینیات اور معرفت خالق کائنات اور مواعظ و نصائح
دنیوی و اخروی و احکام معاد و معاش جنسے کتب اسلام مالامال ہین زبان معجز بیان کے
کسنے ارشاد کیے اور کسی رسول برحق نے جسکی شریعت شرق سے غرب تک شمال سے جنوب تک
پہیلی ہی جسکا اعتراف خود مسیحی لوگ کرتے ہین جیساکہ اوپر گذرا آپ ہین کس خواب خرگوش مین
اس تہوڑے زمانہ مین حضرت نے وہ کام کیا جو حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک کسی
سے بھی نہوا تہا مگر آپ کے جہوٹ کی کوئی انتہا نہین ہی جو جانا گھڑ لیا پہر اگر آپ کا
ایسا ہی قیاس ہی تو حضرت داؤد علیہ السلام کو سو بیبیو والے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو
ہزار بیبیون سے ایکدم کے لئے فرصت نہ ہوگی پہر انہون امور احکام شریعت انتظام امور
سلطنت جہاد کفار تہذیب المقدس اور فیصلجات شرعی و مواعظ و نصائح وغیرہ کون
کرتا ہوگا۔

دفعہ سوم

ہمارا مخاطب یہی کہتا ہے کہ حضرت نے غریب و نادار بیوہ زنون کو جو کوئی ذریعہ معاش نہ
رکھتی تہین اپنے حرم محترم مین داخل کرکے اونکی پرورش اور دستگیری کی اسکی تردید تو سابق
مین کماحقہ ہو چکی - مگر یہ قول بہی غضب کا ہی قول کیا کشت زعفران ہی اور صرف آپ
ہی کا حصہ ہے اوس زمانہ اور اس قوم کے حالات کے موافق صرف یہی طریقہ ان بیچاریون
کی پرورش کا تہا بیوہ پروری کا طریقہ اوس زمانہ مین جورو بنانے کا تہا - صرف یہی طریقہ
تہا - ای حضرت زینب بنت جحش کی بابت جو لکہا ہے کہ وہ پالتی تہی یتیمون اور بیوہ عورتون
کی ہی مبلغ صفحہ ۸۶ تو کیا اس سے ہم یہ نہ سمجہین کہ حضرت کی جورو زینب رضی اللہ عنہا بیواون
کو اپنی جورو بنالیتی تہی اور نہ کوئی طریقہ عرب مین بیوہ پروری کا تہا اگر نہ ہوتا تو حضرت اہل عرب سے
کیون فرماتے ہین کہ بیوہ محتاج کی پرورش بہائی کا ثواب مجاہد کے ثواب کی برابر ہی -
مشارق الانوار حدیث نمبری ۱۲۹۳ ہمارے مولوی ثبالوی کو اس بیوہ پروری کے عذر نے
بہت ستایا ہی چنانچہ مخالفین کا یہ اعتراض نقل کرتے ہین - اغراض نکاح تو اور ہی ہین -
جنکا بیان تمہارے کلام مین ہو چکا یعنی تسکین و عفت نفس اور اولاد صالح کی طلب
صفحہ ۱۴۰ آنحضرت کو ان نکاحون سے صرف یتیم پروری اور دوست یا دشمن نوازی منظور تہی
تو یہ یون ہی ہو سکتے تہے کہ ان لوگون کی تنخواہ مقرر کر دیتے یا اور سبیل سے احسان کرتے
ان عورتون کو نکاح مین کیون پہنسالیا اگر اتنا ہی مقصود تہا صفحہ ۱۹۱ اسکا جواب مولوی صاحب
سے یہ نہین آیا بجز اسکے کہ اولاد خصوصاً نرینہ ان نکاحون سے مطلوب تہی بس بیوہ پروری
کا خیال تو دہرا رہ گیا - یہ عورتین ضرور اس قسم کی ہونگی - جن سے اولاد کی توقع کیجا سکتی
ہی بس بڑہاپی کو رونا ہے سو وہ ہے اور اولاد کے تمنا کے بارہ مین آئندہ عرض کیا جاویگا
اگر بیوہ پروری پر حضرت کے دوسرے وکیل حکیم نور الدین صاحب کو ایک پاکیزہ برہان سوجہی
تہی اور انہون نے جج صاحب اور نیز مولوی صاحب کو مات کر دیا آپ فرماتے ہین ان ایام

بین چند بیوہ عورتوں کی پرورش۔ اگر بدون نکاح حضور متکفل ہوتے تو یاوہ ذری اور الزام برکمر
بندہتے فصل الخطاب جلد اول صفحہ ۲۹ یعنی حضرت نے پادریوں کے ڈر کے مارے بہت
سے نکاح کر لئے یہی یہ بہا ایک ہی ہوئی میرا گمان تو یہ ہے کہ محمد صاحب کو خدا کسی کا نہیں ہے
تہا۔ جوروں کے معاملہ میں وہ خدا سے بہی نہیں ڈرے۔ مگر ہاں اونکے وکیل پادریوں
کے اعتراضات کو دیکھکر حیران ہیں اور مضطرب و پریشان ایضا صفحہ ۲ اور یہ کچہ بیہوش کی
مانند رہے ہیں بہرکیف سید صاحب کو بہی معلوم ہو گیا اور حکیم صاحب کو بہی بیوہ پروریکا
حیلہ کیسا باطل تہا کیونکہ اگر حضرت کو بیوہ پروری کا خیال ہوتا اور اس فیاضی کے آگے
غرب میں کوئی پیچیدگی حائل ہوتی تو حضرت ان رانڈوں سے اپنے بال بچہ دار رانڈوں کی
دستگیری کرنا زیادہ مناسب سمجہتے۔ مگر ہم تو کبہی یہ صلاح کرم نہیں سنتے۔ کہ بخشیدہم
اگرچہ مصلحت نہ دیدم۔

جواب

ہم نہیں کہہ سکتے کہ سید صاحب نے یا محمد حسین صاحب منادی نے یہی ایک بیان کی ہو بلکہ انہوں نے بقول آپ کے یہ بہی کہا ہے کہ تسکین و
عفت نفس و اولاد صالح اور پہر یہ بہی کہا ہے کہ تالیف قبائل عرب و حصول موافقت و مجالست و ترغیب
دین اسلام و اطفاء نائرہ مخاصمت و مغایرت وغیرہ مظنون ہیں اہل اسلام کو ضرورت اس کی
نہیں ہے کہ وہ حضرت کے ازواج کے فواید یا مصالح ضروری بیان کریں یا قیاسات سے حضرت کی
بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ خواہ کسی مصلحت سے ہو خواہ حظ نفسانی کیواسطے ہوں حضرت نے بحکم خداوند عالم
کیا اونکو حکم دیا گیا تہا اختیار دیا گیا تہا کہ وہ یوہیں کریں دیگر انبیا نے جو کثرت سے کی ہیں
کیں تو کوئی عیسائی ہمکو اونکے مصالح یا فوائد نہیں بتلا سکتا ہے اور اگر انبیا نے کیں تو
انہوں نے بہی کیں اونکے واسطے وہ حکم تہا انکے لئے یہ حکم ہے آپ نہیں بیان کر سکتے
کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے جو جو کیا اوسکے وجوہ و مصالح کیا کیا تہے اور اگر آپ کچہ
وجوہ قیاسی تعلیم کرینگے تو یہود و ہنود و مخالفین کب مانینگے اگر آپ عذر کہینگے

اگر اونکو حکم خدا یونہین تہا پس اب سکے اعتراضات پر مسلمان بہی کہدینگے کہ یہی اونکو حکم تہا مگر
جہانتک قیاسات سے مصالح پائے جاتے ہین وہان تک لوگ رای زنی کرتے ہین
اور اوسکے بعض بعض مصالح وحکم بہی بیان کرتے ہین لہذا حضرت کا صرف یہی ایک منشا تہا
بلکہ دیگر مصلحتین بہی تہین لیکن اپ نے جو فرمایا کہ اگر یہی منظور تہا تو اونکی تنخواہ مقرر فرماتے
یا اور طریق سے احسان کرتے اونکو نکاح مین کیون پہنسا لیا جو کہ ہم قایل ہین کہ ہماری بعثت
ایسی بیمثل ولاجواب ہے کہ اوسمین کوئی بات خالی حکمت ومصلحت سے نہین تو ہم اوسکے
وجوہ عقلی کی راہ سے کہہ سکتے ہین کہ شاید نکاح کر لینے مین یہ مصلحت تہی کہ صرف
تنخواہ مقرر کر دینے مین کوئی اونکا وارث نہ قرار پاتا اور وہ بے والی وارث رہتین تو صرف تنخواہ
مقرر کرنا یا کسی دوسری سبیل سے احسان کرنا کافی نتہا اور تنخواہ وغیرہ اس عورت کو کہ جسکا
کوئی وارث نہو اس سے بہتر نہین ہے کہ تنخواہ کچہہ بہی نہو لیکن وارث موجود ہو اور فاقہ کشی
کرنا وارث کی موجودگی مین بے وارثی کی حالت سے بہتر ہے اسیوجہ سے جسوقت حضرت نے
ازواج کو آیہ تخییر سنائی ہے تو اوسوقت ازواج نے دوڑ کر حضرت کے گلوئی مبارک مین بانہین
ڈالدین اور کہا کہ ہم نے خدا اور رسول کو اختیار کیا (حیات القلوب) یہ عورتین جانتی تہین
کہ اپنے بہتر وارث کوئی روی زمین پر نہین ہی لیکن آپکے اس کلام سے کہ نکاح مین کیون
پہنسا لیا جبر معلوم ہوتا ہی یعنی وہ راضی نتہین بلکہ پہنسی ہوئی تہین مجبور تہین تو ایسا ہرگز نتہا
اونکو اختیار دیا گیا تہا کہ اگر وہ چاہین تو چلی جاوین لیکن اونہون نے ہرگز اسکو گوارا نکیا باوجودیکہ
حضرت کے ساتہ رہنے مین شرایط بہی ستہے کہ بعد حضرت کے وہ عقد بہی نہ کر سکینگی
جسکو حضرت چاہینگے بلاینگے جسکو چاہینگے نہ بلاوینگے ان سب باتون پر اونہون نے
حضرت ہی کو اختیار کیا جناب آپ نہین جانتے جو لوگ گہر والے ہوتے ہین وہ گہر کے حال سے
خوب واقف ہوتے ہین اون عورتون کو اسکا یقین تہا کہ حضرت ضرور پیغمبر ہین اسلئے اونکو
حضرت کا ترک کرنا منظور نتہا اور حکیم نورالدین صاحب جو یہ کہتے ہین کہ اگر حضرت بغیر نکاح

مستقل ہوتے تو بادی اور الزام ہیکہر بانڈہتے اسکا یہ مطلب نہین جیسا آپ سمجھتے ہین کہ
پادریون کے ڈرسکے مارے ایسا کیا انکو پادریون اور عیسائیون کا کیا خوف تہا انہین
لوگون کے مقابلہ مین حضرت نے دعوی نبوت کیا اور جو کچھ کیا وہ کتب تواریخ
سے ظاہر ہے جسکا دل چاہے دیکھ لے کہ بجز خوف الہی کسی کا خوف نتہا اور جو کچھ حضرت عیسی
علیہ السلام نے بخوف یہود کیا ہوگا وہ آپ کو معلوم ہوگا۔ پس حکیم صاحب کا یہ مقصود ہی کہ
تم لوگ کبھی نیک بات دیکھتے ہی نہین ہمیشہ بدی پر نظر رکھتے ہو اگر ایسا کرتے تو تمکو
یہ التباس دوسری قسم کی اعتراض کی ہوتی اور اسکے بعد جواب سے نے یہ فرمادیا کہ عورتون کے
معاملہ مین حضرت خدا سے بھی نہین ڈرتے ہم نہین جانتے کہ آپ کا موتہہ ہی کیا ہی کبھی آپ کچھ
کہتے ہین کبھی کچھ کہتے ہین ابھی اسماء کنندیہ کے حال مین آپ فرما چکے ہین کہ خدا کے نام نے
حضرت کے دل کو ہلادیا اب جو کچھ آپ یہان فرمارہے ہین اسکے کیا معنے ہین آپ کی باتین
مثل منتشر الحواس کے ہین بہر حال حکیم صاحب کو بھی معلوم ہوگیا اور سید صاحب کو بھی معلوم
ہوگیا کہ حضرت کا منشاء بیوہ پروری بھی تہا اور دیگر مصالح بھی تھے اور تعمیل حکم الہی بھی
تہی سو دنیا کو بھی معلوم ہوگیا کہ مخاطب صاحب کے اعتراضات واتہر لغیات مین بجز لفاظی قوت
روحانی بالکل نہین ہے من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

دفعہ چہارم

بعض مولویون نے حضرت کی کثرت ازواجی مین ایک یہ امر بھی پیش کیا ہی کہ جب اسلام
خوب پھیلنے لگا اور بہت سی عورتین مسلمان ہوگئے تو ضرور ہوا کہ اسلام کی باتین سکہلانے
والے بھی زائد ہون مردون کے لیئے مرد اور عورتون کے لیئے عورتین تاکہ تبلیغ احکام
الہی اچھی طرح انجام پاوے ظاہر ہے کہ جسطرح عورت سے عورت ہر ایک امر کہہ سکتی ہی
اور دریافت کرسکتی ہی مرد سے ہرگز نہین کرسکتی اسلئے ضرور تہا کہ آپ کی ہم صحبت عورتین
بھی ہوجاوین تاکہ وہ عورتون کو احکام شرعی ہو نچائین اور یہ امر ممکن نتہا بغیر اسکے کہ آنحضرت

متعدد نکاح کرین نہ کیونکہ شریعت محمدیہ مین غیر عورت کا ہم صحبت رہنا جائز نہین ہے۔ البتہ شریعت عیسوی مین غیر عورتون سے خلا ملا درست ہی اور شاید اسوجہ سے عیسائی عورتین نے تکلف اونسے روک ٹوک غیر مردون کے پاس خلوت اور جلوت مین جاتی ہین۔ مگر اسکی وجہ سے جو کچھ فتنہ وفساد مقصور ہے وہ ظاہر ہے مولوی محمد علی کانپوری کی تلبیسات صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۳ ای کاش کہ اس معذرت کا کوئی ایک جملہ بھی توضیح ہوتا۔ ہم کہتے ہین سکیا کوئی استثنا کسی مسلمان کے لئے اس حکم شریعت مین کہ چار عورات سے زیادہ کوئی شخص ایکوقت مین نکاح نہ کرے روا رکھی گئی ہی چاہیئے کیسی ہی ضرورت درپیش ہو کوئی مسلمان چار سے زیاد نکاح نہین کرسکتا پس اب شریعت اسلام نے محمد صاحب کے اس فعل کو اس کیلئے جایز ہے وہ اب کے معذرت والے ضرور تسلیم ہی کی جائے حرام ٹھہرا۔ پس کیا محمد صاحب تبلیغ اسلام سے حلال فعل کے لئے چار سے زیادہ جورو رکھنی کے حرام فعل کو جایز رکھین گے اور اگر جایز رکھین تو کیونکر حرام کار نہ کہلائین گے۔

۲۔ عورتون کی تبلیغ کے لئے ایک مسلمان شوہر کافی نتہے کیا اب وہ کافی نہین ہم آپ کو بلکہ محمد صاحب کو ایک بہتر صلاح دین محمدی صاحب مردون کو تبلیغ اسلام کرین مرد اپنی جورون کو اپنی ماؤن کو اپنی بہنون کو اپنی بہاجیون کو اپنی بہو بیٹیون کو تبلیغ اسلام کرین۔

(۳۔ پردہ کی رسم عرب مین ویسی نتہی جیسی مسلمان اب ہند مین کرتے ہین عورتین بے بدن مین مردون کے ساتہ نماز کرتی تہین احکام شرعی لوچھنے کیواسطے القیبہ نکے پاس آتی تہین خود حضرت کی جورو بے پردہ کرتی تہی فوج کی سرداری کرتی تہی جنگ جمل مین احکام نافذ کرتی تہی۔

۴۔ پردہ کی رسم ابتدا زمانہ محمد صاحب مین نہین ہوئی بلکہ جب حضرت ۱۸ برس تک نبوت کا دعوی کر چکے اور ایک عمر تبلیغ اسلام مین بسر کر چکے تب حکم پردہ نافذ کیا۔ جبکہ آپ ایک ساتہ چہہ جورون کے خصم بن چکے تھے اور وہ بھی جبکہ آپ زینب کو قصد غسل کرتے ہوئے ننگا

دیکہکر اوسپر عاشق ہوچکی تہے اور المرء یقیس علی نفسہ اس ڈر کے مارے کہ شاید سب
مسلمان بہی ایسا ہی کرین تم آپنے سنہ ۵ ہجری مین اپنی عورات کی بابت پردہ کی آیت
اتاری چنانچہ زینب کے قصہ مین مدارج والا لکہتا ہے۔ شریعت حجاب بہی اس قصہ مین
وارد ہوئی اور فیض الباری والا لکہتا ہے کہ امت کی عورتونکی پردہ کا حکم حدیث صحیح صریح سے ثابت نہین ہوا صفحہ ۹۶ مطبوعہ لاہور
ا حضرت عورتون سے ایسی شرم کی باتین بیان کرتے تبلیغ اسلام کراتے اور عورتین
بہی ایسی بیحیائی کی باتین انسے دریافت کرتی تہین کہ مجکو حیرت ہی کہ یا الہی وہ کونسا
حکم شریعت اسلام کا تہا کہ کوئی عورت نے جہجہک حضرت سے جو وہ نہ پوچہہ سکتی تہی اور جسکے
انے مین حضرت کو سرمو تامل ہوتا چنانچہ پارہ اول صحیح بخاریمین باب الحیاء فی العلم مین
ہے کہ ام سلیم آئی رسول اللہ پاس اور اوسنے کہا یا رسول اللہ مقرر خدا حق بات سے شرماتا
نہین کیا عورت پر غسل واجب ہے جو . . . ہو پس فرمایا حضرت نے اگر . . .
دیکہیے عورت اسوقت تک مونہہ کہولے ہوئے حضرت سے ہمکلام تہی اب حضرت نے
ب بی شرمی کیطرف اشارہ کیا کہ عورت شرماگئی۔ پس ام سلیم نے اپنا مونہہ ڈہانک لیا
اور کہا یا رسول اللہ کیا عورت بہی . . . ہوتی ہی فرمایا ہان اور شاید مونہہ ڈہانکنے پر
خفا ہولے فرمایا خاک آلودہ ہو تیرا داہنا ہاتہہ (جس سے چادر مونہہ پر لے آئی تہی
پس کس لئے ہم شکل ہوتا ہی اوس سے بچہ اسکا حضرت تو اس نے حجابی کی باتون سے
بی حجاب کرنیسے خفا ہوتے ہین۔ اور آپ پردہ داری کرتی ہین۔ شاید اس نے
بائی کی گفتگو کی نظیر مسیلمہ اور سجاحہ کی گفتگو ہو) ذرا سمجہئے تو یہ مسلمان عورت اور
مسلمانون کے نبی کیسے نے تکلف اور نے روک ٹوک خلوت وجلوت کر رہے ہین
اور آپ عیسائی عورتون پر طعن کرتے ہین ۹ شرم ایہ تو ایک غیر عورت نے حضرت
سے مسئلہ پوچہا اب مین ایک اور نظیر اس بات کی دیتا ہون حضرت کی زوجہ غیر مرد سے
کسطرح مسئلہ شرعی بیان کرتی ہی اسی پارہ صحیح بخاری کے آخر مین ہی کہ سلیمان بن

یسار سے روایت ہی کہ مین نے عائشہ سے اسکا حال پوچھا جو کپڑے پر لگ جاوے
کیا مین دہوتی تہی۔ کپڑے سے منی کے پس نماز کو جاتی اور کپڑی مین تری رہتی تہی۔
یعنی مرد عورت کو وہ بتاتا ہی جو عورت ہی خوب جانتی ہی اور عورت مرد کا حال ایسا بتاتی
ہے کہ مرد شرما جاوے اسیطرح بخاری پارہ ثانی مین عائشہ سے روایت ہی کہ جیسا
حضرت کی جورومین سے کسی کو . . . اور حضرت اسکے ساتہ اسی حالت مین مباشرت
کرنا چاہتے۔ آگے بڑی منے شرمی کا عمل مذکور ہے ہم ترک کرتے ہین) جو چاہے کتاب
پڑہے فیض الباری ترجمہ اردو بخاری مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۷۳ آخر کچہ بی شرمی کی
انتہا ہی ہی . . . مین مباشرت اور ام المومنین کا اوسکا یون علانیہ بیان کرنا اور امام
بخاری کا اس سے مسائل اخذ کرنا بدین ریش فش۔ اور اگر ان مسائل کے سیکھنے کیلیے
عورتین ضرور ہتین تولا کلام ضرور رہتا کہ حضرت کی ہمصحبت عورتین ہی ہو جادین تا کہ
عورتون کو احکام شرعی سے سکہادین اور یہ امر ممکن تہا بغیر اسکے کہ آنحضرت متعدد نکاح کرین
بیشک کیونکر ان مسائل کے بتلانے کیلیے پورا ہٹیبر ہونا چاہیے تہا مگر ایک ہم نہ
سمجہے کہ صرف بی بی عائشہ کافی نہتین کہ تمام عورتون کو بتادین کہ حضرت کسطرح نعبت
کرنے تہے کون کون حرکات عمل مین لاتے تہے کپڑا کیسے صاف کرتے تہے ایام مین
کسطرح مباشرت کرتے تہے۔ کیا ضرور تہا کہ ان گندگی کی مسائل کی تبلیغ کیلیے چار سے زیادہ
عورتین حضرت کی ہم صحبت ہوتین۔ پس یہ کیا عذر بدتر از گناہ ہے۔
۶۔ آپ کو یہ بہی معلوم ہو کہ مثل مردون کے حضرت عورتون کو بہی وعظ سنایا کرتے تہے
چنانچہ پارہ اول صحیح بخاری مین ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ تحقیق نبی بلال
ساتھ نکلے اور گمان کیا کہ عورتون نے وعظ نہین سنا۔ سو حضرت نے اونکو وعظ سنایا اور
دوسری حدیث مین اسی جگہہ یون مرقوم ہی ابی سعید خدری سے روایت ہی کہ عورتون نے
نبیؐ سے کہا کہ آپ کے پاس مرد ہمپر غالب آگئے پس آپ ایکدن خاص ہمارے واسطے مقرر فرماوے

حضرت نے عورتون سے ایکدن کا وعدہ کیا جسمین اون سے ملاقات کی
اور وعظ سنایا پس جناب مولوی صاحب آپ تبلیغ اسلام کے لئے حضرت
کو تعدد نکاح کرنے پر مجبور نکرین وہ تبلیغ اسلام بغیر نکاح کے کررہے ہین
اور نکاح بغیر تبلیغ اسلام کے ۔

جواب

ان صاحب یہ بہی مظنون ہے کہ شاید شریعت اسلامی کا ایک یہ بہی منشا ہو
کہ عورتین عورتون کو مسائل شرعی بتلائین ۔ ہم بیان کر چکے ہین کہ حضرت کو
چار ازواج سے زاید کی اجازت تہی ۔ لیکن امت کیواسطے صرف چار عقد کی اجازت
تہی نہ زیادہ لہذا حضرت نے جو زاید عورتین کین تو وہ فعل حرام نتہا بلکہ باجازت
و حکم خداوندی تہا جسکو ہم ثابت کر چکے ہین حضرت کو یہی مقصود تہا کہ عورتین
عورتون کو مسائل تعلیم کرین تو بہتر تہا جہانتک ممکن ہو ۔ عورتین مردون سے
مسائل حالات نسوانی نہ سیکہین ۔
آپ نے عجب صلاح بتای ہے کہ محمد صاحب مردونکو تبلیغ اسلام کرین
مرد اپنی جورون کو اپنی ماؤن کو اپنی بہنون کو اپنی بہانجیون کو اپنی بہو
بیٹیون کو تبلیغ اسلام کرین آپ کی صلاح کا کیا کہنا ۔
سبحان اللہ کیا بہتر صلاح ہے اس صلاح کی پابندی کون شخص
کرے جو اپنی مان بہنون کو احکام نجاست و طہارت نسوانی تعلیم دیا
کرے بہر حال اگر آپ صلاح کار انبیاء سابقین کے زمانہ مین
ہوتا تو حضرت موسے علیہ السلام کو مشورہ دیتا کہ احکام ہمبستری اور
احکام
نجاست و طہارت مرد و عورت اور غسل وغیرہ و دیگر احکام

مجمع بنی اسرائیل مین بلکہ سامنے زن و مرد کے بیان کرنا لائق بغرم ہے اپ ہرگز نہ بیان کیجیے - خواہ تبلیغ حکم خدا ہو یا نہو ہمکو تو یہ امور لایق شرم معلوم ہوتی ہین اپ کے نہونے سے پیغمبرون نے معلوم نہین کیا کیا تعلیم کیا مگر کیا کیا جاے کہ اپ اصلاح کار او سوقت موجود نتہا اگرچہ رسم پردہ داری شروع اسلام مین نتہی لیکن پردہ سی اور تبلیغ احکام سے کیا واسطہ خواہ پردہ کی رسم ہو خواہ نہو احکام نافذ ہو سکتے ہین اپکا طعن حجاب و پردہ داری شاید اس وجہ سے ہو کہ اپکے یہان پردہ نہین ہی تو پردہ و حجاب مین مصالح کثیرہ ہین جنکا بیان باعث تطویل ہی اور برہنہ دیکہنا زینب کا محض افترا و بہتان ہی -

آب رہگیا حضرت کا بیشرمی کی باتون کا عورتون سے کہنا اوسکا جواب سنئی کہ اگر یہ روایات صحیح تسلیم کرلیجاوین تو یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے کوئی مسئلہ شرعی پوچہے تو بشرط معلوم اوسکا چہپانا یا نہ بتلانا جائز نہین ہی خواہ وہ کیسا ہی بی شرمی کا مسئلہ کیون نہو اسیواسطے اگر پیغمبر خدا سے سوال کیا گیا یا اونکو یہ معلوم ہوا کہ فلان عورت کو مسئلہ معلوم نہین ہی تو اسکا بتلانا فرض ہے اسیوجہ سے ام سلیم کو حضرت نے اوسکے پوچہنے پر حکم خدا سے اگاہ کیا اگر حضرت اسکو نہ بتلاتے تو اوسکے عبادات یا نماز و روزہ وغیرہ فوت ہوتے لیکن اپنے جو یہ فرمایا کہ حضرت اوسکے حجاب کرنیسے اور منہہ ڈہکنے سے خفا ہوئے ہین اسکی چند وجوہ ہو سکتی ہین - اول یہ کہ حضرت کو اسوجہ سے اسکا مونہہ ڈہانکنا شاید ناگوار ہوا ہو کہ وہ پہلے ایسا شرم الود مسئلہ کیون پوچہتی ہی کیا وہ نہ جانتی تہی کہ جیسا سوال کرونگی ویسا جواب ملیگا - دوم یہ کہ خود اوسنے کہا تہا کہ یا رسول اللہ مقرر خدا حق بات سے شرماتا نہین اور جب پوچہ چکی تو پہر اب اوسکی شرم بیجا تہی کیا یہ ممکن ہی کہ وہ خدا سے بہی زیادہ صاحب حیا سمجہی جاے بس اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ صرف ریاکار ہی یعنی اظہار اپنی حیا کا کرتی ہی - تیسرے یہ کہ جب عورتین مسائل بتلانے کو موجود ہین تو پہر خود حضرت ہی سے پوچہنا

کیا فرض ہی اور اگر پوچھا تو شرمانی کی کیا وجہ ہے - پس اب پر واضح ہو کہ احکام شرعی کا
تبلانا شرم مین داخل نہین ہی اور احکام شرعی وہ امور ہین کہ اگر نہ تبلائے جائین تو ایمان جاتا رہے
لیکن اگر ان احکام کے تبلانی کو آپ نے شرمی سمجھتے ہین تو پہلا الزام خدا پر عاید ہوگا -
کہ اوسنے یہ سب کچھ تبلایا اور پہر حضرت موسےؑ نے زنان و مردان بنی اسرائیل کو سکہایا
اور پہر عہد حضرت عیسےؑ تک کاہنان و قاضیان و سلاطین و انبیا نے توریت کی تعلیم
و تدریج پر کوشش بلیغ کی چنانچہ احبار باب ۱۲ - پہر یہواہ نے موسیٰ سے یہ کہتے ہوئے
کلام کیا اور وہ . . . کو سبب ۳۳ دن ٹہری رہے اور کسی چیز مقدس کو نہ چہوئے اور جب تک
اسکے پاک ہونے کے دن اوپن مقدس مین نہ آوے اور اگر لڑکی جنے تو دو ہفتہ جیسی اوسکی
. . . کا حکم ہی ناپاک رہیگی اور ۶۶ روز اس کے . . . کے لئے ٹہری رہیگی اور جب اسکے
پاک ہونیکے دن بیٹے کے لئے ہون یا بیٹی کے آوین تب وہ برہ یکسالہ سوختنی قربانی کیلیے
اور بچہ کبوتر کا یا قمری خطا کی قربانی کے لئے جماعت کے خیمے کے دروازے پر کاہن کے
پاس لاوے وہ اوسے یہواہ کے سامنے گذرانے اور اسکے لئے کفارہ دے اور اوسکو
اسکے . . . سے پاک کرے بیٹا اور بیٹی جنے کا حکم ہے

پندرہوان باب ورس ۱۶ اور جب کوئی شخص . . . ہو تو وہ اپنا سارا بدن پانی سے
دہوئے اور شام تک ناپاک رہیگا - ورس ۱۸ اور جب مرد عورت کیساتہ صحبت کرے اور
. . . ہووے تو وے دونون پانی سے غسل کرین اور شام تک ناپاک رہینگے ورس ۱۹ اور جب عورت
. . . ہو وہ سات دن تک جدا کیجائے جو اوسے چہوئے گا وہ شام تک نجس رہیگا
ورس ۲۰ اور وہ سب چیز جسپر وہ اپنی جدائی کے ایام مین جہوٹی ناپاک ہے اور ہر ایک چیز جسپر وہ بیٹھی ناپاک ہو اور جو کوئی اوسکے
بستر کو چہوئے اپنے کپڑے دہووے اور پانی سے غسل کرے اور وہ شام تک ناپاک رہیگا
اسیطرح برتن کی نجاست وغیرہ ورس ۲۴ - اور اگر مرد اوسکے ساتھ سوتا ہے اور اسکو
(. . .) ہوا تو یہ سات دن تک ناپاک رہیگا - اور ہر ایک بستر جسپر وہ مرد سوئیگا ناپاک ہوگا

اب دیکھیئے یہ وہ احکام ہین جو خدا نے موسے سے کہے اور کچھ شرم نہ آئی اور عورتون سے
کہہ گئے اور کچھ حیا نہ آئی اس سب سے زیادہ یہ کہ جب کہ عورتین کفارہ لیکر جماعت کے
خیمے پر آتی ہونگی اور کاہن سے اپنے . . . . سے پاک کراتی ہونگی تو کیا حیا
ہوتا ہوگا اور توریت دیکھکر مخاطب صاحب کو شرم آتی ہوگی۔ پس تبلیغ احکام شرعی
بیشرمی نہین ہے اور جن لوگون نے یہ رای لکھی کہ بذریعہ عورات کے احکام الہی کی تبلیغ
اچھی طرح پر ہو یہ مقصود نہین کہ بغیر عورتون کے یہ کام نہ چل سکیگا بلکہ فی الجملہ سہولت
ہوگی اس خیال سے کہ شاید عورتین بسبب شرم و حیا کے مردون سے صاف صاف
نہ دریافت کر سکین تو عورتون کے ذریعہ سے اچھی طرح سے تعلیم پاوینگی لیکن عائشہ نے
جو سلیمان بن یسار کو مسئلہ بتایا صرف اسی وجہ سے کہ مسئلہ کا جواب بتلانا علم فرض ہی لہذا
تبلانا اونکا ضرور تہا۔ اب رہگیا جواز مباشرت ایام نجاست مین تو اول تو یہ روایات ضعیف
احاد لائق اعتبار نہین۔ دوسرے یہ کہ مباشرت کے معنی متعارفہ ہم بستری کے نہین لئے گئے بلکہ
اوس سے مراد صرف چہونے سے ہی چنانچہ حالت مذکورہ مین صحبت کرنا باتفاق تمامی
اہل اسلام حرام ہی۔ لیکن عورت کے چہونے مین کوئی نقصان نہین۔ تیسری یہ کہ آپ نے آنحضرت
کو بہت بڑا عیاش ٹہرایا ہے خود ہی غور کیجئے کہ ایسی حالت مین ہر فعل کسقدر بدذائقہ ہے
کوئی ہیٹی ایسا کرتا نہ کہ حضرت جنکو تمنی تمام عالم سے زیادہ عیاش و رنڈی باز کہا ہی
ہمیں کیا منحصر ہی کوئی بہی اسکو یقین نکریگا۔
یہ آپ بہت صحیح کہتے ہین کہ ایسے احکام کے نفاذ کیواسطے تہیٹر کی کیا ضرورت ہی
مگر مین بتلا سکتا ہون کہ نہ اوس زمانہ مین تہیٹر تہا نہ ابتک شریعت اسلام مین طریقہ
تہیٹر ہے مگر جہان رواج تہیٹر ہون وہان اپ تہیٹر کی تعریف کیجئے اور جو نتائج
اوس سے پیدا ہوتے ہونگے اپ خوب سمجہتے ہونگے۔ اور پہر یہ بہی لحاظ رہی کہ حضرت
عیسٰی مسیح عورات کو وعظ و نصیحت نہین فرماتے تہے۔ اور یاد رہی صاحبان عورتون

کے ہجوم مین وعظ نہین کہتے پہر اگر پیغمبر اسلام نے نسوان کو وعظ سے ہدایت فرمائی تو کیا بُرا کیا لیکن اگر حضرت خود ہی وعظ کہتے تہے تو انہین احکام کی تبلیغ کرتے تہے نماز روزہ - ودیگر معارف ربانی ہدایات روحانی مواعظ ایمانی ارشاد فرماتے تہے ہدایت وارشاد کیواسطے یہ ضرور نہین کہ مرد ہدایت کرے عورتین ہدایت نہ کرین - دیکہئے آپ کے مذہب مین مرد وعورت واسطے وعظ کہنے کے مقرر ہین کچہ مرد یا عورت کی قید نہین پس جو عورات ازواج حضرت کے پاس آتی تہین اونسے تعلیم پاتی تہین - اور جو عورات حضرت کے زبان فیض ترجمان سے سنا چاہتی تہین وہ خدمت بابرکت مین حاضر ہوتی تہین - دیکہئے وعظ سننے کو حضرت عیسی ع کو کسقدر رنڈیان گہیرے رہتی تہین انجیل لوقا باب ۸ ورس ۳ و ۴ -

دفعہ پنجم

ایک اور معذرت ہمارے مخاطب نے حضرت کی اکثرت ازدواجی پر پیش کی ہی وہ کتاب انگریزی مین اسطرح مرقوم ہی کثرت ازدواجی کی حد کی نلقین مدینہ مین چند سال بعد ہجرت کے ہوئی . . . تمام نکاح حضرت کے قبل نزول آیت حد کثرت ازدواجی عمل مین اچکی تہی اور اسکے ساتہ دوسری آیت نازل ہوئی جس سے تمام حقوق حضرت کے ساقط ہو گئے اور گو کہ تابعین چار تک نکاح کرنے کے مجاز تہے اور اختیار طلاق کیوجہ سے نئے نکاح بہی کر سکتے تہے حضرت نہ تو اپنی کسی زوجہ کو طلاق دے سکتے تہے اور نہ کسی نئی کو نکاح مین لاسکتے تہے صفحہ ۲۲۳ جہوٹہہ ہو تو ایسا ع این کار از تو آید و مرداں چنین کنند ؛ آیت حد نکاح سورہ نسا مین وارد ہوئی ہے اور سورہ نسا کو مکی سورہ ہی کہا گیا ہی - دیکہو اتقان جلالا شروع حضرت کی نبوت کی خود نکی پہر مدینہ مین جاکر بعد ہجرت کی پس اس بیرونی شہادت سے آیت حد نکاح کا وجود قبل کثرت ازدواجی آپکے پیغمبری کی ثابت ہی مگر ہم آپکے اسکی تاکید مین اندرونی شہادت قرآن بہی سنا دین کیونکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ - کثرت ازدواجی کی حد - کی آیت بہت پہلی سے سنائی جا چکی تہی اور

جسوقت حضرت عورتون پر عورتین کرتے جاتے تھے اوسوقت اونکو معلوم تھا کہ شریعت اسلام
مین چار عورتین حلال ہین چنانچہ سورہ احزاب مین جسمین زینب کیساتھ حضرت کے نکاح کی
کیفیت مندرج ہی حضرت کو وہ عورتین گنائی گئی ہین جن کو وہ جورو بنا سکتے تھے یعنی وہ عورتین
جنکو نکاح کے مہر دیجاوین یا لونڈیان یا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیان جنہون نے
ہجرت کی یا کوئی عورت مسلمان جو اپنی جان بخشدے نری یہی تجہی کو سواے سب مسلمانون کے
اور ایسی شریعت کے ساتھہ کہا جاتا ہے ہمکو معلوم ہے جو ہمنے ٹہرادیا مسلمانون پر انکی
عورتون میں اور انکے ہاتھہ کے مال مین تا نرہے تجہپر تنگی ع پس جو مسلمانون پر ٹہرایا کہ
چار جوروان اور لونڈیان حلال وہ ان واقعات سے بہی قبل ہی اور فراخی صرف حضرت
کو دیجاتی ہی سوای سب مسلمانونکی تا نرہے محمد پر تنگی ۴ھ ہجری تک حضرت چار جوروان
کر چکے تھے۔ ۵ھ ہجری مین حضرت نے پانچوین جورو کی زینب زوجہ زید۔ جسکا قصہ سورہ
احزاب مین واقع ہوا۔ اس سلسلہ کے وقعہ مین حضرت کو فراخی دیگئی اور بتلایا گیا کہ ہمکو معلوم ہے جو ٹہرادیا
مسلمانون پر جس سے اظہر ہے کہ آیت حد کثرت ابتدا مین ہوچکی تہی اور حضرت کی کثرت
ازواجی اس ایت کے بعد۔ چنانچہ زینب کے نکاح کے بعد حضرت نے جویریہ۔ ام حبیبہ صفیہ۔
میمونہ۔ ماریہ وغیرہ کو جوروان بنایا۔ پس حضرت کا جوروان کرنا قبل ایت حد کے تمانا
جہوٹہ بولنا ہے۔ ایت حد قبل ہی اور جوروان کرنا بعد مین اور اسی غرض سے کہ محمد پر تنگی نہ
اب وہ ایت جسپر اپ استدلال کرتے ہین یہ ہے حلال نہین تجکو عورتین اس پیچھے اور
نہ یہ کہ اونکو بدلے اور کرے عورتین اگرچہ خوش لگے تجکو اونکی صورت مگر مال ہو تیرے ہاتھ
کا احزاب ع اس پیچھے ابی بن کعب وغیرہ نے اسکے معنی یہ بتاتے ہین کہ اسکا اشارہ
چار قسم کی عورتون کی طرف ہے جنکا ذکر اوپر ہوا جو محمد صاحب کو حلال تہین یعنی حلال نہین
تجکو عورتین سواے ان اقسام مذکورہ کے۔ اور بسند ترمذی ابن عباس سے بہی یہی مروی ہے
لایحل لک من بعد الاجناس الاربعۃ جلالین معہ کمالین حاشیہ اور فتح الرحمن شاہ ولی اللہ

ین بہی یہی وارد ہوا ہے پس اس سے حضرت کے لئے کوئی حد معین
ہین ہوئی بلکہ قسم عوارت معین ہوئی ہے یعنے ان چار قسمون مین اختیار
ہے چاہے حضرت ہزار کرلین یا بارہ سو چنانچہ شاہ عبد القادر بہی اپنے
امہ مین لاتے ہین - یعنی جتنی قسمین کہدین اس سے زیادہ حلال نہین -
حضرت عایشہ نے فرمایا یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتین حلال
ہوئین - پس کہو حضرت کی شہوت رانی کے لیئے یہ آیت کیسے روک
ہو سکتی ہے اسمین تو حد مقرر نہین اور جو حد اقسام عورات کی مقرر معلوم ہوتی
ہے وہ بہی موقوف و منسوخ ہوئی یا یون کہین کہ اس حد کو بہی حضرت نے
ل قسم تحریم ماریہ کے توڑا - پہر اگر ہم آپ کے اس چہوٹے بہائی کو کچہ
ر کے لیئے تسلیم کرلین کہ درحقیقت حضرت اپنے ۹ یا ۱۰ جورواں قبل آیت حد کے بیاہ چکے
ی تو بہی حضرت کی ملکی نہین ہو سکتی کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت وہ
زیادہ نکاح جو بقول جناب اوس آیت کے قبل کر چکے تہے اپنے اوپر حلال
کر سکتے ہین اگر اوس آیت کی پابندی کسیطرح فرض تہی تو زاید نکاحون کا مابعد
فسخ کرنا لازم تہا جسطرح کہ اگر کوئی شخص قبل اسلام مان سے نکاح کرچکا ہوتا
تو اسلام مین آنے سے اوسپر مان کا رکہنا حرام ہو جاتا اور نکاح فسخ ہوتا
اور جسطرح یہ حدیث ہے کہ اگر کوئی دس جورون کا شوہر مسلمان ہو جائے
تو اسکو ۶ جورون کو طلاق دینا چاہیے جامع ترمذی مترجم کتاب النکاح
صفحہ ۳۴۷ - نولکشوری پس حضرت کو لازم تہا کہ اگر وہ شریعت پر
نکاح کے قبل ایک فعل کر چکے تہے تو اسلام کی شریعت کے اعلان پر
اسکی پابندی مثل ہر مسلمان کے کرتے آپکا یہ کہنا بیجا ہے کہ اس ایت
نکاح کے ساتہ بہی دوسری آیت ہی نازل ہوئی پر تہوڑی دیر کے

لیے ہم یہ بھی مان لیتے ہین۔ اور آپ یہ بھی غور کرین کہ اس آیت
حد نکاح سے تمام مسلمانون کو اونکے زاہد جوروان حرام ہوگئین تھین
تو حضرت نے دراصل اپنے واسطے اس آیت کے حیلہ سے وہ
جایز رکھا جسکے وہ مستحق نہ تھے کیونکہ اپنی جورون کو جلا کرنا اونپر
شاق گذرا اپنی رعایت کی گو دوسرون کی رعایت نکرسکے اب
رہی اپنے اوپر طلاق کو ناجایز کرنے کی صورت تو پہلے تو آپ
اپنی جورون کو مسلمانون پر حرام کرچکے تھے اور اونکو ڈرا چکے تھے
کہ کوئی تم سے شادی نکرے گا جو ہمکو چھوڑ دوگے آخر ایک جورو نکل
گئی پس آپ نے اپنے اوپر طلاق کو بھی ناجایز کرلیا تاکہ کوئی جورو
نکل نہ جاوے کیونکہ اونکی جوروان اونکو ڈرایا کرتی تھین کہ ہم چاہین
تو نکل جاوین۔ کلینی بسندہاے معتبر بسیار روایت کردہ است از امام
محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادقؑ کہ گفت بعضے از زنان
محمد صلعم گمان مے کنند کہ اگر مارا طلاق بگوید ناکفو خودرا نخواہم
یافت از قوم خود کہ مارا تزویج نماید و بروایت دیگر زینب گفت
کہ تو عدالت نمیکنی میان ما با آنکہ پیغمبر خدائی حفصہ گفت کا اگر مارا
طلاق بگوید ہمتاے خود را خواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تزویج
نماید و بروایت دیگر این ہر دو سخن را زینب گفت احیات القلوب
باب ۵۲ صفحہ ۵۰۲ بلکہ حضرت کو نکل جانے کا بڑا اندیشہ
خود اپنی پیاری بی بی عایشہ کے نسبت بھی رہا کرتا تھا چنانچہ
جب آپ نے آیت تخیر سنائی رب حضرت کو بھی غم عایشہ
کی وصلت کا اور فراق دامنگیر حال ہوا آیا نہو کہ عایشہ دنیا کو اد

زینت دنیا کو اختیار کرے۔ یعنے میرے پاس سے نکل جاوے منہاج جلد ۲ صفحہ ۶۵۵- دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضرت کو کوئی ضرورت درپیش آتی تو وہ اس ایت کی اصلا پروا نکرتے بلکہ حرف غلط کی طرح مٹا دیتے یہ سب خودغرضی پر مبنی تہا کیونکہ اگر اس آیت سے مطلق منع طلاق وغیرہ نکلتا ہے تو اس واقعہ کے بعد ماریہ کے ساتہ پکڑے جانے۔ پہو آپ نے اپنی ازواج کو دہمکایا کیسے تہا پہر اگر نبی طلاق دے تم سب کو او سکا رب بدلے ہین دے عورتین۔ تم سے بہتر تحریم ع یہان طلاق دینے کا اختیار ہے ثابت ہے اگر نبی چاہتے۔ اور دوسری عورتین کرنے کا اختیار بہی خدا جانے یہ مولوے قرآن کو کسطرح پڑہتے ہین حضرت اپنے عمل سے جابجا بار بار اسی کو توڑتے ہین جسکو وہ کلام خدا بتاتے ہین۔ مگر خیر ہم مولویون کو راضی کیے لیتے ہین اونکی خاطر ایکدم کو مانے لیتے ہین کہ حضرت پر جورون کی تعداد محدود ہوگئی تہی اور یہ بہی کہ وہ کسی جورو کو طلاق نہ دیوین تو بہی آپ گوش ہوش سے سنین کہ اس آیت مین ممانعت ہے تو جورون کی نہ مطلق عورتون کی کیونکہ آخر فقرہ مین۔ جو مال ہے تیرے ہاتہ کا اس قید سے مستثنے ہے پس حضرت نے دراصل اپنے اوپر آسانی کی کہ عیاشی بہی کرتے جاوین۔ نت نئی عورتون سے صحبت کرین کیونکہ یہ وقت عروج اسلام کا ہے ہزارہا لونڈیان ایک سے ایک بڑہ کر حور تمثال حضرت کے ہاتہ آتی ہین اور جورو مین کرنے کی ضرورت ہی نہ اوٹہاوین۔ چنانچہ مدارک سے معلوم ہوتا ہے اس ایت کی تفسیر مین کہ اس آیہ کے بعد ماریہ لونڈی سے حضرت ملے

محمد علی صاحب نے بھی اپنی تلبیسات میں اس آیت سے استدلال
کیا ہے اور حضرت کی گویا مصیبتین بیان کر کے روتے ہین - مگر ہمنے
دکھلایا کہ کیسی کچھ آسانی حضرت نے اپنے نفس پر روا رکھی ہے
مگر ایک بات اور ہے کہ یہ آیت جیسا کہ ہم کہہ چکے ہین بے بیت ہے
حضرت کے لئے کوئی معنی نہین رکھتے اونکے اعمال اسکے خلاف ہر طرح
سے ہین - چنانچہ ملانون نے اسکو قرآن سے بھی منسوخ بتایا ہی اور حدیث سے
بھی مدارک مین ام سلمہ و عائشہ کی حدیث کا حوالہ ہی - اور ایت ماسبق مین بھی اسکی تنسیخ
ہوتی ہی - یہ بھی مدارک ہی سے ظاہر ہے مگر ہم اوسپر ایک اور شہادت خود ہندوستان کی
لاتے ہین - صاحب تفسیر حقانی اپنے مقدمہ صفحہ ۱۳۶ مین بیان فرماتے ہین ایات قرآنیہ
اور احادیث نبویہ مین بھی تناسخ واقع ہوتا ہی یا نہین جمہور کہتے ہین واقع ہوتا ہی اور اوسکی
دو قسمین ہین اول نسخ الکتاب بالسنۃ جیسا کہ ایہ لا یحل لك النساء الخ حدیث عائشہ
سے منسوخ ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ والہ کی اونکو خبر دی ہی کہ خدا نے انکو جسقدر عورتین
چاہین مباح کر دین رواہ عبد الرزاق والنسائی واحمد والترمذی والحاکم اقول فیہ
نظر کسلئے کہ اس آیہ کے ناسخ اس سے پہلی آیت ہی - پس معلوم ہوا کہ ہمارے ایک ایت
منسوخ سے استدلال کر کے حضرت کی پردہ پوشی کرتے ہین چنانچہ صاحب تفسیر حقانی نے
ان لوگون کی نسبت خوب فرمایا ہے (حاشیہ) بعض خفیہ کرشتان انحضرت علیہ السلام کے
لئے نکاح محدود نہ ہونے کو عیب سمجھتے ہین اور اس حدیث کو بیرایہ خیر خواہی اسلام
بلا قاعدہ محدثین جھوٹی بتاتے ہین - ہم ان خفیہ کرشتانون کو کیا کہین - جب ایک
تنکے کی جوت پر بوستے والا مسلمان - تفسیر فتح المنان مین اونکی یون خبر لیتا ہے
پس معلوم ہوا کہ اس آیت نے حضرت کو بچایا نہین بلکہ اور بگاڑا کیونکہ
حضرت نے عین اسکے خلاف عمل کیا -

جواب

مخاطب صاحب نے اپنے نفس پر خیال کرکے سید امیر علیصاحب کو یہان بہی جہوٹا بنا دیا۔
اور یہ نہ خیال کیا کہ آخر انہون نے جو کچہ لکہا ہی دیکہہ لینا چاہیئے کہ یون ہی وارد ہوا ہے یا نہین
انہون نے اپنے دل سے کوی بات ایجاد نہین کی ہے جو اونکو جہوٹا کہدیا جاوے۔
مخاطب نے اتقان کو دیکہکر کہدیا کہ سورہ نساء کو مکی بہی کہا گیا ہی اور یہ صرف ایک قول ہے
حالانکہ اوسی اتقان مین سیوطی نے اسکو مدنی ثابت کیا ہی اور تفسیر مجمع البیان و دیگر
تفاسیر مین بہی مدنی ثابت کیا گیا ہی اور سورہ احزاب بہی مدنی ہی۔ پہر اب کیونکر سید امیر علی
صاحب جہوٹے کہے جا سکتے ہین اور اگر صرف ایک قول کے اختیار کر لینے سے وہ جہوٹے ہو
سکتے ہین تو مخاطب صاحب کیونکر سچے ہو سکتے ہین انہون نے بہی تو اتقان کا ایک ہی قول
نقل کر دیا ہی اب آپ نے جو یہ کہا کہ قران سے معلوم ہوتا ہی کہ حد ازواج کی آیت قبل سے
منسوخ کی گئی ہتی تو یہ آپ کو کہان سے معلوم ہوا اسلئے کہ سورہ احزاب بہی مدنی ہی اگر تم یہ
فرماؤ تو ہم کہتے ہین کہ اگرچہ یہ حکم قبل ہی کا سمجہا جائے مگر حضرت کو زیادہ کی اجازت تہی
جیسا کہ تم خود کہتے ہو اب وہ آیت کہ جسمین لکہا ہے نہین حلال ہین تجہکو عورتین اس پیچہے
اسکا کیا وہ مطلب نہین ہی۔ چنانچہ تفسیر حسینی مین ہی حلال نیستند مر ترا زنان از پس این
نہ زن کہ در حق تو اند چہ تسعہ در حق آنحضرت چون اربعہ ست در حق امت و حلال نیست
کہ بدل کنی بدیشان از زنان دیگر یعنی یکی از ایشان طلاق دہی و بجاے وے دیگری را نکاح
کنی و اگرچہ بشگفت اورد ترا خوبی ایشان الا استثناء ست از نساء یعنی حلال نیست بر تو
زنان پس ازین ہنہ تن کہ داری مگر انکہ مالک آن شود دست تو۔
پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نہ تو عورت کر سکتے تہے اور نہ اونکو طلاق دیسکتے
تہے اور تفسیر مجمع البیان مین ہی کہا گیا ہے کہ تمہارے اوپر بعد ان عورتون کے کہ جنہین
نے اختیار کیا خدا کو اور چہوڑ دیا دنیا کو اور عورتین نہین حلال ہین۔ اور وہی نو عورتین ہین

اور کہا گیا ہی کہ وہ حضرت منع کئے گئے طلاق سے اون عورتون کے کہ جنہون نے اونکو اختیار
کیا تہا جیسا کہ حکم کئے گئے تہے حضرت طلاق دینے پر جنہون نے اونکو نہین اختیار کیا
تہا مگر حرام ہونا نکاح کا نہین مراد ہی اور یہ قول ضحاک ہی اور یہ بہی مروی ہے کہ تمہاری لئی
زنان یہود و نصاری نہین حلال ہین اور یہ بہی معنی بتلاسے گئے ہین کہ مسلمات کو
کتابیات سے نہ بدلو۔ یہ مجاہد اور سعید بن جبیر کا قول ہی۔ بہرحال سید صاحب نے ایک قول
کو اختیار کر لیا ہی اور انہون نے یہ نہین اختیار کیا کہ لا یحل لک النساء سے چار اقسام
مراد ہین جیسا کہ تم نے نہین اختیار کیا اور دونو صورتون مین خواہ یہ کہا جائے کہ اونکو
اختیار نو سے زائد نہ کرنیکا تہا خواہ وہ زاید کر سکتے تہی کوئی نقصان نہین ہی اور نہ خلاف
حکم خدا ہے لیکن آپ جو یہ کہتے ہین اگر انہون نے قبل نزول آیت ۹ یا ۱۰ جورو ین کر لین تہین
تو بعد نزول آیت چار سے جو زاید نکل جاتے اونکو فسخ کرنا لازم تہا جسطرح سے کہ کوئی کافر
اپنی مان سے نکاح کرے اور جب وہ اسلام مین آوے تو مان کا رکہنا حرام اور نکاح فسخ
ہو جائیگا۔ آپ کو یہ نہین معلوم ہی کہ اسلام مین یہ حکم ہی کہ جب کوئی کافر مسلمان ہو در انحالیکہ
اپنی مان سے نکاح کر چکا ہو تو وہ اپنی مان کو ترک کرے اور نکاح فسخ ہو جائیگا۔ لیکن حضرت
کو بقول منع کیا گیا تہا کہ طلاق نہ دیں جبکہ اونکو طلاق کی اجازت نہی تو وہ کیونکر نکاح
فسخ کر سکتے تہے اسلئے کہ وہ عورتین جدا نہین ہو سکتی تہین لیکن حضرت نے اس آیت سے
اپنے اوپر وہ جائز نہین رکہا جو دوسرون کے لئے تہا۔ اسلئے کہ آیت حد نکاح سے واسطے
امت کے اگر ایک تعداد مقرر ہو گئی۔ اور اونکے علاوہ زائد جورو ین دوسرونپر حرام ہو گئین یا دیگر
نکاح فسخ ہو گئے تو حضرت کو زیادہ نکاح کرنیکی بہی اجازت تہی اور کیا ازواج کو بہی یہ اختیار نہ تہا کہ وہ ترک کرکے دوسرا نکاح کر لین
جیسا آپ نے لکہا کہ بعض ازواج نے کہا کہ اگر آپ ہمکو طلاق دین تو دوسرے کے ساتہ
عقد کر لین شاید آپ یہ سمجہے ہین کہ اونکو نہ اختیار دیا گیا تہا کہ وہ دوسرا کر سکتی تہین
بلکہ ایسی کہنے پر تو آیت تخییر نازل ہوئی۔ اگر تم چاہو تو دنیا کو اختیار کرو۔ چاہو رسول کو اختیار کرو

لیکن ان عورتون نے یہ نہ قبول کیا اور مفارقت نہ اختیار کی اور یہ سب اونسے کہدیا گیا
کہا کہ تم بعد خدا اور رسول کے اختیار کرلنے کے اسپر قادر نہ ہوگی کہ کوئی اور نکاح کر سکو - مگر
انہون نے بطیب خاطر اپنی دنیا کو اختیار نکیا اور یہ کہنا کہ اپنے اوپر طلاق حرام کرلی اسلیے
کہ کوئی عورت نکل نجاوے بالکل مہمل ہے اگر عورتین نکلنے پر کمر باندہین تو اونکو طلاق کیا
مانع ہوسکتا ہے نکلنے والیان نکلجاتی ہین خواہ اونکی طلاق جائز ہو خواہ نہو - اور یہ کیا اب
کہتے ہین کہ حضرت نے اپنے اوپر طلاق حرام کرلی حرام کرنیکی کیا ضرورت تہی طلاق دینا تو
مرد کے اختیار مین تہا حضرت طلاق نہ دیتے اور بغیر طلاق کے دوسرا اونسے نکاح نہین
کرسکتا تہا پس ضرورت طلاق حرام کرنے کی نہتی اور کبہی خود غرضی پر مبنی نتہا یہ بالکل تعصب
اور نفسانیت ہی عورتین مجبور نہین کی گئین تہین اونکو اختیار تہا اگر چاہتین تو دوسرا
نکاح کر سکتین تہین انہون نے کیون نہ دنیا کو اختیار کیا مگر جس ایت سے آیت یہ فرماتے
ہین کہ اونکو اختیار تہا طلاق دینے کا اور نکاح کرنے کا - اوس سے یہ پایا جاتا ہی کہ اگر طلاق
دے تہی تم سب کو اسکا رب بدے مین دے عورتین تم سے بہتر تو اسکا یہ مطلب ہی کہ
اگر پیغمبر ایسا چاہین تو ایسا باجازت خدا وندی ہوسکیگا - یعنی اونکو اختیار طلاق حاصل
ہوجاویگا اور وہ طلاق دین تو خدا دوسری عورتین دیگا مگر اوسی ایت سے
مفسرین نے یہ بہی مراد لی ہی کہ اون پر عورتین حرام نہین تہین - سید امیر علی صاحب نے ایک
قول اختیار کرلیا ہے -
آپ پہر ناانصافی اور نفسانیت کو دخل دینے لگے حضرت سلامت یہ جواب کہتے ہین کہ
حضرت نے اپنے اوپر آسانی کرلی اور لونڈیون کو مستثنے کرلیا اور یہ وہ لونڈیان ہین جو
منکوحات سے علیحدہ ہین یعنی اگر اونکو طلاق نکر یا جاوے یا دوسری عورتین نکر سکین
تو لونڈیان کر سکتے ہین آپ یہ تو خیال کیجئے کہ کیا امر مومنین پر لونڈیان حرام کر دی
نہین جو اپنے نفس کی رعایت کی لونڈیان حضرت پر بہی مباح تہین اور دوسرون پر بہی

اب آپ کو یہ بہی بتایا جاتا ہے کہ ہم قران کو بہت اچہی طرح سے پڑہتے ہین اور یہ بہی بتلاتی ہین کہ خواہ وہ ایت منسوخ ہوگئی ہو خواہ نہ منسوخ ہوی ہو دونون حالتون مین حضرت کو اختیار حاصل تہا۔ اگر نہ منسوخ سمجہو تو اوسی ایت سے پیدا ہے اور اگر منسوخ ہوا تو وہ منسوخ تو ہی ہے کبہی حضرت نے اوسکے خلاف نہین کیا۔ جیسا اون کو حکم دیا گیا ویسا کیا۔ یہ دوسری بات ہی کہ تم نہ سمجہو ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ افتاب را چہ گناہ ؛ مجکو حیرت ہی کہ مصنف امہات نے نہایت شد و مد کے ساتہ اعتراض کیا ہے کہ انحضرت نے اپنی شریعت کے خلاف کیا لیکن مین جواب اوسکا بچند وجوہ دیتا ہون۔

(۱) اول جو پیغمبر ہوگا وہ خلاف اپنی شریعت کے کیونکر کریگا اوسکا قول و فعل عین شریعت ہوگا
(۲) اگر مصنف کے نزدیک پیغمبر نہتے تو یہ تو تسلیم کرنا ہوگا کہ جس نے عقل و حکمت کے ساتہ ایک سلطنت عرب مستحکم و قائم کی اور ایک ایسی شریعت جدید جاری فرمائی اور دعوی نبوت کیا جس سے ہزارون لاکہون نے اس شریعت کو قبول کیا اور اپنی جان کو فدا اور سر کٹوا دیا پس جو ایسا پیغمبر برحق ہو اور بقول عیسائیان بادشاہ عرب اور عاقل و حکیم ہو اور یہ بہی اختیار ہو کہ بحسب خواہش اپنی ایات قرانی اتار لیتا ہو۔ اور اسکو اختیار ہو کہ بحسب خواہش اپنی ایات قرانی اُتار لیتا ہو تو اسکو اختیار تہا کہ ہر وقت کوئی آیت موافق اپنے اتار لے پہر ایسی ایت اتار لیتے کہ جس سے مخالفت ایت سابقہ جاتی رہتی بقول اپ کے یہ تو ایک اختیاری امر تہا کہ معاذ اللہ ایت قرانی اوتار لیتے اور بنا لیتے اس سے ثابت ہوتا ہی کہ دونون ایتون مین تناقض یا تخالف نہین ہے۔

(۳) آپ نے جو یہ لکہا کہ یہ آیت سورہ مکی مین قبل ہے دوسری آیت سورہ مدنی کے بعد سے یہ امر غلط ہے ہر قران شریف مین سورہ نسا کو مدنی لکہا ہی اور سورہ احزاب کو مدنی لکہا ہی مکی ہونا لائق اعتبار نہین ہی۔ بلکہ مدنی ہونا با تفاق مفسرین ہی پس یا قبل یا

ومالعد آپ کا قیاس فاسد ہے (۴) قطع نظر اسکے مکی و مدنی ہونے سے یہ مراد نہین
ہی کہ سورتہای طوال تمام و کمال سب آیات مسلسل ترتیب وار مکہ مین یا مدینہ مین نازل
ہوئی ہین بلکہ اکثر سورہای طولانی مین ایسے آیات ہین جو باوقات مختلفہ مقامات مختلفہ
مین نازل ہوئے ہین پس آپ کا یہ قیاس کہ یہ سورہ مکی ہے تو یہ آیت بہی ماقبل ہوگی۔
محض قیاس غلط ہے (۵) اگر آپ یہ کہین کہ آیہ فانکحوا ماطاب لکم من النساء
کے عموم مین انحضرت بہی داخل ہین تو ہم تسلیم کرتے ہین کہ حضرت بہی اس عموم مین داخل
ہین اور چار ازواج سے زیادہ نکر سکتے تہے لیکن اونکو آیہ وافی ہدایہ انا احللنا
لک ازواجک اللاتی اجورھن الخ سے اجازت جمیع اقسام زنان کی حاصل ہوئی تو
جبکہ حکم خاص بالتخصیص اونکی واسطے صادر ہوگیا تو محل اعتراض نہ رہا۔
(۶) اب بڑا شبہ اور بڑا اعتراض عیسائیونکا اسیقدر ہے کہ آیہ تعدد ازدواج ماقبل ہی اور
آیہ انا احللنا الخ بعد اوسکے نازل ہوئی ہی سلسلہ قصہ زینب مین ہی اور مخاطب نے
یہ بہی لکہا ہی کہ سنہ تک حضرت چار جورو ین کر چکے ہاتہے ۵ شنہ ہجری مین زینب سے
عقد ہوا پہر فرماتے کہ سنہ تک تو حضرت نے چار زوجہ سے تجاوز نہین فرمایا اور جب ۵ شنہ
ہجری مین زینب سے عقد کیا تو آیہ تحلیل کثرت ازواج نازل ہوئی اور آیہ عقد زینب بہی باجازت
خاص ہوئی پہر آپ کا یہ اعتراض کہان رہا کہ قبل اس آیت کے چار سے زاید کر چکے تہے۔
(۷) آپکا گمان یہ بہی غلط ہے کہ آیہ انا احللنا لک قصہ زینب کے سلسلہ مین ہی تو یہ آیت
اسیوقت نازل ہوئی ہے اسواسطے کہ آیہ وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ
ورسولہ امرا الخ اوسوقت نازل ہوئی ہے کہ جسوقت زینب نے عقد زید سے انکار
کیا تہا اور بعد زاید از یکسال طلاق واقع ہوا اور حضرت کو اجازت خداوندی عقد زینب
کی ہوئی اور آیہ لا یحل لک النساء من بعد بقول بعض مفسرین اوسوقت نازل ہوئی
ہی جب تو بی بیان کر چکی ہی حالانکہ اوسی سلسلہ مین اوسی سورہ مین یہ آیات مین پہر اس سے اپ یہ سمجہے

کہ یہ سب آیات ایک ہی ساتھہ ایک ہی وقت نازل ہوئے ہین یہ محض قیاس فاسد ہی بلکہ
ہر ایک کا شان نزول ہر آیت کا وقت نزول ایک ہی نہین ہی۔ (۸) اب اگر یہی بحسب زعم
ناقص مصنف کے تسلیم کرلیا جاوے کہ آیہ فانکحوا ما طاب لکم قبل اسکے نازل ہوئی جس سے
چار زوجہ تک اجازت تہی اور آیہ انا احللنا بعد اسکے نازل ہوئی جسمین حضرت کو بے انتہا
اجازت ہے اور قبل اسکے چار سے زیادہ ہی ازواج کر چکے تہے تو اسمین کیا قباحت ہے
اسواسطیکہ حق تعالی نے انا احللنا بصیغہ ماضی خبر دی ہے کہ ہمنے تمہارے واسطے
بیشتر سے زنان بنی اعمام وغیرہ منلے تعداد وقد علمنا ما فرضنا علیہم اور جو کچہ ہمنے
لوگون کے واسطے مناسب جانا وہ اونکی ازدواج کیواسطے فرض کردیا پس یہ دونون
خبرین زمان سابق کی بصیغہ ماضی ہین نہ بصیغہ امر جس سے ثابت ہوسکے کہ وقت نزول آیہ
مذکورہ سے حلال ہوئین اور جو قبل اسکے ازواج زائد کین حرام تہین دیکہیے اوسی سورہ احزاب
مین سلسلہ قصہ زینب مین بعد اوسکے حق تعالی نے فرمایا ہی یا ایہا النبی انا ارسلناک
شاہدا ومبشرا ونذیرا الخ اسمین خبر دی ہے کہ سابق سے ہمنے تمکو مبعوث برسالت
اور بشیر ونذیر کیا ہی نہ یہ کہ وقت نزول آیت سے مبعوث کیا ہی اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت مکہ
مین مبعوث ہوئے ہین اور یہ سورہ مدینہ مین نازل ہوا اور غزوہ احزاب بہی بعد اسکے واقع ہوا
اور اسی طرحسے ایا انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا سورہ بقرہ مین فرمایا ہی جو مدنی ہی
اس سے ظاہر ہے کہ بصیغہ ماضی خبر زمان ماقبل ہی پس جو اجازت تعدد ازواج کے سابق سے
ہتی اوسی کا اظہار اس آیہ شریفیہ مین کیا قبل ایہ انا احللنا کے اگر کثرت ازواج ہی فرمائی ہو
تو وہ بہی حلال تہین فافہم وتبصر فانہ تقریر جدید سدید۔
(۹) ایکو منصب نہین ہی کہ اقوال مفسرین ومورخین سے اب تجاوز کرین دیکہی کہ روضۃ الاحباب
صفحہ ۹۴ مین منجملہ خصائص کے لکہا ہے خاصہ دہم حضرت کو اجازت دی گئی تہی کہ اپنی ازواج
کو اختیار دیدو کہ چاہین تمہاری مفارقت ومتاع دنیا کو اختیار کرین اور چاہین تمہاری

رف خدمت وحسن عاقبت کو اختیار کر لیا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا النبی قل
لازواجک الخ لیکن ہرگاہ ازواج جسنے زخارف دنیا کو اختیار نکیا اور خوبی عقبی
کو اختیار کیا تو حقتعالی نے اونکی مکافات حسن عمل مین یہ آیت نازل فرمائی لا یحل لک
النساء من بعد الخ لیکن بعد اوسکے وہ آیت منسوخ ہوئی یہ آیت نازل ہوئی
انا احللنا لک ازواجک اللاتی الخ اس صورت مین خلاف شریعت کیونکر ہوا۔
(۱۰) حیات القلوب صفحہ ۱۷۵ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا مراد
ہے آیہ یا ایہا النبی انا احللنا لک۔ ازواجک اللاتی اتیت اجورهن
وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک وبنات عمک وبنات خالک وبنات خالاتک
اللاتی ہاجرن معک وامرأۃ مومنۃ ان وہبت نفسہا للنبی ان اراد النبی
ان یستنکحہا خالصۃ لک من دون المومنین قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم
وما ملکت ایمانہم لکیلا یکون علیک حرج وکان اللہ غفورا رحیما یعنی اے
محمد حلال کین ہمنے تمہارے واسطے وہ عورتین کہ جنکا مہر ادا کیا یا تمہاری ملک مین ہون جو اسیر
ہوکر آوین یا ہدیہ مین آوین اور دختران بنی اعمام یعنی زنان قریش اور دختران بنی اخوال یعنی بنی زہرہ
وہ عورتین تمہارے ساتھ مکے سے مدینہ کو ہجرت کی ہی اور اگر زن مومنہ بخشدے نفس اپنا
واسطے پیغمبر کے اگر پیغمبر اوس سے ارادہ نکاح کرے یہ امر مخصوص تمہارے لئے ہے نہ واسطے
دیگر مومنین کے ہم خوب جانتے ہین جو کچھ ہمنے اونکے اوپر فرض کیا درباب ازواج اور کنیزون
کے یعنی وہی اونکے واسطے مصلحت تہی اور ہمنے تیرے واسطے یہ حکم دیا تاکہ نہو تیرے
واسطے حرج وتنگی حق تعالی غفور الرحیم ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ کسقدر عورات حضرت
کیواسطے حلال تہین امام علیہ السلام نے فرمایا جسقدر چاہین راوی نے عرض کیا پہر
کیا معنے ہین لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک
حسنہن الا ما ملکت یمینک یعنی حلال نہین ہین واسطے تمہارے عورتین بعد اسکے

اور نہ یہ حلال ہی کہ ان عورتون کی بدل اور کرو اگرچہ حسن اونکا خوش آوے مگر کنیزین۔

حضرت نے فرمایا کہ انحضرت پر حلال تہا کہ جسقدر چاہین بنی اعمام و عمات و خالات سے واخوال و مہاجرات و واہبات نفس سے عقد کرین لیکن سواے انحضرت کے کسی کو بلا مہر حلال نہین۔ راوی نے کہا پہر کیا معنے ہین ترجی من تشاء منہن وتؤوی الیک من تشاء حضرت نے فرمایا یہ مراد ہی کہ جسکو چاہو نکاح مین لاؤ اور جسکو چاہو نہ لاؤ اور حق تعالے نے جو فرمایا ہی کہ حلال نہین ہین بعد اسکے عورتین تو وہ عورتین مراد ہین جو پہلے حرام کی گئی ہین اور اگر یہ مراد لیجاوی کہ بعد اسکے کوئی عورت حلال نہتی نہ طلاق دیکر عوض اوسکے دوسری عورت کرنا جایز تہا تو یہ عسر و حرج پیغمبر کے واسطے لازم آتا کہ تم لوگونکی واسطے حلال ہون اور پیغمبر کیواسطے حرام تو یہ امر نہین ہے (۱) اب آپ یہہ بہی سمجہ لیجئے کہ جو احکام خداوندی کتابہاے آسمانی مین سابقا نازل ہوئی ہین وہ سب احکام منسوخ نہین ہوئی ہین بلکہ بعض احکام بقدر مناسب منسوخ و ترمیم ہوئے ہین اور دفعتہ احکام نازل ہوکے نہ ترمیم ہوئی بلکہ وقتا فوقتا اوقات مناسب مین نازل ہوئے ہین پس یہ امر تو مسلمہ عیسائیان ہے کہ توریت مین نکاح بلاتعداد جائز تہا اور اسی پر انبیا و کاہنان و قاضیان شریعت موسوی کا عملدرآمد رہا اس صورت مین حقتعالی نے واسطے حضرت خاتم الانبیا کے موافق حکم توریت کے نکاح بلاتعداد جایز رکہا لیکن امت کے واسطے قرین مصلحت تصور فرما کر چار عقد کے سات محدود کر دیا یا یہ کہیے کہ حضرت نے خود عمل درآمد شریعت موسوی بحال رکہا امت کیواسطے حد معین سے ترمیم کر دیا پس کوئی وجہ ناجوازی نہین ہوسکتی۔ اب مین ناظرین سے انصاف طلب ہون اس امر مین کہ بنابر مذاق مخالفین مذہب کے بطور الزامی اکثر امورات ایسے ہین کہ جنکو خلاف شریعت کہہ سکتے ہین۔

(۱) حضرت یعقوب نے لیا اور اسکی بہن راحیل سے عقد کیا حالانکہ توریت موسوی مین جمع بین الاختین حرام ہے احبار ۱۸ اب اگر کوئی یہ تاویل کرے کہ حضرت یعقوب کیوقت مین جایز تہا تو اوسکی سند جواز پیش کیجاوے اور جو لوگ کہتے ہین کہ احکام خداوندی

کی ترمیم وتنسیخ نہین ہوئی وہ کیا پیش کرسکتے ہین اور جو کہین کہ تنسیخ ہوئی وہ حکم پیش کرین جس سے ثابت ہو کہ پہلے حلال تہا اور پہر منسوخ ہو کر حرام ہوگیا (۲) راوبین پسر حضرت یعقوب نے اپنے باپ کی حرم بلہا سے ہمبستری ناجایز کی پیدایش ۳۵/۲۲ (۳) حضرت یعقوب نے حد زنا جاری نفرمائی حالانکہ کتاب احبار باب ۲۰ مین ہے کہ قتل کیا جاوے سنگسار کیا جاوے جلا دیا جاوے (۴) یہودا پسر یعقوب نے اپنی بہو تمر سے ہمبستری ناجایز کی اور نہ اپنے اوپر اور نہ اوسپر حد شرع جاری کی (۵) حضرت داود نے زنی اور یا کیساتہہ صحبت ناجایز کی حالانکہ استثنا باب ۱۲ مین حکم ہے کہ اگر کسی شخص کا شوہر والی سے زنا ہو تو دونون قتل کر ڈالے جاینگے (۶) امنون پسر حضرت داود نے اپنی بہن تامار سے کیا فعل شنیع کیا حضرت داود نے بحکم توریت حد نجاری کی (۷) حق تعالی نے حکم دیا تہا کہ قوم موابیان اور عمونیان سورانیان حیتانیان وغیرہ کی اولاد سے شادی نکرنا لیکن حضرت سلیمان نے اونسے بیاہ کین اور انجام کار یہہ ہوا کہ انکی اغوا کے سبب سے حضرت سلیمان نے بت پرستی کی اور قربانیان گذرانین اور بتخانے بنوالے — سلاطین باب ۱۱ — (۸) حضرت عیسی علیہ السلام نے خود اقرار کیا کہ یہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا نبیون کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہون مین منسوخ کرنیکو نہین بلکہ پوری کرنیکو آیا ہون کیونکہ مین تمسے سچ کہتا ہون کہ جبتک آسمان و زمین ٹل نجای ایک نقطہ اور ایک شوشہ توریت کا نہ مٹے گا جب تک کہ سب کچہ پورا نہو متی ۵/۱۸ و ۱۷ اب اسمین تو کچہ شک نہین کہ وہ حضرت پابند شریعت موسوی تہے لیکن بہت امور خلاف شریعت موسوی ارشاد فرمائے از انجملہ یہ کہ (۱) یہہ بہی لکہا گیا ہے کہ جو کوئی اپنی جورو کو چہوڑ دے اوسے طلاقنامہ لکہدے پر مین تمہین کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چہوڑ دے اوس سے زنا کروانا ہے اور جو کوئی اوس چہوڑی ہوئے سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے متی ۵/۳۱ و ۳۲ پوری بحث

طلاق فصل آئندہ مین ہوگی لیکن مجملاً اسقدر لکہنا کافی ہے کہ یہ حکم عیسوی صاف صاف خلاف حکم موسوی ہے کیونکہ استثنا باب ۲۴
مین حکم ہی کہ اگر کوئی عورت نکاح کرے اور بعد اسکے وہ اسکی نگاہ مین عزیز نہو اس سبب سے کہ اسمین کچھ مکروہ بات دیکہے تو وہ اسکا
طلاقنامہ لکہکر ہاتہ مین دیکر اسکو رخصت کرے اور وہ دوسرا شوہر کرے پہر وہ بہی طلاق دیوے تو شوہر اول اوس سے عقد نہ کرے حسب نص صاف ثابت ہے
کہ اگر عزیز نہو یعنی خوش نہو اور مکروہ بات یعنی باعث نفرت و کراہت پایا جاوے تو طلاق دیوے حضرت عیسی نے صرف بصورت
زنا طلاق جائز رکہا یہ صراحتاً خلاف شریعت موسوی ہے - اور پہر اگر کہو
کہ جو کچھ فرمایا وہی حکم خدا تہا تو پہر ہمارے حضرت پر کیون اعتراض کرتے ہو کہ اپنے دل
سے کہتا تہا حالانکہ حق تعالے فرماتا ہی ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی
اب یہ لوگ یہ قیاس کرتے ہین کہ حضرت عیسے نے جو فرمایا کہ خدا نے ایک مرد ایک عورت
کو بنایا کہ ملے رہین - پس جسکو خدا نے جوڑا اوسکو انسان نہ توڑے (ورس ۴ لغایت)
اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ تعدد ازواج کی بہی ممانعت فرمائی لیکن اگر ایک ہی جوڑا کرنا
واجب تہا تو انبیاء بنی اسرائیل نے تعدد ازواج کو اور طلاق کو جائز رکہا وہ نہ سمجہے
کہ ایک ہی زوجہ کرنا چاہئے اور کبہی طلاق نہ دینا چاہئے اور جب کہ ارشاد عیسوی خلاف
شریعت موسوی ہے تو پہر بہی اعتراض عائد ہوگا کہ حضرت عیسے نے خلاف شریعت
خداوندی نکاح و طلاق مین ارشاد فرمایا پس بجز اسکے کوئی چارہ نہین ہی کہ بموجب
ہمارے عقیدہ پاک کے تسلیم کیا جاوے کہ جس رسول برحق کو خداوند برحق نے
جیسا حکم دیا ویسا کیا اور افعال حرامکاری اور بدکاری و مخالفت شریعت اون حضرات
کی نسبت کہنا اتہام قبیح اور کفر صریح ہے ورنہ بہت امور ایسے مستفاد ہوتے ہین کہ
جس سے مخالفت شریعت پائی جاتی ہی چنانچہ روز سبت احکام عشرہ توریت مین ہی کہ
جو خدا نے بحکم تاکیدی روز آرام قرار دیا خروج باب ۲۰ اور حضرت عیسی نے فرمایا کہ
آدم سبت کا بہی خداوند ہی چنانچہ شاگردون کو بہی منع نفرمایا اور کہیت کی بالیان
توڑین متی باب ۱۲ - عورت زانیہ پکڑی گئی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا جو بیگناہ

تو چاہیے کہ پہلے وہی سنگسار کرے یہ سنکر سب چلے گئے وہ عورت بھی چلی گئی
یوحنا ۸ باب ۳ کتاب استثنا و اخبار مین جا بجا حکم قتل و سنگسار کرنیکا ہی پھر اگر حد شرعی
نہ جاری کی تو خلاف حکم موسوی ہوا یا نہین ۔

پھر متی ۹ باب ۱۴ آیت و ۱۵ کہ یوحنا اور فریسیون کے شاگرد روزہ رکہتے تھے اونہون نے
اوس سے کہا کہ یوحنا اور فریسیون کے شاگرد کیون روزہ رکہتے ہین اور تیرے شاگرد
روزہ نہین رکہتے یسوع نے کہا کیا براتی جب تک دولہہ کے ساتھ ہین روزہ رکہہ سکتے
ہین وے جبتک کہ دولہہ کے ساتھ ہین روزہ نہین رکہہ سکتے لیکن وے دن آوینگے
جب دولہہ اون سے جدا کیا جاویگا تب وہ نہین دنون مین روزہ رکہین گے ۔ اب فرمائی
کہ شریعت موسوی مین یہ حکم کہان ہے ۔ بہلا حضرت عیسیٰ تو صرف بارہ حواری یا
قلیل لوگون کے جو ایمان لائے تھے دولہہ تھے مگر حضرت موسیٰ و حضرت یوشع و حضرت داؤد
و حضرت سلیمان تو لاکہون کے دولہا تھے پھر کیا اونہون نے کبھی امت کو فرمایا
کہ جبتک کہ ہم ہین دولہا ہے براتی روزہ نرکہین منصب نبوت و رسالت یہ ہی کہ خود بھی
احکام خداوندی پر عمل کرے اور امت کو بھی ہدایت و تعلیم سے عمل کرائی پس حضرت
عیسیٰ نے خلاف احکام شریعت موسوی کیون کیا پھر دیکہیے حضرت عیسیٰ فرماتے ہین
کہ جو چیز موہنہ مین جاتی ہے آدمی کو ناپاک نہین کرتی ہی بلکہ جو چیز کہ موہنہ سے نکلتی ہی
وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہی متی ۱۵ باب ۱۱ مرقس ۷ باب ۵ و ۸ طیطس باب ۱ ورس ۱۵ مین لکہا ہی پاک
لوگون کے لیئے سب کچہ پاک ہے پر بے ایمان ناپاکون کے لیئے کچہ پاک نہین حرف
رومیون ۱۴ باب کوئی چیز آپ ناپاک نہین لیکن جو اوسکو ناپاک جانتا ہی اوسکے لیئے ناپاک
ہی اب آپ فرمایئے کہ جو چیزین توریت کتاب استثنا باب ۱۴ و دیگر ابواب مین مثل خرگوش
و روباہ اور چیل اور کوا اور باز اور بے چھلکے کی مچھلی اور رینگنے والے کیڑے مکوڑے
اور سور و جانوران مردہ و شراب و مسکر وغیرہ اشیاء کو حرام و ناپاک لکہا ہی کتاب اخبار مین حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ

کہ تم اوسکا گوشت نکہانا لاشون کو چہونا یہ بہی ناپاک ہین ۱۱/۸ سب رینگنے والے
پرندون مین جنکے چار پاؤن ہین وہ قبیح ہین اسلئے تم ناپاک ہوگے جو مرا ہوا چہوئیگا وہ
شام تک ناپاک ہوگا ۱۱/۲۴ سب چارپائے جنکے کُہر چیرتے ہون نہ جگالی کرتے
ہون وہ ناپاک ہین اور جو مردہ اونکا چہوئے وہ ناپاک ہوگا ۱۱/۲۶ جانوران حلال مرجاوین
اور اسکو کہاوے تو اپنا لباس دہووے تو وہ شام تک ناپاک رہیگا ۱۱/۴۰ اور تم
کسی رینگنے والے سے اپنے تئین قبیح و ناپاک نکرو ۱۱/۴۲ و ۴۳ و ۴۴ علاوہ اسکے بہت چیزین
حرام و ناپاک لکہی ہین قاضی ۱۳/۴ و ۷ جب فرشتہ خدا نے مادر شمسون پیغمبر کو بشارت
دی تو فرمایا کہ تو بانجہہ ہے مگر اب حاملہ ہوگی بیٹا جنے گی لیکن شراب اور کوئی ناپاک چیز
و منشی نہ کہانا کہ وہ مولود خدا کا نذیر ہوگا یہ جاکر اوسنے شوہر سے کہا تو پہر فرشتہ
نے بہی اوسکے شوہر سے یہی کہا کہ ناپاک و منشی و شراب سے پرہیز کرے پہر اب
فرمائیے کہ شریعت عیسوی مین سب کچہ پاک و حلال کیونکر ہوگیا اور جب کہ حضرت عیسیٰ ع
ناسخ توریت موسوی نہ تہے تو خلاف شریعت موسوی ایسا حکم کیون دیا اور اونکو اختیار
تنسیخ کہان تہا اور وہ حکم خداوندی کہان ہے جس سے تنسیخ حکم موسوی ثابت ہوسکے
اور اگر حضرت عیسیٰ کو اختیار تنسیخ شریعت موسوی تہا تو ہمارے حضرت کو بہی اختیار
تنسیخ و ترمیم و توضیح و تبدیل شریعت سابقہ تہا وہو المطلوب علی ہذا القیاس اکثر
امور شریعت موسوی ہین مثل ختنہ و طہارت و نجاست و دیگر احکام کے جسکی مخالفت
توریت موسوی سے پائی جاتی ہے پس منکران نبوت عیسوی کہینگے کہ خلاف شریعت
موسوی باعث کفر ہے اور اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ کو لائق صلیب ٹہرا دیا پس
اعتقاد پاک یہی ہے کہ ہر رسول برحق معصوم ہے جس پیغمبر کو جو حکم خدا ہوا اوسی پر
عمل کیا اور جو ارشاد اوسکا ثبوت کو پہونچے وہ بہی برحق ہے لہذا ہمارے حضرت
سید المرسلین تہے معصوم تہے صاحب شریعت تہے ہر قول و فعل اونکا بموجب حکم

ور رضامندی جناب احدیت تہا اور وہی عین شریعت ہی پس اسکا یہ مقولہ کہ حضرت نے
خلاف شریعت کیا محض مہمل و باطل ہی۔

دفعہ ششم

عذت انبیاء سابقین۔ ایک معذرت اور باقی رہی جاتی ہی۔ محمد علی صاحب فرماتے
ہین جب انبیاء سابقین نے موافق رضای خداتعالی کے یہ فعل کیا تو حضرت سرور
انبیا محمد مصطفی بہی اسی زمرہ مین ہین۔ اونکے لئے بہی کوئی اجازت کی ضرورت
نہین ہے وہی انبیاء سابقین کی اجازت کافی ہے جبتک نبیونکا ذکرنا منصب نبوت
کے خلاف نہین ہوسکتا تو نبیون کا ذکر کسطرح منصب نبوت کی خلاف اور قابل طعن ہوجائیگا
ملی اور مولوی محمد حسین بہی حضرت کو اسی بر مثل داود و سلیمان کے سمجہتے ہین اگیا محمد صاحب کو انبیاء سابقین کے
زمرہ مین، تسلیم کون کرتا ہی یکم آپ اوس تسلیم کی بنا پر استدلال کرگئی ہین انبیاء سابقین
کے زمرہ مین حضرت کو بٹہانا یہ آپ کی زبردستی ہی اور ہٹیا کی مان نہ مان مین تیرا
مہمان۔ مگر جواب سنئے اعتراض یہ ہے کہ کسی نبی یا غیر نبی کو شریعت کے لحاظ سے
عاصی و خاطی ثابت ہوگا۔ آپ خود فرماتے ہین کہ اسمین شک نہین کہ تعداد ازواج کو
غیر محدود چہوڑ دینا جیسا کہ شریعت موسوی مین کیا گیا حد اعتدال سے خارج ہے صفحہ ۱۷۳
پس آپ کو معلوم ہے کہ شریعت موسوی مین تعداد ازواج کو غیر محدود چہوڑ دیا گیا
پس اگر کسی نبی یا غیر نبی نے اوس شریعت کی متابعت مین غیر محدود جوروان کین
تو وہ اوس شریعت کی اعتبار سے پاک ہی پہر اگر برخلاف اسکے اوس شریعت
کے خلاف کوئی امر کیا جاوے جا ہے اوس شریعت کے قبل وہ فعل مستحسن ہی کیون
رہا ہو کرنیوالا گنہگار ہے جیسے شریعت موسوی کے قبل دو بہنون کا ایکوقت نکاح شریعت
موسوی مین حلال کیا حضرت یعقوب نے خود ایسا نکاح کیا شریعت موسوی مین دو بہنونکا رکہنا حرام ہوا
اب اگر کوئی شخص دو بہنین نکاح مین لاوی حرام کرتا ہی اسیطرح غیر محدود ازواج کا رکہنا شریعت موسوی

مین حلال تہا مگر اب آپ فرماتے ہین کہ شریعت محمدیہ نے ایسا نافع اور عمدہ حکم دیا
کہ پہلی شریعت اور اسوقت کے رواج سے جو بلا حصر و تعین جواز تعدد کا فتوی دیکر کیا تہا
اول تو اوسی جواز مین محدود کر دیا۔ مگر اس جواز مین بہی عدل کی ایک سخت قید لگادی
صفحہ ۲۷ تو اب آپ بتائین کہ محمد صاحب نے جنہون نے شریعت موسوی کی اصلاح
مین دم مار کر بقول جناب ایسا نافع اور عمدہ حکم دیا۔ اپنی شریعت کے خلاف۔ ایسے نافع
اور عمدہ حکم کو کیون عدول کیا۔ انبیاء سابقین نے موسوی شریعت پر ہوکر غیر
محدود تعداد ازواج کو جائز رکہا شریعت اسلام نے اوسکو جائز نہین رکہا اور تعداد
کو محدود کیا حتی کہ اگر کوئی مسلمان پانچ جوروان ایک ساتہ رکہے تو وہ زناکار کہلاوے
اور انبیاء سابقین کی سنت یا شریعت موسوی کا جواز اوسکی حمایت مین دم نہ مارسکے
حضرت نے ایسے نافع اور عمدہ حکم شریعت محمدیہ سے خلاف کیکے کسطرح ۵
یا ۴ یا زیادہ جوروین کرلین۔ اعتراض ہو سو یہ ہے آپ بہکین نہین۔ یا تو محمد صاحب کو
تعداد ازواج مین شریعت موسوی کا پابند بنائین اور تعدد کے محدود کرنے کو ناجائز
ٹہرائین اور اوس سے نافع اور عمدہ حکم نفرمایا۔ یا محمد صاحب کو شریعت اسلام
اور قران کا عدول کرنے والا عیاش اور شہوت پرست مانین اور سمجہ جائین کہ
کیون سو بیبیون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف ہے بلکہ منصب معمولی شریعت
اور دینداری اسلام کے خلاف ہی۔ یہ آپ کی عذرات تہی [illegible] جو ہین
نے تکلیف لو دی پہر امیر علیصاحب اصلی اعتراضون سے بچنے کیواسطے فرماتے
ہین غالبا یہ نہ کہا جائیگا کہ انحضرت کو بجا ہیئے تہا کہ کسی ضرورت سے خواہ کیسی ہی
شدید ہو تعدد ازواج کی رسم قبیح کو خود عمل مین لاتے اور اوسکو مباح کردیتے
صفحہ ۲۱۳ یقینا یہ ہرگز نہ کہا جائیگا انحضرت نے خود ایسا کیا جو تعدد ازواج کو عمل مین لائے
ہم اوسکے لئے کوئی بہتر امید نہین رکہتے ہین مگر انہون اس رسم قبیح کو مباح کیا تہا۔

نے لئے صرف اوس قدر مباح رکہتے جو اورون کے لیئے مباح رکہا تہا اس سے
ور تنگ ہے پس صرف کہا جائیگا کہ انحضرت کو نہ چاہیے تہا کہ کسی ضرورت سے خواہ وہ
ہی شدید ہو تعدد ازدواج کی رسم قبیح کو اپنے لیئے اوس حد سے زیادہ روا رکہتے جو انہون نے اپنی شریعت مین اپنے اصحاب کے واسطے قرار دی
سب کسی امتی کے لیئے کسی ضرورت کی خواہ وہ کیسی ہی شدید ہو رعایت نہین رکہی تہی اپنے نفس کیلیئے رعایت کرنا کیسا
ضعیف تہا اور یہین آپ صم و بکم ہین اور اب معلوم ہوگیا کہ جن مورخین
عیسائی نے انحضرت پر طعن کیا کہ انحضرت نے تعدد ازدواج کرکے اپنے نفس ہی کی وہ رعایت کی
مستحق آپ شرع شریف کے بموجب نہتے صفحہ ۲۰۶ ہمارے ذی علم و شہرہ آفاق
مان جی نے لاکہہ سر مارا کہ اوس طعن کو اوٹہا دے مگر اوس طعن کا ایک حرف
زور کیا نہ حضرت پر اوسی بیان ہوگیا اور اوسکا ایک فقرہ بہی ہمارے مخاطب کے
ہلانے سے نہ اوٹہہ سکا

جواب

علی صاحب اور محمد حسین صاحب جو یہ کہتے ہین کہ جب انبیاء سابقین نے موافق ...کے
یہ فعل کیا تو حضرت نے بہی کیا اونکا یہ کہنا نہایت صحیح اور لائق تسلیم ہے لیکن آپ
سکے جواب مین فرماتے ہین کہ اونکو انبیاء سابقین کے زمرہ مین کون تسلیم کرتا ہے
اس تسلیم کی بناپر استدلال کرتے ہین۔ انبیاء سابقین کے زمرہ مین حضرت کو
نا یہ انکی زبردستی ہے اور بہیا کی ہان شمار مین تیرا مہمان۔ آپ نہین سمجہے
انبیاء سابقین کے زمرہ مین بٹہانا خدا کا کام ہے نہ انسان کا جب خداوند عالم نے
نکو ختم المرسلین فرمایا تو کسی کا نہ ماننا کیا خبر ہے۔ یہود کہتے ہین کہ حضرت عیسی
ابن اللہ نہین نہ پیغمبر ہین اونکو ماننا کون ہے اور اونکی انجیل کیا ہے تو م [illegible]
ت کہتے ہین کہ حضرت موسی و عیسی کو ماننا کون ہے اور اونکی توریت و انجیل کیا
ان نہ مان مین تیرا مہمان پہر آپ ہی کیا کہین اگر کوئی شخص خدا اور رسول کو نمانے

توخداکی خداوندی اورنبی کی نبوت مین کیا نقص ہوگا اگر تم نمانو تو اسلام مین کوئی نقص نہین ہوسکتا حضرت نے جسقدر جانفشانی وجانبازی اشاعت یگانہ پرستی وعبادت خداوندی اور تہذیب وتادیب قوم عرب تبلیغ رسالت مین فرمائی ہے اظہر من الشمس ہے اور جو جو امور لازمہ منصب نبوت کے تہے اونکو بوجہ احسن انجام دیا اگر تم نہ قایل ہو تو کیا ہوگا ٹہرے عیسائی قائل ہین اونکی کتابین دیکہو۔

اب مین اپ سے پوچہتا ہون بیان کیجیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے عہد مبارک مین کیا کیا اشاعت دین فرمائی البتہ تکلیف جسمانی اور صلیب کی ایذائین اور ذلتین قید کی اوٹہائین اور پہر بہی اوسوقت رواج دین نہوا خلاف توریت موسوی ایسے ایسے احکام ارشاد فرمائے کہ تمام یہودی لوگ کافر سمجہنے لگے پہر اونکی نبوت مین کیا نقص ہوا اسیطرح ہمارے حضرت نے تبلیغ رسالت مین تکالیف روحانی وجسمانی اوٹہائین اور ایسی اشاعت دین مبین اور ترویج یقین فرمائی کہ اوسوقت ہی تمام عرب وعجم مسلمان ہوگئے اور اب شرق سے غرب تک افتاب اسلام چمکتا ہی لیس ہمارے پیغمبر برحق نے جو کچہ کیا وہ پیغمبران سابق سے افضل وبہتر کیا پہر وجہ کیا ہے وہ پیغمبرون مین شمار نہ کئے جائین۔

جتنے عیب تم حضرت کی طرف اپنے زعم باطل سے منسوب کروگے وہ باطل کرکے اونسے زیادہ ہم اکثر پیغمبرون مین دکہلا وینگے اور پہر بہی تم اونکو پیغمبر ملن سکے زمرہ مین نہ لاؤ تو تمہارا تعصب ہے لیکن تعداد سکے خوب تمنے یہ کہا کہ حضرت نے اپنی شریعت کے خلاف کیا یعنی جیسا امت کے واسطے چار ازواج کی اجازت تہی خود بہی کرتے ہم بارہا کہہ چکے ہین کہ اونکے مواسطے بموجب شریعت موسوی مثل انبیاء بنی اسرائیل کے حکم کثرت ازواج بحال وبرقرار رہا صرف امت محمدی کے واسطے حقتعالی نے چار ازواج کی تعداد کو محدود کردیا لیس شریعت خداوندی ومصالح خداوندی مین اختیار کیا ہی اگر آپ کہینگے کہ حضرت کیواسطے زاید کا حکم کیون ہوا امت کے واسطے کیون چار کی تعدید لگائی ہم کہتے ہین کہ انبیای بنی اسرائیل

کیواسطے حکم نامحدود کیون دیا اور حضرت یحیی و حضرت عیسی علیہ السلام کو ایک ایک
زوجہ سے کیون محروم کیا اور اگر تمہارے نزدیک کثرت ازدواج شہوت رانی ہی ہے
و معاذ اللہ حضرت ابراہیمؑ و حضرت یعقوبؑ و داؤدؑ و حضرت سلیمان علیہم السلام شہوت
شہوت رانی کرتے تہے معاذ اللہ اسی کا نام پیغمبری ہے اری صاحب بحکم خداوندی ازدواج
بقدر حاجت انجے کرنا عین صیانت ایمانی حفاظت نفسانی و صحت جسمانی ہے ایک عجیب
نعمت ربانی اور الطاف یزدانی ہے جو لوگ اوس سے محروم ہون تو ہون اونکے حسد و
عناد سے کیا ہوتا ہے اور حضرت عیسی و حضرت یحیی علیہما السلام کیواسطے حکم خاص تہا
جس سے وہ ممدوح و مخصوص تہے پس قیاس آنحضرت کا دیگر انبیا پر اور دیگر انبیا کا
اونپر کرنا بیجا ہے اور تم خود صفحہ ۱۳ مین لکہہ چکے ہو کہ مفسرین نے لکہا ہے کہ حضرت
کو اختیار تہا کہ اقسام مذکورہ مین ہزارون کرین پس جبکہ یہ امر تسلیم شدہ ہی تو پہر انہون
نے اپنی شریعت سے عدول کیون کیا بلکہ وہی کیا کہ جو اونکی شریعت مین تہا
اور اکثر امور ایسے کئے جو دیگر انبیا نے بہی کئے تہے اسپر آپ یہ فرماتے ہین کہ ہم اونکو
انبیا کے زمرہ مین نہین لیتے مگر یہی سمجہ لیجئے کہ آپ کیا اور اونکا سمجہنا کیا یہود حضرت
عیسی کو اور مجوس و ہنود دیگر انبیا کو کب زمرہ انبیا مین لیتے ہین پہر ایسی گفتگو کرنا
بیجا محض ہے بہرحال کسیطرح ثابت نہین ہو سکتا کہ حضرت نے خلاف احکام شریعت
کیا اونکو اختیار تہا کہ وہ جسقدر چاہین کرین امت کیواسطے اب اختیار نہتا اور اسوجہ
سے وہ شہوت پرست نہین کہے جا سکتے بلکہ اونکے واسطے تو ایک حکم صریحی اور
قوی دلیل موجود ہے وہ کہتے کہ توریت مین کوئی حد مقرر نہین ہے اور حضرت عیسی
علیہ السلام نے کہین ممانعت تعدد ازدواج نہین کی ہی مگر امت کیواسطے ایک حد خاص
معین کر دی گئی اور جو حکم خداوندی صادر ہوا اوسکو وہ عمل مین لائے آپ دیکہیے کہ امت
کو چار سے زائد کی اجازت نہ دینے مین اونکا کوئی ذاتی فائدہ نہتا اگر امت ہزارون ہوتین

کرتی خصوصاً تشکا کیا حرج تہا یہ توکوی تبلا نہین سکتا کہ انہون نے امت کو چار سے زائد کی اجازت کیون نہ دی اور اپنے واسطے جایز رکہین لیکن اگر قیاسات مستحسن کیجئے تو امت کو مطلق العنان کردینا باعث مفاسد موفور اور حد مقرر کرنے مین مصالح نامحصور ہین اور جبکہ جواز مملوکات بہی ہی اور بموجب شریعت موسوی و اسلامی کے بلا تعداد جایز ہی تو عقل سلیم بہی یہی حکم کرتی ہی کہ حضرت نے ایک عمدہ انتظام شریعت و امت کا فرمایا البتہ اسکا ثبوت تمہارے ذمہ ہے کہ جمع بین الاختین زمانہ حضرت یعقوب مین جائز تہا ہم کہتے ہین ہمیشہ سے ناجایز تہا آپ نے قبل اسکے کہا ہی کہ اُنہون نے اپنی ازواج کو دوسرون پر حرام کردیا تہا اختیار طلاق اپنے سے زائل کردیا تہا یہ سب اسواسطیکہ اونکی زوجہ کو دوسرا نہ لیجائے اور اونکو برا معلوم ہو لیکن اسمین اونکا کونسا فائدہ تہا جو انہون نے امت کو چار سے زائد کی اجازت نہ دی اسمین ضرور کوئی نکوی ایسی مصلحت عظیم تہی جسکو ہمتسا آدمی نہین جان سکتا۔

قول عالم جلیل مسٹر گاڈفری ہگنس صاحب

گاڈفری ہگنس صاحب کہتے ہین کہ محمد کے رویہ کے جانچنے مین جیسا تم کہہ سکتے ہو کہ آپ بڑے شریر و مکار اور جہوٹے اور محض ناشایستہ تہے ویسا ہی ہم کہہ سکتے ہین کہ آپ سقراط زمانہ تہے۔ حمایۃ الاسلام صفحہ ۲۹۔ پس جب ایک عیسائی عالم اسطرح اونکی بنسبت کہتا ہے تو تم سے آدمی کو یہ ضرور سمجہنا چاہیئے کہ ضرور اونکے اس فعل مین کوئی مصلحت ہی پس جبکہ ہم شریعت موسوی مین بیحد عورتین کرنے کا جواز اور انجیل مین عدم ممانعت اور آنحضرت کا حد مقرر کرنا اور کنیزون کا جواز دیکہتے ہین اور یہہ بہی دیکہتے ہین کہ خود حضرت نے اپنے واسطے زیادہ جایز رکہین تو ضرور سمجہ لیتے ہین کہ اونکو بحکم الہی اور بہت سے مصالحہ دینیہ ہے تہے اور اگر ایسا نہ سمجہین تو بہی سمجہین کہ اونکو حسب ضروریات ملکی اسکی حاجت تہی چنانچہ صاحب موصوف کہتے ہین کہ تعداد ازواج آئین ملکی تہا مذہبی نہتا حمایۃ الاسلام صفحہ ۲۹ ۔ بہرحال صاحب موصوف کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت کو پولیٹکل امور مین تعدد ازدواج کی ضرورت ہتی پس بسبب ضرورت ایسا کیا گیا تہا

شہوت پرستی کے لحاظ سے یہ امر کیا گیا تہا چنانچہ پہر صاحب ممدوح کہتے ہین اگر کثرت
ازدواج کی اجازت کے سبب سے جو اونکے پیرؤن کو حاصل ہی اور اوسکی نسبت بہت سے
سخت اعتراض ہی ہین - عیسائی پادریون کو کسیقدر فتح حاصل ہو تب بہی آپ کے بعض اور
مسائل ایسے ہین جو طالبان صدق کو اس امر پر باعث ہونگے کہ الزام ذریعہ شہوترانی
مین شک کرین یا بالکل انکار کرین مثلاً رمضان کے روزے جو دوران سالی قمری کی
وجہ سے ملک ایشیا مین اکثر سخت گرمی مین آپڑتے ہین اور دیندار مسلمانون کو صبح سے
شام تک تیس روز تک برابر ایک لقمہ کہالنے یا نہایت شدید پیاس بجہانے کو ایک قطرہ
پانی پینے کی ممانعت ہوتی ہی ایسے ہین جو ذریعہ بنی شہوت رانی کے مخالف ہین بلکہ
حج کی نسبت عیاش اور کاہل لوگ کیا کہینگے یقیناً محمد پر اس سخت سفر کے حکم دینے
سے اگر آپ سے واقع مین حکم دیا ہے جسمین مجہکو شک ہے کہ تہمت نفس پرستی کی نہین ہو سکتی حمایۃ الاسلام صفحہ ۳۹
یہ اون علماے عیسوی کے خیالات ہین جو بقول شخصے خاص ولایتی و خاص عالم عیسائی
ہین نہ ننہے نگرے ہین نہ روٹی کمانا جانتے ہین لیکن ایک قید سخت بہی لگا دیتے
وہ کہتے ہین کہ طالبان صدق کو اس امر پر باعث ہونگے کہ الزام ذریعہ بنی شہوت
رانی مین شک کرین یا بالکل انکار کرین ہمارے مخاطب صاحب نہ انکار کرینگے نہ شک
کرینگے وہ قید طالب صدق کی لگاتے ہین المختصر حضرت کو اسکی ضرورت عرفی ہتی اور
دیگر امت کو ضرورت اونکی نزدیک نہتی — مگر مین مخاطب سے یہ خطاب
کرکے یہ فہمایش کرتا ہون کہ جو حکم خلاف حکم خدا اور باعث غضب خدا ہو
اوسپر اطلاق ہو سکتا ہی کہ خواہش نفس اور رغبت طبع سے کوئی فعل کیا تو گناہ کیا
یا شہوت پرستی کی اور جب حکم خدا سے کیا تو کوئی ایسا نہین کہہ سکتا
ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ کسی نبی یا غیر نبی کو خلاف شریعت اپنے کرنے
سے عاصی و گنہگار کیا جاویگا اب مین آپ کو دکہلاتا ہون کہ حضرت لوط نے جو اپنے

دختروں سے حالت نشہ مین صحبت کرکے صاحبزادہاے پاک نسل جناب
چنیے بنی عمی و بنی مواب ہوئے وہ کس شریعت مین جایز ہے اور حضرت یعقوب نے
جو جمع بین الاختین کیا اون کا کوئی صحیفہ اوسکی آیت پیش کیجئے حضرت داؤد تو تابع
توریت تہے اونہون نے کس حکم سے شوہر دار عورت سے زنا کیا اور شوہر کو قتل
کرادیا اور پہر جورو بنایا حضرت سلیمان نے کس حکم شریعت سے وہ عورتین جنکی ممانعت
توریت مین ہے اپنے عقد مین داخل کین اور کس حکم سے بت پرستی کی یہ امور کس
شریعت مین جایز ہین اور اگر نہین جایز ہے تو انہون نے ایسا کیون کیا اور اگر آپ
جایز ہی قرار دیتے ہین تو وکہلائے تو کہ کس توریت و انجیل سے جایز ہے اگر بخت النصر
کے تاخت و تاراج سے بچ رہی ہو ورنہ اقرار اونکے گناہ کا کیجئے اگر گناہ کا اقرار
کیجئے گا تو کاش حضرت کو بہی آو نہین گناہکار پیغمبروں مین تصور کیجئے اور جب آپ اون کو
گناہگار پیغمبرون مین شمار کر لینگے تو ہم حضرت کو اور اُن پیغمبرونکو بے گناہ اور معصوم بہی
ثابت کر دینگے بہر حال حضرت نے خلاف شریعت اپنے نہین کیا اور ہم یہ بہی جانتے
ہین کہ اگر حضرت کثرت سے بیبیان نہ کرتے تو حضرت نامردی کے اعتراض سے نہ بچتے
چنانچہ گاڈفری ہگنس صاحب کہتے ہین کہ اگر یہ بات مشہور نہوتی کہ آپ نے اپنی بی بی
کے مرنے کے بعد فوراً تین چار نہایت خوبصورت حسین و کم عمر عورتون سے نکاح کر لیا تو آپ
کے دشمن باوجود اولاد کثیر ہونے کے بیشک یہی کہتے کہ آپ مین قوت نہتی (حمایۃ الاسلام) جسطرح سے
نسبت حضرت عیسے کے یہ موقع گمان کرینگا ہی اور اسی موقع پر یہ بہی کہا جاسکتا
کہ جبکہ توریت مین حکم ازدواج ہی تو کس حکم سے بیاہ نکیا اور کس حکم سے ممانعت طلاق
عموماً فرمائی جو حکم یا آیت لوماری ہو پیش کیجئے رہا صرف فرمانا اونکا جسطرح سے آپ فرمان
مصطفوی تسلیم نہین کرتے اسیطرح سے منکر نبوت عیسی بدون ثبوت کے تسلیم نہین کر سکتا
پس اگر انصاف سے دیکہو تو حضرت نے ازدواج و طلاق کے باب مین ایک نہایت عمدہ

طریقہ بنا دیا اور صرف یہ ہی طریقہ نہین بلکہ اونکی شریعت ایسی لاجواب ہی کہ اوسکے
محامد و محاسن کا پایان نہین ہی پس خداوند عالم نے جسقدر حضرت کیواسطے ضرورت
سمجھی اونکو اوسقدر کی اجازت دی اور جسقدر امت حضرت کیواسطے ضرورت سمجھی اوسکی اجازت
دی لہذا تمام اعتراضات جو مخاطب نے حضرت پر کئی تہی وہ سب باطل ہوگئی اور اونکی بدذاتی
اور تعصب کا اظہار ناظرین پر ہوگیا اب جو یہ فرماتے ہین کہ حضرت نے خوب کیا جو تعدد
ازدواج عمل مین لائے ہم اوسنے کوی بہتر امید نہین کہتے ہین تو ہم بہی اس قول مین آپ کا
ساتھ دیتے ہین واقعی جو کچہ انحضرت نے کیا نہایت خوب کیا کبہی کوئی برای اوسنے
عمل مین نہین آئی فی الواقع آپ پر کیا منحصر ہے کسی مخالف کو حضرت سے امید نیک
نہین رکہنی چاہیے اگر نیکی کی امید ہے تو اسلام کو ہے تمسے کیا واسطہ تم ہرگز نیکی کی امید
نہ رکہو۔ آپ جو کہتے ہین کہ اعتراض ہی تو یہ ہی کہ انحضرت نے خلاف شریعت کیا ہم کہتے
ہین کہ جواب ہے تو یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام نے خود اقرار فرمایا ہی کہ توریت منسوخ
کرنیکو نہین آیا۔ پہر کیون خلاف توریت فرمایا کہ سواے زنا کے طلاق نہ دو کسیکی
مطلقہ سے نکاح نکرو پہر فرمایا کہ خالق نے ایک زن و مرد پیدا کیا پس خدا نے جسکو
جوڑا اوسکو انسان نہ توڑے پہر خلاف شریعت خداوندی حضرت عیسے نے کیون نہ اپنا جوڑا
پیدا کیا اور ترک تعدد ازدواج سے شریعت کا جوڑا کیون توڑا پہر فرمایا کہ جو چیز موہنہ مین جاوے
وہ ناپاک نہین کرتی یہ قول بالکل خلاف شریعت خداوندی فرمایا توریت مین بہت
چیزون کے واسطے حکم ناپاکی اور ممانعت اکل و شرب ہی جس کی تفصیل ہمنے قبل
اسکے بحوالہ توریت لکہی ہی پس اعتراض ہی تو یہ ہے ہرچند ہمارا اعتقاد نسبت حضرت
عیسی علیہ السلام کی یہ نہین ہی بلکہ ہم اونکو پیغمبر برحق معصوم جانتے ہین لیکن آپ منکرین
و مخالفین کا جواب نہین دے سکتے جو ہر قول و ہر فعل عیسوی کو خلاف
شریعت کہہ سکتے ہین

فصل دہم متعۃ النسار

عورات کی نسبت صرف اسی قدر کارروائی اسلام کی شریعت مین نہین اگر اتنی ہوتی تو صبر کیا جاتا حضرت کی شریعت مین متعہ بہی حلال ہے۔ متعہ صریح رنڈی بازی ہی فرجی دیگر کسی عورت سے رات دورات تعلق پیدا کرنا اور چلتے پہرتے نظر آنا۔

اسکے بعد مصنف نے مولوی محمد علیصاحب کی تردید مین آیہ وافی ہدایہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ پیش کی ہی اور کہا ہی کہ حضرت حیدر ہی مین نہایت قاطع دلیل سے ثابت کیا ہے کہ یہ ایت متعہ پر لفض ہی اور سنے علما کو بہی اس جیسا شیعون نے ثابت کیا ہی انکار نہین ہوسکا چنانچہ تفسیر ثعلبی مین منقول ہی کہ عمران بن حصین کہتا ہی کہ نازل ہوی آیت المتعہ بیچ کتاب اللہ تعالی کے نہین نازل ہوئی بعد اسکے کوئی آیت جو منسوخ کرے اوسکو نہیں امر کیا ہمکو رسول اللہ صلعم نے اسکا متعہ کیا ہمنے ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اور وہ مر گئے اور نہین منع کیا ہمکو اس اور کہا ایک شخص نے اپنے رائے سے جو چاہا۔ (یہ اشارہ ہی عمر کے حکم منع متعہ کی طرف) ور تبیان الحقایق سے ایک روایت ابن عباس کی لکہی ہی اور بعد چند فقرون کے لکہا ہی کہ سی اس متعہ کو یہ نہین کہتی کہ اسلام مین حلال نہتا بلکہ صرف یہ کہ عمر نے اپنے آخر زمانہ مین اسکو حرام ٹہرایا حضرت کے وقت مین وہ حرام نہتا اسکے بعد ایک روایت ترجمہ موطا امام مالک نکاح المتعہ سے لکہی جسمین یہ دکہایا ہی کہ کبہی متعہ حلال ہوا اور کبہی حرام۔ اسکے بعد اکثر روایات لکہکر تحریر ہوتا ہی۔ پس اہل سنت کا متعہ کو حرام ٹہرانا قران وسنت سے درگذر کرتا ہی شیعی حق پر ہین ورنہ اسکی حرمت ایسی ہے جیسے کہ کثرت ازواجی کی جسکو ہمارے سید صاحب مخالف منشاء قران وتعلیم محمدی سمجہکر زناکاری کا حکم فرماتے ہین۔

جواب

مصنف امہات نے متعہ کو ثابت کرکے یہ دکہلایا ہی کہ یہ عام طور کی رنڈی بازی ہی پس

اسکے جواب مین ہمکو صرف یہی کہنا چاہیے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے لاکہون نکاح اور کنیز بہی
جایز کردی تہین اور طلاق بہی جایز کردیا تہا پس بعینہ یہی صورت اسمین بہی ہوسکتی تہی یعنی
ہزارون نکاح کرے ہزارون طلاق دی ہزارون کنیزین رکہے اور نکال باہر کری اور پہر
انجیل مین ممانعت صریحی کثرت ازدواج کی ہی نہ کنیزون کیواسطے ممانعت صریحی ہی اور اگر آپ
پنچ کیلیخ کے دکہلائے کہ ممانعت طلاق سے تعدد ازدواج کی ممانعت ہی تو ہم کہین گے کہ غلط
ہم لوگونکا قیاس باطل ہی اور اگر ممانعت صریحی بہی فرمائی تہی تب بہی ناجایز تہی کیونکہ وہ توریت
منسوخ کرنے نہین آئے تہے اور انکی ذات تو اس سے ارفع ہی کہ کبہی کچہ کہین اور کبہی کچہ کہین
لیکن اگر یہود و مجوس و ہنود چاہین تو اونکو کاذب کہہ سکتے ہین ـ ہم تو ایسا کفر نہین کہہ سکتے
جو کچہ آپ نے بدزبانیان کین ہین اونکی جواب مین اگر کہتے تو ہم بہی بدزبانی کرین مگر ایسی
بدتہذیبی سے خدا محفوظ رکہے البتہ اسقدر فہمایش ضرور ہے کہ اصل حقیقت متعہ کی ویسی
ہے جیسی نکاح کی کیفیت ہی یعنی ایجاب و قبول مہر طلاق ـ اور عدت اسی طور پر
متعہ مین بہی ایجاب و قبول اور مہر و مدت مفارقت اور عدہ ہی نکاح اور متعہ مین یہ فرق ہے
کہ وہ نکاح دائمی ہے یہ نکاح میعادی شاید اسی وجہ سے اوسمین وراثت زوجہ دائمی ہی
اسمین زوجہ چند روزہ وارث ہی مگر جسطرح سے اولاد منکوحہ وارث ہی اوسیطور سے اولاد
ممتوعہ بہی وارث ہی لیکن یہ سب باتین حرام سے بچنے کیواسطے جایز کین ہین اور اسمین
عدل کا ثبوت ہو اسوجہ سے کہ جن لوگونمین صرف ایک ہی نکاح پر حصر ہے اگر اونکو بسبب
بعض وجوہ ضرر جسمانی یا نفسانی یا دنیوی کے دوسری عورت کی حاجت ہوگی تو بجز
گناہگاری کے کوئی چارہ کار نہو گا کیونکہ ایسے ضروریات متعلقہ کا یا ضرورتہای
تحمل نہکر سکینگے بخلاف اہل اسلام کے کہ اگر بعد ان سب وسایل جانے کے کوی مسلمان مرتکب
افعال ناجایز ہوگا اور پہر بہی فعل ناجایز کرے تو وہ کسی طرح سے گناہگاری سے بری
نہین ہوسکتا اسلئے کہ بہت سہل طریقے حلال کرنیکے اونکو بتلا دئے گئے ہین پس نسبت

خداوند عالم سے کوئی اعتراض نہین ہا لہذا بنظر مصالح عباد کے متعہ حلال کیا گیا اور ابتک حلال
ہے پس متعہ پر اعتراض کرنا گویا حضرت موسیٰؑ پر اعتراض کرنا ہے کیونکہ کثرت نکاح و طلاق د
مہر بھی بقول آپکے خرچی و رنڈی بازی ہی سمجھی جاویگی اور سابقا ہمنے بیان کیا کہ ہمبستری مردون کی ایک طبعی امر ہے کہ
بسبب فطرت انسانی کے انسان اوسپر مجبول و مجبور ہے لہذا مصلحت خداوندی اسکی مقتضی
ہوی کہ ایک طریقہ خاص سے اجازت دیجاوے جسکے پابند رہین اور خاص اوس طریقہ
کو حلال و جائز سمجھین اور خلاف اوسکے حرام و گناہ سمجھین ورنہ جو فعل ہمبستری کا ہے وہ حلال
و حرام مین یکسان ہے لہذا جو حکم نسبت نکاح کے یا متعہ کے یا کنیز کے ہے وہ جائز و
حلال اور خلاف اوسکے ناجائز و حرام قرار پایا پس جو ضرورت انسانی واسطے نکاح زوجہ واحد
کے ہے وہی ضرورت انسانی واسطے تعدد نکاح کے ہے وہی واسطے متعہ کے ہے چنانچہ جس شخص
کو ضرورت ازدواج ہو اور اوسکے ترک کا تحمل نہی ہو اور اندیشہ امراض خطرناک ہو تو لازم
ہوگا کہ ازدواج کرے اور اگر وہ زوجہ بدکار یا بدمزاج یا دایم المرض یا دیگر وجوہ سے ناقابل
صحبت ہو تو ضرور ہوگا کہ متعدد ازدواج کرے اب اگر مسافر ہے یا فوجی ہے جسکا قیام ایک
وقت خاص تک ہے تو وہ کیونکر زوجہ دائمی کر سکتا ہے یا وہ عورت واسطے دوام کے راضی نہین ہے
یا مرد کو حضر یا سفر مین واسطے ہمیشہ کے قدرت تکفل دائمی نہین ہے اور نکرنے مین وہی اندیشہ
عدم تکفل و حدوث امراض خطرناک ہے تو اجازت ازدواج واسطے ایک مدت خاص کے بھی
دیگئی اور اسی کو متعہ کہتے ہین اب اگر یہ کہین کہ انہین شرائط کیساتھ بضرورت خاص انہین
لوگون کے واسطے جائز کیا جاتا تو جواب یہ ہے کہ ہرگاہ نفس الامر مین بنظر مصالح عباد کے مدنظر
نکاح دائمی و نکاح میعادی اجازت دیگئی اور اوسکے احکام و شرائط حدود و قیود خاص مقرر کردیے
گئے تو بطور عموم باحکام خاص جائز ہوگیا اب اہل اسلام خود اپنے مصالح و منافع دنیوی کو سمجھ
سکتے ہین لہذا حکم جواز بطور کلی صادر فرمایا گیا اور جو شرائط بطور کلی وہ نکاح مین طلاق
مین مقرر ہین کردیے گئے ہر ایک شخص کی رای پر نہ کثرت ازواج حضرت موسیٰ نے جائز کی

پیغمبر اسلام علیہ السلام نے پس اگر اعتراض کیجیے گا تو پہلے حضرت موسی و دیگر انبیاء
بنی اسرائیل مورد اعتراض ہونگے کہ جنہوں نے تعدد ازواج کو جائز رکہا اور طلاق بہی جائز کیا
پس اگر نفس ازدواج قبیح ہوتا تو جملہ انبیاء سلف نہ ایک زوجہ کرتے نہ ہزار مثل حضرت یحیی و
حضرت عیسی کے رہتے تو بہتر تہا لیکن مشکل یہ ہے کہ نسل بنی آدم و نسل بنی اسرائیل اور تمامی
اقوام کیونکر پیدا ہوتے پس جو اعتراض آپ تعدد ازداج و متعہ کے جواز پہ کیجیے گا وہی اعتراض
حضرت ابراہیم سے لیکر تا عہد حضرت عیسی علیہ السلام جملہ انبیاء ماسلف پر کرینگے جنہوں نے
مذہبی کثرت ازدواج پر عمل کیا اور امت کو بہی کثرت ازدواج و طلاق و کنیزان کا بلا تعداد مجاز
فرمایا فما ھو جوابکم فھو جوابنا اور آپ نے جو مہر زنان ممتوعہ کو خرچی کہا تو مہر زنان منکوحہ
کی بہی وہی صورت ہے از روی شریعت موسوی کے نکاح کیجیے اور طلاق دیجیے اور مہر دیکر
رخصت کیجیے پہر چاہے اسکو مہر کہیے چاہے اور کچہ کہیے لیکن آپ خرچی کو شاید برا سمجہتے
ہونگے اسواسطے کہ صحیفہ یسعیاہ ۲۳/۱۵ و ۱۷ مین لکہا ہے اور یہ خیال جو کہ فراموش ہوگئی ہے بربط
اوٹہا لے شہر مین پہر تار کو خوب چہیڑ خوب غزلین گا کیونکہ ستر برس کے بعد ایسا ہوگا کہ خداوند
صور کی خبر لینے کو آویگا اور پہر خرچی کے لیئے جاویگی اور روی زمین کی ساری مملکتوں سے
زناکاری کریگی لیکن اوسکی تجارت اور اوسکی خرچی خداوند کے لیے مقدس ہوگی پہر جبکہ خرچی
زناکاری کی خداوند کے لیئے بقول کتب آسمانی مقدس ہے تو آپکا مہر نکاح و متعہ کو خرچی
کہنا کیا مضائقہ ہے آپکو ایسے الفاظ کے استعمال سے کیا پرواہ ہے اور جبکہ ہوشع
پیغمبر علیہ السلام کو خدا نے فرمایا کہ جا اور ایک زناکار عورت سے لڑکے کو اپنے لیئے لے
ہوسیع ۳/۱ خداوند نے مجہے فرمایا کہ پہر جا اور ایک عورت سے کہ جو دوست کی پیاری ہے پر
زنا کرتی ہے محبت رکہہ کیونکہ ملک نے خداوند کو چہوڑکر بڑی زناکاری کی ہے پس اوسنے جاکر
دبلیم کی بیٹی جمر کو لیا وہ حاملہ ہوی بیٹا جنی لیجیے مبارک ہو یہ بہی جس نکاح کو متعہ کو کنیز کو
حرامکاری و زناکاری فرمائے مہر ازواج یا قیمت کنیز کو خرچی کہیے جو کچہ کہیے آپ کو زیبا ہی

اہل اسلام کو ایسے الفاظ سنکر جنکا استعمال کتب مقدسہ مین نسبت انبیاء علیہم السلام کے ہے برا نہ ماننا چاہئیے پہر اگر مصنف امہات بہی ایسے الفاظ کا استعمال اچہا سمجہے ہونگے تو انکو اختیار ہے -

فصل یازدہم تقویم پارینہ

اب کہ ہمنے حضرت کے ازواج کے حالات مفصل پر تحقیق کی نظر ڈالی اور اونکے ساتہ حضرت کی بیحیائی کے تعلقات دیکہے ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے گو وہ مصداق الحق مر اونکے تابعین کو کیسا ہی ناگوار کیون نہ معلوم ہو کہ حضرت شہوت پرست وعیاش پرلے درجہ کے تہے - خدیجہ کی وفات کے دو ماہ بعد ہی حضرت نے دو عورتوں سے یعنی سودہ اور عائشہ سے نکاح کرلیا اور اونکی جورو نکا روزنامچہ جس سے مسلمان انکار نہین کرسکتے ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین

مختصر کیفیت ازواج مطہرات

سنہ نبوی	حضرت کی عمر شریف	نام ازواج مطہرات	
۱۰ نبوی	۵۱ سال	سودہ	حضرت سودہ کو جبتک عائشہ بیاہی نہ ہوئی مثل بریل کی رکہتی رہی مابعد کبر سنی کے باعث حضرت نے اونکو بالکل پنشن دیدی تہی اور انکی جگہ عائشہ کو قبول فرمایا اور بموجب ثیالوی کے قول بالا داہر جوکی سوکی روٹی کی داد دی
سنہ ۱ ہجری	۵۳ سال	″	دو برس بعد جب عائشہ نو برس کی ہوئین حضرت نے اونسے زفاف فرمایا یہ حضرت کی بڑی چہیتی بی بی تہین

سنہ	عمر شریف	نام ازواج مطہرات	
			کیونکہ کنواری صرف یہی تہین یعنی منکوحہ عورتون مین — ماریہ لونڈی بہی کنواری تہی بعد عائشہ کے حضرت اسپر بہی دلدادہ تہے اور یون تو تمام عورتون کو چاہتے تہے
سنہ ۳	۵۵	حفصہ	یہ بڑی قبول صورت پری تمثال عورت ۱۷ برس کی نوجوان تہی
؍؍	؍؍	ام المساکین	یہ بہت جلد فوت ہوگئی
سنہ ۴	۵۶	ام سلمہ	کوی ۲۷ سال کی عمر والی عورت تہی
سنہ ۵	۵۷	زینب بنت جحش	یہ زید حضرت کے فرزند متبنی کی جورو تہی مگر بڑی حسین ماہ پارہ عابد فریب تہی آخر حضرت نے اسکو اپنی جورو بنا لیا۔
سنہ ۵	۵۷	ریحانہ	حضرت نے اوسکو بہت سی عورتون مین سے چہانٹ کر اپنی جورو بنایا۔
سنہ ۶	۵۸	جویریہ	ازحد حسین عمر اسکی ۲۰ سال تہی۔
سنہ ۷	۵۹	ماریہ قبطی	گورے رنگ والی بڑی صاحب جمال تہی حضرت اسپر فدا تہے حتی کہ عائشہ رشک کہاتی تہی اسکو تحفہ مین ملی تہی اور یہ بہی کنواری تہی
ایضاً	؍؍	صفیہ	ازحد حسین تہی نوعروس ۱۷ سال کی تہی۔
ایضاً	ایضاً	ام حبیبہ	اسکو حضرت نے اپنے واسطے حبش سے بلوایا تہا اوسکی عمر ۳۰ سال تہی حضرت اسکو ایک ملکی غرض سے بہی نکاح مین لائے تہے۔
ایضاً	ایضاً	میمونہ	انہون نے حضرت کو اپنا نفس بخشدیا تہا ع برگ سبز است تحفہ درویش۔ اور حضرت نے جود و کرم کو کام فرما کر انکو ع گر قبول افتد زہی عز و شرف۔

قبول فرما لیا اور اسمین ایک بڑی غرض یہ بہی تہی

کہ آپ اوس کے رشتہ دارونکو جو مخالفت کرتے تہے ٹھنڈا

کرنا چاہتے تہے۔

اب حضرت کی جوروین فراہم کرنے مکے آگے بجز موت کے کوئی روک باقی نرہی تہی۔
آخر حضرت ہجرت کے دس برس بعد مر گئے اور مرتے مرتے نکاح کر گئے چنانچہ حیات القلوب
والا کسی شنباد دختر صلت کا ذکر کرتا ہی کہ حضرت اورا تزویج نمود و پیش از انکہ اورا بخدمت
حضرت بیاورند حضرت از دار فانی رحلت نمود صفحہ ۵۶۸ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت
نے بستر مرگ پر یہ نکاح کیا لیکن نوبت صحبت نہ آئی یہ انتہاء بوالہوسی ہی اس روز نامچہ
سے جو مکمل نہین ہی کیونکہ اسمین حضرت کی چار لونڈیون سے دو کا ذکر نہین ہی صاف عیان
ہے کہ حضرت نے علاوہ خدیجہ کے ۲۴ جوروین کین خدیجہ سنہ ۱۰ دعوی نبوت مین مرین
یہ ۱۳ برس اور زندہ رہے اگر اس زمانہ مین صرف ۱۳ عورتین کرلیتے تو حضرت شیخ سعدی
کے اس لطیفہ کے مصداق ہوتے سہ زنے نوکن ای دوست ہر نوبہارے کہ تقویم پارینہ نیاید
بکارے۔ مگر حضرت نے اوسکو مات کردیا۔

ہمارے مخاطب اول تو حضرت کے حرم سرا کی تعداد مین قطع برید کرتے رہے
پہر حضرت کی جورونکو بڈہی سے بڈہی ثابت کرتے رہے اور یہی کہتے گئے کہ بیکس بیوہ ون
کی پرورش کرنیکے لئے حضرت جوروین کرتے تہے گویا حرم سرا کیا محتاج خانہ تہا مگر ہمنے
دکہلا دیا کہ حضرت عیاشی کرتے تہے یہان ۷ سے ۹ برس کی تہی۔ ۱۷ برس کی نوعروس تہی
دو تین ۲۰ سال والی ۲۷ سال والی ۳۰-۳۵-۴۰ اور ۵۰ والی تہی تا کہ ہوس کم ہو اور
تجربہ زیادہ ہو۔ فرنگی محل چینی محل حبشی محل والون نے حضرت ہی کو اپنا استاد مانا
ہوگا یہ سوجہ بوجہ سے مرحبا سید کی مدنی العربی تہی کوٹہی اور عورتوں انکا انتخاب یون
کرسکتے تہے حیات القلوب مین ہی کلینی بسند معتبر روایت کردہ است کہ چون حضرت ارادہ جماع کی

نے مینمودزنے را فرستاد کہ نظر کند بسوے او و میفرمود کہ بو کن گردنش را اگر گردنش خوب
ست ہمہ بدنش خوشبوست و غور کن پاشنہ پایش را ملاحظہ کن کہ اگر انجا پر گوشت ست ہمہ تن
پر گوشت ست صفحہ ۵۷ ایسی پر کہ تو کسی رئیس اودہ کو بھی نہ ہوگی حضرت عیاش
ہے پر گوشت عورتوں کو تلاش کراکر اور جبریل کے لائے ہوئے ہریسے اور حبوب امساک کہا
کر اور شہد و کمیکر کا رس پی پی کر جسکا پتا مولانا عماد الدین نے دیا ہی تاریخ محمدی صفحہ ۳۴۲
ت بہر عیاشی کرتے تہے - پس بیوہ پروری کا خیال تو جانے دیجیے محمد حسین کہتے ہیں کہ
مخالف بہی تجویز نہیں کرسکتا کہ آپ کا تکثر و تعدد نکاح شہوت پرستی کی غرض سے تہا اگر
نفسانی اغراض رکہتے تو عالم شباب میں جوان و باکرہ عورتیں مل سکتی تہیں صفحہ ۱۷ و ۲۱
سکا جواب ہم دیچکے کہ جوانی میں زینت عشق ٹین ٹین تہا ایک جورو ڈہونڈہی نہ مل
سکتی تہی اور خدیجہ کے حلقہ بگوش تہے پہر مولویصاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اسباب کو
زمانے تو جسوقت آپ بادشاہ عرب و یمن و شام ہوئے اور اس تعداد نکاح کے مرتکب
ہوئے اوسیوقت جوان اور باکرہ عورتوں سے نکاح کرلیتے مولویصاحب کو نہیں معلوم کہ
جب آپ صاحب سلطنت ہوئے تو ملک الموت نے رگ جانکو کاٹا اور کوئی نئی کلی
دل کی نہ کہلی مگر اب ہماری تقویم کا مطالعہ کریں اور حضرت کے حرم سرا کا تماشا دیکہیں
حفصہ جوان تہی خوبصورت تہی زینب حسن و جمال کی موہنی مورت - صفیہ تو عروس
جویریہ نئی عمر میں تمثال ریحانہ کو چہانٹ کر پسند کیا - عائشہ کم سن ایکجوان اور باکرہ عورتوں
کا پتا نہیں ملتا عائشہ بہی باکرہ ماریہ بہی باکرہ اور کیا چاہیے حضرت کی جوروین کس رنگ ڈہنگ
کی تہین ہم تبلاتے ہیں سورہ احزاب میں ہے - ای نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں
جو خدا سے ڈرنیوالی ہو تو اجنبی مرد سے لچک اور پیار کی بات نکرو اس سے بیمار دل والے
طمع کرینگی دستور کے موافق بات کیا کرو گہر میں بیٹہی رہو نادانی کے زمانہ کیطرح اپنی زینت
اجنبی مردوں کو نہ دکہاؤ خطبہ صفحہ ۲۲۸ ان عورتوں کو آپ بدہیا نا حق کہتے ہیں حضرت کو

اونکی جوانی کا اسد جاذبیت تہا اور پہاپ کہتے ہین کہ عقلی و طبعی قاعدہ ہی کہ جس عورت کا جمال و شباب کسی مرد کو مرغوب ہوتا ہی وہ اوسکے ہوتے دوسری عورت کا جمال و شباب مین کمتر ہو ہرگز راغب نہین ہوتا اسکی تصدیق سودہ اور عائشہ کے حال مین ہو چکی ہی جو عائشہ بہت سی نکالیتی عورتین جمع کر رکہتے ہین وہ بہی کسی ایک پر دلدادہ ہوتے ہین حضرت نہین ابوبکر برگزیدہ تہے دوسرے درجہ سفید پوست ماریہ پہر جویریہ صفیہ پہر حفصہ علی ہذا القیاس ہر جوان پر سودہ عمر مین بڑی تہی حضرت نے اوسکو بہت عطا فرمائی ہی میمونہ اور ام حبیبہ وغیرہ جو عمر مین زیادہ تہین حضرت کے دل مین کم جگہہ پاتی تہین مگر یہ بہی بڈہی نہین اتیراب کا یہ سخن چسپان ہوتا ہی کہ بن ٹہن کر زینت و سنگہار سے بڈہیا بہی جوان معلوم ہوتی ہی اور وہ شرارت کے حریفون کی محل طمع ہو جاتی ہی۔ اسلیے حضرت بیمار دل لوگون سے اندیشہ ناک رہتے اور انسے کہتے تہے کہ انسے پیار و لگاوٹ کی باتین نہ کیا کرو۔ مولویصاحب کس کس بات کا انکار کروگے حضرت اپنی گرمی کرتوت کے کافی سے زیادہ ثبوت اپنی تاریخ مین لکہا گئے۔

جواب

جبکہ ہم نے کتاب امہات پر نظر کی تو اوسکو بالکل تعصب و نفسانیت سے بہرا پایا بہذا ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے دگو وہ بمصداق الحق مر اونکی طرفدارون کو کیسا ہی ناگوار کیون نہ معلوم ہو کہ ہمارے مخاطب کا کلام بالکل انصاف سے خالی اور تعصب و نفسانیت سے مملو ہے چنانچہ مصنف کو فہرست ازدواج لکہنا کیا ضرور تہی جو آپنے ڈیڑہ سو صفحہ کی کتاب مین بیان کیا ہی اس مختصر فہرست مین کیا کچہ اوس سے زائد لکہا ہی پہر آپ فرمائیے اسکی عبارت کو بجز نفسانیت اور تعصب کے ہم کیا کہین یہ روزنامچہ ایک طبعزاد مخاطب ہی اور خود مصنف کو بہی کہنا پڑا کہ روزنامچہ مکمل نہین ہی پوری تکمیل اسوقت شاید ہو سکتی جسوقت کوئی فہرست فرزندان خدا کی بنائی جاتی جنکو توریت مقدس مین خدا کا بیٹا لکہا ہی پہر اونکی امہات کی بہی فہرست

ہوتی پہر کوئی فہرست ازواج حضرت داؤد ہوتی جنکی سو بیبیان ہتین کوئی فہرست ازواج حضرت
سلیمان ہوتی جنکی ہزار بیبیان ہتین جنمین تفصیل سن و سال و تصریح حسن و جمال ہوتی تو
[illegible] سچ تو یہ ہے کہ یہ روزنامچہ کیا نامکمل ہو بلکہ مصنف کے جملہ اعتراضات ہی نامکمل
ہین انکی اعتراضات فضول و مہمل سے خداوند عالم یا انبیاء کرام کی کچھ منقصت نہین ہوسکتی اگر
منکرین نے حضرت ابراہیم و حضرت موسی و حضرت عیسی و دیگر انبیاء کرام کو پیغمبر بجانا اور برا
بہلا کہا تو کیا ہوا اور پیغمبر اسلام کو لوگ برا بہلا کہینگے تو کیا ہوگا۔ تائید ربانی و عنایات
یزدانی سے روز بروز آفتاب عالمتاب اسلام تابان و درخشان اور مشرق سے مغرب تک
جنوب سے شمال تک فروغ لے پایان ہوتا جاتا ہے مصنف نے جو فرمایا کہ
اب حضرت کے جو روین کو انکی روک بجز موت کے اور کچھ نہتی بہت صحیح ہی اسلیئے کہ جن
جن پیغمبرون نے جو روین کین وہ جبتک مر نہ گئے اوسوقت تک روک نہ ہوئی
برابر کئے گئے حضرت کی نسبت یہ بہی کہدیا کہ یہ انتہائی بوالہوسی ہے مگر اوس انتہائی
سے بہی زیادہ نے انتہائی بوالہوسی کتاب سلاطین باب ۱ مین دیکہی ہوتی اور داؤد بادشاہ
بوڑہا اور کہن سال ہوا اور وے اوسے کپڑے اوڑہاتے تہے پر وہ گرم نہوتا تہا سو اوسکے
خادمون نے اس سے کہا کہ ہمارے خداوند بادشاہ کیلیے ایک کنواری عورت ڈہونڈہی
جاوے جو کہ بادشاہ کے حضور کہڑی رہے اور اوسکی خبرگیری کیا کرے اور تیری گود مین
سویا کرے تاکہ ہمارا خداوند بادشاہ گرم ہووے چنانچہ انہون نے بنی اسرائیل کی ساری
مملکت مین ایک جوان خوش شکل عورت کی تلاش کی اور سونمیت ابی شاگ کو
پایا اور اوسے بادشاہ پاس لائے اور وہ جوان عورت بہت شکیل تہی سو وہ بادشاہ کی
خبرگیری اور اس کی خدمت کرتی تہی لیکن بادشاہ نے اوس سے صحبت نکی معاذ اللہ
منکرین و مشرکین کہہ سکتے ہین کہ اب ایسی عمر ہوگئی تہی کہ حرارت ہی باقی نتہے اوسپر
کیفیت یہ تہی کہ کنواری اور خوبصورت عورت ساری مملکت مین جیان کر پیدا کی گئی او

اونکے ساتھ سلای جاتی تھی تب وہ گرم ہوتے تھے لیکن کیا وہ عورت آگ کی بنی ہوئی تھی
یا کوئی انگیٹھی اپنے پاس رکھتی تھی جس سے حضرت داود گرم ہوتے تھے خیر اگر گرم ہی ہونا منظور
تھا تو کنواری حسین و شکیل عورت کی کیا ضرورت تھی ہر عورت گرم کر سکتی تھی الکسو عورت
جوان خوبصورت تو موجود تھین جسمین وہ معشوقہ جس سے حیات شوہر مین معاذ اللہ صحبت
ناجایز بھی کی اور قتل شوہر نے گناہ بھی ہوا موجود تھی - ہم لطیفہ سعدی کو یہان پڑہتے
مگر کیا کرین کہ ہم حضرت داود علیہ السلام کو پیغمبر برحق اور تمام معاصی سے اونکو مبرا اور ہر فعل
ناجایز کا اونکی طرف انتساب کرنا ناروا و محض تہمت و افترا سمجھتے ہین - مگر تعجب ہے کہ
عیسائی لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کو اونکا پوتا پروتا اور وارث تخت و تاج سمجھتے ہین
اور پہر بہی یہ امور صحیح جانتے ہین پہر اب مصنف کتاب امہات تعداد ازواج لکہہ رہے
ہین حالانکہ دس بیس کے گنانے سے کیا فایدہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حرم سرا
مین جو ہزار محلات معلی تہین اون سب کو بہی بتصریح گنا تے ہر ایک کو حسین و خوش جمال
پری تمثال خورشید جمال جو چاہتے وہ کہتے فرنگی محل - چینی محل - حبشی محل - ولایتی
محل - موالی محل عموی محل یہودی محل - صیدانی محل حتی محل اور محل نے محل جو جی
چاہتے زبان سے کہتے تو زیبا تہا کیونکہ اونکو تو پیغمبرون کے لحاظ و ادب کا کچہ خیال ہین
پایا جاتا - اب فرماتے ہین کہ عورتون کی سوجہہ بوجہہ مرحبا سید مکی مدنی العربی
کو تہی مین کہتا ہون حضرت داود کو اس سے زیادہ ہوگی جنکی سو بیبیان تہین حضرت سلیمان
کو بہت ہوگی جنکی ہزار بیبیان تہین اور اگر نے سوجھی بوجھی کین ہونگی تو اور بہی زیادہ محل
اعتراض ہوگا اب نے جو روایت بوسے گردن و عورت طلب لکہی ہے تو جواب یہ ہی کہ اول تو یہ
روایت ضعیف اور اخبار احاد سے ہی - دوم اگر تسلیم بہی کی جائے تو ممکن ہی کہ انبیا کو
جیسا علم طیور و حیوانات و نباتات و سماوات و ارض و سماوات بہشت و دوزخ وغیرہ دیا
گیا ہی اسی طرح نسنے کوی بات جسمانی بہی پوشیدہ نہو - دیکہو کتاب سلاطین ۴ - ۳۴ - ۳۴

کہ حضرت سلیمان سے کیفیت نباتات و چرند و پرند و حشرات الارض و ماہیان دریا کی بیان
کی ہی پھر اگر علم تشریح جسمانی انبیاء کو ہو تو تعجب کیا ہی بلکہ جاہل ہونا درحقیقت لائق تعجب ہی اگر
یقین نہو تو دیکھئے غزل الغزلات حضرت سلیمان باب ۷ ای شہزادی کیا خوب معلوم ہوتی
تیرے کولون کی گولائی جواہر کی لڑی کی مانند ہے جسکو کسی استاد کاریگر نے بنایا ہی تیری
ناف گول پیالہ ہے جسمین ملائی ہوئی مے کی کمتی نہین تیرا پیٹ گیہون کی ایک ڈھیری ہے
جسکے آس پاس سوسن لگی ہین تیرے ..... دو سویرون کے مانند ہین جو ایک ساتھ
پیدا ہوئے ہے

تیری گردن ہاتھی دانت کی برج کی مانند ہے - تیری انکھین اون کنڈون کے
مثال ہین جو حسبون مین بت ربیم کے پھاٹک پر ہین تیری ناک لبنان کے برج
کی مثال ہی جو دمشق کے رخ بنا ہی تیرا سر تجھپر کرمل کے مثل ہی اور تیرے سر کے بال ارغوانی
کی مانند ہے بادشاہ تیرے کاکلون سے اٹکا ہی ای محبوبہ تو کیسی ہی جمیلہ ہی عیش کیلئے
تو کیسی جانفزا ہی یہ تیری قامت تار کی مثال ہی اور تیرے .... انگورون کے گچھون
کے مانند ہین - اب ناظرین غور کرین کہ اگر یہ کلام حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنکو خدا نے
اپنا بیٹا فرمایا ہی تو دیکھیے کیا کیا توصیف اعضای معشوقہ فرماتے ہین اور کیسی پر کہہ
جانتے تھے اور اس رعایت مین تو صرف یہی امر ہے کہ اگر گردن مین بو خوش ہی تو جسم مین
خوشبو ہی اگر غور کیا پر گوشت ہی تو سب تن پر گوشت ہی اسمین کوئی امر نہ بے شرمی یا
بے لحاظی یا عیاشی کا نہین ہی کیا انبیای سابقین کے ازواج بدبودار نہ تھے گوشت پوست
پوست و استخوان والیان تھین اور سابق مین تو حکم پردہ و حجاب نہین تھا تو وہ حضرات
ونکیہ بہ حال ستر حبہ تو جہہ پر کیہ پر کیا کر پسند فرماتے ہونگے اور جو کہ عہد معدلت
مہد محمدی مین پردہ و حجاب تھا تو اسواسطے حضرت نے جو ہدایت فرمائی وہ کسیطرح سے
مذموم یا قبیح نہین ہی اب ہین صاحبان انصاف کے سامنے کلام خداوند جلیل بلفظ

کرتاہون جو حضرت حزقیل پیغمبر نے فرمایا باب ۲۳ اے آدم زاد دو عورتین تہین جو ایک
ہی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئین انہون نے مصر کے ملک مین زناکاری کی ہے
وے اپنے جوانی مین یار باز ہوئین وہان اونکے ... مل گئین وہان انکی بکر کے
چہولی گئی اونمین کی بڑی بیٹی کا نام اہولہ اور اوسکی بہن اہولیبہ اور دے میری
جوروان ہوئین اور بیٹے بیٹیان جنین اب ناظرین انصاف کرین کہ یہ کلام شرمناک
وشرم آلود ہے یا وہ کلام نبوی جو صرف غور کیا اور لبوی گردن کو فرمایا جس سے
مصنف نے استہزاء وتمسخر کیا پس اگر خدا نے حضرت حزقیل کو یہ باتین شرم آلود سکہائی
تو جن پیغمبرون کی زیادہ نے بیان ہونگی اونکو زیادہ سکہائی
ہونگے پہر سمجہ بوجہ پر کہنے کی کیا کمی ہے اسکے بعد ہمارے مخاطب ذلیفہم فرماتے ہین
کہ شہد اور کیکر کا رس پی کر جسکا پتا مولانا عماد الدین نے دیا ہے رات بہر عیاشی کیا کرتے
تہی ناظرین جب تک عماد الدین کی نہ دیکہین گے اسوقت تک دہوکے مین رہینگے لیکن
مین بیان کرتا ہون - عماد الدین لکہتا ہی زینب بنت جحش کے گہر مین حضرت نے شہد
پیا تہا عائشہ اور حفصہ نے کہا محمد صاحب نے کیکر کی چہال کا رس پیا ہی اونکی موہنہ سے
بدبو آتی ہی حضرت نے کہا نہین مینی تو شہد پیا ہی اب قسم کہاتا ہون کہ آئندہ کو کبہی شہد بہی نہ
پیونگا مگر تم کسی سے نہ کہنا کہ محمد صاحب نے اس جہت سے شہد پینے کی قسم
کہائی ہی مگر ان عورتون نے اس بات کا چرچا پہیلا دیا اسلئے حضرت خفا ہو کر ایکماہ کیلئے
الگ رہے راقم کا خیال ہی یہ شہد پینا جسکو عورتین کیکر کا رس بتلاتی ہین اور حضرت کا
اس بہید کو چہپانا کیا معنی رکہتا ہی پس چہپانے کی تاکید سے معلوم ہوتا ہی کہ ضرور کوئی
مکروہ بات ہوگی پس خیال ہی کہ شراب ہو کیونکہ کیکر کے رس کی ایک شراب ہے جو اسکے
کیلئے لوگ پیا کرتے ہین تاریخ محمدی صفحہ ۲۳۲ یہ گمان فاسد قیاس کاسد عماد الدین کا
ہی وہ شراب ہوگی جو اسکا کیا سطر لی جاتی ہی حالانکہ مخاطب کہہ رہا ہے کہ جو بسا اسکا

جن کو لگکر نشہ لاتے ہوئی وہ کہاتے تہی۔ اگر یہ روایت جو لایق اعتماد نہین ہی تسلیم کیجاوے تو پہر اسکی کیا ضرورت ہتی لیکن شاید آپکے نزدیک بجز اس شراب کے اور کوئی شئے ممسک دنیا میں آپکے پردے پر باقی نہین تہی کہ امساک کیواسطے صرف بدبو اور حرام چیز کا استعمال فرمانے دیتے حالانکہ حلال چیزین بہی ممکن ہو اور خوشبو دار اور جون روح القدس بہی میسر ہو مگر عماد الدین صاحب کے تجربہ مین اور کوئی چیز بجز کنگیر کے شراب کے اور نہین ہی اور شاید وجہ قیاس یہ ہوگی کہ پیدایش باب ۹ ورس ۲۱-و ۲۲ مین ہی کہ حضرت نوح نے شراب پی اور نشا مین آکر اپنے خیمہ کے برہنہ ہوگئے اور باب ۹ ورس ۳۰ و ۳۱ مین ہی کہ حضرت لوط کو اونکی بیٹیوں نے شراب پلائی اور ہم بستر ہوئین پس اگر شراب پینے کا قیاس کیا تو عماد الدین نے انہین سے جو وہ کیا ہوگا حالانکہ جملہ تفاسیر مین یہ ہی کہ ازواج نے کہا کہ بو معافیر آتی ہے اور مغافیر ایک صمغ بدبودار ہے اور وہ شہد اوسی درخت کا تہا یا اوسمین وہ صمغ ملگیا تہا پس شراب پر قیاس کرنا ایک وہم شیطانی ہی اب رہی یہ بات کہ پوشیدہ کرنیکو کیون کہا تو عماد الدین تجربہ کار آدمی ہین حقیقت مین خوب قیاس فاسد کیا ہی کہ اگر کوئی مکروہ بات ہوتی تو حضرت اسکو چہپاتے کیون مگر مین ایک قصہ بہانپر ناظرین کو سناتا ہون۔ انجیل لوقا باب ۸ ملاحظہ ہو وہ یات کہہ رہا تہا کہ عبادتخانہ کے سردار سے کوئی آیا اور اسنے کہا کہ تیری بیٹی مرگئی ہی اُستاد کو تکلیف مت دے پر یسوع نے سنکے اُسے جواب دیا اور کہا مت ڈر فقط ایمان لا تو وہ بچ جاویگی اور گہر مین آکر اسکے پطرس اور یعقوب اور یوحنا اور لڑکیکے باپ اور ماکے سوا کسیکو اندر جانے ندیا اور سب اوسکے لئے روتی اور پیٹتے تہے پر اسنے کہا مت رو وہ نہین مرگئی بلکہ سوتی ہی اور وے اوسپر ہنسے یہ جانکر کہ مرگئی پر اسنے سبکو باہر نکالدیا اور اُسکے ہاتہ پکڑکے پکارا اور کہا ای لڑکی اوٹہہ اور اسکی روح پہری اور وہ فوراً اوٹہی اور یسوع نے حکم دیا کہ اُسے کچہ کہانیکو دو اور اسکے ماں باپ حیران ہوئے اسنے انہین تاکید کی کہ یہ ماجرا کسی سے مت کہو۔

بدگمانی کا تو یہ مقتضا ہی کہ یہان بہی وہی کہینگے کہ ضرور کوئی مکروہ بات ہتی ورنہ تخلیہ کرکے
عورت کے پاس کیون جاتے اخفا کرنیکی تاکید کیون کیجاتی کیونکہ نبی کو تو معجزہ اسی واسطے
دیا جاتا ہی کہ اس سے لوگ ہدایت پائین اور اوسکا نشر باعث زیادتی ایمان ہو نہ یہ کہ اوسکو
پوشیدہ کرین - معاذ اللہ ہم کبہی ایسے خیالات نفسانی قیاسات شیطانی نسبت حضرت
انبیا علیہم السلام کے نہین کر سکینگے - لیکن افسوس ہی کہ معترض کو احکام انجیل
کی متابعت سے بہی علیحدہ ہو گئے - یہ بات مصنف کو یاد نہ رہی ہوگی کہ حضرت عیسی علیہ السلام
انجیل متی باب ۷ ورس ۱ و ۲ مین فرماتے ہین کہ الزام مت لگاؤ تاکہ تمپر الزام نہ لگایا جاوے
کیونکہ جو الزام تم لگاتے وہی تم پہ لگایا جاوے گا - اب غور کیجیے
کتاب کے اعتراضات کے کیا نتائج نکلے - اب جو مصنف نے فرمایا کہ عالم شباب مین
زر زینت عشق مین نہین تہا - اگرچہ ہم سابقا حال ریاست خاندان مصطفوی لکہ چکے
ہین مگر پہر یاد دلاتے ہین اونکے مولانا پادری عماد الدین صاحب کہتے ہین کہ
اکبر جب محمد صاحب گم ہو گئے تہے جب ملے تو عبد المطلب نے بہت سا سونا اور بہت سے
اونٹ خیرات کئے اور طرح طرح کے انعام حلیمہ کو دئیے تاریخ محمدی صفحہ ۵۵
پہر لکہا ہے کہ عبد المطلب حضرت کا دادا ایسا پیار کرتا تہا کہ اپنی مسند پر بہی بٹہا دیتا
تہا کیونکہ وہ مکہ مین سرداری کی مسند رکہتا تہا پہر صفحہ ۵۹ مین لکہا ہے محمد صاحب نے
والدین کی موت سے چندان تکلیف نہین اٹہائی کیونکہ رئیس زادہ تہا ہمیشہ اسایش و امارت موجود
تہی - عماد الدین امیر کبیر و رئیس صاحب ثروت بتلاتے ہین مشتاق صاحب مفلس بتلاتے
ہین ہم کسکو سچا مانین - مگر عماد الدین صاحب مصنف تاریخ کا مولانا ہی ہم اوسی کو
معتبر جانتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ حضرت نے اپنے عالم شباب مین دکہلا دیا کہ ہم ایسے
شخص پر جبر کرتے ہین اور شہوت پرست و عیاش نہین بلکہ جس وقت اسکی ضرورت
تہی یعنی عنفوان شباب اوس وقت عورتین کئین نہ خوف خدیجہ تہا نکوئی
بندش تہی اور اطاعت خداوندی ہوئی

نہ کوئی اور امر مانع تہا بلکہ مطیع حکم پروردگار و تابع فرمان کردگار تہے اور محمد حسین سیج کہتے
ہین کہ اگر حضرت کو یہی منظور ہوتا تو جسوقت حضرت صاحب سلطنت ہوئے تہے اسیوقت باکرہ
عورتون سے صحبت کرتے بہت صحیح ہی اب یہ غلط کہتے ہین کہ جب سلطنت ہوی تو ملک الموت
نے رگ جان کو کاٹا جسوقت حضرت سے انتقال فرمایا گیا اوسی ساعت سلطنت ہوئی
تہی حضرت کا وقار و اقتدار شاہی حکومت و اختیار جہان پناہی زمانہ ہجرت سے روز
بروز بڑہتا گیا اور وہی بادشاہی خدا کی دنیا مین پہیل گئی جسکی خوشخبری حضرت یحیی و حضرت
عیسی علیہم السلام نے سنائی تہی یہانتک کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے یہ تعلیم فرمایا پس
تم اسطرح دعا مانگو کہ ای ہمارے باپ جو اسمان پر ہے تیری نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت
آوے متی ۶/۹ و ۱۰ اور جبکہ اوسوقت بادشاہی نہین ہوئی تو یہی اسلام کی بادشاہت مراد
ہو سکتی ہی کیونکہ حضرت عیسی ع یہی منادی کرتے تہے کہ توبہ کرو اسمان کی بادشاہت نزدیک
ہی وہ کونسی بادشاہت تہی جسکے نزدیک آنیکی خوشخبری دیتے تہے اور اگر وہ خود بادشاہی
فرماتے تو یہ فرماتے کہ یہ وقت خدا کی بادشاہت کا آگیا نہ یہ کہ نزدیک آئے اب مصنف
امہات نے جو آیہ مبارکہ سورہ احزاب کا ترجمہ بے تہذیبانہ لکہا ہی تو آیہ مبارکہ یہ ہی یٰنساء
النبیّ لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی
فی قلبہ مرض و قلن قولا معروفا و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی
و اٰتین الزکوۃ و اطعن اللہ و رسولہ اور اسکا ترجمہ یہ ہے کہ ای زنان نبی نہین ہو تم مثل ہر ایک
زنان عوام کے اگر تم تقوی و پرہیزگاری کرو۔ پس تم ملایم و نرم بات جیت کسی غیر شخص سے
مت کرنا کہ جسکے دلمین مرض خباثت ہو وہ حرص و طمع فاسد کرے بلکہ کلام نیک موافق شرع
کرو اور اپنے گہر ونمین جاگزین رہو اور مثل زمانہ ضلالت سابقہ کے اپنی زیبائش دکہاتی
نہ پہرو نماز ین پڑہا کرو زکوۃ دیا کرو فرمان برداری خدا اور رسول کی کرو بعد اسکے پہر فرماتا ہی
ان المسلمین والمسلمٰت والمومنین والمومنٰت والقنتین والقنتٰت

رد مطاعن ازواج مطہرات

والصّادقین والصّادقات والصبرین والصّابرات والخشعین والخاشعات والمتصدقین
والمتصدقت والصّائمین والصّائمت والحافظین فروجہم والحفظت
والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لہم مغفرۃ واجرا عظیما یعنی جو لوگ
مرد و عورت مسلمان و ایمان دار ہین خدا و رسول کی عبادت و اطاعت کرتے ہین سچ بولا کرتے
ہین صبر و تحمل کرتے ہین تواضع و خاکساری کرتے ہین راہ خدا مین خیرات دیتے ہین روزہ
رکہتے ہین اپنے تئین فسق و فجور سے بچاتے ہین ذکر خدا یاد خدا کرتے ہین خدا نے اوسکے واسطے
فرمایا ہی ثواب و تحسین عظیم - اب صاحبان انصاف انصاف سے غور فرمائین کہ ان تعلیمات
قرانی سے کیسا تقوی و تقدس آشکارا ہے اوس پر مصنف امہات نے استہزا کیا ہی کہ سورہ
احزاب مین خدا کو اب کہنا پڑا ای نبی کی بی بیو تم اور عورتون کی طرح نہین تم خدا سے ڈرتی ہوالی
ہو اور اجنبی مرد سے لچک اور پیار کی بات مت کرو اس سے بیمار دل والے طمع کرینگے
دستور کیموافق بات کیا کرو اور گہر مین پڑی ہو نادانی کے زمانہ کی طرح اپنی زینت اجنبی
مردونکو نہ دکہاؤ ان عورتون کو اب بڑہیا ناحق کہتے ہین حضرت کو انکی جوانی کا اسدرجہ
اندیشہ تہا مین انہین الفاظ کیساتہ سوال کرتا ہون کہ کیا ازواج و امہات و بنات انبیاء
سابقین کو بالعکس اسکے یہ تعلیم دیجاتی تہی کہ تم اور عورتون کی طرح ہو خدا سے نہ ڈرو
اجنبی مردون سے پیار اور لچک کی باتین کرو جس سے بیمار دل والے طمع کرین دستور
کیموافق بات نکیا کرو گہر مین ٹڑی نہ رہا کرو نادانی کے زمانہ کیطرح اپنی زینت اجنبی مردونکو
دکہاؤ معاذ اللہ ایسا تو قیاس فاسد کوئی خدا ے برحق اور انبیاء برحق کی نسبت نکریگا -
مگر شاید مصنف صاحب تعلیمات سلیمانی کو صحیح سمجہ کر پسند فرماتے ہین دیکہو غزل
الغزلات ۱/۲ وہ اپنے مونہہ کے چومون سے چومے کیونکہ تیرا عشق مے سے بہتر ہے
جیسے تیرے لطیف عطرون کی خوشبو سو تیرا نام ہے اسواسطے کنواریان تجہپر عاشق ہین
مجہے کہینچ تو ہم تیرے پیچہے دوڑینگے - مین سیاہ فام پر جمیلہ ہون - ای یروشلم

کے بٹیو قیدار کے خیمون مین مانند سلیمان کے پردون کی مانند مجہے مت تاکو کہ مین سیاہ فام ہون
مجہے بتلا ای تو جو میرے دل کا پیارا ہی کہ کہان چرا تا ہی تو اپنے گلہ کو دوپہر کیوقت کہان
بٹہار کہتا ہی باب۴ ای میری بوا میری زوجہ تونے میرا دل غارت کیا۔ ای میری بہن میری
زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے تیری محبت مے سے کتنی زیادہ لذیذ ہے (۱۲) میری بوا
میری زوجہ ایک مقفل باغیچہ ہے۔

باب۵ ای میری بہن میری زوجہ مین اپنا مر اپنی بلسان سمیت ٹہورتا ہون۔
اب سنئے خداوند جلیل حضرت حزقیل سے فرماتا ہی ۲۳ ۱۷ سو بابل کی بیٹی باوس پاس آئے
عشق کے بستر پر چڑہا ہونے اُس سے زنا کر کے اسے الودہ کیا اور جب اوسنے ناپاک
ہوئی تو اسکا دل اوسنے پہر گیا تب اسکی زناکاری علانیہ ہوئی اور اوسکی .... ٹلے ستر
ہوئی تب جیسا میرا جی اوسکی بہن سے ہٹ گیا تہا ویسا میرا دل اُس سے بہی ہٹا۔
تسپر بہی اوسنے اپنی جوانی کے دنون کو یاد کر کے جب وہ مصر کی سرزمین ... کرتی تہی
زناکاری پر زناکاری کی سو وہ پہر اپنے یارون پر مرنے لگی۔ جنکا .. . گدہونکا
اور جنکا ... گہوڑون کا سا ... تہا اسطرح سے تونے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کو
جسوقت مصری تیری جوانی کی ... سبب ... تیری ملتی تہی پہر یاد دلائی
بہلا یہ الفاظ و تعلیمات بشری خدائے پاک کی نسبت کیونکر منسوب کیجاوے جیسا کہ
عیسائی لوگ منسوب کرتے ہین اور پہر تعلیمات قرانی سے اسکا مقابلہ کیا جاوے کیا کہینگے
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ خداوند عالم نے ازواج نبی کو حکم دیا یعنی نصیحت
فرمائی کہ تم ایسا نکرنا اور نصیحت کا کرنا ضرور تہا اگر نکہا جاتا تو وہ غیر مردونسے بلا ضرورت
باتین بہی کر سکتی ہتین اور یہ امر حیا تہا پس انکو مثل دیگر احکام کے یہ حکم بہی دیا گیا تہا
اب یہ آپ نے فرض کر لیا کہ حضرت سب پر عاشق تہے اسطرح سے کہ پہلے کسی پر پہر اور
اسکی بعد دیگرے نمبروار فریفتہ تہے۔ یہ قیامت تک کسی کی سمجہ مین نہ آئیگا یہ کونسا

طریقہ فریفتگی اور عشق کا تھا اور یہ جو حضرت نے اپنی امت کے واسطے غیر و حجاب بننے کا حکم دیا اور کلام غیر سے ممانعت فرمائی تو ان
مصلحت سے تھی کیونکہ اسمین مصالحہ پسندیدہ اور بیحجابی و بی پردگی مین مفاسد عدیدہ ہین جہان رواج بیحجابی و بی پردگی ہے
اور جسکے باعث ر ونے نیچ اا ا سے ناپسند کرتے ہونگے وہان غور طلب یہ امر ہے کہ جو لوگ جوان عنا سر بالا عیاش مزاج عاشق تن ہین
عورات کی چہرہ ہمثال خورشید جمال پری تمثال کو بے پردہ و بیحجاب بے مقنعہ و نقاب دیکھتے ہونگے تو اغواے شیطانی و
میلان نفسانی سے محفوظ رہنا عموماً مشکل ہے کیونکہ ہر فرد بشر خواہ مرد ہو خواہ عورت نفس قدسی نہین رکھتا اور فی الفور
بدی پر مائل ہو کر ارتکاب گناہ کرتا ہے بدین وجہ شریعت موسوی مین بھی حدود و تعزیرات مقرر ہوے اور سرگورنمنٹ مین بھی قوانین
و تعزیرات نافذ ہین اور جبکہ عموماً نیک نیتی ہر شخص کی لایق اطمینان نہین تو نظر بازی اور بات چیت غیر شخص سے
رخنہ انداز عفت ہوسکتی ہے لہذا شریعت اسلام مین حجاب کی تاکید فرمائی اور غیر و نسبی مکالمت و مجالست کی ممانعت
فرمائی گئی پس اگر انصاف کیجیے تو نہایت عمدہ طریقہ ہے تعصب نفسانیت کا تو کچھ ذکر نہین

فصل ۱۲ طلاق ہمنے ابتدا مین بیان کیا کہ طلاق و کثرت ازدواجی لازم و ملزوم ہین اور ہمیشہ دوش بدوش
چلنے والی ایک برائی کی اصلاح دوسری برائی سے ہوتی ہے اسلیے شریعت عیسوی نے کثرت ازدواجی کو حرام ٹھہرا کر
طلاق کو حرام ٹھہرایا اور صرف اسکی حالت یعنی زنا کی حالت مین جایز رکھا عہد عتیق مین کثرت ازدواجی اور طلاق حلال
و مباح تھی خداوند مسیح نے طلاق کو سخت دلی کا نتیجہ بتلایا اسلام مین جب طلاق مشروع و مستحسن ہے تو اسپر یہ الزام نہین
ہو سکتا کہ اسنے طلاق کو کیون جایز رکھا مگر یہ امر کہ طلاق ایک برائی ہے اور خدا اسکو ناپسند کرتا ہے پیغمبر اسلام
کی ناموافق اقوال بھی اسکی تاکید کرتے ہین بعد اسکے حدیثین نقل کی ہین کہ طلاق خدا کو ناپسند اور غصہ دلاتی ہے
سید صاحب فرماتے ہین کہ آنحضرت طلاق کے مفہوم ذہنی کو ناپسند فرماتے ہین اور اسکی وجود خارجی یعنی عمل کو قابل بنیان تمدن
جانتے ہین محمد علی صاحب فرماتے ہین کہ شریعت محمدیہ نے اسباب مین ایسے احکام نافذ کیے ہین جیسے شریعت کا پابند بجز حالت
ضرورت و مجبوری کسیطرح بیوی کو علیحدہ کر نہین سکتا اور مولوی صفدر علی صاحب کے اس قول کی کہ قرآن و حدیث لوگونکو
یہ سکھاتی ہے کہ جب تمہاری خواہش ہو جورو نکو طلاق دیدیا کرو تردید کرتے ہین مین انکے عملی دلیل سے اس امر
کو ثابت کیے دیتا ہون کہ اصل قرآن و حدیث کا منشا وہی ہے جو مولوی صفدر علی صاحب نے بیان کیا اسلام کے حکم کو
نے لیا گیا پیغمبر اسلام کے پیارون نے ایسا کیا پوری طرح سنت کا پابند ہو گیا اور اصول شریعت محمدیہ انکو

ورنہ کسینے اونکو ایمان مسلمان کہا سید امیر علی صاحب نے اپنی ہسٹری ویلیرسی فرمایا ہی کہ حضرت علی اور انکی صاحبزادون نے
بیسی عالی ہمتی فرمائی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حرمت نسوان کا ایک غیر مکتوب قانون مسلمانونمین علیحدہ مقرر ہوگیا
مین حضرت علی کی صاحبزادون مین سے ایک کو پیش کرتا ہون تاکہ حرمت نسوان کا غیر مکتوب قانون ظاہر ہوجائے
حضرت امام حسن۔ محمد صاحب نے آپ کو جوانان بہشت کا سردار فرمایا ہی آپ سینہ سے
ایک پہر تک رسول خدا سے مشابہ تہے مرآۃ الکائنات مین ہے کہ تمام تاریخون مین ہی کہ
امام حسن بڑے نکاح کرنیوالے تہے اور طلاق دینے والے تہے حتی کہ اپنے والد کی
حین حیات ۹۰ یا ۱۱۰ نکاح کئے اور باوجود حسن طلاق کے ادنی ادنی وجہ پر طلاق دیدیا کرتے
تہے۔ پہر حساب لگاکر لکہا ہے کہ بیس برس مین آپ نے ازواج مذکورہ کین یعنی ہر ڈہائی ماہ
مین ایک نئی جورو کرتے تہے اور پرانی کو طلاق دیتے اپنے باپ کی وفات کے بعد ۹ برس
زندہ رہے کیونکہ سنہ ۴۹ھ مین انکو انکی جورو نے مار ڈالا کیونکہ اس حساب سے ۹ برس مین
۴۵ جوروین کین ہون یا نہ کی ہون قبل ہی آسودہ ہوگئے ہون یہ علاوہ اُن بیشمار لونڈیون کے
ہین جو کسی حساب مین نہین آسکتین۔ یہ عیاش امام بلاکسی وجہ کے طلاق پر طلاق دیتا
اور نکاح پر نکاح کرتا ہی اور آپ نہین کہہ سکتے کہ اوسنے شریعت محمدیہ کا عدول کیا یا گناہ کیا
پہر اباپ زندہ ہین امیر المومنین ہین اونکے سامنے صاحبزادہ بلند اقبال یہ حرکتین کرتے
ہین کوئی حکم شرع اُنکے خلاف نہین پاتے بلکہ صحابہ مین کہتے ہین کہ بہتر وہی ہی جو زیادہ
جوروین کرے۔

ہم اس حیوانی حرکت کو کیا کہین اور اسکی مرتکب کو کس موضوع نام سے یاد کرین محمد حسین اس تعجب کے
لئے جو چار جوروں سی نہ آسودہ ہو فرماتے ہین کہ اگر کوئی ایسا چہپا رستم نکل آوے اسکے

ف حاشیہ تاریخ الائمہ مین کتاب کنز المصائب سے منقول ہی کہ معویہ نے ایک پارچہ زہر آلودہ زوجہ امام حسن مسماۃ جعدہ
کواسکی اہلیت سے بہجوایا کہ جب حضرت تیری پاس آوین تو اس رومال سے انکی جسم کو پاک کرنا وہ ہرگز غافل نہونگی چنانچہ ایسا ہی ہوا
اور چالیس روز درد مین رہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام صاحب نے نعجان ہی عیاشی کے قربان کی
اور خدا جانے کس مرض مین مبتلا ہوکر مرے جسکے لئے اس قسم کے قصون کی ضرورت ہوئی۔

لئے یہ ترکیب ہی کہ وہ پہلے چار انامیون کو پنشن دیکر یکے بعد دیگرے یا یکبارگی رٹیار کردے
اور اگر انکو بھی برا وے تو چار اور کرے اگر ایسے شخص کو پانچوین کی اجازت دیجاوے تو
بد معاشون کو بہانہ ہوگا بہت عورتون کو گھیر لینگے اور مخلوق خدا کی حق تلفی ہوگی دینداروں
کو انکے دعوے کے مطابق کہا۔ اور حقیقت مین وہ بد معاش ہین۔ صفحہ ۱۶۶۔
مولویصاحب کو معلوم نہین ایسا شخص مفروض الوجود الصفات نہین خود امام حسن علیہ السلام ان
دیندار بد معاشون کی سرپرست شریعت اسلام ہے مگر با اینہمہ حیف ہی کہ مولوی صاحبان
صفدر علی کو یہ نہین کہنے دیتے کہ قران و حدیث لوگون کو یہ سکہلاتی ہی کہ جب تمہاری
خواہش ہوا کرے جورونکو طلاق دیدیا کرو۔ مولویون کو امام حسن ع جھٹلاوین کہ جو فعل سردار
جوانان بہشت اور امیر المومنین کو خلاف شریعت ٹہرا رہے ہین اور نہین سوجھتے ؎
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؎

جواب

طلاق کی نسبت جو کچھ مصنف نے لکھا کہ طلاق اور کثرت ازدواجی لازم و ملزوم ہے بلکہ ہمیشہ
ہمدوش چلنے والی ایک برائی کی اصلاح دوسری برائی سے ہوتی ہی اسلئے شرع عیسوی
نے کثرت ازدواجی کو حرام ٹہرا کر طلاق کو حرام ٹہرایا اور صرف ایک ہی حالت مین یعنی زنا کی
حالت مین اسکو جایز رکہا اب ناظرین یاد رکہین کہ مصنف نے تعدد ازواج کو ایک برائی
اور طلاق کو دوسری برائی قرار دیا۔ لہذا اس صورت مین نفس الامر مین دونون امر برے ہین
پس اگر نفس الامر مین بُری تہی تو برا کیا کہ خداوند عالم اس فعل بد کو جایز رکہا اور برا کیا جو پیغمبرون نے تعدد ازواج
کیا اور برا کیا جو اس فعل بد کو واسطے امت کے جایز کیا پس وہ سب انبیا اور سب لوگ امت
کے مرتکب فعل بد ہوئے اور اسوجہ سے گناہگار ٹہرے اور اسکی بدی و قباحت گناہ نہ سمجھا نہ
پیغمبر سمجھے نہ امت کے لوگ سمجھے اگر سمجھے تو عیسائی سمجھے معاذ اللہ من ذلک ہان اگر یہ کہے
کہ اسوقت لوگون کیواسطے مصلحت خداوند کریم اور مصلحت پیغمبران کریم یہ تہی کہ تعدد ازواج

وطلاق جایز کیا جاوے اسوجہ سے جایز کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اون کو اسکے لائق نہ سمجھا اسلئے ناجایز کر دیا - تو مضائقہ نہین پہر بہ صورت نفس الامر مین تعداد ازواج یا طلاق قبیح ومذموم نہ ٹھہرا بلکہ صرف مصالح وقت واجازت خداوندی پر منحصر ٹھہرا لہذا رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امت کو اس لائق سمجھا اور مصلحت وقت دیکہی تو باجازت حقتعالی مثل انبیاء سابقین کے ہمارے واسطے تعدد ازواج وطلاق کو جایز فرمایا آپ نفس الامر مین برا نہین کہہ سکتے اگر حضرت عیسی نے اپنی امت کیواسطے ممانعت کی ہی تو وہ منکرین اہل اسلام کے پیغمبر نے اجازت دی ہی وہ ضرور کرینگے جو چاہے رشک وحسد کرے ہمارا کچہ نقصان نہین لیکن کوئی شخص اس امر کو برا نہین کہہ سکتا اب لعدل سکے ہم یہی سمجھتے ہین کہ حکم عیسوی کا یہ منشا نہین ہی کیونکہ اگر نفس الامر مین طلاق برا ہوتا تو ہر صورت مین طلاق ناجایز فرماتے اور قید زنا کے لگانے سے معلوم ہوا کہ اور قیود وشرایط کے ساتہ بہی جایز ہو سکتا ہی جو مثل زنا کے یا اس سے بدتر ناگوار طبع اور تکلیف دہ اور ایذا رسا ہون اونمین بہی جواز لازم ہوگا اسلئے ہم کہتے ہین کہ جو کچہ مطلب اس حکم کا (اگر وہ صحیح ہو) علیسای کہتے ہین وہ غلط ہی - اوس جملہ کا یہ مطلب نہین ہی کہ بجز زناکاری کے اور کسی سبب سے جو بدتر از زنا ہو اسمین بہی طلاق ندو - اگر عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرے نہایت بدمزاج بدسلیقہ بیمار یا دیگر عیوب رکہتی ہو یا اپنے شوہر سے اسقدر لڑتی ہے کہ زندگی دشوار ہی نہ کوئی خدمت کرتی ہی نہ خانہ داری کرتی ہے بلکہ بجز لڑنے کے اور کوئی کام نہین یا وہ مایہ ومتاع شوہر تلف وبرباد کرتی ہی یا کسی اور مرد سے تعلق پیدا کرنا چاہتی ہی - یا دوسرے اسباب سے اپنے شوہر کو زہر دینے والی ہی شوہر جانتا ہی کہ یہ ضرور مجکو ہلاک کریگی یا وہ بانجہ ہی یا مبروص ہی یا مجذوم یا مجنون یا امراض دائمی یا امراض رحمی رکہتی ہی شوہر اسکو طلاق نہین دیسکتا ہم کیا ایسے رحیم حضرت عیسیٰ کی طرف یہ خیال کرین کہ انہون نے ان سب مصائب کو تا اینکہ ایک شخص بیگناہ

کے قتل کو بھی روا رکھا یا اگر شوھر نا قابل صحبت ہی یا خود بعض امراض پیدایشی سے
نا قابل صحبت ہے تو قطع نسل ہو گی اگر مرد نا قابل ہی تو عورت زنا کریگی اگر عورت نا قابل ہی
تو مرد زنا کریگا مین تو کبھی نہین تسلیم کر سکتا کہ ایسے حالات مین حضرت عیسی مسیح علیہ السلام اجازت
طلاق نہ دینگے لیکن بسبب اسکے کہ وہ حکم صاف نہین ہی لوگ اختلاف کرتے ہین جیسا کہ گبن
صاحب فرماتے ہین کہ آپ نے اس معاملہ مین جو الفاظ فرمائے ہین وہ ایسے مبہم اور متشابہ
ہین کہ مقنن اپنے عقل کے موافق جو کچھ چاہے اونمین تاویل کر سکتا ہی اعجاز التنزیل صفحہ ۲۳۷
اور اسیوجہ سے اوسکے ظاہر معنی کو لوگ دیکھکر اس سخت حکم سے گھبرا گئے ہین چنانچہ
شاگردان حضرت عیسی علیہ السلام نے یہی سمجھ کر کہا کہ اگر مرد کا حال جورو کے ساتھ یونہین ہی تو
بیاہ کرنا اچھا نہین متی باب ۱۹ ورس ۱۰ - پس ضرور یہ سمجھنا چاہئے کہ ایسی سختی نہین کی
گئی ہے ہم خیال کرتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا بھی وہی منشا تھا جو کتاب استثنا باب ۲۴
ورس ۱ مین ہی اگر کوئی عورت سے نکاح کرے اور اسکا مالک ہوا اور بعد اسکے ایسا ہو کہ وہ اسکی
نگاہ مین عزیز نہو اس سبب سے کہ اسنے اوسمین کچھ مکروہ بات پائی تو اوسکا طلاقنامہ لکھکے
اوسکے ہاتھ مین دے اور اسے اپنے گھر سے باہر کر دے یعنی جسوقت اسکو کوئی امر
مکروہ معلوم ہو اوسکو جدا کرے یہ نہین کہ وہ تو سب کچھ کرے اور مرد اوسکے طلاق نہ دیسکے
کتاب امثال باب ۳۰ ورس ۲۱ لغایتہ ۲۳ تین چیزو نسے زمین بیچین ہوتی ہی بلکہ چار ہین جنکی
وہ برداشت نہین کر سکتی غلام سے جو کہ بادشاہت کرنیلگے اور احمق سے جب اوسکا پیٹ
بھرے اور نا مقبول عورت سے جبکہ وہ بیاہی جاوے اور لونڈی سے جو اپنی بی بی کی
ولیعہد ہو - پس یہ نا مقبول عورت جس سے زمین بیچین ہو بلکہ برداشت نکر سکے ہم نہین
خیال کر سکتے کہ وہ کیسا مرد ہو گا جو ایسی عورت سے بخوشی صحبت کرے اور اس سے زندگی
بسر کر سکے ممکن نہین ہی کہ صورت نفاق و شقاق و افتراق و ہلاکت نہ پیدا ہو اور جب ایسا ہوا تو گا العیاذ باللہ بالکل
دائی اور مرد کا عیش و نشاط درہم و برہم ہو گا پس جان ملٹن کی یہ رای بہت صحیح ہی کہ اسکے

یعنی صحیح نہین کہ نکاح قطعاً قابل تفریق نہین بلکہ اُس سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ
...نیف حقیقی بلا ضرورت نکاح کو منقطع نکرنا چاہیئے۔ (اعجاز التنزیل) پس اسلام مین بھی یہ نہین ہے
...حقیقی بلا ضرورت طلاق کا حکم دیا گیا ہو بلکہ بسبب ضرورت مذکورہ طلاق کا جواز ہی پھر صاحب
موصوف لکھتے ہین دوسری آیت مین جو بیان ہوا ہے اور جسپر بڑا زور دیا گیا ہے - یعنی جو
...دا نے ملایا ہی اوسے آدمی جدا نکرے لحاظ کے قابل ہی مگر نکاح کے عقد ہی سے یہ بات
...اہر ہوتی ہی کہ خدا نے کس چیز کو ملایا ہی خدا نے صرف اس چیز کو ملایا ہی جو ملاپ کے قابل ہے
...ور جو مناسب و بہتر و محترم ہی اوسنے انسان کی قدرتی طبیعت کے خلاف اور نامناسب
...الت کے ملاپ کا حکم نہین دیا ہی - جسمین تکلیف و بیعزتی اور عداوت و معصیت بھری ہوئی ہو
...دا تعالی اس قسم کے ملاپ نہین کرتا ہی یا بد سلیقگی کے اثر سے ہوئے ہون پس ایسی ناگوار خانہ داری کی
برائی سے اپنے تئین نجات دینا کس وجہ سے ناجایز ہی انتھی
انصاف کیجیی کہ اگر عورت بدکار ہو اور آشنا اُسکا زبردست یا صاحب اقتدار ہو اور اُسکا شوہر
مفلوک غریب ناچار ہو تو بجز اسکے کہ وہ عورت کو اپنے سامنے حرامکاری کرتے دیکھے اور
کیا کر سکتا ہی اسواسطیکہ اگر بسبب غیرت و حمیت کے ناک کاٹے تو پھر ملزم ہو تو تعزیرات
ہند کی سزا پاوے یا اُسکے آشنا کے ہاتھ سے خود مقتول و مجروح ہونا گوارا کرے یا رات
دن مارپیٹ گالی گلوچ رونا پیٹنا خواب و خور حرام خسر الدنیا والاخرۃ دونون نصیب ہون
تو اب مشکل یہ ہی کہ جبتک پادری صاحبان کو ثبوت کافی زنا کا نہو اوس وقت تک حکم طلاق
کیونکر دینگے پھر وہ بیچارا ہر وقت گواہان ثبوت کہان سے تلاش کرے اور جبتک ثبوت
کامل نہ ملے تو مجبوراً اپنی جورو کو زنا کراتے دیکھا کرے نہ ناک کاٹ سکتا ہی نہ طلاق دے سکتا ہی
تحمل کہانتک کرے کہانتک ضبط کرے پھر اسیطرح سے دیگر وجوہ نا اتفاقی و امراض وغیرہ
لحاظ کیجیے کہ انسان کہانتک صبر کرے پس یہ حکم عیسوی ایک ظلم صریح ہی اور تکلیف
مالا یطاق ہی پس ہم کبھی باور نہین کر سکتے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ایسا حکم سخت ظلم آلود

دیا ہو بلکہ مراد زنا سے امر مکروہ شدید ہو سکتا ہی جیسا کہ توریت مین لفظ مکروہ وارد ہی کہ
یہ شبہہ ہو کہ وہان بھی مکروہ سے مراد زنا ہی تو فہو المراد یعنی ہر مکروہ پر لفظ زنا کا اطلاق
امر قبیح و مذموم پر بھی ہو سکتا ہی چنانچہ خدا نے بیت المقدس سے فرمایا کہ تو اپنی شہرت
و خوبصورتی کیوجہ سے زنا کرنے لگی اور حرامکاریان کین خرقیل ۱۶ / ۱۵ و ۱۶ خدا نے موسی
سے فرمایا کہ بت پرستون کی بیٹیان نہ لینا کہ اپنے معبودونکی پرستش سے زناکار ہو نہ
اور تیرے بیٹون کو بھی زناکار ٹھہراوین خروج ۳۴ / ۱۶ پس صاف ظاہر ہو گیا کہ امر قبیح و مکروہ
پر اطلاق زنا کیا جاتا تھا اسصورت مین مراد حضرت عیسی کی یہ تھی کہ بلا امر مکروہ طلاق نہ دیا
جاوے اور وہی حکم اسلام مین بھی ہے کہ بلا ضرورت شرعی کوئی طلاق نہین دیتا اور
نہ اسطرح پر طلاق کا حکم ہے تا بعینہ حضرت عیسی علیہ السلام کا حکم ہماری شریعت کا حکم
ہی حضرت عیسی علیہ السلام نے یہ حکم نہین دیا ہی کہ کسی دیگر خطرناک امر پر بھی ترک نکرو البتہ
درحالت محبت و موافقت و مصالحت اوسکے چھوڑنیکا حکم نہین ہی اور جب عداوت نا اتفاقی
ہوئی تو خدا ہی نے علیحدہ کر دیا کیونکہ محبت وہ شے ہی کہ جسکے وجہ سے طلاق نہ اسلام ہی
پسند کرتا ہی نہ مذہب عیسوی لیکن ایذا رسان شے کا اپنے پاس ہی رہنے دینا اور بار اٹھین بنانا
کس عقلمند کا کام ہی اور کیونکر اسکا ساتھ رہ سکتا ہی بجز اسکے کہ انسان صبر کرتے کرتے خود
ہی ہلاک ہو جاوے اور اسیوجہ سے کسی نبی نے اسکو ناجایز قرار نہین دیا۔ اب جو تم کہتے ہو
کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اسکو ناجایز کر دیا تو ہم کہتے ہین کہ ناجایز نہین کیا۔ اسلیئے کہ خود
حضرت عیسی علیہ السلام نے کتاب متی باب ۵ ورس ۱۷ الغایت مین فرمایا ہی یہ گمان مت کرو کہ مین
توریت یا نبیون کی کتابین منسوخ کرنے آیا اشراح کرنے نہین آیا بلکہ پوری کرنیکو آیا ہون کیونکہ مین تمہین
سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان و زمین نہ ٹل جاوے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز
نہ ٹل جائیگا جب تک کہ سب کچھ پورا نہو
پس اگر وہ منسوخ کرنے آئے تھے تو طلاق کو کیون منع کیا اگر ہم اس کلام کو صحیح جانتے ہین تو

غلط ہوتا ہی اگر اونکو صحیح جانین تو یہ غلط ہوتا ہے لیکن اگر دونون صحیح مان لین تو یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ صرف
حالات مین مباشرت ہی جب کہ دونون مین محبت والفت ہو اور جبکہ یہ نہو تو طلاق جایز ہی اب اسلام
وہ طلاق کہ جو خدا کو غصہ دلاتی ہی یا خدا ناپسند کرتا ہی وہ وہی طلاق ہی جو بلا سبب کسی عورت
دیا جاوے نہ یہ کہ ضرورت ہو اور یہی حکم کل کتب سماویہ مین ہی لیکن آپ جو حضرت امام حسن
علیہ السلام کا ذکر کرتے ہین کہ انہون نے بہت سے نکاح کیئے اور طلاق دیدیے تو اول
آپ سے پوچھتے ہین کہ آپ نے اونکا ذکر بیان کیون کیا اب تو خطا مین اور گناہ جناب
کے ثابت کر رہے ہین فرض کیا جائے کہ امام حسن علیہ السلام نے معاذ اللہ خلاف
شریعت کیا تو اونکے گناہ سے جناب رسولخدا پر کیا الزام ہو سکتا ہی اور اسی سے ہم یہ
ہین کہ تمکو تحقیق و تنقیح امر حق مطلوب نہین ہے بلکہ تم صرف یہی ڈھونڈھتے ہو کہ کوئی
کوئی بات ایسی ملجائے کہ جس سے ہم شریعت اسلام پر الزام لگاوین دوسرے بیان عورت
حضرت امام حسن علیہ السلام کے حال کی تہی بہرحال اسمین شک نہین کہ وہ سردار جوانان بہشت
ہین جو کچھ اونہون نے کیا وہ سب درست تہا۔ اول تو یہ کہان ثابت ہی کہ اسقدر بیبیان کین
سو یا سوا سو تک پہونچین اور اب فی سال اوسط بہی قایم کر دیا اخبار احاد لایق اطمینان
نہین ہوا کرتے ہین اور ثانیا یہ بہی ہم تسلیم نہین کرتے کہ بلا وجہ کافی طلاق دیدیا کرتے ہون
ثالثا اگر یہ بہی فرض کیا جاوے کہ ایسا کرتے تہے تو قرآن شریف مین یہ قید نہین ہے
سواے زنا کے کسیوجہ سے طلاق ندو اور توریت مین بہی ہے کہ اگر عورت تمہاری نگاہ مین
عزیز نہو تو طلاق دیدو پس طلاق دیدینے مین کچہ گناہ نہین لیکن اگر بنا بر احادیث مرقومہ بلا ضرورت
خاص طلاق ندو تو ثواب ہے آپ نے یہ کیونکر معلوم کر لیا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام
کو ضرورت طلاق دینے کی نہتی اگر آپ یہ ثابت کراتے کہ کسی عورت کے کوئی قصور نہین کیا تہا
بلا وجہ طلاق دی تو البتہ قبول کیا جاتا اور صرف زبانی کہنا کہ انہون نے یونہین طلاق دیدی
کون مان سکتا ہی رابعا یہ بہی احتمال ہی کہ متعہ چند روزہ فرما کر اوسکو بعد اگر دیتے ہون

اور لوگ بطور عام اسکو طلاق کہتے ہون یا بحسب معنی لغوی طلاق بمعنی گذاشتن مراد ہو۔
خامسًا ممکن ہی کہ اون کو ازواج سے خوف جان یا خوف مفاسد ہون اسلیئے اونکو جدا کردیئے
ہون آپ دیکھتے ہی جن عورتون کو نہ جدا کیا انمین سے ایک نے زہر سے ہلاک کرڈالا جسکو آپ نے
حاشیہ پر لکہا ہے خدا جانے کس مرض مین مبتلا ہو کر مرے جسکے لیئے اس قسم کی قصونکی
ضرورت ہوئی بیشک بہت درست ہے منصف مزاجونکو تو ایسا خیال نکرنا چاہیئے۔ اور
بدنفس آدمی انکبہی کسیطرف نیک خیال ہی نہین کرسکتا۔ نیش عقرب نہ از پے کین ست؛
مقتضای طبیعتش این ست؛ لیکن اگر کوئی اریہ سماج والا کہے کہ حضرت عیسی اُن جرائم مین
سے جسکی عوض سولی دئے گئے خدا جانے کس جرم مین سولی دئے گئے کہ جسکے واسطے
ایسے قصون کی ضرورت پیدا ہوئی اسلیئے کہ وہ بہی مخالفت مذہبی رکہتا ہی اور کوئی نیک گمان
حضرت عیسی کیطرف رکہنے کا اسکو حق نہین معاذ اللہ من ذلک؛
آپ فرماتے ہین کہ ہمارے امام نے عیاشی کی تو صرف تعدد ازواج کا نام عیاشی رکہا ہیں جتنے
پیغمبر گذرے اور بہت بی بیان کین حضرت داؤد نے سو بیبیان کین حضرت سلیمان نی ہزار کین
تو سب نے عیاشی کی اور وہ اوستاد ٹہرے اور امام شاگرد ٹہرے لیکن اگر ہمارے امام نے
بقول تمہارے عیاشی کی تو اس عیاشی کی وجہ سے بتون کو نہ پوجا نہین بخلاف حضرت سلیمان
پیغمبر کے جیسا کہ انکی نسبت عہد عتیق مین لکہا ہی کہ بتخانے بنا لیے اور بتون کی عبادت کی
اب انصاف کیجیے کہ وہ عیاشی بہتر ہے جس سے کفر و بت پرستی اختیار کرے یا وہ بہتر ہے
جسمین صرف جان جائے اور ایمان بچ جائے اور حقیقت مین وہی حیوانی حرکت و شہوت پرستی ہی
کہ جسکے سبب اسے دین جاتا ہی لیکن تعجب ہی کہ باوجود ارتداد کے بہی وہ پیغمبر سمجہا جائے
اور دوسرون پر طعن کیا جاوے ہم نسبت انبیا و اوصیا کی ایسا گمان فاسد نہین کرسکتے لیکن
جسطرح سے تم کہتے ہو کہ شریعت اسلام دیندار بد معاشون کی سرپرست ہی اوسی طور پر کوئی
شخص یہ بہی کہہ سکتا ہی کہ شریعت موسوی بہی بلا کم و کاست ایسی ہی ہے اور شریعت عیسوی

اوسکی تابع ہی ہر شخص کی فہم کا قصور ہی اور بیہودہ گوئی و فضول گوئی و بدزبانی دلیل عجز ہی کہ جب تحریر سے
بس نچلا تو بہلا برا کہنے لگے اور اسوجہ سے جب ہم اخلاق عیسوی پر نظر کرتے ہین تو ہمکو یقین
ہوتا ہی کہ یہ طریقہ پسندیدہ عیسوی نہین ہی۔

فائدہ مصنف نے اس فصل مین لکہا ہی کہ طلاق و کثرت ازدواج لازم و ملزوم ہی مجکو تعجب ہی کہ لزوم عقلی
ہی یا نقلی۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون کوئی دلیل منطقی یا فلسفی قائم نہین ہو سکتی کہ کثرت ازدواج
کیلیے طلاق بہی لازم ہو اور اگر کوئی دلیل عقلی ہو تو پیش فرمانا چاہیئے تہا اب رہی دلیل نقلی تو
توریت موسوی مین کوئی حکم ایسا نہین ہی جس سے یہ ثابت ہو کہ جو شخص کثرت ازدواج کرے
اوسکو واجب لازم ہی کہ طلاق بہی دیوی صرف جواز طلاق ہی نہ وجوب طلاق پہر مصنف
کتاب کا لازم و ملزوم سمجہنا بالکل بیجا ہے علاوہ اسکے توریت وغیرہ سے ثابت ہی کہ حضرت
ابراہیم و حضرت یعقوب و دیگر انبیا علیہم السلام کے متعدد ازواج تہین حضرت داؤد کے سو
بیبیان حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہزار بیبیان تہین جو ابن اللہ تہے لیکن یہ نہین لکہا ہی
کہ سب کو طلاق دیدیا تہا اگر بقول مصنف لازم و ملزوم تہا۔

فائدہ پہر بعد لزوم طلاق و کثرت ازدواج کے فرماتے ہین کہ ہمیشہ ہمدوش چلنے والے
ایک برای کی اصلاح دوسری برائی سی ہوتی ہی مجکو اس کلمہ سے سخت تعجب ہی۔

(۱) مصنف نے اقبال کیا ہی کہ شریعت موسوی مین کثرت ازدواج جائز تہی اور انبیا نے بہی موافق
اوس شریعت کے متعدد ازواج کین اور جواز طلاق بہی شریعت موسوی مین تہا۔ پہر کیونکر
تعدد ازواج کو ایک برای اور طلاق کو دوسری برائی ٹہرایا گیا توریت موسوی اور شریعت
خداوندی کو جو زمان سابق مین جاری تہی برا کہہ سکتے ہین معاذ اللہ من ذلک۔

(۱) اب یہ کلیہ کہ ایک برای کی اصلاح دوسری برای سے ہوتی ہی زیادہ تر تعجب خیز ہی اسلیے
کہ اگر یہ امر صحیح ہو تو جو شخص ایک بیگناہ کو قتل کرے تو چاہیے کہ اوسکے باپ کو قتل کرے۔
بہائی کو بہی قتل کرے ہزارون خون ناحق کرے اسی طرح اگر مان سے خلوت ناجائز کرے

تو بہن سے کرے بیٹی سے کرے ہزارون بدکاریان کرے ایک فعل بد کی اصلاح دوسرے سے ہوتی چلی جائیگی پس فعل بد کو ترک کرنا یا توبہ و انابت کرنا ضرور نہین اسیطرح کافر ہمیشہ بت پرستی کرتا رہے لیکن دین حق اختیار نکرے بلکہ کفر بر کفر اختیار کرتا چلا جائے یہ ایک عجیب کلیہ فرمایا ہے کہ کوئی عاقل بھی قبول نکریگا۔

(۳) ہرگاہ مصنف نے فرمایا کہ ایک برائی کی اصلاح دوسری برائی سے ہوتی ہے پہر جبکہ کثرت ازدواج کی اصلاح طلاق سے ہوگئی اور بحکم خدا ہوگئی تو پہر امر اصلاح و فلاح ربانی مین اغراض انسانی کو کیا دخل رہا۔

(۴) پہر مصنف لکہتے ہین اسلئے شرع عیسوی نے کثرت ازدواج کو حرام ٹہراکر طلاق کو حرام کردیا یہ دلیل مصنف کی ضعیف و علیل ہے۔ اسواسطے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اناجیل اربعہ مین تو صراحتاً کہین نہین فرمایا کہ کثرت ازدواج حرام تہا یا آئندہ حرام ہے یا لازم ملزوم ہے۔

(۵) صرف طلاق کے بارہ مین اسیقدر فرمایا ہے کہ یہ بہی لکہا ہے کہ جو کوئی اپنی جورو کو چہوڑ دے اوسے طلاقنامہ لکہدے پر مین تمہین کہتا ہون کیونکہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چہوڑ دے اوس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اوسی چہوڑے ہوئے سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے متی ۵ / ۳۱ اس قول عیسوی کے تفسیر مین رای علمای عیسوی کی تسلیم نہین کرسکتا ہون انہون نے بڑی غلط فہمی کی ہے جسکے وجوہ آئندہ مرقوم کئے جاتے ہین۔

(۶) اس حکم مین اگر ممانعت پائی جاتی ہے تو صرف طلاق کی نہ کثرت ازدواج کی اور لازم و ملزوم دونون کو سمجہنا کسی دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین۔ (۷) لفظ زنا کا اطلاق ہر گناہ شدید و امر قبیح کی نسبت کہا جاتا ہے چنانچہ حق تعالی نے جو بت پرستی یروشلم کی نسبت زناکاری فرمائی اسکا حوالہ اسی فصل مین گذر چکا۔ (۸) اگر بحسب قول صاحبان عیسائی زنا بمعنی اصلی ہم بستری ناجائز کے لئے جاوین اور حرمت طلاق مثل حرمت زنا سمجہی جاوی تو یہ حکم عیسوی صراحتہً خلاف شریعت موسوی ہے اور جبکہ حضرت عیسی علیہ السلام تابع شرع موسوی تہے اور کوئی اختیار منسوخی احکام سابقہ نہین تہا تو سراسر خلاف شریعت خداوندی ہے۔

(۹) مسٹر اسکاٹ صاحب اسکی تفسیر مین لکہتے ہین کہ پر مین تمہین کہتا ہون اس سے معلوم ہوتا ہی
کہ موسی کی شریعت کے خلاف کہتا ہی مگر مطلب یہ ہے کہ وہ موسیٰ کے اصلی قانون کے خلاف نہین فرماتا
بلکہ وہ شرح جسکو بدکار لوگون نے اپنے مقصد کیلئے بگاڑ لیا تہا ذکر کرتا ہی لیکن مین کہتا ہون کہ
صاحب موصوف نے صرف تاویل علیل بلادلیل فرمائی ورنہ حضرت موسی و عیسی علیہم السلام کے قول
مین تخالف صریح ہی جیسا آئندہ بیان ہوگا۔ (۱۰) کتاب استثنا باب ۲۴ مین حکم موسوی یہ ہے
کہ اگر وہ اسکی نگاہ مین عزیز نہو اس سبب سے کہ وہ اسمین کچہہ مکروہ بات پائے تو طلاقنامہ لکہکر
باہر کرے۔ مفسر موصوف مکروہ بات کو پلید لکہتے ہین اور اوسکے معنی زنا لیتے ہین لیکن مکروہ
بات سے معنی زنا مراد نہین ہو سکتے کیونکہ توریت موسوی اور صحف دیگر انبیاء بنی اسرائیل مین
کہین طلاق کو مشروط بزنا نہین لکہا بلکہ صحیفہ حضرت عزرا باب ۱۰ مین لکہا ہی کہ جب بنی اسرائیل نے
توبہ و انابت کی تو جسقدر اجنبی عورتون سے بیاہ کیا تہا سب کو بموجب شریعت کے طلاق دیا اگر
یہ کہو کہ بیاہ ناجائز تہا پہر طلاق کی کیا ضرورت تہی طلاق تو جب ہی ہوتا کہ بعد عقد جائز کے عورت زنا کرے
(۱۱) بلکہ انجیل عیسوی سے ثابت ہی کہ سب یہود مکروہ بات سے ہر سبب مکروہ سمجہتے تہے
اور حضرت عیسی علیہ السلام نے بہی قول یہود قبول فرماکر سبب جواز طلاق ارشاد فرمایا اور یہ نہین
فرمایا کہ مکروہ سے مراد زنا ہے دیکہو متی ۱۹/۳ اور فریسی اوسکی آزمائش کیلئے اوس پاس
آئے اور اوس سے کہا کیا روا ہے کہ مرد ہر ایک سبب سے اپنی جورو کو چہوڑ دے۔ (۴) اوسنے
اسکے جواب مین اونسے کہا کیا تم نے نہین پڑہا کہ خالق نے شروع مین انکو مرد اور عورت بنایا
(۵) اور فرمایا کہ اسلئے آدمی اپنے مان باپ کو چہوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا اور وہے دونون
ایک تن ہونگے۔ (۶) اسلئے اب وے دو نہین بلکہ ایک تن ہین پس جسے خدا نے جوڑا اوسے انسان
نہ توڑے۔ (۷) انہون نے اس سے کہا پہر موسی نے کیون حکم دیا کہ طلاقنامہ دیکر چہوڑ دے۔
(۸) اسنے کہا موسی نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمکو اپنی جورون کے چہوڑنیکی اجازت دی
پر شروع مین ایسا نہ تہا۔ پس ناظرین ملاحظہ کرین کہ یہودی لوگ سمجہتے تہے کہ حکم شریعت موسوی ہی

کہ ہر سبب مکروہ سے طلاق ہو سکتا ہی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ تمہاری سخت دلی
کے سبب سے موسیٰ نے اجازت دی تہی یہ نہین فرمایا کہ سبب مکروہ سے زنا مراد ہے اور پہر
فرمایا کہ پر شروع مین ایسا نتہا جس سے مستفاد ہوتا ہی کہ یہ حکم درمیانی عہد موسوی سے جاری ہوا
اگر مکروہ بات سے زنا مراد ہوتی تو یہ فرماتے کہ سابق مین اور شریعت موسوی مین بجز زنا کے سبب
سے طلاق دینا جایز نہین پہر فرماتے ہین مین تمسے کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی جورو کو سواء زنا کے اور
سبب سے چہوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے زنا کرتا ہی اور جو کوئی اوسی چہوڑی ہوئی کو
بیاہے زنا کرتا ہے ورس ۹ دیکہئے بطور مخالفہ فرماتے ہین جسکا یہ منشاء ہے کہ موسے نے
تو بسبب سخت دلی کے اجازت طلاق دی تہی اور مین سوائے زنا کے اجازت طلاق نہین دیتا
پہر جو اسکاٹ صاحب لکہتے ہین کہ خلاف حکم موسوی نہین ہے بالکل غلط ہے —

(۱۲) حضرت موسیٰ نے فرمایا ہی کہ اگر وہ یعنی مطلقہ دوسرا شوہر کرے پہر وہ بہی طلاق دیوے
تو شوہر اول اس سے عقد کرے اس حکم سے غیر شخص کو اجازت ہی کہ اس مطلقہ سے عقد
کرے لیکن حکم عیسوی سے کسیکو اجازت نہین (۱۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم موسوی مین
جواز طلاق کی علت و سبب کو سخت دلی قرار دیا مین کہتا ہون کہ عہد حضرت عیسیٰ مین کون لوگ رحیم
ورحم دل تہے وہی لوگ تہے کہ جو ایمان نہ لائے مان اور بہائیون اور بہنون نے بہی ایمان نہین قبول کیا
بلکہ سمجہانے کو آئے تہے کہ منادی موقوف کرو شرح متی $\frac{۱۳}{۵۵}$ و $\frac{۱۲}{۴۶}$ بارہ حواری اقوام یہودی وغیرہ شاگرد
تہے جسمین ایک نے حضرت کو گرفتار کرادیا جسکا نام یہودا تہا اور دوسرا پطرس جسنے حضرت عیسیٰ پر
لعنت کی حضرت عیسیٰ سے انکار کیا اور تہوما جی اٹہنے مین کلام کیا اور خود حضرت مسیح نے قبل
اسکے پطرس کو شیطان فرمایا اور باقی علی العموم ہزارون بلکہ لاکہون یہود منکر دین عیسوی تہے
جنہون نے انحضرت کو شیطان و کافر بنایا فتوای قتل دیکر مقید کیا طمانچے مارے ذلیل کیا
ہاتہ مین سرکنڈا دیا کانٹون کا تاج پہنایا سولی پر چڑہایا اونہین ملعونون نے کیا کیا تکلیفین
زحمتین ذلتین دین پہر اون سے زیادہ سخت دل سنگدل کون شخص تہا

پس ایسے زمانہ مین جو حضرت موسی کی ہالیسی اور شریعت کے خلاف حکم طلاق کیون تبدیل فرمایا جبکہ علت جواز طلاق سخت دلی تہی تو اوسوقت نرم دلی کہان تہی - (۱۴) کتاب دین حق کی تحقیق مطبوعہ اگرہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۵ مین لکہا ہی کہ خدا عالم الغیب ہی پہلے ہی سے اوسکے احکام وراہ نجات ایک ہی ہی تغیر و تبدیل صرف انسان کے قانون مین ہوتا ہی - مگر دیکہئے کہ خود حضرت عیسی فرماتے ہین کہ تمہاری سخت دلی کے سبب سے حضرت موسی نے اجازت طلاق دی پر شروع سے ایسا نتہا جس سے صاف ظاہر ہی کہ پہلے طلاق جایز نتہا عہد حضرت موسی علیہ السلام مین جایز ہوا پہر حضرت عیسی علیہ السلام نے بجز زنا کے ناجایز فرماویا اب اہل اسلام کو خوب موقع اس کہنے کا ہی کہ حضرت رسول عربی نے پہر جایز فرمادیا جیسا حکم خداوندی جس پیغمبر کو جس زمانہ مین ہوا وہی برحق ہے پس بنابر مذہب اسلام کے کسی پیغمبر پر کوئی الزام یا اعتراض نہین ہوسکتا (۱۵) حضرت عیسی نے جو فرمایا کہ خدا نے ایکمرد ایک عورت کو بنایا کہ مل رہین پس جسکو خدا نے جوڑا اوسکو انسان نہ توڑے اس حکم سے عیسائی لوگ یہ سمجہتے ہین کہ نہ ایک زوجہ سے زیادہ کرے نہ اوسکو توڑے - مگر مین کہتا ہون کہ حضرت حوا کو بعد پیدائش حضرت ادم کی پسلی سے پیدا کیا پیدایش $\frac{2}{22}$ ایکمرد ایک عورت کے سوا کوئی زیادہ جوڑا خاص خدا نے معین کردیا تہا بعد اوسکے خدا نے کوئی خاص جوڑا معین نہین کیا نہ عورت مرد کو ایک ساتہ پیدا کیا نہ پسلی سے پیدا کیا پس ہزارون مرد و عورت مین تشخیص انسانی ایک جوڑا تلاش کیا جاتا ہی صرف اس غرض سے کہ ملاپ ہی ایک تن رہین توالد و تناسل ہو لیکن جو کہ تشخیص انسانی غلط ہوتی ہی اس سبب سے ہزارون نقص و عیوب و فساد و نفاق پیدا ہوگئے بدینوجہ افتراق لازم ہوگیا لہذا انسان نے خود ہی جوڑا خود ہی توڑا نہ خدا نے جوڑا نہ انسان نے توڑا -

(۱۶) دیکہئے خدا نے عورت و مرد کو بنایا ہی تا کہ جوڑا رہی اور ملاپ رہی اور جب وہ مرد یا عورت خلاف فطرت انسانی اور مشیت ربانی بسبب تخالف روحانی یا نفاق نفسانی یا امراض جسمانی کے ملاپ کے قابل نہو تو کیون نہ تبدیل و تفریق کیجاوے چنانچہ جو غذا حق تعالی نے انسان کیواسطے بنائی ہے اگر مضرت رسان ہو تو خواہ مخواہ تبدیل کرنا ترک کرنا واجب ہوگا پس اگر طبیب جسمانی ترک غذا یا تبدیل

تجویز کردے تو حکیم روحانی پیغمبران ربانی نے ترک و تبدیل ازواج واسطے اصلاح روحانی و جسمانی و انسانی کے تجویز فرما دیا تو کیا قباحت ہوئی۔ (۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو فرمایا کہ خدا نے جسکو جوڑا اوسکو انسان نہ توڑے اگر یہ حکم بطور وجوب کے ہی تو حضرت عیسیٰ نے کیون توڑا یعنی بیاہ کیا اور خلاف فطرت انسانی اور مطلوب ربانی سلسلہ ازدواج کو چھوڑا اور اس رشتہ الفت کو توڑا اگر بیاہ کرتے تو اولاد ہوتی نسل قائم رہتی بدینوجہ معلوم ہوا کہ یہ حکم بطور وجوب نہین ہی بلکہ بطور اولویت ہی پھر اونکا ارشاد بجا اور برحق ٹہرا۔ (۱۸) پھر اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ارشاد سے یہ منشا ہوتا کہ ایک ہی زوجہ کرے اور تعدد ازواج حرام ہی تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت یعقوب و حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہم السلام جو بحسب توریت ابن اللہ ہین کیون تعدد ازواج کو جائز رکہتے۔ اسوجہ سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عیسیٰ کا یہی منشا زوجہ واحد کا نہین تہا اور اگر ہو بہی تو بطور وجوب نہین بلکہ بطور اولویت فرمایا ہوگا ورنہ مخالف شریعت موسوی علاوہ ازین پیغمبران جلیل الارم اونکی اور مخالف توریت بنابر مذہب عیسو جائز نہین پس ثابت ہوگیا کہ تعدد ازواج وطلاق بحسب شریعت موسوی و شریعت محمدی یکسان جائز اور ہمیشہ جائز (۱۹) حضرت موسیٰ نے صرف اسیقدر فرمایا ہی کہ اگر مرد کی نگاہ مین عزیز نہو بسبب اسلئے کہ اوسمین کوئی کریہ بات پاوے تو طلاقنامہ دیکر باہر کرے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر محبت نہو اسوجہ سے کہ اسمین کوئی مکروہ بات پاوے تو طلاق دیوے یہ عبارت صاف ناطق ہی کہ ہر سبب کراہت و نا اتفاقی کیوجہ سے طلاق ناجائز ہے لیکن مسٹر اسکاٹ صاحب تفسیر متی باب ۵ آیت ۳۱ صفحہ ۹۲ مین لکہتے ہین کہ استادان شریعت موسوی مین اختلاف تہا چنانچہ ربی شمعی کی یہ رائے تہی کہ صرف زنا کے علت مین جائز ہے اور ربی ہلیل کے یہ رای تہی کہ جس سے نقص جسمی یا رویہ کی وجہہ سے شوہر ناراض ہو طلاق جائز ہی اور عیسیٰ خلاف حکم موسے نہین بلکہ ٹہیک معنی بتاتا ہے کہ صرف زنا کی علت مین طلاق ہی مجکو تفسیر مین یہ کلام ہی کہ اگر صحیح معنی مکروہ بات کی زنا تہی تو مطلب حضرت موسیٰ یہ ہوا کہ صرف زنا کی حالت مین طلاق دینا چاہئے پہر حضرت عیسیٰ نے کیون فرمایا کہ صرف تمہاری سخت دلی کیوجہ سے اجازت دی پر شروع سے ایسا نتہا کہ جسکے معنی یہ ہوئے کہ حضرت موسے نے شرط زنا

لگائی پہر سابق مین شرط زنا تہی پہر اسکے کیا معنی ہین کہ پر مین کہتا ہون کہ جو سواے زنا کے طلاق دیتا ہے وہ زنا کرتا ہی یہ تین جملے ملانیسے ایکدوسریسے مختلف معنی نکلتی ہین پس بفحوای کلام یہی ہوسکتا ہی کہ حضرت موسی نے بسبب تمہاری سخت دلی کے ہر سبب مکروہ سے طلاق جایز کیا لیکن مین سواے حالت زنا کے طلاق جایز نہین کرتا جیسا کہ سابق مین تہا اب یہ نتیجہ نکلا کہ شریعت اسلام مین جایز ہوا جیسا کہ شریعت موسوی مین جایز تہا اگر مصنف کتاب انصاف پسندی اور تحقیقات کافی فرماتے تو کتب فقہیہ اسلام مین ملاحظہ فرماتے کہ کس بسط و تفصیل کیساتہ حدود قیود و شروط و اقسام و احکام طلاق مسطور ہین اور کسقدر شریعت اسلام کو اصول و فروع فقہیات سے انضباط و انتظام ہی اور تمامی ابواب فقہیات کو قانون اسلام نے بوجہ احسن سر انجام دیا ہی ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور:

فصل سیزدہم عورات کی حیثیت

اس بیباک مصنف نے اس بارہ مین جو غلط بیانیان اور موتہ زوریان کین ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسنے عورات کی حیثیت اسلام مین یہودیت و عیسائیت سے افضل و بہتر ظاہر کرنا چاہی ہے کوئی کلام نہین کہ اسلام کی حمیت نے ہمارے مخاطب کی انکہون پر پردہ ڈالدیا ہی اور اسکی زبان کو بے لگام کر دیا اب اسکو سفید کو سیاہ کہرے کو کہوٹا کہتے ہین سر مو تامل نہین رہا واے بر بے انصافی او ہمکو وہ یہ سناتا ہی اور مہذب دنیا کو اپنے اوپر ہنساتا ہی دین مسیحی نے عورتون کو ملعون اور مطعون کر دیا تہا قدما ے علماے مسیحی نے عورتون کی شقاوتین اور انکی برائیان اور انکی کینہ پروری اور کینہ جوئی پر بہت کچہ لکہا تہا صفحہ ۲۱۹ اگر اس قول مین ہم بجای دین مسیحی کے اور بجای قدمائی علمای مسیحی کے محمد اور صحابہ داخل کرین تو یہ لفظا درست ہوتا دین مسیحی نے ہم للکار کے اوس سے اور اسکے ہم خیالونسے کہتے ہین ۔ انجیل مقدس سے کوی کلمہ تو نکالو جسمین عورتون کو ملعون اور مطعون کیا گیا ہے یا تم ہم سے سن لو کہ قران و حدیث عورتونکو کسطرح ذلیل کرتے ہین کثرت ازواجی سے اونکے دلون کو جلاتے ہین اونکی غیرت کو کہوتے ہین

اونکی زندگی کو وبال کرتے ہین طلاق وغیرہ سے جیسا کہ حضرت امام حسن کا عمل تھا عورتون کو
مردونکے لئے شہوت رانی کا ایک آلہ بنا کر اونکو دکہلاتے ہین کہ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم
انی شئتم بقرہ ۲۸ ع عورتین تمہاری کھیتی ہین پس جاؤ اپنی کھیتی مین جیسے چاہو تمہارے اسلام
کو ہونی اور جسکی شریعت پر آپ ناز کر رہے ہین عورت کو صورت شیطان فرماتے ہین اور یہ کہ
نہین چہوڑا مینے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہونچانے والا ہو مردونپر عورتون سے ۵۲
پہر حضرت عورتونکو نحس و شوم فرماتے ہین اور اوسکی شومی کی گہوڑیکی شومی مین نظیر ڈہونڈہتے ہین ۵۳
پہر فرماتے ہین نماز کو قطع کرتے ہین کتا اور عورت اور گدہا ۵۴ دیکہئے عورت کو کتے اور
گدہے کے بیچ مین بٹہلانے سے نہین شرماتے اونکی پلیدی کو قاطع نماز فرماتے ہین اور
انتہا اوسکی یہ ہے کہ جب حضرت نے بہشت و دوزخ کی سیر فرمائی تو دوزخیون مین عورتون
کی کثرت دیکہی ۵۵ اور فرمایا کہ البتہ عورتین جنت مین سب سے کم ہونگی ۵۶ بلکہ حق یون
ہے کہ نہ صرف حضرت عورت کو صورت شیطان سمجہتے تہے بلکہ مکاری اور فریب کے لحاظ سے
عورت کو شیطان سے بڑی بلکہ شیطان کی خالہ جانتے تہے چنانچہ سورہ نساء مین ارشاد ہے ان
کید الشیطن کان ضعیفا - البتہ شیطان کا فریب ضعیف ہے مگر سورہ یوسف مین وارد ہے
ان کیدکن عظیم ای عورتو تمہارا فریب عظیم ہے اور ایک فریب کے واقعہ پر جس سے
اونکی عورتون نے ایک عورت کو حضرت کے ہاتہ نہ لگنے دیا حضرت نے اپنے ازواج مطہرات
کو اسکا مصداق بنایا تہا دیکہو منہاج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۹۷۸ ہمارا مخاطب اپنے گریبان مین سر
نہین ڈالتا اور بغیر سند دین مسیحی کو بدنام کرتا ہی اور بقول شخصی کوہ کندن وکاہ برآوردن قدما
مین سے ٹرٹولین کے قول کو نقل کرتا ہی - اور نہین جانتا یا نہین سمجہتا کہ دین
مسیحی کی بنیاد انجیل مقدس ہے نہ کہ اقوال ٹرٹولین و کرلیاسٹم جسکو مترجم غلطی سے ائمہ کلیسیا

۵۲ حدیث مسلم از مشارق الانوار ع ۳۰۳ ۵۳ مسلم اور بخاری ایضاً ع ۸۹۱ ۵۴ مسلم اور
بخاری ایضاً ع ۱۲۹۵ ۵۵ مسلم ایضاً ع ۱۶۱۳ و مسلم و بخاری ایضاً ع ۱۰۲۶ ۵۶ مسلم ایضاً ع ۲۰

کہتا ہی آپ فرماتے ہین چنانچہ ٹرتولین نے ایک رسالہ قبائح نسوان مین تصنیف کیا تہا اور کرسٹم
جسکو عیسائی لوگ ولی سمجھتے ہین بقول لیکی صاحب مورخ کے متقدمین علمای نصارا کی رائے عموما بیان
کردی ہی کہ عورت ایک ایسی بلا ہی جس سے گریز ممکن نہین ہی اور ایک قدرتی اغوی اور ایک مرغوب
آفت اور ایک خانگی فتنہ اور ایک مہلک سحر اور ایک رنگین بلا ہی پہر بہی یہ حضرت سے کم رہی جسکو مسلمان
لوگ سید الانبیا علیہ السلام اور کیا کیا کچہ نہین کہتے یہ حضرت ہی کا حصہ تہا کہ عورت کو شوم و نحس کہتے ہین
اور گدہے کی طرح پلید سب سے مضر فتنہ شیطان کی خالہ شیطان سے بڑہکر مکار شیطان کی
موت اور جہنمی اور گویا بجائے رنگین بلا کے کالی بلا فرمادین آپ اپنے قول کو نقل فرماکر یون رطب اللسان
ہین۔ سبحان اللہ یہ کلمات عورت کی شان ہین ایک عیسائی ولی نے اوس زمانہ مین فرمائے ہین
جبکہ مادر مسیح کی عبادت فرائض دینی مین داخل سمجہی جاتی تہی ہم کہتے ہین عیاذا باللہ وہ کلمات عورت
کی شان مین مسلمانون کے خاتم النبیین نے اوس زمانہ مین فرمائی ہین جبکہ بی بی فاطمہ کو خاتون
جنت بنانے کی کوشش ہو رہی تہی پہر بہی آپ کہتے ہین شارع اسلام نے عورتون کی عزت
کرنے کا حکم قطعی فرمایا ہی ای حضرت کہان غالبا آپ سیل صاحب کی غلطی مین دیدہ و دانستہ
مبتلا ہونا چاہتے ہین انہون نے سورہ نساء کے پہلے رکوع مین ایک جملہ کا ترجمہ یہ کردیا ہی (عورتون
کی عزت کرو) اصل مضمون یہ ہے۔ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام جسکا بہت
درست ترجمہ نواب محمد حسین قلی خانصاحب نے کیا ہی کہ ڈرو اوس خدا سے جسکے نام سے آپس مین مانگ چانچ لیتے
ہو اور قطع رحم سے یعنی مین بہی یہی ہی پرہیز از قطع رحم اور عبد القادر کے ترجمہ مین یہ ہے خبردار رہو ناتون
سے اور اوسکے فائدہ مین ہے یعنی بدسلوکی مت کرو آپس مین پس حضرت قرآن مین عورتونکی عزت تو ایسی اوڑ گئی جیسے
گدہے کے سر سے سینگ اور شارع اسلام نے جو جو عورت کے فضائل احادیث مین بیان
فرمائے ہین اس سے بیچارے ٹرتولین بہی شرما گئے اب ہم آپ کو بیان سنا دین کہ دین مسیحی نے
یعنی انجیل مقدس نے عورت کی نسبت کیا کیا بتلایا ہی اور اوسکی منزلت کیا مقرر کی ہی یہ تو آپ نے
بہی بڑی خندہ پیشانی سے اپنی انگریزی کتاب مین تسلیم کیا ہی کہ مسیح نے عورات کیساتہ انسانیت کا

کا سلوک کیا تہا اوسکے پیرودن نے اُسکو انصاف سے خارج کر دیا صفحہ ۲۰ خیر آپ ان پیرونکو
کو معاف فرماوین اور پیرون کے مقتدا کی سنتین یعنی مسیح کی جو سلوک اونہون نے عورات
سے کیا وہی سلوک دین مسیحی کی شرع ہے مگر پیرون مین اگر آپ ٹرٹولین سے لوگون سے جو ہمارے
یہان کے کوئی امام حسن یا صحابہ کرام نہین اور جنکو ہمارے یہان کا ولی تبلانا گویا ہمکو بدنام کرنا ہے
سند پکڑین تو یہ بہی آپ کی خامی ہے حقیقی پیرو مسیح کے اوسکی حوارین تہی جنکے وسیلے سے مسیح کی
ہمکو ہو گئی اونپر بہی آپ حرف نہین لا سکتے اب آپ عورتون کی عزت کے بارہ مین انجیل کا فرمان
عورت کو نازک سمجہکر عزت دو پطرس ۳ ے اس سے زیادہ آپ کیا جانتے ہین عورت مرد کا جا
ہے اقرنتھ ۱۱ ے آپ بالکل خلاف کہتے ہین کہ اسلام نے عورتون کو مواجب حقوق بخشے اور اونکو مردونکا
ہمپایہ کر دیا اونکے مواجب و حقوق تو ہم فصل سوم قرآن اور تعداد ازدواج اور عدل مین بیان کر چکے
اور مردون کے ساتہ مساوات کے بارہ مین جو انجیل کا حکم ہے وہ ہم آپکو سنائے دیتے ہین خداوند
مین نہ مرد عورت کی بغیر ہے نہ عورت مرد کی بغیر ہے کیونکہ جیسا مرد عورت سے ہے ویسا ہی مرد بہی عورت
کا وسیلہ ہے پر سب خدا سے ہین اقرنتھ ۱۱ ے ۱۱ و ۱۲ شوہر جورو کا حق جیسا چاہیے ادا کرے اور ویسا ہی
جورو شوہر کا جورو اپنے بدن کی مختار نہین بلکہ شوہر مختار ہے اسیطرح شوہر بہی اپنے بدن کا
مختار نہین بلکہ جورو ہے اقرنتھ ۷ ے ۳ و ۴ مواجب اور حقوق انہین کہتے ہین آپ ہمکو انکے مقابل
کوئی شریعت اسلامی بہی سنا دین آخر آپ کو اسلام اور عیسویت کی تعلیم کے اثر کو جیسے آپ و ہم
انکہون سے مشاہدہ کر رہے ہین دیکہکر ماننا ہی پڑا کہ جو حیثیت عیسائی عورات کی اسوقت ہے اسلامی
عورات ایک صدی مین اوس حیثیت کو حاصل کرینگی (انگریزی صفحہ ۲۱۲ ۲۱۳) ہنوز دلی دور است
اسلامی مرد اپنے ملکی و دیگر حیثیتین درست کر لین تب یہ سبز باغ عورات کو دکہلائین تاکہ
ایک صدی مین اگر اسلام نہ رہے اور اوسپر وہ اثر پڑ جاوے جو آپ پر پڑا ہی تو بیشک ہے
تیار ہو جاتے اسلام اپنی اصلاح اسلام سے مخالف بنکر نہ کر سکے کر سکتا ہے یہ خلاف دین عیسوی
کہ جہان تک اوسکی پیروی کیجاے جہانتک اوسکے احکام کو مانا جاوے اصلاح ہوتی جاتی ہے

چونکہ وہ دین اصلاح کا منبع ہی جو مسیح کی سنیگا وہ عورت کی عزت کریگا جو محمد کی سنیگا وہ عورت کو
نہ پلید گی اور صورت شیطان اور مکار مانیگا تو کیا ایک صدی کے بعد محمد صاحب کی کوئی نہ سنیگا
ن اگر ایسی ہی امید ہی تو ہم بھی تمہارے ساتھ امید کرتے ہین فانتظروا انی معکم من المنتظرین

جواب

سید امیر علی صاحب نے عورات اسلام کو نصرانی عورتون سے بہتر کہا ہی اور ایک قول شرٹولین کا ذمت
ن مین لکہا ہی اوس پر مصنف صاحب جامہ سے باہر ہوگئے ہین نہایت غصہ کیا ہی بڑے خفا ہوئے
ا کسی مقام پر ناراضی ظاہر نہین کی ہے کہ عورتون کو بُرا کہا یہ مصنف صاحب کس دل سے سنین شاید
خلاف دین و ایمان ہوگا بقول شاعر ع ای کہ جو روحی ترا من بندہ ام * خیر سید صاحب نے نہایت
ا کیا جو عورتون کو بُرا کہا نعوذ باللہ شاید مصنف کے نزدیک تمام عالم کی عورات خواہ ہنود ہون
س ہون یہود ہون بدکار ہون بداطوار ہون بہمہ وجوہ پاک ہین اور خصوصًا عورات عیسائی تمام
الم ہین کبہی کوئی گناہ نکرتے ہونگی تمام گناہان صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہوتی ہونگی جو کچہ وہ
تی ہونگی سب سے بہتر جو کچہ کہتی ہونگی وحی والہام ہوگا۔ ای کہ حکم تو بہ از حکم خداست۔ کہنا لازم ہوگا
یہ بات ہی تو کوئی کلمہ کسی عورت کے حق مین فی الواقع خلاف شان ہی۔ مگر حقیقت مین اسلام نے
عورتون کی توقیر کی ہی اور انکو عزت دی ہی البتہ انہون نے عورتون کو خدا نہین سمجہا۔ آپ دیکہیے
مسٹر باسورتھ صاحب کی تقریر جو اعجاز التنزیل مین لکہی ہی وہ کہتے ہین اگر کسی مذہب کی سچائی
پرکہنے کے لئے اس امر کو معیار قرار دیا جائے کہ اوسنے اوس زمانہ کے حالت کیموافق عورتون سے کیا
رعایت کی اور غربا و مساکین اور مظلوم لوگون کے لئے کیا کیا تو محمد کا مذہب بیشک اس ازمایش
ی برداشت کر سکتا ہی اس مقام پر ہم ناظرین سے پوچہتے ہین کہ مصنف نے لکہا ہی کہ بہت
زیادہ مذمت عورتون کے قران اور اسلام نے کی ہی کہین انکو شیطان کہا ہی کہین مکار کہا ہی
ہین قاطع نماز کہا ہی۔ مگر ناظرین کو یہ سمجہنا چاہیے کہ اسلام مین انہین عورتون کی عام طور پر مذمت
وارد ہوئی ہی جو بدکردار بداطوار خباثت نفسانی مکاید شیطانی مین گرفتار ہین اور مدح ان عورتون کی

جو تقوی شعار پرہیزگار شوہر کی فرمانبردار مطیع حکم پروردگار ہین ایسی عورات خاص ہین اور لائق مذمت بطور عام وہی عورات عوام ہین جنکے اطوار و کردار لائق ملام ہین بہرحال اگر کوئی منصف مزاج ہوتا تو وہ یہ جملہ نکہتا کہ حضرت نے عورتون کے بارہ مین خدا کا بہی خوف نکیا حالانکہ قرآن عورتون کو مکار کہتا ہے اور وہ خود اون کو برا سمجہتے ہین لیکن آپ تو خود سمجہتے ہین کہ وہ حضرت عشق زنان مین عیاش تہے شیفتہ و فریفتہ تہے اور خوف خدا بہی نکرتے تہے۔ اب تعین کرنا چاہئے کہ حضرت ازواج پر عاشق نتہے بلکہ یہی کہنا چاہئے کہ حضرت عورات ہی کارہ تہے لیکن بسبب مصالح ضروری قومی یا ملکی وغیرہ تعدد ازواج فرماتے تہے۔ ہمکو ہرگز یقین نہو سکتا ہی کہ برا بہی سمجہے اور اسی بری چیز کے عشق سے خدا کا خوف دل سے اوٹہا دیا اگر ذرا بہی انصاف ہوتا تو ضرور کہا جاتا کہ حضرت نے بلا مصلحت کے عورتین نہین کین۔ اور یہ عام قاعدہ ہی کہ جب کسی شے کی برائی دل مین سما جاتی ہی تو وہ شے کیسی ہی عمدہ لباس مین پیش کیجائے ہرگز رغبت نہین ہوتی پس مصنف کی اس تحریر سے بالکل واضح ہوگیا کہ حضرت کو کبہی عورتون سے رغبت نہتی بلکہ بسبب ضرورت کے انسے صحبت رکہتے تہے۔ لیکن جو کچہ مصنف صاحب فرماتے ہین کہ ٹرٹولین اور کریاسٹم کے اقوال پر مذہب مسیحی کے بنیاد نہین ہی جنہون نے قبائح النسوان مین کتابین لکہی ہین تو سید امیر علیصاحب تو ہرگز نہین کہتے کہ تمہارے دین کی بنیاد اونکے اقوال ہین بلکہ وہ عالمان جلیل عیسائی ہین اور یوروپین مین مسلم الثبوت ہین اس سبب سے وہ اونکے اقوال پیش کرتے ہین کہ عیسائیونکے یہی خیالات عورتون کی طرف سے اوس زمانہ مین جب کہ حضرت مریم کی عبادت فرائض مذہبی سمجہی جاتی تہی اونکا منشاء معاذ اللہ یہ نہین ہی کہ حضرت مریم علیہا السلام بہی اونہین عورتون مین شامل ہین جسپر آپ خفا ہوکر فرماتے ہین کہ العیاذ باللہ وہ کلمات عورت کی شان مین مسلمانون کے خاتم النبیین نے اوس زمانہ مین فرمائے ہین جبکہ بی بی فاطمہ کو خاتون جنت بنانیکی کوشش ہورہی تہی یہ بہی غلط ہے ہرگز جناب مریم کبری فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو کبہی

خاتون جنت بنانیکی کوشش نہین کی گئی تھی اونکو خدا نے خاتون جنت بنایا تھا کوشش کیون
کرتا وہ خود منجانب اللہ خاتون جنت تہین اور ہم آپ سے کہہ چکے ہین کہ ایسی معظمات کا
شمار عام عورتون مین نہین ہی مگر آپ کے نزدیک اسوقت کی عیسائی عورتون اور حضرت مریم مین
کچھ فرق نہین معلوم ہوتا ہی بہتر ہے یہ ایکا فعل ہی آپکو اختیار ہے چاہے حضرت مریم کو بھی
رتبہ مین گھٹا دیجیے کون روکنے والا ہی زبان اور قلم اختیار مین ہی جو چاہے کہدیجیے واقعی اسلام کی
عورتین اونچی دیوار دمین رہنے والیان محفل مردم سے پرہیز کرنیوالیان دہلیز سے نہ نکلنے والیان پردہ
کی بیٹھنے والیان لایق مذمت ہونا چاہئے بدینصورت قول ٹرٹولین غلط سمجھا جائیگا لیکن آپ کو
یہ ملحوظ رہے سہ نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد ؛ خدا پنج انگشت یکسان نکرد ؛ ہر قوم
مین ہر مذہب مین نہ ہر مرد نیک کردار نہ ہر عورت عفت شعار ہی جہان حضرت نے تعریف کی
ہی وہان وہ عورتین ہین جو عفیفہ اور نیک کردار ہین اور جہان مذمت فرمائی ہے وہ ہی عورتین
ہین جو مکار و غدار ہین اور احکام عام اسیواسطے ہوتے ہین کہ عموماً عورات مائل بشرارت و معصیت ہوتی تھی
اور مردونکو بھی مبتلای معصیت کردیتے ہین اسیواسطے حقتعالی نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ قوم
مآبیان اور عمونیان رودنیان اور صورانیان اور حطانیان کی بیٹیان نکرو لیکن حضرت سلیمان نے
اون اجنبی رنڈیون کو کیا اور اونکے اغوا سے بت پرستی کی دیکھو کتاب سلاطین باب ۱۱ اور علی ہذا
زن اوریا و دیگر قصص و حکایات نسوان ایسے ہین کہ جنکے سبب سے خرابیان ہوئین پس اگر عموماً
مذمت نسوان کیجاوے تو لایق اعتراض نہین ہی لیکن اگر آپ عورات کفار و بدکار کو بھی نیک
شعار سمجھئے تو آپ کو اختیار ہے آپ فرماتے ہین کہ ٹرٹولین اور کریسالسٹم بھی حضرت سے
کم رہے جنکو مسلمان سید الانبیا اور خیر الانام اور کیا کیا کچھ نہین سمجھتے آپ غافل ہین یہ لوگ
بچارے کس شمار مین ہین ہم حضرت کو سید المرسلین خیر الانام شافع محشر باعث ایجاد عالم و آدم مقتدای
پیغمبران سلف مالک ہر دو عالم مختار کارخانہ خداوند عالم شفیع روز جزا باعث نشو و ترقی زمین خدا
اور اس سے بہت کچھ زیادہ سمجھتے ہین مصنف نے تعریف نسوان مین کبھی لاف و گزاف کیساتھ لن ترانیان کہین ہین

اور اسلام پر بسبب مذمت نسوان کے بہت طعن و تشنیع کی لیکن یہ لحاظ نکیا کہ اسلام مین انہین عورتون کی مذمت کی ہے جو لایق اسکے ہین اور جو ایسی عورتین ہین اونکی تعریف کی ہے دیکہو حضرت مریم حضرت خدیجہ حضرت فاطمہ علیہما السلام و دیگر نیک چلن پاکدامن بی بیان سب لایق تعریف ہین مگر ایسی عورتین بہت کمتر ہوتی ہین اور توریت و انجیل مین ہی زنان نیکوکار کی تعریف ہی نہ سب عورتون کی عموما خواہ بدکار ہون خواہ نیکوکار پس اگر اسلام مین عورتون کو یا کید زنان کو کید شیطان سے زیادہ لکہا ہے تو کیا برا لکہا ہی ایک تو انکا حسن ہی دلفریب عابد کش ہی دوسرے اونکی ذات ہی مین فریب و مکر ہے دیکہو حضرت حوا کو کہ سانپ کی دمبازی مین آکر اوس درخت کا پہل کہالیا اور پہر اپنے شوہر حضرت آدم کو بہی اغوا کیا اور کہلا دیا جسپر خدا کا عتاب ہوا کہ سانپ اور انسان مین آپسی عداوت دائمی ڈالی کہ وہ اُسکا سر کچلیگا اور وہ اسکی ایڑی کاٹیگا اور حضرت حوا کو یہ سزا ملی کہ مدت حمل بڑہائی گئی اور درد سے بچہ جنتی رہی اور عورت کا مدار شوہر پر رہا اور شوہر اوسپر مسلط کیا گیا حضرت آدم پر یہ عتاب ہوا کہ تو نے اپنی زوجہ کی کہنے کو کیون پذیرا کیا تو ہمیشہ زمین پر محنت کرکے کہائیگا اور اسیوجہ سے باغ عدن سے نکالے گئے توریت کتاب پیدایش باب ۳ اب اس سے ثابت ہوگیا کہ اپنی کم فہمی سے سانپ کی دمبازی مین آگئین اور پہر شوہر کو بہی اغوا کیا تو یہ دونون باتین خلقت عورت مین فطرتی ہین پس اگر سانپ کو شیطان سمجہیے تو شیطان نے عورت کی وسیلے سے آدم کو اغوا کیا اسیوجہ سے عورات کو اسلام مین شیطان کہا ہی اگر وہ شیطان نہین تہا تو کید زنان عظیم ہوا کہ شیطان کی بہی حاجت نرہی آدم کو بہشت سے نکلوایا جسکے وجہ سے ہم سب انسان زمین پر محنت مزدوری کاشتکاری کرتے ہین ورنہ بہشت عدن مین عیش کرتے اور وضع حمل مین عورتون کو درد شدید ہوا کرتا بغیر درد و تکلیف کے بچہ جنا کرتین اور انہین حرکتون کے سبب سے عورات مین اغوا ہوا کہ مردونکو فریب دیکر گمراہ کرتی ہین اور اسی وجہ سے شریعت اسلام مین حکم ہی کہ اونکے مشورہ پر عمل نکرو۔ کہ ضعیف الخلقت ضعیف العقل ہین اور وراثت مین بہی اونکا حصہ مردونسی نصف ہے اب آپ دیکہیے کہ اگر حضرت آدم قول حوا پر نہ چلتے تو یہ کیون خرابی ہوتی پہر دیکہیے

پھر دیکھیے کہ یہودا پسر یعقوب کو اوسکی بہو تامار نے دھوکا دیکر کسبی کا برقعہ اوڑھ کر اپنے خسر
یہودا سے زنا کیا اور دو پسر سمیان فارص و زارح جنکا نام نسب نامہ عیسیٰ مسیح مین دیکھ لیجیے
توریت کتاب پیدائش باب ۳۸ درس ۱۵ سے آخر تک پھر دیکھیے کہ زلیخا حضرت یوسف پر خود عاشق
ہوئی اور بزور چاہا کہ ہم بستر ہو تا آنکہ دامن کھینچا یہ بھاگے اور اسنے اوس سے غل مچا کر لوگون مین
بدنام کیا کہ عبری مجھ سے زنا کرتا ہے اور اپنے شوہر کو پارہ دامن دکھا کر باور کرایا کہ مجھ سے بدفعلی کرتا ہے
اوسنے یوسف کو قید خانہ مین بھیجا اسکا مفصل قصہ کتاب پیدائش باب ۳۹ مین لکھا ہے
اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ عقیدہ صادق آتا ہے یا نہین۔ پھر دیکھیے کہ شمسون پیغمبر جنپر
خدا کی روح اتری تھی اور ایسے طاقت ور تھے کہ شیر کو پھاڑ کر مار ڈالا وہ پڑا تھا جسکے پیٹ مین
مکھی نے شہد کا چھتا لگایا شمسون نے اکر اوسکا شہد کھایا اور فلسطانیون کی محفل مین
ایک پہیلی بجھائی کہ کھانے والے مین سے کھانا نکلا اور زبردست مین سے مٹھاس اور یہ شرط
کی تھی کہ سات دن مین بوجھو تو ہم تیس تھان اور تیس خلعت دین ورنہ تم ہمکو دو جب چھ دن
گذر گئے فلسطائیون نے اوسکی جورو سے کہا کہ اپنی شوہر کو پھسلا اوسنے اپنے شوہر سے
پوچھا اور لوگونکو بتلا کر شمسون کو خفیف کیا مفصل قصہ قاضیون باب ۱۴ مین مرقوم ہے اب دیکھیے کہ شمسون کو اونکی زوجہ
کی مکر سے کیسی خفت ہوئی ہے اسی کتاب کا باب ۱۶ ملاحظہ کیجیے کہ شمسون ایک عورت مسماۃ دلیلا پر عاشق ہوا فلسطانیون کی بلکہ بیبیون نے اوس عورت
کو گیارہ گیارہ سو روپیہ دینے کو کہے کہ شمسون سے دغا کرکے دریافت کر دے کہ شہزوری
کس سبب سے ہے اور کیونکر مغلوب ہوگا اوسنے چند مرتبہ شمسون کو فریب دیا آخر کو اوسنے
بتایا کہ میرے سر کے بال کاٹے جاوین تو مغلوب ہو جاؤن اوس عورت نے سب کہدیا اور سینے
سوتے مین بال کتر کے قید کر لیا آنکھین پھوڑ دین کہیا یہ مکر عظیم نہین ہے حضرت لوط کو اونکی بیٹیون
نے شراب پلا کر مست کیا اور حرامکاری کرا کر دو بیٹے جنے جنسے نسل بنی عمی اور موآب ہوئین
یہ بھی شاید کید کن عظیم نہین ہے پیدائش ۱۹ / ۳۲ و ۳۳ اب اس سے زیادہ سنے سلیمان پیغمبر جنکو خدا
بیٹا کہا انہون نے قوم کفار سے بہی جوروین کین جنہون نے سلیمان کو اغوا کرکے بتخانہ

عظیم الشان بنوایا سلیمان نے بتون کی پرستش کی قربانیان گذرانین شاید یہ بھی کہدیگن عظیم نہین ہی
طرفہ تر یہ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام بہت ضعیف و نابینا ہو گئی تہے اپنے بڑے بیٹے عیص سے فرمایا
کہ مین قریب المرگ ہون تو شکار کا گوشت مجھکو کہلا کہ مین تجھکو برکت بخشون وہ ادہر گئے ادہر مادر
یعقوب نے گوشت پکا کے یعقوب کو دیا اور بچہ بزکی کہال ہاتون پر لپیٹ دی جب اُسنے اسحاق کے
سامنے کہانا رکہا اور چہاتی تو اُن کو کہا تیرا ملو ہا بیٹا عیص ہون حضرت اسحق نے ہاتھ چہوا کہا کہ آواز یعقوب
کی ہی پر بدن عیص کا ہی آخر کہانا کہایا اور شراب پی کر برکت بخشی اب عیص آئے وہ بیٹی پہر کیا ہوتی ہو تو
جا چکی پیدایش باب ۲۷ دیکہی مگر زنان مین پیغمبر اور خدا نے بہی دہوکا کہایا اگر ہزارون قصص اور دیکہا یا
تواریخ کے باور نہ بکہی تو کتب مقدسہ مین بہت لکہے ہین بس عمداً عورات اسی قسم کی ہین نہ سب پہر اب
رای ٹرٹولین اور کرائسسٹم کی کیونکر بیجا سمجہی جائے جب کہتے ہین کہ عورت ایک بڑی بلا ہی جس سے
گریز ممکن نہین اور ایک قدرتی مغوی اور ایک مرغوب آفت اور ایک خانگی فتنہ اور ایک مہلک سحر
اور ایک رنگین بلا ہے اگر دونون صاحبان مذکور کو ولی نہ سمجہو تو پادری ذی علم پکے عیسائی
تو سمجہون سے تو بہتر ہین اور پہر قطع نظر اسکے مطلب یہ ہی کہ سب عورات بدکار جہالت شعار کفار
و مکار سب تعریف کے لائق ہین تو شاید یہ کسی مذہب مین نہ ہو گا اگر سچ پوچہو تو ٹرٹولین
اور کرائسسٹم نے عمدہ الفاظ سے تعریف کی ہی کیونکہ اگر غور کیجئے تو تمام عالم مین جسقدر بدکاری ہوتی
ہی انہین کے سبب سے ہوتی ہی اگر اپنے بناو سنگہار ناز و انداز سے مردون کو نہ رجہاوین اپنی
لگاوٹ لبہاوٹ عیاری سے دلکو نہ لبہاوین تو کیا مرد دیوار یا کہون سے بدکاری کرے اور
پہر انہین کیواسطے خونریزی سرقہ ڈکیتی استعمال ناجایز مکر و دغا فریب سے دولت حاصل کر
انکو کہلاتی ہین پہر عورت کی ذات مجمع صفات ٹہری یا نہین پہر مصنف جو احکام دین مسیحی در بارہ
عورات بیان کئے ہین کہ پطرس نے کہا ہی عورت کو نازک پیدایش سمجہکر عزت دو اب سے
اسکا پورا مطلب بیان کیا حضرت سلامت پہلے ورس دیکہئے یہ حکم ہی کہ ای عورتو اپنی شوہرون کی تابعداری
کرو اور اپنے پاک چلن سے بناو سنگہار سے انکو راضی رکہو جیسا سابق کی عورتین مقدس

پنے شوہرون کی تابعدار رہا کرتی ہیں کیسا خوف نکرو اور نیکیاں کیا کرو ویسا ہی ای شوہرو
رک برتن جانکر دانائی سے اونکے ساتہ رہو اور اُسے عزت دو یہ سمجہکر کہ وہ نعمت حیات
ن شریک میراث ہیں اس سے ظاہر ہی کہ جو بیبیان پاکدامن مقدس نیکوکار ہیں اونکی خاطر کی
رد اور بہت عقلمند ایسے برتاو کرو کہ مثل ظرف نازک کے ٹوٹ نجائیں اور انکو عزت دو بس یہی حکم شریعت اسلام
سطے زبان سنگ کے ہی نہ زبان بد سگے۔

مصنف نے قرنتیون باب ۱۱ ورس ۷ کا ایک فقرہ عورت مرد کا جلال ہی لکھکر سارا مطلب غتربود
ردیا شروع سے دیکہو کہ پولوس آداب دعا سکہاتے ہیں کہ مرد بوقت دعا کرنیکے اپنا سر
نہ ڈہانپے ہیں کہ اوسکی بیحرمتی ہی اور جو عورت سر ڈہانپتی نہیں ہی وہ اپنے سر کو بیحرمت کرتی
ی مرد اسواسطے سر نہ ڈہانپے کہ وہ خدا کی صورت اور اسکا جلال ہی اور عورت مرد کا جلال ہی مرد
عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہی کہ عورت کو چاہئے کہ اسکے سر پر مرد کا اختیار ہو)
بے قرار لکہ یہ تو آداب دعا ہیں اور سر ڈہانپنے کا حکم دیا گیا ہی اور سر برہنگی میں یہ نقص کہا گیا ہی
کہ وہ اپنے شوہر کی بیحرمتی نکرے کیونکہ وہ شوہر کی تابعدار ہے اور مرد کی عزت یہی ہی کہ خدا کے
سامنے سر کہولکر جاوے عورت کی حرمت یہ ہی کہ اپنے شوہر کی عزت و آبرو سر کے ڈہانپنے سے
رکہے خدا کے سامنے جاوے مگر اب کا یہ مطلب ہوگا کہ عورت مرد کا جلال ہی یعنی جو کچھ مرد کو جاہ
و جلال حاصل ہے وہ عورت کے سبب سے ہی اگر وہ نہو تو یہ بہی نہو تو شاید خدا کا جاہ و جلال بسبب مرد کی ہی پر اگر یہی معنی تو کنکی بہت
جورویں تہیں مثل حضرت داؤد و سلیمان علیہم السلام کے انکا سب سے زیادہ جلال تہا اور ذلک
پہر افسوس کیجئے کہ حضرت عیسی کی ایک عورت بہی نہیں تہی تو اونکو کچہ بہی جلال نہ تہا معاذ اللہ من
سیہ ضرور یہ خیال کرتے ہیں کہ حقتعالی نے مرد کو خلقت کے اعتبار سے عورت پر فضیلت
دیکہی ہی چنانچہ آپ جانتے ہیں کہ نبوت کتنا جلیل القدر عہدہ ہی لیکن بجز مردون کسی عورت (کو)
اسکی لائق نہیں سمجہی گئین چنانچہ سلطنت و بادشاہت عمومًا مرد کے متعلق ہی اسیطرح شمشیر
زنی وغیرہ بازی تیر اندازی جنگ وجدال وغیرہ یہ سب امور مردونسے تعلق رکہتے ہیں مرد فقط

عورت کے قوی ہین اوسکی عقل پختہ ہوتی ہی اور علی ہذا القیاس بہت سے امور ہین مرد کو فضیلت ہی عورت پر
مصنف نے لکہا ہی اونکی پلیدی کو قاطع نماز لکہا ہی لیکن شاید مصنف کو معلوم نہین کہ حضرت
موسی علیہ السلام کتاب احبار باب ۱۵ مین کہا ہی کہ عورت اپنی عادت کے سبب سے سات
دن ناپاک رہی جسپر بیٹہے سو وے جسمین کہاوے پیوے سب نجس ہی جو کوئی اسکو مس کرے
غسل کرے اور شام تک ناپاک رہیگا یہ شاید عورت کی پلیدی نہری مردگی ہے۔
کیا اسلام مین عورات کی عزت کرلی اور اونسے محبت کی تاکید نہین کی ہی کیا اونکی خاطر داری عدل
اور انپر رحم کرنے پر مرد مامور نہین کئے گئے ہین لیکن آپ یہ سمجہتے ہین کہ مرد و عورت کے ایک جان
تن ہوجانے سے شاید یہ مطلب ہی کہ وہ مثل وصلی کے ملکر ایسے ہوجاینگے کہ دونون ایک
کا یقین عیسی تثلیث فی الوحدۃ کیجاتی ہی تو یہ مقصود نہین ہی بلکہ مجازا استعمال کیا گیا ہی مراد اتحاد سے ہی
اسیطور پر ہمارے بیان سورہ بقر مین ہے عورتین تمہاری پوشاک ہین تم اونکی پوشاک ہو
آپ پیرون کے مقتدا یعنی مسیح کی ستائی کا وعدہ فرماکر پولوس اور پطرس کے ستائینگے
اپنا وعدہ فراموش فرمایا مگر کیا کرین مسیح کی کیونکر ستائین اگر مسیح کی نگاہ مین عورتون کی
عزت اور وقعت ہوتی تو وہ خود بیاہ کرتے اونسے محبت و الفت کی تاکید فرماتے
انہون نے تو ایک ہی صحبت پسند نفرمائی اور بالکل کنارہ کیا پہر آپ اونکی کیا ستائے۔
مجبور پولوس اور پطرس کا قول نقل کردیا
آپ جو کہتے ہین کہ مواجب اور حقوق انہین کہتے ہین آپ اسکے مقابلہ مین ہمکو کوی شریعت اسلامی ہی
ستائین لیجئے سنئے اوس سے بہتر اور افضل مکارم اخلاق طبرسی ملاحظہ کیجئے جو شخص اپنی جورو کی
ایک ناگوار بات کی برداشت کرتا ہے خدا ازاد کر دیتا ہے اوسکو جہنم سے اور واجب کرتا ہی
اسکے لئے جنت اور لکہہ دیتا ہے اوسکے لئے دولاکہہ نیکیان اور مٹا دیتا ہی اوسکے دولاکہہ
برائیان اور بلند کرتا ہی اسکے دولاکہہ درجے اور لکہہ دیتا ہی اوسکے لئے بدن کے بالون کے شمار
کیموافق ثواب ایک ایک برس کی عبادت کا اور دوسری حدیث مین ہی جو شخص صبر کرتا ہی بد خصلت

عورت کی بری خصلتون پر اور گناہی خدا کی نزدیک ثواب کا کام عطا کرتا ہی شفا اوسکو ثواب شکر کرنیوالون کا ہی
طور پر عورتون کو بہی اونکے شوہرون کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہی اور کہا گیا ہے کہ جو عورت
بدزبانی سے اپنی شوہر کو عاجز کرے خدا قبول نہین کرتا اوسکی کوی عبادت خواہ وہ فرض ہو
یا مستحب اور نہ کوی نیکی اوسکے اعمال مین سے جبتک کہ وہ اوسکو راضی نہ کرلے اگرچہ
دن کو روزہ رکہے اور رات عبادت مین گذارے اور لونڈی غلام آزاد کردے اور راہ
خدا مین جہاد کرنیکے لئے لوگون کو عمدہ گہوڑون پر سوار کرکے بہیجے ہو پہر بہی جہنم مین اول
جانیوالی مومنین سی ہوگی ایسا ہی مرد بہی جبکہ جور و ظلم کرتا ہو اور خلاصہ چند احادیث کا یہ ہی کہ عورت
کو بموجب مقدور لباس و طعام اچہا دیوا اسکو خوش رکہو ترش کہی اوسی بات نکری اگر کچہ خطا کری تو معاف کردیو اوسکی
سے نیکی مین خوف خدا کرو اسلیے کہ عورت اسیر ہے شوہر کو بہترین اشخاص وہ ہی جو اپنی اسیری سی حسن سلوک کرے کیونکہ وہ شخص خدا کا
محبوب ہوگا اور یہ بہی منقول ہی کہ ہرگز عورات سے مشورہ نکرو کہ رای اونکی ضعیف اور
ہمت اونکی پست ہی اور ہمیشہ اونکو پردہ و حجاب مین رکہو کہ سواے شوہر کے دوسرے
سے شناسا نہون اور جو خدمت اونکے مناسب حال ہو اور خوشنودی خاطر اور لائق حسن و جمال
ہو وہی اونکے تعلق رکہو کیونکہ عورت برگ گل ہی نہ خدمتگار۔
دیکہیے اگر مرد اپنی زوجہ پر ظلم کرے تو اوسکو بہی سزا ہی اور اگر عورت نافرمانی کرے تو اوسکی واسطے
بہی سزا ہے دونوکو برابر محبت کا حکم دیا گیا ہی۔ اور سے حق تعالی سورہ احزاب مین فرماتا ہی
انّ المسلمین والمسلمٰت والمومنین والمومنٰت والقٰنتین والقانتات و
الصّدقین والصّدقٰت والصّابرین والصّبرات والصّائمین والصّائمات والحٰفظین
فروجہم والحٰفظٰت والذّاکرین اللہ کثیرا والذّاکرات اعدّ اللہ لہم مغفرۃ واجرا
عظیما یعنی ضرور اسلام لانیوالے اور اسلام لانیوالیان اور ایمان لانیوالے مرد
اور ایمان لانیوالیان اور بندگی کرنیوالے اور عبادت کرنیوالیان اور سچ بولنے والے اور
سچ بولنے والیان اور صبر کرنیوالے اور صبر کرنیوالیان اور خشوع کرنیوالے اور خشوع کرنیوالیان اور

خیرات دینے والیان اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیان اور بدنون کو بچانیوالے
اور بچانیوالیان اور خدا کے بہت یاد کرنیوالے اور بہت یاد کرنیوالیان مہیا کر رکھی ہی خدا نے
انہین کیلیے بخشش اور بڑی مزدوری ۔ دیکھیے حق تعالی برابر اجر و ثواب عطا کرنیکا وعدہ فرماتا
کہ خواہ وہ عورت ہون یا مرد جنمین یہ اوصاف پائی جاوینگے وہ برابر اجر و ثواب عظیم پاوینگے
بالکل مساوات ہی یہ نہین ہی کہ عورت کو کم اور مرد کو زیادہ اجر ملیگا اور علی ہذا القیاس
قران مجید مین اکثر مقامون پر حقتعالی نے برابر ہی ثواب عطا فرمانیکا ذکر کیا ہی کچھ زیادتی یا
کمی نہین فرمائی ہی اسکے سوا یہ بات ہی کہ اگر اونکو پردہ نشینی اور حجاب کا حکم دیا اور گھر مین بیٹھے رہنے
بیٹھنے کی تاکید شریعت اسلام نے کی ہو تو اسپر نظر کرکے کہ شاید بسبب گوشہ نشینی کے یہ ثواب
سے محروم رہجائین تو اونکے واسطے گھر ہی مین بیٹھکر اعمال بجا لانے مین مردون کی برابر
ثواب دیا ہی چنانچہ اسلام مین نماز جماعت کا ثواب بہ نسبت تنہا پڑھنے کے بہت ہی اور
عورتین بسبب پردہ نشینی کے شرکت جماعت سے معذور ہین لہذا اونکو گھر مین نماز پڑھنے کا ثواب
جماعت کی نماز کے موافق ملتا ہی اور اسیطرح بہت سی باتین ہین جو کتب اسلام مین تفصیل سے ہین
یہان اونکا ذکر موجب تطویل ہی پیر اب اور کیسی شریعت چاہتے ہین اگر انصاف سے
دیکھیے تو وہ مواجب و حقوق جنپر آپ کو ناز ہی ان مواجب و حقوق کے پاسنگ بھی نہین ہین
البتہ اگر آپ کی یہ مراد ہو کہ عورت کو بالکل مطلق العنان کرکے آزاد کر دیا جاے اور جو کچھ وہ کرتے
اوسکو روا رکھین اور صبر کرین تو یہ نہین ہی اور نہ ہم ایسی شریعت کو پسند کرتے ہین اور
جسکو اس زمانہ کے لوگ اصلاح سمجھتے ہین ویسی اور وہ اصلاح حاشا اسلام نہین پسند کرتا
اور نہ چاہتا ہے یہ اصلاح اونہین کو مبارک ہمکو ہمارے حالپر رہنے دیجیے ایک صدی کی تو کیا
حقیقت ہی اسلام تا قیام قیامت اپنی اصلی اصلاح کیساتھ روز بروز ترقی کیا کریگا اور ہم یہ بھی
یقین نہین کرتے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ایسا حکم دیا ہوگا کہ جیسیا آپ فرماتی ہین کہ جو مسیح
کی سنیگا وہ عورت کی عزت کریگا اور جو محمد کی سنیگا وہ عورت کو فتنہ پلید گی اور صورت

اور صورت شیطان ماینگا اول تو آپ نے مسیح کی ہرگز نہین سنائی اگر سنای تو پطرس اور پولوس کی دوسرے اگر آپ کا یہ مقصود ہو کہ ہر عورت کی خواہ وہ بد ہو یا نیک عزت کرنی چاہیے تو ہم نہ ایسی سن سکتے ہین اور نہ اوسکا یہ مطلب جانتے ہین بلکہ ہم وہی خوب سن سکتے ہین کہ نیک عورت کی عزت کرین اور بد کو شیطان جانین حضرت خاتم الانبیا شفیع روز جزا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی شریعت قیامت تک سنی جائیگی البتہ تم اسکا انتظار کرو کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تشریف لائین اور اون لوگونسے جنہون نے اونکو متہم کیا ہے اور جو کچھ اونہون نے نہین فرمایا تھا اون پر اتہام لگایا ہے اسکا عوض لیں

فانتظروا انی معکم من المنتظرین ؀

خاتمة الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب

اصحاب صدق وصفا پر روشن اور اصحاب صفوت واصطفا پر مبرہن ہو کہ کتاب امہات مومنین مین جو تشنیعات ناروا و اعتراضات بیجا نسبت حضرت خاتم الانبیاء روحی لہ الفداء کے تحریر ہین اوسکے تحریر جواب مین مجھکو یہ اندیشہ تھا کہ خواہ نخواہ معارضتاً یا الزاماً اکثر انبیاء کرام علیہم السلام پر اور خود خداوند عالم پر اعتراضات کرنے ہونگے اور چونکہ اعتراض کرنا کسی فعل باریتعالی یا پیغمبر برحق پر اسلام مین جائز نہین ہے اسلیئے فی الجملہ پس وپیش تھا لیکن اوسکے ساتھ یہ بھی یقین تھا کہ جہلائے اسلام اس کتاب کو دیکھکر اپنے دین سے پھر جائینگے اسلیئے جو کچھ اوسکا جواب میری ذہن مین تھا لکھنا اور اہل اسلام کو گمراہی سے بچانا واجب جانا لہذا بمقامات مناسب پر اکثر انبیاء علیہم السلام پر کتب یہود ونصاریٰ سے معارضۃً نہ اعتقاداً اعتراض کیئے ہین مگر اعتقاد مذہبی عقیدہ دینی ہم امامیہ اثنا عشریہ کا یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالی واجب الوجود مستغنی بالذات مستجمع جمیع صفات کمال ہے قادر مطلق خالق برحق قدیم وباقی ازلی وابدی عالم الغیب علیم وخبیر سمیع وبصیر متکلم وحکیم صادق العلم ہے وحدہ لاشریک ہے یعنی نہ اوسکا کوئی شریک ذات ہے نہ شریک صفات ہے نہ اوسکا

کوئی شبیہ ہی نہ نظیر ہے نہ شیر ہے صفات باری تعالے عین ذات باری تعالے ہین
نہ مرکب ہی نہ جسم ہی نہ جسمانی نہ مکانی ہی نہ زمانی نہ کسی جسم مین حلول کرتا ہی نہ کسی چیز مین
نزول کرتا ہی نہ دکھائی دیتا ہی نہ محل حوادث ہی وہ عادل ہی ظلم نہین کرتا نہ کوئی فعل
قبیح اوس سے صادر ہوتا ہی نہ فعل قبیح سے راضی ہی نہ کسی انسانکو اوسپر مجبور کرتا ہی انکو اختیار
و افعال اختیاری مین تکلیف اطاعت دیتا ہی اور ہمارا اعتقاد نسبت انبیاء علیہم السلام
یہ ہی کہ وہ پیغمبران برحق جمیع گناہان صغیرہ و کبیرہ سے عمداً و سہواً پاک و پاکیزہ ہین اور
ہمارے پیغمبر اخر الزمان سب پیغمبرون سے افضل و بہتر ہین اور حضرت عیسے علیہ السلام پیغمبر
جلیل ہین حق تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے اونکو بغیر باپکے پیدا کیا جسطرح سے حقتعالی
حضرت آدم کو بغیر مان باپ کے پیدا کیا اور حضرت حوا کو حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کیا
اور حضرت مریم علیہما السلام کو سب گناہونسے پاک و پاکیزہ کیا اور تمام عمر اونکی دامن
عصمت و عفت کو کسی بشر نے مس نہین کیا بعد بارہ امام نائبان خاص حضرت سید الانام برحق
ہین اور سب گناہونسے تمام عمر پاک و پاکیزہ ہین اور بارہوین امام صاحب العصر علیہ الصلوٰۃ
والسلام زندہ و برقرار ہین جسطرح سے حضرت مسیح زندہ ہین اور زمانہ آیندہ مین جب
حکم خداوند عالم ہوگا تو وہ حضرت معہ حضرت عیسے علیہ السلام کے ظہور فرماوینگے اور کفر و
ضلالت سے تمام دنیا کو پاک و صاف کرینگے اور کافرون سے جہاد کرینگے اور نسبت اسیری
و رقیت کفار کی احکام مناسب صادر فرماوینگے اور اس زمانہ مین بسبب غیبت و عدم
موجودی امام علیہ السلام کے جہاد جائز نہین ہی اور حشر جسمانی کا ہونا ضرور ہی اور جزا
و سزا ثواب و عقاب و نعمات بہشت و دوزخ کا ہونا برحق ہی ۔
اسکے بعد یہ گذارش ہی کہ جہانتک مجھسے ہوسکا ہی کوئی ایسا کلمہ کہ جو باعث دلشکنی کسیکا
ہو نہین لکھا ہی اور اگر پھر بھی کوئی صاحب سمجھین تو اون سے امیدوار معافی ہون
جو صاحب میری کتاب کا جواب تحریر کرین وہ تین امر ملحوظ رکھین اول یہ کہ الفاظ ناسزا

ومضامین تمسخر واستہزا تحریر نہ فرمائین ورنہ اونکا عجز ثابت ہوگا اور یہان سے جواب
نہ دیا جائیگا۔ دوم چونکہ اکثر اہل اسلام نے کتاب امہات مومنین کا جواب لکھا ہی
اسلیئے امید ہے کہ جو صاحب جواب تحریر کرین وہ میری کتاب کے جواب مین کسی
دوسرے مصنف کا جواب نہ ملا دین کیونکہ ہر شخص اپنے کلام کا ذمہ دار ہے اور
اگر ایسا نہ ہوگا تب بھی یہان سے خاموشی اختیار ہوگی سوم جو صاحب جواب تحریر فرمائین
وہ ایک جلد اوسکی میرے پاس بھی روانہ فرمائین ورنہ بسبب لاعلمی کے جواب دینے سے
معذور ہون گا۔

ناظرین سے التماس ہے کہ اگر کوی سہو یا خطا مجھسے ہوئی ہو تو معاف فرمائین
وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی والحمد للہ اولا
واخرا وصلے اللہ علی محمد واٰلہ الطاہرین قد وقع الفراغ عن
تسویدہ یوم السبت الثامن والعشرین عن شہر جمادی الاولے
سنہ ۱۳۱۶ – ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء وانا العبد الاحقر السید علی غضنفر بن العلامہ
الفہامہ جناب السید علی اکبر مد ظلہ العالی

صحت نامہ کتاب حق المبین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۵	سنہ ۱۸۹۹ء	سنہ ۱۸۹۸ء	۳۸	۱۵	یہ نہ سمجھنا	یہ سمجھنا	۵۸	۵	طرح	ہر طرح
۱۰	۸	جائیلہ	جائیکہ	۴۱	۶	پانی	آپکی	۵۹	۱۶	نے صر	نے نہ صرف
″	۱۴	بڑھے	بڑے	۴۲	۱	اطلاق	کا طلاق	۶۰	۸	حضرت کو اس	حضرت اس
۱۲	۲	دنا	زنا	″	۳	تعداد	تعدد	۶۱	۲۰	باپ	آپ
۱۵	۲	کہ	کے	″	۵	″	″	۶۲	۴	کبھی	بھی
″	″	کالنا	نکالنا	″	۱۱	ڑیگا	پڑے گا	″	۱۱	کرسکیں	کرسکینگے
″	۳	کو بیان	کو اپنے بیان	″	″	تور	توریت	″	″	کہتے یومیں	کہتے ہیں کہ یومیں
۱۶	۱	لور	اور	″	۱۵	تعداد	متعدد	۶۵	۱	خود اپنے	اپنے
۱۸	۷	کیوں کرتے	کیوں جائز رکھتے	″	۱۷	تعداد	تعدد	″	۹	حمر	حیز
″	۹	تے	رہتے	۴۳	۲۱	خواہش	خواہش کا	″	۱۰	عزت	غیرت
۲۰	۱۷	کہ	کہہ	۴۴	۸	حضرت	حضرات	۶۶	۱۵	حضرات	حضرت
۲۱	۶	آپکی	آپکے	۴۵	۱۷	تعداد	تعدد	۶۷	۱۴	کاب	کلاب
۲۴	۳	سہل	بیبل	۴۶	۱۴	″	″	۶۸	۲	مائل	مال
۲۶	۷	دوسو	دو								
″	۱۳	اور	بعد	″	۱۲	″	″	۶۹	۱۹	رقبہ	رضیہ
″	۱۰	لکھتے	لکھے	″	۹	″	″	۷۱	۱۴	ہ	ہے
″	۱۱	بانی بند	بانی مذہب	۴۷	۹	″	″	۷۷	۴	تقراضات	تعریضات
۳۱	۴	بلکہ	ملکہ	″	۱۰	″	″	″	۱۴	کھفوا نیا کھفوا	انیا کھفوا
″	۱۲	نظیر	نذیر	″	۱۶	لگے	لگے	″	۱۵	معلوم ہوسکتی	ہوسکتی
″	۱۸	انے	ے	۴۹	۱۲	مجہو	مجہول	۷۸	۱۶	او	و
۳۴	۱۱	سے	ہے	۵۲	۰	صفحہ ۵۶	صفحہ ۵۲	″	۲۰	بانفیہ	نفیسہ
″	۱۷	سیکٹ	رسیکٹ	″	۴	مولوری	ولتوری	۷۹	۹	سم	تبسم
۳۵	۷	جاعت	جماعت	۵۴	۱۲	آیہ ہی ہیں	آیہ ہیں ہے	۸۱	۸	ہمزہ	حمزہ
۳۶	۱۲	مجلس	مجس	۵۷	۱۵	مجھے	سمجھے	″	۱۱	او	و

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨٢	٢	اگر خاصان	خاصان	〃	١١	عذابہی	رتثلیث ا	١٧٤	١٨	حضرت داود	پولیٹکا نام حضرت داود
〃	١١	این	این	〃	١٦	ہو لیکن	لیکن	١٧٥	٣	ر داور	سے داؤد
٨٤	١٥	اور نہوں	اونہوں	١٢٩	٦	حضرت	اگر حضرت	〃	٤	وسول	ورسول
٨٥	١٦	لکھا یا	لکھا	١٣٣	١	رازو	زارح	〃	٨	وریا	اوریا
٨٦	٣	کیجیے گا	کیجیے	١٣٥	٧	کہتا	کہا	١٧٧	١	اپنا ٹھنڈا	اپنا دل ٹھنڈا
〃	٦	مونست	موانست	〃	١٠	جیتے	جتے	١٧٨	٨	ماریے	مارا
٨٧	١٧	الفعل	بالفعل	١٣٨	١١	رنگل	نکل	١٧٩	٨	کر نصاف	انصاف
٩٢	٢١	آمان	امان	〃	١٥	ذ	زد	١٨٠	٩	وہ مکن	ممکن
٩٣	٤	نہ کہ	کہ	١٤٠	١٥	قصور قصور	قصور	١٨١	١٧	کے	سے
٩٦	٦	ہوا	ہو	١٤٣	١٥	ید	زید	١٨٤	١٤	یسر	اسیر
٩٩	١٣	تاٹے	تارٹے	١٤٤	١٣	اور اور	اور	١٨٧	٨	کیلیے	کے
١٠١	١	وجنگ	بجنگ	١٤٧	٢	کہ یا جایز	نا جایز	١٨٨	٤	نہیں	بنیں
١٠٢	١٧	ابکر	ابوبکر	١٤٩	١٣	لزوج	جزوج	١٩١	٤	اسلوم	اسلام
١٠٥	١٦	ما	یا	١٥٠	١٩	آپ لکھتے	آپ جو لکھتے	〃	٢١	رضامندے چورو	رضامند ہے اگر چورو
١٠٧	٦	تیاہی	تباہی	١٥١	٨	کرا ڈالا	کرکے قتل کرڈالا	١٩٧	٣	نو	تو
〃	١٢	دم کے	کے	〃	〃	کسیکی	کسکی	〃	١٨	پہر کبھی	[illegible]
١٠٨	٩	نبد کبھی	کبھی	〃	٩	کسیکو	کسکو	٢٠٠	٧	تو تو	تو
١١٠	٨	اور کہ اور	اور	١٥٤	١	تم نے	جیسا اونہوں نے	〃	١٥	اصل	اصلی
١١٤	١	کہ کہ	کہ	١٥٥	٢٠	عام	عالم	٢٠١	٨	وا	واسطے
١١٧	٩	ہاتھ	ساتھ	١٥٦	١٢	نہ ایسا	ایسا	〃		ــــ	سے
١١٩	٥	پرانہ	پروانہ	١٥٩	٨	لیے	لیتے	٢٠٢	٧	کو	و
١٢٠	افاغ	افات	لفات	١٦٩	٢	انشا	افشا	٢٠٣	٨	سیئے اور	اور
١٢٥	٢	ہے	سے	〃	٧	شیطان	سرطان	٢٠٤	٨	نہیں ہو	ہو
〃	١٠	حشرت	حضرت	〃	١٦	سم	بسم	〃	١٣	ستاخیاں	گستاخیاں
١٢٨	٩	رسم	نے رسم	١٧١	٩	تواپ	آپ	〃	٢٠	چمار گار	چارہ گار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۲	چچے	چکھے	۲۲۶	۲	نبی نبي	نبي	۲۸۵	۱۷	کہاہ	نشاہ
۲۰۶	۲	جاتاہی	جاتا	۲۲۷	۲	سفرت	حضرت	۲۸۶	۱۸	دوسر	دوسرا
〃	۶	کو	تو	۲۲۴	۱	لبتر	کثیر	〃	〃	ک	کر
〃	۱۳	پرشان	پرسان	۲۳۹	۲۱	کولے	بولے	۲۸۷	۱	قبوایا	قبول کیا
〃	۱۵	وریادتی	دریادلی	۲۴۰	۲۱	ان	اونہن	〃	۱۰	آیت	آپ
۲۰۹	۲۰	کاکا	کا	۲۴۵	۱۵	معاملاً وسعاملاً	معاملاً ومعاهداً	〃	۱۴	یگر	مگر
۲۱۵	۲	حضرات	حضرت	۲۴۹	۱	سے	کی	〃	۲۰	ام ر	اور
〃	۸	کہ	بلکہ	〃	۴	عجیب عجیب	عجیب	۲۸۹	۱۷	لیوسن	لموسن
۲۱۷	۱۷	تفسیرین	تفسیر	۲۵۰	۱۱	کیاسے	کرے	۲۹۱	۸	بمبست	بہشت
〃	۱۸	اختصا	اختصار	۲۵۲	۱۳	ہو اور	ہوا اور	۲۹۴	〃	آپ یہ لوگ	آپ لوگ
〃	۲۰	آشر	اشہر	۲۵۳	۶	بارہ	باندہ	۲۹۵	۱۹	استنفا	استثنے
〃	〃	وررا	ور	〃	۱۵	کے اگر قوت	کے قوت	۲۹۹	۲۱	کہین	ہاین
۲۱۸	۱	و	کرو	۲۵۶	۲۰	فرق	خرق	۳۰۱	۳	علیمان	سلیمان
〃	〃	مغصہ	حفصہ	۲۵۷	۲	سملہ	حلہ	〃	۲۰	لعت	امت
〃	۳	حفہ	حفصہ	۲۵۹	۱۳	سمات	معذرت	۳۰۳	۱۴	نزدیا	نزدیک
[illegible]	۹	خیرا	خیر	۲۶۲	۹	مارین	مادینے	۳۰۴	۱۸	کور	اور
۲۲۱	[illegible]	کال	کاحال	〃	۱۸	مر	امر	۳۰۸	۶	بتری	بستری
〃	۶	کہاں کچہ	کچھہ	۲۶۳	۱۹،۲۱	اوراگرتا وراگرہ	اور اگر یہ	۳۱۵	۴	منفعت	منقصت
〃	۱۴	تین	نیتجہ	۲۶۷	۱۳	سواد	سعاد	۳۱۸	۱۸	نو	کو
〃	〃	توتو	تو	۲۷۶	۱۹	کو	کہہ	۰	۰	۲۱۹	۳۱۹
۲۲۲	۵	کو	سے	۲۷۸	۱۹	ہون	ہو	۳۲۰	۵	کرسکتے تھے	کرسکتے
۲۲۳	۲	ذیکی	نزدیکی	۲۸۴	۴	لاہستن	لاتے ہین	〃	۶	علیحدہ	علیحدگی
۲۲۴	۳	کون جوجھ	کون جوجوجھ	〃	۱۱	کی نہین	کی صفائی نہین	۳۲۱	۱۹	خدلات	ضلالت
〃	۱۵	مریہ	سریہ	〃	۱۵	نے	آئے	۳۲۲	۱	والمستدیر	والمتصدقین
۲۲۵	۱۴	و	وہ	۲۸۲	۱۶	اطلاق	طلاق	۳۲۳	۱۴	یاد دلای	بتلائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۲	۱۰	ماوم	ملزم	〃	۸	ڈہانپتے ہین	دہانپتے
〃	۱۶	تدن	تمدن	۳۵۰	۳	موسوعہ کتاب	موسومہ کتاب
〃	۱۸	بیوبیو	بیبیون کو	〃	۷	اسور	مامور
۳۲۶	۲	براوعے	بہرادیے	〃	۱۷	کی کرنا	کرنا
〃	۴	کو	اونکو	۳۵۱	۱۷	۰	والخشعین والخشعات والمتصدقین والمتصدقات
۳۲۷	۱	کے	نے				
〃	۳	تعداو	تعدد	۳۵۳	۲۰	باتی	باقی
〃	۱۹	تجکو	مجھکو	۳۵۴	۹	پسل	پسلی
۳۲۸	۹	ورمین	ورس				
〃	۱۴	اوسیکے	اوسکو				
〃	۲۰	الور	امور				
۳۳۰	۱۷	۱۷ الغاثیتہ	الغایتہ ۱۷				
〃	۱۸	مزاح	منسوخ				
۳۳۱	۱	ثان لین	تان لین				
〃	۱۹	کراتے	کرتے				
۳۳۴	۱۷	زناکاری	نقطہ زناکاری				
۳۳۷	۱۴	تشخیص	یہ تشخیص				
۳۴۳	۷	سیے	فرمیئے				
۳۴۴	۸	نہ	نہین				
〃	۱۸	تہی اونکا	تہی ایسی تو اونکا				
۳۴۷	۱	کے	نے				
〃	۱۴	بلکہ	لکر				
۳۴۸	۱۶	بغاوٹ	بناوٹ				
۰	۰	۳۴۶	۳۴۹				
۳۴۹	۷	سکہاونے	سکہاتے				